جسمین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطانعالم

واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سے تا زمانہ وزارت مصنوعی وجبری

مرزا برجیس قدر و حالات زمانہ غدر سنہ ۵۵۵

مسطور ہین

حسب ایمائے حکام والاشان جناب ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا تھا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنو محلہ حضرت گنج مین چھپی

فهرست مضامين وتذكرهاے تواريخ اوده جلد دوم

———:o:———



بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوسرا جلوس حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے بیان میں

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ بہادر کو خبر
انتقال جنت مکان پہونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے
ساتھ داخل محلسرا ہوئے بادشاہ کی نعش پر گئے نوروز علیخان نے دوشالہ منہ پر سے اوٹھایا دیکھ
تو کسیطرح کا شبہہ ڈاکٹر صاحب کو نہوا صاحبات محل میں شور قیامت برپا تھا صاحب نے تاسف
نوروز علیخان سے فرمایا کہ جناب عالیہ سے عرض کرو کہ یہ وقت مقام صبر ہے پھر وہاں سے
گلستان ارم میں آکر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی سنتے ہی عجب
حالت بے قراری سے برآمد ہوے دونوں طرف خواص بازو تھامے ہوے متصل اشک
چشم حق بین سے جاری تھے بے قراری دمبدم بڑھتی جاتی تھی اسی حال سے زرد کوٹھی
میں آکر بیٹھے مصاحبان خاص دست بستہ حاضر تھے ہر چند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسیطرح سے
صورت افاقہ گریہ و بکا ہوجا لیکن رعب و دبدبے سے جرات عرض ہوسکی اس عرصہ میں

امیرالدولہ میر مہدی علی خان نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان بالنگس صاحب استقبال کو آتے ہین
ملازمین ہر طرف اپنے مقام پر کمر بستہ جلو رسواری حاضر ہوے ۔

حسب اتفاق اوسدن یہ مؤلف کتاب بھی سلام ہوادنی بندیا ونین گیا تھا بمجرد سننے اس
خبر کے وہان سے جلد چلا تا کہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہوجاے جسوقت لوہے کے پل پر پہونچا دیکھا
جابجا لوگ باتین کر رہے ہین جب قریب مکان ظفر الدولہ کے پہونچا اور حویلی کا رونیے گذرا ہجوم
زمانیکا ٹھہراوز جابجا امرا او راہل دربار کی سواریان خالی کھڑی دیکھین اوسی وقت مجھے یقین ہوا
اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جاکر صورت جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ دری کی
پھاٹک پر آیا پھاٹک بند دیکھا اور باہر دورویہ سوار اردلی بڑے صاحب کے کھڑے ہوے
پاے اس عرصے مین اوسی ہجوم عام مین سے ایک شخص نے مجھے متوسل انگریز جان کر کہا
کہ ہمارے نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ صاحب رزیدنٹ سے عرض کیجئے مین سب طرح سے حاضر ہون
اگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہین تو مجھے میرے حق سے اسوقت محروم نرکھیے تو جہان
تک صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کرلینا مینے اوس سے کہا کون ہے نواب نے یہ پیام
بھیجا ہے اور مین کون ہون جو واسطہ دار ایسے امر عظیم کا ہون اس عرصے مین سوار دن کے
گھوڑے بھڑکے لوگ ادھر کے ادھر ہوگئے مین بھی تلوار سے جھپٹ کر کھڑا ہو رہا اور وہ شخص
کافور ہوگیا مین سمجھا غالب ہے کہ یہی مستحق ہونگے مگر سبحان اللہ باوصف اس انتظام صاحبان
عالیشان کے صاحب اولوالعزم اپنی طمع خام سے ہاتھ نہین اوٹھاتے فی الحقیقت اگر
خوف حکام عالیشان نہ ہوتا تو مثل مقدمات ساجہان آباد یہان بھی مستحق اور غیر مستحق
دو لتون قصور نہ کرتے ۔

القصہ مین وردازے سے ناامید ہوکر دوسرے پھاٹک شرقی پر گیا وہ بھی پھاٹک بند تھا ایک
چپراسی دیوان عام نے مجھسے کہا کہ آپ کو مین بحکم نواب لوہے کے پل تک ڈھونڈھ آیا
پھر اوسنے دربان کو پکارا جب بھی پھاٹک نہ کھلا اس عرصے مین مہاراجہ بالکرشن کی سواری
آئی تب پھاٹک کھلا مین بھی داخل ہوا روش پر نواب صاحب ممدوح مرزا ولیعہد کے پاس سے
آتے تھے بارہ دری کی کھڑکی پر کھڑے ہوے مجھے اور رفیع الدولہ و میر عنایت علی رسالدار کو اپنے ساتھ لیا

اور پھر کھڑکی کو بند کروا دیا کوئی نہ آنے جب گلستان ارم مین گیا دیکھا کرنل رچمنڈ صاحب وزیدا کٹر کولو
و کرنل دلکاکس صاحب ایک اور صاحب بھی مہمان رزیڈنٹ کھڑے ہین مہاراجہ بالکرشن سود
فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنا رہے ہین یعنی مابدولت واقبال نے باعانت وامداد آنریبل
سرکار کمپنی انگریز بہادر وراثت آبائی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا دوسری طرف مصلح السلطنت
اہتمام الدولہ حیدر حسین خان شرف الدولہ غلام رضا خان دوسری جانب مرزا ومی علی خان
حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سفیر شاہی کھڑے ہین بعد چند دقیقے کے آمد آمد سواری بادشاہ
کی دھوم ہوئی اور دور باش سواری کا بہت غل وشور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کیون
شاغل مچایا چپراسی سے ولایتی تلوار لے کر داب کمر سے لگائی اور صاحب بھی قرینے سے
کھڑے ہو گئے جب بوجہ سواری زینے سے چڑھنے لگا کثرت ہمراہیون سے جنگلا آہنی
زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہالنگس صاحب پہلوے بوچھے قریب تھا کہ گر پڑین جب بادشاہ
داخل کمرہ ہوئے بڑے صاحب سے معانقہ ہوا اور کمرہ وسطی مین جا کر بیٹھے اور دو دروازے
بند کرنے کھڑے ہوئے ایک صاحب کے ہاتھ مین خاصدان بھی تھا ڈاکٹر صاحب نے صورت غیر مکی
بجھکر مجھسے پوچھا یہ دونون غلام زنگی کون ہین مین نے کہا انھین پہچان رکھیے یہ تو بان خاص
شاہی عالم عمل علم موسیقی ہین امیر الدولہ میر مہدی علی خان داخل کمرۂ خلوت ہوئے پھر نواب
علی نقی خان تسبیح در دست وظیفہ پڑھتے ہوئے کمرے مین چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسین خان
داروغہ دیوان خانہ ولیعہدی۔ نواب امین الدولہ نے اوسوقت مفت کرم داشتن خیال
کرکے مجھسے فرمایا کہ مین نے میر مخلص حسین کو بھیجکر نواب معین الدولہ کو بلوایا ہے مین نے عرض کیا
اب یہ وقت عام ہے جسے چاہیئے بلوائیے وہ وقت خاص گذر چکا پھر نواب نے مولوی محمد
جلیل الدین خان کو سمار کے ساتھ واسطے تجویز قلعہ شاہ نشین مقام قبر
احاطہ رسالہ چھاؤنی سواران ہینشد و خان مین بھیجا بعد ایک ساعت کے جانسن
صاحب بریگیڈیر چھاؤنی ہندیاون تشریف لائے فقط انھین کے آنے ہی کا
انتظار تھا بڑے صاحب کمرے سے باہر آ گئے اور انھین بھی کمرے مین بلا لے گئے
بعد اسکے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہو داخل بارہ دری ہوئے پہلے

کمرہ خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی عباے خاص بر دوش زینے سے تخت
پر کھڑے ہوئے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوے مجدالدولہ چھوٹی کشتی مین تاج شاہی
لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ تاج فرق مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی کہ آپ
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ہوے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہوکے تخت جیپر شامیانہ
بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اُسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اُٹھائین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو لازم تھے
انھون نے نذر دی بادشاہ نے پانچ اسم سادات حسنی دستخط فرمائے سامنے مبارکباد
کا غل ہوا باجے ہونے لگا بانڈ انگریزی بجنے لگا شلک سلامی سر ہوئی شہر مین شادی
ہوئی اوسوقت گھڑی مین دیکھا تو ۹ ساعت ۵۳ دقیقہ گذرے تھے بعد ایکساعت کے تخت
سے اُترے ایک طرف بڑے صاحب دوسری طرف برگیڈیر تخت رواں تک لاکر رخصت ہوے
بادشاہ سوار ہوے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسراے پہلو سے بارہ دری ہوے۔

صاحب رزیڈنٹ نے برگیڈیر میجر کپتان لام صاحب کو حکم حفاظت پہرہ انگریزی
دیگر نواب امین الدولہ رخصت ہوکر سوار ہو گئے چھاؤنی سے پانچ کمپنیان جو واسطے بندوبست کے
آئی تھین اونکو بدستور انعام دیکر رخصت کیا بدستور پہرہ انگریزی کا کرنل جان بیلی صاحب کیوقت سے چلا آتا ہے
قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ دیوڑھی عصمت سرا خاص پر گئے مقربان جنت مکان
سے سرگذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین قنبر علی خان نے خاصہ
طعام کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازہ پر کھڑے تھے جو مل
مرزا اسکندر حشمت بھائی کو نذر دیکر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بیقراری سے
معلوم ہوتا تھا کہ انھین کا باپ مرگیا ہے انکے پیچھے حکمت الدولہ اور اونکا بیٹا تھا اوسوقت
ہجوم ملازمین خاص و عام دلیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرا
قدرت مین آئے بیٹھا د منزل مین اوسوقت لقیب آوکیا دولت ہوئی امیر الدولہ دو جان اولش لیکر
آئے اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذر رہی ہوگی بندہ راہی گھر ہوا کہ خیر اجلتنش ہوا اوس شب
کو ابر منبسط ہر طرف سے گھر ہوا تھا اور کچھ ترشح بھی ہوتا تھا در دولت سے تا کہ سجاد باغ تک عجیب

سناٹے کا عالم تھا ہر قدم پر وحشت برستی تھی آور شہر سے کسیکی اواز بھی نہین آتی تھی حتے کہ کتون کی آواز بھی نہین سنائی دیتی تھی بہر کیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس طرف آبادی شہر نہین ہے اور آدمی کوئی راہ مین نہ ملا سوا ے ناکہ کے سپاہی سکے ادنے تو البتہ گو کا غرض یہ آثار اور علامت حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتے ہین اکثر نواب اور امراے جیلم کی جہت سے اپنے خیمے مین بیٹھے مجھسے پرسان حال ہوے جو سانحہ گذرا تھا بیان کر دیا۔

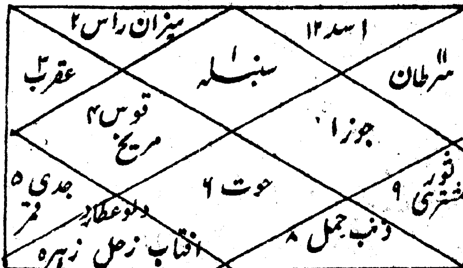
صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا محاسرے وزارت مین نواب معین الدولہ سعید الدولہ اور اہل دربار متفرق بیٹھے ہین سُنا کہ بادشاہ نے صبح کو پھر تخت پر جلوس فرمایا تھا باقی شاہزادے اور امرا اور اہلکارون کی نذرین لین جب مرزا دارا سطوت نے نذر دی اونکی خردسالی اور یتیمی پر رحم فرما کے روئے جب دربار برخاست ہوا حاضرین تشئیع جنازے کو گئے، جب خبر دفن جنت مکان بادشاہ نے سُنی وقت عصر باد بہاری یعنی گاڑی پر سوار ہوے مقربان خاص سواری مین تھے شہنشاہ منزل مین تشریف لائے چار گھڑی رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

القصہ روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کی قبر پر ہوئی ارکان دولت شریک فاتحہ خوانی و روضہ خوانی تھے روز سہ شنبہ ۲۹ صفر کو بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا نواب امین الدولہ مہاراجہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ قدیم بدستور اپنے کاروبار مین مصروف ہوے الحمد سرا علی احسانہ قد رجع الحق سے علے مکانہ بادشاہ معدلت پرور متوجہ دادرسی رعایا پر متوجہ ہوے عدالت و خبر والی کی سرسبزی خیال مبارک مین ہوئی خداوند عالم اپنے حفظ و حمایت مین رکھے اور توفیقات اعمال حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور رضامندی خدا و رسولؐ ہو عطا فرما کے کہ یہی شیوہ و طریقہ عدالت گستری ہے اور مکائد اعدا اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے اور بصحت و باقبال عمر طبعی تک پہونچاے بحق محمدؐ و آلہ رعایا و برایا قریب و بعید پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے دعا سے غافل نرہین

زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ یکپاس روز برآمدہ ۱۲۳۷ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء و ۱۲۲۹ف طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد و ۱۸۷۸ ساون سدی ۱۲ روز منگل ۵۸ گھڑی ۲۹ پل چھانچھتر ۲ - گھڑی ۲۳ پل اندر جوگ



طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی ذوجسدین اوسکا کوکب عطارد برج دلو مین ۶ - خانہ محل وبال آفتاب اوسمین زہرہ زحل جمع ہے منسوبات ۶ - خانہ دشمن و جنگ و خوف و نفع و غلبۂ اعدا برج دلو برج مذکر بادی ۹ خانہ ثابت اوسکا کوکب زحل اپنے گھر پر کمال قوت سے زحل قوت دشمن و افسونگری و حیلہ جوئی و دروغگوئی و مکاری اوسکی زحل آفتاب کے دشمن ہے نصارا آوستاد اتالیق بادشاہی اوسکی دلیل ہے کہ بادشاہ سے خصومت ہوا ایک دوسرکی مشارکت سے زہرہ کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چار دن کوکب ۶ خانے مین سخت ہوتے ہین دوسرے خانہ مین راس دلیل نقصان مالی مریخ ۴ خانہ مین اچھا نہین ذنب ۸ خانہ مین اچھا نہین قمر ۵ خانہ جدی مین خانہ دشمن و خانہ ہبوط قمر مشتری خوب ہے اگرچہ خانہ دشمن مین ہے واللہ اعلم یہ بڑا علم ہے بڑا علم ہے مگر اس سے استخراج مشکل ہے یعنی اصل حقیقت نحوست و سعادت ۔

اکثر ملازمین قدیم جدید کو خطاب شاہی ملا مقربان خاص مصاحب شمشیر ہوئے آیندہ امیدوار فضل و کرم شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔

الغرض ۱۵ - دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی دستور زمان سابق ہی بغداد کے شہنشاہ منزل مین تشریف رکھنا فرح بخش بیت السلطنت قدیم کو ہمین سمجھکر چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہوا کسواسطے کہ وہان صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہی ریذیڈنٹ صاحب نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور آبائے کرام کے نہین تشریف رکھیے تو بہتر ہے او سوقت بادشاہ نے فرمایا مجھے یہان کی ہوا ناموافق مزاج ہے اور یہ امر کچھ آپ کے خلاف بھی نہین - بعد اسکے اہل دربار اور شاہزادگان و امرا کو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار سب کوٹھی فرح بخش مین حاضر ہوا کرین مین بھی وقت خاص پر آیا کرونگا -

خلاصہ یہ کہ ۹ بجے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور اہل دفتر خاص دردولت پر دولتخانہ قدیم مین حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب نوبت زوال شمسی بجتی تھی برخاست ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کئی دن تک سواری مین دو ترک سوار آگے صندوقچے لیکر چلتے تھے راہ مین جو مستغیث عرضی دیتا تھا صندوقچے مین داخل کردیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ او نیز حکم نوشیروانی مزین بدستخط خاص ہوتا تھا اسکا نام مشغلۂ نوشیروانی رکھا تھا اہلکارون کو اس سے خوف اور رعایا کو باعث ازدیاد تقویت ہوتا تھا فی الحقیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا -

دوسرے ہفتہ کو روز پنجشنبہ کوٹھی رزیڈنسی مین صحبت جاے پانی ہوئی موافق معمول کے نواب علی نقی خان امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل زمرۂ کرسی نشینان ہوے وقت رخصت بڑے صاحب نے حسب سررشتہ ان دونون صاحبون کو ہار گوشہ اور عطر دیا

تفصیل اولاد و محلات بادشاہ

نواب خاص محل مخدرۂ عظمی سے

۱ - خسرو مرتبت دارا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر معذور بمرض صرع -

۲ - ابوالحسن فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جاوید علی بہادر -

۳ - ابوالنصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علی بہادر -

۴ - قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔

۵ - آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر نواب رشک عالم صاحبہ سے۔

۶ - صاحب عالم مرزا علی مرزا خوش بخت بہادر۔ اختر محل

۷ - جنرل فریدون قدر محمد ہزبر علی بہادر۔

۸ - محمد علی ۔ معشوق محل

۹ - مرزا برجیس قدر ۔ نواب حضرت محل

۱۰ - قمر احسن مرزا ۔ مہدی بیگم صاحبہ

۱۱ - قمر قدر مرزا ۔

۱۲ - محمد عابد علی بہادر۔ فخر محل

۱۳ - مرزا آسمان جاہ ۔ رشک محل

۱۴ - قمر احسن مرزا واجد محل

۱۵ - قمر احمد مرزا عجاہ علی بہادر۔ معشوق محل

۱۶ - مرزا احمد جوگی بہادر ۔ جہان پناہ محل

۱۷ - مرزا احمد جلال بہادر ۔ صدر محل

۱۸ - قمر حسین مرزا بابر بہادر۔ اکلیل محل

۱۹ - بلند جاہ مرزا محمد عسکری بہادر ۔ عیش محل

۲۰ - مرزا کام بخش بہادر ۔ الفت محل

۲۱ - روشن گہر مرزا قائم علی بہادر ۔ حور محل

۲۲ - مرزا مسعود علی بہادر۔ شاہ نواز محل

۲۳ جہان پرور مرزا محمد کاظم علی بہادر۔ دل افروز محل

۲۴ فرخ مرزا ابوتراب بہادر ۔ نونہال محل

۲۵ - مبارک مرزا علی بہادر ۔ ہمایوں محل

۲۶ - اقبال جاہ مرزا محمد ہادی بہادر۔ تابان محل

۲۷- سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر	سنبھا محل
۲۸- تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر	محبت محل
۲۹- سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر	بے نظیر محل
۳۰- مسرور مرزا حسین علی بہادر	تابان محل
۳۱- بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر	شہزاد محل
۳۲- ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر	پیارا محل
۳۳- محمد علی مرزا بہادر	عالم افروز محل
۳۴- عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر	دل نما محل
۳۵- دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر	بنگالہ محل
۳۶- خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر	ولایتی محل
۳۷- کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر	دلاویز محل
۳۸- دارا جاہ مرزا ابوالعلی بہادر	مبارک محل
۳۹- بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر	شباب محل
۴۰ مرزا اختر جاہ	صفیہ محل

تفصیل شاہزادی ہای عصمت مآب

۱- شہر آرا نواب کبرے بیگم	سلیمان محل
۲- صغرا بیگم	عزت محل
۳ جہان آرا بیگم	حور محل
۴ سریر آرا نواب زینب بیگم	خاقان محل
۵ تخت آرا نواب شہربانو بیگم	نواب بیگم
۶ نگین آرا نواب رقیہ بانو بیگم	شیدا محل
۷ دیہیم آرا نواب بنت السلطان بیگم	ملکۂ سروسہی

۸۔ نواب سریر آرا بیگم	خاقان محل
۹ بنت الملک نواب صغرا بیگم	معشوق محل
۱۰ تاج آرا نواب صبیہ سلطان بیگم	شہزادہ محل
۱۱ مرتبہ آرا نواب سکینہ بیگم	سلطان محل
۱۲ حلم آرا نواب شہربانو بیگم	جہان پناہ محل
۱۳ نزاکت آرا نواب محمدی بیگم	سرفراز محل
۱۴ محفل آرا نواب معصومہ بیگم	صنوبر محل
۱۵ محل آرا نواب کنیز صادق	صدر محل
۱۶ منزلت آرا نواب رقیہ بیگم	محبوب محل
۱۷ عفت آرا نواب طیبہ بیگم	نجم محل
۱۸ حسن آرا نواب فاطمہ بیگم	عیش محل
۱۹ ملک آرا نواب عابدہ بیگم	عمدہ محل
۲۰ بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم	بوٹہ محل
۲۱ بزم آرا نواب سکینہ بیگم	منصور محل
۲۲ رزم آرا نواب خدیجہ بیگم	منصور محل
۲۳ شرف آرا نواب کنیز قایم	حسن محل
۲۴ مروت آرا نواب مہدی بیگم	ملکۂ سیمتن
۲۵ شکوہ آرا نواب شمیدا بیگم	اعلےٰ محل
۲۶ گوہر آرا نواب نیکبخت بیگم	حسن محل
۲۷ سیما آرا نواب کنیز جعفری بیگم	حضرت محل
۲۸ بدر آرا نواب اکبری بیگم	خوشنصال محل
۲۹ شہریار آرا نواب معنی بیگم	مبارک محل
۳۰ سلطان آرا نواب پوتی بیگم	صاحبزادی جرنیل صاحب

۳۱ - بادشاہ آرا نواب بادی بیگم۔ بادی محل

۳۲ - تاجدار نیک نہاد بیگم مرغوب محل

۳۳ - زکیہ بانو بیگم بارگاہ محل

شاہزادے - للعہ - شاہزادیاں ہہ - جملہ ہے

یہ تفصیل کئی برس بیشتر کی ایک دوست نے کلکتہ سے بھیجی تھی غالب ہے اس مدت میں اور ہوئی ہوں حضرت عرش منزل کی محلات اس کثرت خداداد سے نہ تھے مگر حضرت سلطان عالم کو اپنے مبدء موجود فیض سے عنایت ہوئے ۔ اللہم زد ولا تنقص ۔

مثنوی سانحہ نواب امین الدولہ من کلام منشی احمد

بیا اے خامہ تا رسم فسانہ
رقم سازم زر آشوب زمانہ

برائے بندگان خاص داور
رسد آلام روحانی مقرر

غم و رنجے کہ در عالم عیان است
پئے مومن برائے امتحان است

تمامم شرح این اجمال اکنون
برنگ مثنوی و طرز موزون

بعہد پادشاہان اکثر اوقات
بملک ہند شد زینگونہ آفات

پس از فرخ سیر از دست دشمن
بہر یک حال سادات ہست روشن

مگر بود آنہمہ از قہر یزدان
مکافاتے زخون پادشاہان

بعہد آصفی مختار دولہ
شدہ مقتول خنجر در اثناوہ

بود اسباب قتل او نمودار
بقطا ہر جرم و بدخواہی سرکار

شدہ ہنگامۂ اکثر امیران
بدہلی ہمچنین بعد از نجف خان

بہر یک بود دعوائے ریاست
باین اسباب شد بغض و عداوت

ازین ہنگامہا از بہر ہر یک
ثبوت وجہ و حقے بود بے شک

مگر در لکھنؤ از جور گردون
نباشد فتنۂ بے وجہ اکنون

کہ از نیرنگے گردون دون آہ
عجائب سانحہ رو داد ناگاہ

امین الدوله دستور منتظم　　وزیر باکرم ثانی رستم
بحسب عادتِ خود صبحگاهان　　روان شد از پی مجرای سلطان
بدر نگہبش ہنگام رفتار　　شده همراه معدودے جلودار
بظاہر پنج شش کس از سواران　　بجز سید همه زنهاے میدان
یکے نامرد عیسیٰ لنگ پا بود　　نجف نام شریر و بے حیا بود
دگر در مذہبِ خود بوده ارشد　　خلاف مسلکِ آل محمد
سوم مشهور هر برنا و پیر است　　جوان خوب نامش شاه پیر است
چهارم بود سید میر میدان　　شهید و عاشق شاهِ شهیدان
علی او را همیشه در امان داشت　　چو فرزندان خود مانند جان داشت
پیاده چند کس از خاص بردار　　بدست هر یکے برق شرربار
یکے سرکردهٔ آنها برهمن　　هولاس اسم بد دل مانند بهمن
غرض نگهی بیامد در روانے　　بنزد مسجدِ سلکه زمانے
همانجا چار کس از بدمعاشان　　بباطن کافر و ظاہر مسلمان
یکے فضل علی و دیگر اکبر　　دو کس دیگر تفضل نام و حیدر
بهم هر چار کس کردند فریاد　　که بر ما بیکسان گردید بیداد
ستم از مردمان راج پلٹن　　کمیدان بے سبب گردیده دشمن
مراد آنسته از جنس پیاده　　ز تنخواهم بما دادے نداده
شنید این ناله چون نواب ذیجاه　　ازین فریاد بیرنگ گشته آگاه
به فرط رحم و عدل و بذل اشفاق　　عنانے در کشید از روی اخلاق
که ناگه چون سگ آن سگها دویدند　　همه تا زینهٔ نگهی رسیدند
هولاس آن چاکر نگهی بیک بار　　زده یک ریسمان بر آن سیه کار
جوان جرأت نموده آن دلاور　　دگر شمشیر زد بر دست چاکر
زیکے زان چار کس بندوق سر داد　　برفته گله بندوق برباد

دگر هنگ چون سگ دیوانه بیتاب
دران هنگامه دستور معظم
بزد دستی بر آن نامرد ناپاک
به همراهش باقبال خدا داد
بسان ابن ملجم دیگری آه
یکی دانست کان نواب ضرغام
بلاس آن وقت کار شیر نر کرد
قرابینک دگر یک بار سر داد
بضرب گله فوراً گشت بیجان
شده بر قاتل خود حمله آور
پس آنگه بر زمین از پا درافتاد
سوارانی که اول گشت مذکور
شنیدم شاه میران دم مکرر
باین الفاظ می کرد آه و ناله
یکی بر دست آن مرد فراری
دران هنگامه لیکن سید پاک
زبس شمشیر پیش نوکرش بود
بلاچاری بیامد نزد بهر زین
دو کس را چند با مشت و لگد زد
که دارم کارد زیب کمر هم
بدشمن می زد آن کارد چو شیران
بحفظ حربه چون باشد سپر دست
روان شد مثل دریا خون سید

به گبهی رفت بهر قتل نواب
که در جرأت بود ثانی رستم
که او از صدمه اش افتاد بر خاک
برده سینه اش نواب افتاد
بزد ضربت بروی پشت ناگاه
رسانده کار افتاده باتمام
که بر نواب خود خود را سپر کرد
که آن بر سینهٔ آن شیر افتاد
ز جرأت لیکن او مانند شیران
زده یک زخم شمشیر آن دلاور
تصدق گشت و بر نواب جان داد
ز خوف جان خود گشتند مفرور
ز بیم جان آقا گشته مضطر
که از جان می رود نواب والا
زده شمشیر بهر یادگاری
بسان شیر نر بوده غضبناک
تلاش نوکر و شمشیر بنمود
نموده حمله آن مرد خوش آئین
پس آنگه دفعتاً در یادش آمد
کشیده از کمر اش همان دم
شده خم کارد آن مرد میدان
رسیده چار زخم تیغ بر دست
شده خم قامت موزدان سید

بلبل چون بی سلاحی نفس بست
چو شد نواب بی یار و مددگار
ولیکن از زبان پر شقاوت
کرای نواب مثل دلاور
ترا اصلا خیال ظلم من نیست
در اشتعالت وزیر از روی جرأت
اگر دارید قصد کشتن من
نمائید لیک در اندک زمانی
اگر باشد طلب دیگر شما را
رسانم تا که آن مطلب بانجام
چو از کردار خود شرمنده بودند
کرای بحر کرم رای بهادر
چنین کس را اگر سازیم بیجان
ز تو خواهیم ای نواب والا
پس انگه گفت آن نواب ذیجاه
ازین هنگام جای برده ما را
پس آن سگها ز راه پاس آداب
وزیر انگه هر یک این صدا زد
خبر وحشت اثر را چون شنیدند
بیکدم در جهان هنگام شدت
فراهم شد چو هر سو فوج سرکار
بجانبازی همه بودند موجود
اگر حفظ من دل خسته خواهید

زده تکیه به دیواری و پشت
نموده آن سگان او را گرفتار
همی کردند اقرار شجاعت
ندیدم در جهان الله اکبر
ز جرأت بر جبین تو شکن نیست
چنین فرمود با اهل شقاوت
نمودم صبر اینک تیغ و گردن
به عالم از شما هرگز نشانی
کنید از راه خود آگاه ما را
ازین شورش نباشد هیچ فرجام
به پاسخ از خجالت لب گشودند
به عالم نیست مثل تو بهادر
نباشیم از گروه مرد میدان
امان جانهای خویشتن را
مناسب نیست شورش در گذرگاه
ز من سازید اطمینان خود را
نشانیدند در دوکان قصاب
که پیشم هیچ کس اکنون نیاید
امیر الدوله هم فوراً رسیدند
بیامد هر یک از ارکان دولت
شده هنگامهٔ محشر نمودار
ولی با هر یکی نواب فرمود
به پیش ما کنون هرگز نیائید

امیر الدوله چون بودند بیتاب
بگفتا با یکی زان بدمعاشان
امیر اهل ایمان است نواب
زراد جسم او دارا رهانید
کلام من اگر سازید یاور
هم از روی حلف سازم ضمانت
بگفتا آن همه اهل شقاوت
نماید از زبان خود چو اقرار
بیاندم صاحب والا مناقب
دگرگون قصد دشمن را چو دیدند
اجازت خواستند ز نیا رزیدنت
پس انگه صاحبان را هم طلب کرد
بگفت اول ز درد زخم نواب
برای حاکم این شدت نباید
برای بخیه گر باشد اجازت
بگفتند آن همه بسیار بهتر
یکی بخیه زنی از توپخانه
زده چون بخیه ها بر زخم نواب
دو سه بار آب خاصه نیر طبیب
به انگریزی جوابش داد صاحب
به انگریزی بگفت داکتر سیم
رزیدنت آن زمان کرده ضمانت
که اینک ضامن جان شما ام

نظر کرده بحسرت سوی نواب
شما هستید آخر اهل ایمان
ز ایذای جراحت هست بیتاب
بجایش پیش خود ما را نشانید
ده و پنجاه تا از صبح تا زر
که تا جان شما باشد سلامت
اگر صاحب کلان سازد ضمانت
شوم زین فعل بیجا دست بردار
ز شفقت آمده با چند صاحب
همه از روی دانش یا کشیدید
برفته اولاً تنها رزیدنت
ز دشمن پرسشش وجه اسباب کرد
نهایت مضطر است و سخت بیتاب
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور زانکین شرافت
همان دم آمده از لطف داور
که بود آن شخص او استاد زمانه
شده نواب را پس خواهش آب
بجوش تشنگی نواب نوشید
نباشد انچنین سرعت مناسب
زیک کار دگر گفتن می‌توانم
بگفتا با همه اهل شقاوت
به دولتخانهٔ خود می‌نشانم

ز ره قبولیه رسم معمول فیلان — طلب کرد دست نواب فلک شان
شوید اکنون سوار فیل بازر — بجا آرید از دل شکر داور
غرض نواب را صاحب رسانید — به پشت فیل اعدا را نشانید
مع زرتار زرد سنئے مبرده — پس همنگان انگریزی سپرده
سوار پالکی خس گشته نواب — روان شد مثل خورشید جهانتاب
بدولتخانه از اقبال شاهی — بیامد از عنایات الٰهی
پس از دو روز گشته روبکاری — عجب شد امر که از تائید باری
بجرم آن سیه کاران نظر کرد — ز کوٹهی صاحب آنها را بدر کرد
شده آن جمله بیرون گشته محبوس — ز جان خویشتن بودند مایوس
مگر جرم همه نواب ذی جاه — ز راه مرحمت بخشید یکسر
ولیکن پیشتر زان باقی شر — شده زین گونه چون احوال اکثر
ز خوف دارشان خویش و ناگاه — نمود اکثر رعیت ناله و آه
بجرم سابقه در بند زندان — شدند از حکم شاهی پا به جولان
بهر یک جرم شان گردید ظاهر — ولیکن روبکاری هست دائر
وزیر اعظم از راه عنایت — بر آنها مے کنند اتمام حجت
ز راه رحم و با الطاف بیحد — طعام خاصهٔ خود مے فرستد
خدا نواب را دارد سلامت — برای بندگان ست آب رحمت
باقبال خدا نواب والا — رها گردید چون از شر اعدا
ز بس از تیغ کیپن مجسٹریٹ اوده — علاجش را کمشنر صاحب نمود
شده در عرصهٔ یک ماه کامل — شفا از جمله مکروهات حاصل
بهر یک خلعت و زر شد عنایت — برسم تهنیت شد جشن عشرت
بروز پنجشنبه بعد یک ماه — چو آمد بهر پابوس شهنشاه
عطا شد خلعت شاهانه پر زر — به فیل و پالکی و لعل و گوهر

نواب مدار الدولہ علی نقی خان



A. INAQUIKHAN

زتشریف وزارت گشت افزود
زره خود وکمان ود استانہ
شہنشہ اینچنین کردہ عنایت
بحمد اللہ کہ بر نواب ذیجاہ
بدورش کشتہ شد این احمد بیر
بہ پیری بر طرف گردید ناگاہ
گدائی نیست ہرگز عادت او
سعید الدولہ اورا پیش ازین داد
شہ جنت مکان از روی اعجاز
کنون از رحمت نواب عالی

زرخت ریشمی اشیاے معدود
دگر چار آئینہ ہم رستمانہ
نمودہ جملہ مختار ریاست
شدہ وزینگونہ الطاف شہنشاہ
کردارہ و شہرتے درفن تحریر
کند ہر روز و ہر شب نالہ و آہ
بہ پیری شد پریشان حالت او
نمودہ از ستم چون قتل ناگاہ
نمودش زندہ ہم کردش سرافراز
شدہ شامل بامید بجائی

براے چارہ معصوم اورا
دوبارہ زندہ کرن نواب والا

معزولی نواب امین الدولہ و منصبی سید علی نقی خان بہادر

خلاصہ باوجود اسقدر تفصیلات تعلقہ ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکارہ و مقربان محفل عیش و نشاط سلطانی سی نہ تھی بلکہ ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہمایون مین غبار زمان ماضیہ از سر نو پیدا ہوی چنانچہ وزا میر الدولہ کی جہت سے گذری نواب نے حسب فہمایش و صلاح وہی اپنے خیر اندیشون کے اتمام حجت سمجھ کر بعد جلوس بادشاہ اور سکے دوسرے دن بڑے صاحب سے عرض کیا کہ میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان کے تمام ہو چکی اب میرے واسطے کنارہ کشی بہتر ہے کسواسطے مثل مشہور ہے کہ باپ کا نوکر کبھی بیٹے کے کام کا نہین ہوتا چار دن کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سی موقوف ہو جاؤنگا باعث میری سبکی اور نارسائی کا ہوگا بلکہ کیا عجب ہی کہ جسقدر خدمت و خیرخواہی زمانہ ماضیکی مٹ جاوے اب بادشاہ جس شخص کو چاہین نہاد سے تجویز اور اپنی رضامندی سے

خلعت وزارت پنھادون آئندہ اگر حسن خدمت سمجھیں تو جو کچھہ مناسب ہو میرے واسطے مقرر
فرمائین مین اوسپر قناعت کرکے دعاے دولت کیا کرونگا اور خوب مجھپر ثابت ہے کہ بادشاہ
بدل مجھسے صاف نہین اور نہ کبھی ہونگے دوسرے اونکے مقربان خاص سے نہ بنیگی بڑے صاحب
نے جواب دیا کہ اگر ایسی ابتدا وقت مین تم کنارہ کش ہو جاؤگے ہمارے نزدیک خلاف
تمھاری قدامت دخیرخواہی زمان ماضیہ کے ہوگا کسواسطے کہ جتنا بادشاہ کو تمھارا پاس و
حفظ مراتب وشنوائی نیک وبد صلاح کا ہوگا دوسرے کا نہوگا مگر تم ازراہ مآل اندیشی عذر کرتے
ہو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاص مین استمزاج لینگے اور دوستانہ صلاح نیک ودیگر سمجھائینگے
چنانچہ بڑے صاحب نے باشاہ سے مشروحاً سب طرحکے نشیب وفراز سے سمجھایا بادشاہ
نے فرمایا مجھے اونکی نمک خواری دخیرخواہی سے تعجب ہے کہ مجھسے اسوقت مین کنارہ کش
ہوتے ہین مین اونکے حقوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہین سمجھتا جب بڑے صاحب نے
ایسے کلام سنے مطمین ہوے اور نواب کی ہر صورت خاطر جمع کردی پھر نواب نے نواب ملکۂ آفاق
اور نواب ملکۂ کشور سے بھی عذر کنارہ کشی عرض کیا اونھون نے بھی وہی جواب دیا کہ سبحان اللہ
تم چاہتے ہو قدامت اور نمک حلالی کو اپنے ہاتھہ سے مٹاکر دوسری صورت کیا چاہتے ہو دوسرا
ایسا نمک حلال خیرخواہ کون ہوگا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی عرض حال کیا بادشاہ
نے بفور عنایت سے اپنے گلے لگالیا اور فرمایا مین تمھین بجاے حضرت جنت مکان سمجھتا ہون
تم مجھے ایسے وقت مین چھوڑتے ہو نواب مطمین ہوے مگر یہ سب باتین ظاہر دنیاداری کی تھین
باطن مین بے اصل اور نہ اسکا خیال ہوا کہ ہم آج جو یہ کہ رہے ہین کل جو انھین موقوف کرینگے
تو بڑے صاحب سے کیا صورت ہوگی اونیز کذب وصدق ہماری منزلت کے خلاف نہ گذریگا
اور وہ نہ کہینگے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیون نہ موقوف کیا یہی فہمایش سبحان علیخان نے
بعہد حضرت خلد مکان نواب معتمد الدولہ سے کی تھی بلکہ رکٹس صاحب رزیڈنٹ نے بھی نواب کو
دوستانہ سمجھایا تھا اونھون نے اپنے طمع نفسانی سے نمانا تھا اوسکا نتیجہ بھی دیکھا جب خرچ درائی

دخو

خلاف

نواب نے کہا کہ ابھی سے کے دن جلوس بادشاہ کو گذرے ہین انشاء اللہ جیسا آپ کے مکنون خاطر
ہے اوسیطرح عمل مین آئیگا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس مین یہ آیا کہ تاکید شدید
جو بڑے صاحب کر رہے ہین اس دھمکانے کے محرک فقط نواب ہوے مگر در پردہ اس تصور
سے امور خلاف و ناگوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انھین موقوف کرکے امیرالدولہ میر مہدی
کو وزیر کیجیے انکے دماغ مین بوے کبر و نخوت سما گئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال و فور عنایت
سے فرمایا کہ تم یہ مندیل وزارت سر پر رکھکر بار وزارت کو اوٹھاؤ اونھون نے بمقتضاے شرافت
کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کارروائی یہ کی کہ ایک معبد ہنود جو اونکے مکان
کے قریب راستہ مین تھا تیسرے روز پانے مندیل وزارت کے کھدوا ڈالا کہ ہندوون کا سبب
نارضی ہوا اور دوکانین شہر مین بند ہوگئین ایک بلوہ سا ہوگیا اور لوگ مستغیث در دولت
بادشاہ و رزیڈنٹ پر پہونچے صاحب رزیڈنٹ بھی سوار ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور حکم
نظربندی میرن مذکور جو موسوم بہ میر مہدی اور مخاطب بہ امیرالدولہ و قائم بوزارت ہوے تھے
صادر ہوا اوس روز سے اپنے گھر پر مقید رہے بعد اسکے نواب علی نقی خان کو تجویز فرمایا انکی
یاوری اقبال سے بہت سے اسباب بیرونی و اندرونی جمع ہوے حالانکہ روبرو امیرالدولہ کی
یہ پایہ اعتبار مین نہ تھی ہرچند انھین از راہ عاجزی و بے اختیاری بدل انسے صفائی منظور تھی لیکن
امیرالدولہ نے اپنی خوبی فہم اور پندار غلط سے بی حقیقت سمجھکر نمانا اسقدر نخوت و تکبر ہوگیا تھا بلکہ وا
کو جواب نامناسب دیا کہ صفائی اپنے ہمسر سے چاہیے سو دوسو کا درماہہ تمھارے واسطے ہو جائگا
تقدیر اوسپر ہنستی تھی کہ علی نقی خان کے ہاتھ سے یہی تمھارا ہو جائیگا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان نے زمانہ
حضرت خلد مکان ایکدن نواب امین الدولہ کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے اونکا احوال پوچھا جواب دیا
کہ اب ہم بحکم بادشاہ مرزا ولیعہد بہادر کے سپرد ہوے ہین اونھون نے کہا بس تم سجدہ شکر بجالاؤ اسکا انجام
ہم جانتے ہین تم نہین جانتے دیکھو تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے بعد اسکے جب راہ مین ملاقات انسے
ہوتی تھی پوچھتے تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی
جیسا اونکو خیال گذرا تھا خدا کو بنانے کچھ دیر نہین لگتی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

غرض نواب امین الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑھتی چلی گئی اور اونھین بھی اپنی معزولی کا یقین

ہوگیا اور اس جستجوی نیام وزارت مین لوگون کے کہنے سننے سے کچھ روپیہ بھی صرف کیا لیکن بفائدہ اور بے محل کیا بلکہ ایک مقربان محل خاص سے جسدن اوسے کچھ ملا اوسی رات کو وہ مرگئی خود نواب اوسکے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹۔ شہر رجب ۱۲۶۳ھ روز شنبہ ۹ بجے مطابق ۹۔ جولائی ۱۸۴۷ء اگرچہ کیفیت شدنی سے باخبر ہوچکے تھے کہ آج مین خانہ نشین اور اپنے عہدے سے موقوف ہوجاؤنگا لیکن چارونا چار موافق معمول در دولت پر حاضر ہوئے مشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر اور اہل دفتر بھی سب حاضر تھے مصاحب الدولہ نے آکر کہا کہ بادشاہ نے مہاراج اور راجہ کندن لال میر منشی کو یاد فرمایا ہی پہلے اونھون نے جانے مین کچھ مکث کیا دوبارہ پھر طلب ہوی نواب نے فرمایا تم کیون نہین جاتے عرض کی آج خلاف معمول ہوتا ہے کسواسطے کہ ہرروز آپ کے ساتھ جاتے تھے اِس عرصے مین ایک خواص نے نواب سے کہا کہ آپکو حکم برخاست ہوا ہے نواب یہ سنتے ہی سوار ہوکر اپنے گھر چلے آئے بعد دوپہر کے ایک چوبدار سلطانی نے شیخ اکبر علی داروغہ دیوانخانہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ یہ ہے کہ نواب سوار نہ ہون ۔

بادشاہ نے اوسیوقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہمنے امین الدولہ کو موقوف کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دیتے ہین صاحب نے جواب دیا کہ مشورہ ہمارا نہ معزولی قدیم اور نہ منصوبی جدید مین ہے مین خود بادشاہ کے پاس آتا ہون جب تشریف لائے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل عنقریب تشریف لایا چاہتے ہین اگر جب تک کسی امر جدید مخصوص اس عہدہ جلیلہ وزارت مین توقف ہو تو بہتر ہے اِس جہت سے اونکے خلعت مین تامل ہوا انگریز صاحب کو نہایت ناگوار خاطر ہوا کہ ہمسے بادشاہ نے کہا کچھ اور کیا کچھ اگر ہماری فہمایش سے یہ امر ہوتا تو ہمکو ناگوار نہوتا بلکہ نواب امین الدولہ سے باعث حجاب ہوا کہ ہمارے سمجھانے سے اونھون نے اپنی کنارہ کشی مین تامل کیا فی الحقیقت یہی فرمابرداری نواب کے کام آئی کہ بڑے صاحب کو انکی حمایت امور واجبیہ مین لازم ہوئی نواب معتمد الدولہ نے لاکھون صرف کرکے حمایت سرکاری تھی انھین یمنت مسبب الاسبابی سے حاصل ہوئی بے دام اور درم صرف کیے ۔ فی الحقیقت صاحبان عالیشان خلاف کو بہت برا سمجھتے ہین اور راست گوئی اور صداقت کو اچھا ۔ بلکہ خدا بھی یہی سمجھتا ہے ۔

غرض نواب علی نقی خان بحکم حضرت احکام عظام جاری کرنے لگے اور مصروف کاروبار ہوکے

یہ بھی تجویز ہوئی - کہ شل زمان حضرت خلد مکان مرزا وسیعد بہادر کو خلعت مواد نکی پشیدستی کا
انھین خلعت دیجیے - پھر اسمین بھی تامل ہوا -

قبل از معزولی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے مین اہل اسلام و ہنود دسہرگیون سے
بجہت ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذرا ثابت الدولہ دہاج الدولہ کو حکم ناطق ہوا
کہ ابھی جاکر اوس دہرہ کو جو سرادگیون نے بنایا ہے کھدوا ڈالو اس حکم ناطق سے بعض نادان
اہل اسلام نے اپنی جرأت اور حماقت سے کئی شوالون کو کھود ڈالا قریب تھا کہ صورت بلوا
عظیم تمام شہر مین ہو جاے یہ دہرہ جو ہریون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہو کر بڑے صاحب کے پاس
فریاد کو چھاونی منڈیاؤن مین گئے بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا اس جہت سے گلاب راے جوہری
کار فرماے نواب تھا بڑیصاحب نے اسمین کچھ دخل نہ دیا مگر صدر مین رپورٹ کر دی یہ شعلہ
جدید بھی تھوڑا سا سلگ کر رہگیا -

بعد ایک مہینے کے جب رزیڈنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت مین حسب المرضی بادشاہ
آیا بڑیصاحب اور کپتان برڈ صاحب بادشاہ کے پاس آئے اوسکا جواب باصواب کیگئے کہ یہ امر
خانگی ہے بادشاہ کی خوشی پر موقوف ہے روز چہارشنبہ بادشاہ نے پرچہ پیام منصوبی وزارت مین
بھیجا مصلح السلطان انجم الدولہ نے زبانی بھی بڑیصاحب سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ شہر شعبان سنہ ۱۲۶۳
مطابق ۵ اگست سنہ ۱۸۴۷ء ۲۹ پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا
دو رکن رکین خلافت و جہانداری اعتضاد سلطنت و شہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک
معتمد الخاقان بلند السلطان سیف مسلول یازدہی شاہنشاہی رمح مصقول معرکہ دشمن گاہی
صاعد مصاعد یکرنگی و صفا ناہج مناہج صداقت و وفا مرید مرشد پرست اخلاص گزین خانہ زاد عقیدت
سرشت صفوت آئین مختار ذی اقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم ہند مدار الدولہ منتظم الملک
علی نقی خان بہادر سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ
یہ خطاب نامی جدامجد نواب کو تبرکاً و تیمناً ہوا کہ قطع نظر مرتبہ جدی کے ہم بھی موافق اوسکے
بڑی ہو مگر سنو فی مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت رزیڈنٹ حفیظ الدولہ مولوی بہ...

موقوف اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علی خان برادر نسبتی انجم الدولہ کو
خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ خانہ نشین سیف الدولہ علی حسین خان خدمت قدم دیوانخانے
سے موقوف خانہ نشین ہوے بشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر کو خدمت دیوانی راجہ بہاری لال کو
خدمت واصلباقی بدستور بحال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر و تبدل نہوا بشیر الدولہ کامین الدولہ۔
دیانت الدولہ۔ احسن الدولہ۔ فیروز الدولہ کو نظارت محلات معلیٰ اور خدمات عالیہ اور حاجی
شریف ان سب خواجہ سراکو خدمتین عنایت ہوئین حاجی شریف کو رسالہ ترکسواران خاص
اور کئی پلٹن تلنگہ ملین اسیطرح ثابت الدولہ۔ دہاج الدولہ۔ رضی الدولہ۔ نجیب الدولہ۔
قطب الدولہ۔ انیس الدولہ۔ مصاحب الدولہ۔ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین
قطب الدولہ کو کچھ علم تھا اس جہت سے دستخط عرضداشت وغیرہ مین دخل تام ہوا اور ان دونون
فرقہ خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک ہشتمی سے گذر گیا تھا
مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے فی الجملہ نیکنام رہے اور مقید صوم و صلوۃ بھی تھے۔

فی الحقیقت اگر بہ نظر انصاف دیکھئے تو امر وزارت بڑا بار عظیم ہے ہر شخص مین مشکل سے قوت ایسے
بار عظیم سلطنت کے اوٹھانے کی ہوتی ہے اگر کتب تواریخ مین دیکھیے تو اس امر خاص کیواسطے حکیم تجویز
ہوتے تھے یا وہ لوگ جو حسبًا و نسبًا خصوصًا من حیث العمل اچھے ہوتے تھے اور اپنے حق خدمت کو
جانتے تھے اور صاحب لیاقت صاحب علم خدا پرست سزاوار امانت و دیانت ہوتے تھے نہ یہ کہ شخص
اجنبی جاہل ہو مگر اس سلطنت مین ہمیشہ سے یہ عہدۂ جلیلہ رضامندی اور خوشنودی حاکم وقت پر ہے
اسی جہت سے اصل ہندوستان سے رفتہ رفتہ یہ سب قیدین جاتی رہین بالفرض اگر ایک شخص
لیاقت کا ہوا دوسرا نہین ہوتا اور بڑی خطا یہ ہے کہ ایک شخص پر محول ہوتا ہے اگر بناے کار مشورہ و
مشورہ پر ہوا کرے تو سب سے بہتر ہے اسکی مانع نفسانیت ہے لہذا ہمین اتنا کہنا کافی ہے کہ ع امور مملکت خویش خسروان دانند
نواب وزیر الممالک مثل امراے ہند زندگی بسر کرتے رہے سب جانتے ہین پہلی اہلکار سلطنت انسے بہت
خائف تھے کر دیکھیے اس انقلاب وزارت مین کون منصوب اور کون معزول ہوتا ہے لیکن نواب
کی رحمدلی اور مروت اور اخلاق اور فروتنی مین کچھ شبہہ نہین یہ صفات ذاتی کیونکر نہون حسبًا و نسبًا
اور علو مراتب مین امراے مشاہیر ہندوستان سے تھے جد امجد خال بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

بادشاہ دلی اورانکے اسلاف کرام اقربا ے قریبہ سلاطین تیموریہ سے ہین اور راس سلطنت مین
بھی قرابت قریبہ ہے جدامجد خسر جنت آرامگاہ نواب مخدرۂ عظمی انکے بھتیجے اوسکے بعد یہ خسر
حضرت سلطان عالم پس اگر انصاف شرافت کی راہ سے کہیے تو وزارت کو فخر ہوا وگرنہ اور ونکو وزارت
سے فخر ہوا کسواسطے کہ وزیر داخل زمرۂ خواص بادشاہ ہوتا ہے خدا توفیقات عمل خیر عنایت فرمائے
کہ رعایا اور برایا سے ازروی انصاف پیش آئین جو موجب ترقی اور بقای مرتبت وحقوق ولی
نعمتی بہ نیکی وخیرخواہی اداہون اورانجام بخیر ہو اور شیران بدسے محفوظ رہین۔

مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا ہونا بادشاہ کا کا ہونا تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے

الغرض نجم سعادت مصلح السلطان مطلع شرقی سے اوج شرف رفعت سرکارین پر چمکا اور
انصرام مہمات بجاآوری احکام عہدہ جلیلہ سفارت پر بجانفشانی وخیرخواہی سرگرم ومستعد ہوئے
سفارت خاقانی بواسطۂ وزیراعظم بالمشافہہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے یہ بھی حسبا ونسبا
کچھ کم نتھے نواب سرافراز الدولہ مرزا حسن رضاخان کے عزیزون مین تھے فی الحقیقت آدمی کی
ہوائے دنیا عالم سفلی سے طالب جاہ عالم علوی کی ہوتی ہے نفس قناعت نہین کرتا مطمینہ مشکل سے
از بسکہ بہادر موصوف دستور صحبت صاحبان عالیشان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بہ سبب خوف
بادشاہ عادی نتھے خوشی خاطر اقدس کو بخوف اپنے عہدۂ قدیم مقدم سمجھکر نقص احکام رسالت ہوا
جو باعث ناگواری خاطر صاحب رزیڈنٹ ہوا کسواسطے کہ سرکارین کو بصداقت وصفائی رہنی
رکھنے مین خود الزام سے بری ہونا ہوتا ہے جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیڈنٹ تنگ
ہوئے آخرایک پیام صاحب نے جو بادشاہ کو بھیجا تھا اوسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوئے ۱۲ شہر ذیقعدہ
روز شنبہ سنہ ۱۲۳۶ھ صاحب رزیڈنٹ مع کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور طالب جواب بنے پیام
کے ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہم تک نہین پہنچا زیادہ ترموجب برہمی مزاج ہوا اور بہت عتاب سے کلمات
نامناسب فرمائے اوراپنے پاس سے آنیکی ممانعت فرمائی نہ اور موصوف نے چارونا چار یہ عتاب بسبب
خوف بادشاہ قبول کیا اس جہت سے اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور رہے وگرنہ دونو طرف سے جاتے رہتے

اس سلطنت مین جب سے غلام یحیی خان ظہیر الدولہ رتبہ سفارت سے بوزارت نامور ہوے ہر صاحب دربار کو حوصلہ اولوالعزمی ہوا یہ نہین سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوتے ہین تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہوجاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہونیسے موقوف کیا تاج الدین حسین خان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین و آسمان کے ملائے تھے مگر بوجوہ ناکام رہے۔

اس عرصے مین ثابت الدولہ وتاج الدولہ نثار علیخان برادران عینی مقربان خاص بظاہر بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علی خان ہوئی پایۂ عتاب مین آئے دربار سے موقوف ہوے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رہا دربار وزیر اعظم مین جاتے تھے۔

خلاصہ باب سفارت مین مشورۂ رکن رکین سلطنت ہوا نواب نے بہ نظر حسن خدمت زمان سابق جو میر علیصاحب مرثیہ خوان کی سفارش سے حالت بیکاری مین نواب کو کچھ دیتے تھی اس جہت سے اپنے محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ مین انکے بار احسان سے سبکدوش ہوجاؤن وہ بھی جھور سے کئی مہینے سے لکھنؤ مین آئے تھے نواب پاس آتے تھی لیکن جب صاحب رزیڈنٹ سے استمزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار و صدق کردار مین قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب تکلیف کا ہوگا چنانچہ اس استمزاج کی فرد اسم نویسی سفیران مجوزۂ شہر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر حبارت جنگ دیوان اور راجہ کندن لال بہادر میر منشی منظوری صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر صلابت جنگ دوسرا مفتی محمد خلیل الدین خان سفیر زمان حضرت خلد مکان مقبول سرکار ین تیسرا مولوی فضل حق خیرآبادی مندرج کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام چہارم بھی محمد خان کلکٹر کا لکھا جاے تو چاذ یار یور ہو جاتین مہاراج نے کہا وہی تینون پہلے کے کافی ہین غرض بعد مبالغہ چوتھا نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور کیا کپتان ہالکس صاحب کی سفارش سے کہ وہ اوسوقت موجود تھے کہ بہ نسبت اور دنکے ہمارے سر رشتہ سے واقف ہین بظاہر عالیخاندان ہین اور نواب منور الدولہ کی بیشیدست بھی رہے ہین

بعد اس منظوری کے اہلکار سرکار نے از راہ معاملہ فہمی خلعت دینے مین تامل کیا مگر یہ اپنی بد اقبالی سے روز جمعہ ۱۰ شہر ذیقعدہ ۱۲۶۳ ہجری خلعت وزارت سے سرافراز ہوے اس عرصہ مین الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم نواب گورنر جنرل دانک مین یکم ماہ نومبر ۱۸۴۷ء مطابق ۱۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ داخل شہر ہوے اور باتفاق صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے ملاقات معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے شہر کو دیکھکر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے کرکے پھر کانپور گئے یہ صاحب جس شہر مین گئے ہین بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ بہدیہ لوگون نے خوشامد سے نذر کین یا بقیمت چنانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان کی لکھین وہ طبع ہوکر مشہور ہوئین اور اپنی علالت مزاج سے برخصت کیپ گئے ہین۔
جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کانپور مین آئی بادشاہ نے حکم تیاری لشکر فرمایا ارکان دولت امرا سے جسقدر سامان سفر درست ہوسکا ارادہ ہمراہی بادشاہ کیا کسواسطے کہ تنخواہ ہر ایک کی سرکار مین بہت چڑھ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہر صورت روز سہ شنبہ ۲۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا دھی علی خان پیشتر سے چار پانی لیکر روانہ ہوگئے وقت پہونچنے کے ایک پارچہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار گھڑی دن رہے سواری باد بہاری موسی باغ مین از راہ پاتراب رونق افروز ہوے روز پنجشنبہ ۲۴ کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ روز شنبہ کو سڑک قدیم نوابگنج و رحمت گنج سے تشریف فرما ہوے انتظام شہر افسرون کے سپرد ہوا اسیحق کہ شرفا امکان بالمکین سے ہوتا ہے تمام شہر کے کوچہ و بازار مین خصوصا دردولت پر ایک وحشت برستی تھی۔

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسون کا میدان سہم خوشگوار خوبی لطافت دنیا خوبی عمارات کیف آنطرف دریا خصوصا خیمہ بارگاہ سلطانی کو راجہ درشن سنگھ بہادر غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گرد چمن اور دوب بلکہ درخت میوہ جات سب ثمردار کئی ہزار کو خرید کرکے آراستہ کیا تھا اور سڑک پر سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مصنوعی نہین ہے ہمیشہ سے یون ہی از خود آراستہ تھا۔

درود کوکب ہمایون بندگان اقدس لشکر مین اور مراجعت لکھنو اور داخلہ نواب گورنر جنرل کا لکھنؤ مین

روز شنبہ ایک بجے دن کو عین شدت باران رحمت مین بادشاہ سلیمان بارگاہ بلوری باد بہاری مانند رحمت خدا رونق افروز لشکر ہوی باغچہ طلسم کار دیکھکر بہت خوش ہوی صاحبان عالیشان نے بھی اسے بہت پسند کیا تھا کہ گویا یہ باغ اصلی ہے بعد چند دقیقہ کے حکم ناچ اور رنگ ہوا نصف شب تک یہ صحبت عیش رہی روز یکشنبہ کو بھی آفتاب نے پردہ رحمت سے منہ باہر نہ نکالا دوشنبہ تک وہی صورت رہی جب ایکساعت دن باقی رہا بادشاہ خیمہ سے برآمد ہوی سر برہنہ روبقبلہ کھڑے ہو کر کمال خشوع وخضوع سے درگاہ قاضی الحاجات مین سکون بارش کی دعا کی برکت دعا سے مطلع شرقی صاف ہوا بندگان خدا تہلکۂ طوفان سے بچے ۔

صبح سہ شنبہ جرنل جواد علیخان مرزا سکندر حشمت نواب سرفراز الدولہ نواب وزیر الممالک کپتان برڈ صاحب کرنیل ولکاکس صاحب ہیجی صاحب مصاحبان خاص بادشاہ واسطے اجازت ملاقات شاہ جمجاہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے بڑے جلوس سواری سے تشریف فرما ہوی رسم ملاقات حسب دستور قدیم ہوئی عطر پان کو لے لیکے بعد اسکے رخصت ہوے وقت عصر الیٹ صاحب سکرٹر اعظم مع صاحبزادہ نواب گورنر جنرل بہادر اور ایک صاحب مصاحبان خاص نواب محتشم الیہ واسطے تقرر ملاقات بادشاہ روز چہارشنبہ تشریف لائے اوسی طریق سے رخصت ہوے ۔

صبح چہارشنبہ کو پہلے جنرل صاحب اور مرزا خرم بخت نواب وزیر الممالک بہادر بحضور نواب گورنر جنرل بہادر بڑی جلوس سواری سے تشریف فرما ہوی بعد نصف ساعت بادشاہ شان وشوکت سلیمانی سے نالکی طلاکار پر سوار ہوی اوس وقت حسب تجویز صاحب رزیڈنٹ مصلح السلطان نے ٹکٹ نمبر وار ہر عائد اصحاب شاہی کے ہاتھ مین دئیے یہ سب ۹ اصحاب کرسی نشین تھے اور ۲۱ ٹکٹ خواص عہدہ دار کو ملے یہ امر جدید کبھی پیشتر ہنوا تھا اگرچہ اب دستور انگلستان کے خلاف نہین ہے بلکہ دستور ہر ولایت کا یہی ہے کہ بے طلب ٹکٹ کوئی مہمان بھی کسیکے گھر نہین جاتا چنانچہ شاہجہان آباد مین ابھی آجتک دستور ٹکٹ جاری ہے کہ جو شخص اپنے گھر مین مجلس عزا کرتا ہے ٹکٹ طلب بقید وقت ہر شخص کو

بسبب تیاری لوگ سب آتے ہین اور بغیر ٹکٹ کے کوئی مجلس مین نہین جاتا سوائے لکھنؤ کے کہ یہان بغیر طلب
لوگ سنکر مجلس مین جمع ہوجاتے ہین خلاصہ جب بادشاہ کنارہ دریا پل کشتی سے اوسپار پہونچے ہاتھی پر سوار
ہوے روپیہ بانٹنا شروع ہوا فقرا و مساکین نے ہاتھی کو گھیر لیا تین ہزار چار سو پینسٹھ روپیہ سب نے پایا
کہ دفعتہً لوطیان شہر نے ہجوم کیا اور خوف جان سے نڈر ہوکر ہاتھیون کی حلقہ مین آگئے ایک شخص کچل بھی گیا
جب گورہ بارک کے پاس پہونچے گورے اپنی بارک سے نکلکر اخذ زر مین مشغول ہوے شہدون سے
اور اونسے خوب کشتی ہوئی آخر کو گورے تھک کر اپنی بارک مین چلے گئے رزیڈنٹ نے بادشاہ کو ایسا
سے روکا کہ مبادا اودچارہ کا خون ہوجاے وہان سے سواری آہستہ آہستہ چلی جب سراچہ خیمہ پر پہونچی نواب
گورنر جنرل ہاتھی پر سوار ہوکر آئے طرفین سے برسم قدیم سلام ہوا نواب محتشم الیہ نے بادشاہ کو اپنے
پہلو مین بٹھالیا اور داخل خیمہ ہوے مجمع امراے ٹکٹ یافتہ نے در سراچہ پر ہجوم کیا ٹکٹ دکھاکر داخل خیمہ ہوے
اوسوقت مع بادشاہ سب کرسی نشین ۲۶ تھے اور ۱۲ خواص یعنی بشیر الدولہ مصلح السلطان اہتمام الدولہ
اقبال الدولہ مجید الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ تھے مرزا وصی علی خان اہتمام چارپانی کر رہے تھے ایکساعت
تک صحبت چارپانی رہی پہلے صاحب سکریٹر نے بادشاہ سے کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ کچھ نان
و نمک نوش فرمائیے یہ سنکر درجۂ اول سے درجۂ دوم مین تشریف لیگئے جہان میز آراستہ تھا۔

نواب گورنر جنرل نے اول جلسۂ صحبت مین بادشاہ سے کلمات از راہ مزید محبت اور دولتخواہی کے
ارشاد فرمائے جو کہ اوس صحبت خاص کے حاضرین کی زبانی سنے گئے کہ ہم بہت مشتاق ملاقات تھے
بہت خوش ہوے آپ کے اسلاف کرام کے حقوق جو نسبت ہماری سرکار کے ہوے بیان سے باہر ہین جو
امور باعث قیام و سرسبزی سلطنت ہوے اونکا کہنا اور تفہیم ہمپر لازم ہے اور صاحب رزیڈنٹ
قایم مقام ہمارے بمنزلہ ہماری زبان کے ہین جو امور مناسب وقت اور اصلاح سلطنت کے ہونگے اونکا
مشورہ نیک آپکو دینگے کہ باعث سرور و مسرت آپکا ہو اور آپ بہر صورت مالک و مختار اپنی سلطنت کے ہین نقطہ
وقت رخصت نواب گورنر جنرل نے مالۂ مروارید بیش بہا اپنے ہاتھ سے زیب گلوے بادشاہ کیا اور
اکاون کشتیان اقمشہ اور جواہر بیش قیمت بادشاہ کو اور تیئس ۲۳ مرزا ولیعہد بہادر کو چھبیس ۲۶ مرزا
سکندر حشمت کو دین اور ۴ ہاتھی ۲ عماری پر زر ۲ ہودج نقرہ - ۲ گھوڑے اوسمین سے ۲ ولایتی ساز طلائی
تجری پشمینہ ۲ دکھنی مع ساز و تجری زردوزی ایک خیمہ پشمینہ مع چوب نقرہ دو نالکی ایک تامجان

ایک کشتی جواہرات کی جیمن طرہ الماس بیش بہا اور صیغہ گلابی تھا باقی اُمرا و اقربا کو عطر اور ہار گوٹہ وغیرہ کے ملے۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ سفیر کو خلعت مع ہاتھی و پالکی ملا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے نظر بہ قلت تعداد کرسی کہ مبادا وفا نہ کرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا مہمان ہین اگر تقدیم اپنے مہمانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب ممدوح الیہ نے بطیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی اُمرا دوسرے کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ ہسٹنگ صاحب کیا ظاہر ہے اور نظر بحلو منزلت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین نواب گورنر جنرل کا خانساماں جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت، پارچہ کا اور ایکہزار روپئے عنایت ہوے۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا سکندر حشمت۔ مرزا خرم بخت بہادر۔ نواب وزیر الممالک صاحب رزیڈنٹ۔ کرنل ولکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے ۹ بجے نواب محتشم الیہ پل پر پہونچے اوسیطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھاکر داخل خیمہ ہوے بعد ایکساعت کے رخصت ہوے بادشاہ نے سراچہ خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت بالائے مروارید زیب گلو نواب محتشم الیہ کیا اونکے صاحبزادونکو اور ہمراہیان خواتین جلیل القدر کو بھی مالے دیے گئے باقی اور صاحبونکو پارگوٹہ وعطر دیا گیا اور دہ کشتیان ملبوس کی پیشکش ہوئین خانساماں سکو ایک گٹھری مین باندھکر لیگیا۔ اقبال الدولہ مہتمم کشتی نے نظر بحسن سلوک محمد کاظم اپنے ملازم کو بحیلہ مقابلہ اسباب بھیجا خلعت ۵ پارچہ ہزار روپئے پائے اونسے چھپایا۔ آغا مرزا داروغہ پوشاک جو ہمیشہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا مجد الدولہ سے شکایت کی وہ خلعت انھین ملگیا۔

شب جمعہ بخش علیخان ناظم رسول آباد نے واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے رسوخ کیواسطے

کنارۂ دریا اور دریا میں بڑے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑی بہت سی آتشبازی چھوٹی دریا میں ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوے صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھین۔

صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بادبہاری ڈاک مین پہلے داخل موسی باغ ہوے وہان سے درگاہ بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوے صاحب رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام انام ہوے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ عالب جنگ مہتمم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے بے غرت کیا اور بازار مین تشہیر کیا چوتھے دن چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے بر سم قدیم چار امرا مع نواب وزیر الممالک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ صاحب رزیڈنٹ بادبہار پر سوار ہوکر ناکۂ شہر تک تشریف فرما ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوے شاہ منزل مین داخل ہوے چار پانی فیل جنگی نواب معزالیہ بمقتضاے سن پیری دھنگی راہ بہت جلد رخصت ہوے۔ روز پنجشنبہ چاہ پانی کوٹھی رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص مشغلہ کرسی نشین تھے رسم ہدایا کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے لکھنؤ مین ہوئی کسواسطے کہ کانپور مین ہوچکی تھی اور طریق طعام شب روشنی وغیرہ یعنی ٹرا کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہوگیا ہے۔

روز جمعہ جب دستور المعظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار مین امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی مین فرمایا اونکا آنا محض بشانزدہ لیاقت ہے جیسے نواب منورالدولہ معزول بھی آوینگے تو اونکے آنے مین کیا قباحت ہے نواب اور سفیر شاہی نے بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر کی خوشی ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت ہوئی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ مین انکا کونسا حق تھا اونسوالدولہ کے واسطے وسیلہ آبائی تھا اونمین حمایت جدید کی احتیاج نہ تھی۔

خلاصہ صاحب رزیدنٹ نے سعادت خان جمعدار کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوایا دوپہر کو سوار ہوکر چلے راہ مین دوسرے چوبدار نے آکر کہا کہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل دو بجے تشریف لائیے گا۔

دوسرے دن شنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ منزل مین واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے۔ ہاتھی گینڈے کی لڑائی دیکھی ۱۱ بجے رخصت ہوے دوپہر کو اہل دربار صاحبان وثائق خیرخواہان سرکار کمپنی کوٹھی ضیافت مین جمع ہوے نواب امین الدولہ شرف الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ پہلے کوٹھی ضیافت مین علیحدہ بیٹھے پھر ہر شخص کو نمبروار ٹکٹ ملا۔ موافق اوسکے کرسی نشین ہوے یہ سب اکتالیس صاحب تھے۔

پہلے کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سرگوشی کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوے۔ کرسی نشینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا پھر کرسی پر بیٹھے بعد اوسکے پھر ہر ایک نے ترتیب وار جاکر حضور محتشم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر آکر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیڈنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد اسکے ہر ایک شخص کو عطر پان عنایت ہوا۔ پھر ہر شخص نے جاکر سلام رخصتی کیا جب دربار برخاست ہوا تو نواب امین الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیا ہر شخص کے پانوٴن مین فرش پر جراب بغیر کفش تھی۔

نقشہ دربار

کرنل رچمنڈ صاحب۔ نواب گورنر جنرل بہادر زوالیٹ۔ صاحب سکریٹر۔ کپتان برڈ صاحب

۱۔ نواب مبارک الدولہ

۲۔ نواب ممتاز الدولہ

۳۔ نواب وزیر الدولہ

۴۔ نواب سعید الدولہ

۵۔ نواب منور الدولہ

صاحبزادے [illegible]

مصاحبان خاص ۱۲۶۵ء

۶۔ نواب امین الدولہ

۷۔ نواب شرف الدولہ

۸۔ سلطان مرزا شاہزادہ صفوی

۹۔ دلیر الدولہ۔

۱۰۔ نواب بہادر۔

۱۱۔ نادر مرزا۔

۱۲۔ مرزا عباس۔

۱۳۔ رضا علیخان۔

۱۴۔ مرزا علی خان۔

۱۵۔ مرتضیٰ حسین خان

۱۶۔ مرزا محمد حسین۔

۱۷۔ مرزا فضل علیخان

۱۸۔ مرزا علی عسکری

۱۹۔ مرزا مہدی پسر حسین علیخان

۲۰۔ مرزا فدا علی پسر حسین علیخان

۲۱۔ جعفر علی خان۔

۲۲۔ امیر مرزا

۲۳۔ محمد عطا خان۔

۲۴۔ سید محمد خان مخدوم

۲۵۔ جلال الدین حیدر

۲۶۔ مظفر الدولہ۔

۲۷۔ محمد علی خان۔

۲۸۔ میر نظیر علی خان۔

۲۹۔ مرزا محمد تقی خان پسر حسین علی خان۔

۳۰۔ احمد حسین خان۔

۳۱۔ نواب حیدر علی خان

۳۲۔ نواب مہدی علیخان ابن نواب مدار الدولہ

۳۳ میر نواب ابن مرزائی صاحب۔

۳۴ ڈاکٹر میر عنایت حسین۔

۳۵ منشی عبدالکریم منشی گورنمنٹ

۳۶۔ اعظم الدولہ

۳۷۔ رفیق الدولہ۔

۳۸۔ مولوی ذاکر علی۔

۳۹۔ مظفر حسین خان کمبوہ

۴۰۔ منشی جانکی پرشاد۔

۴۱۔ احمد رضا خان۔

صاحبان خلعت

۱۔ منشی جانکی پرشاد میر منشی رزیڈنٹی	۷ پارچہ	۵ رقم جواہر۔

۲- بابو بھیرون چند رخزانچی رزیڈنٹی ۹ پارچہ ایک رقم جواہر
۳- اخبار نویس لال جی رزیڈنٹی ۵ پارچہ
۴- مظفرحسین خان کمبوہ ۴ پارچہ
۵- مرزا دمی علیخان مہتم چار پائی ۴ پارچہ ۴ رقم جواہر - ایک تورلی
۶- نانک چند مہاجن - ۵ پارچہ

نواب امین الدولہ کا دربار مین جانا لوگ خلاف سمجھتے ہین کہ یہ داخل اہل وثایق نھتے اور اولاد نواب مختار الدولہ - سرفراز الدولہ - امیرالدولہ کب اہل وثایق سے تھے وظیفہ شاہی بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ملتاہے نظر بحسن خدمت کہ سرکارین مین باعث فتنہ و فساد کے نہوے بلکہ بموافقت سرکارین مین پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اسیطرح نیکنام رہے تحریر صاحبان رزیڈنٹ سے ظاہر ہے مقام استعجاب بجا اور حمایت رزیڈنٹ بھی ظاہر ہے جسکا ذکر کیا گیا بلکہ خود سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی -

مظفرحسین خان کنبوہ اپنی خوش رفتاری سے الہ آباد سے بموافقت لو درصاحب کمشنر لکھنؤ آئے فی الحقیقت یہ خلعت مٹھی ولایت حسین خان کیواسطے تجویز ہوا تھا مگر موافقت عملہ سرکار و اپنی حسن تدبیر سے اور لودر صاحب کی جہت سے انھین ملا چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی یہ اوسوقت حکیم نبدہ رضا خان کے پاس بیٹھے گرمجوشی اخلاط کی باتین کررہے تھی کہ دفعتہ پھر اسی رزیڈنٹ نے حکم اخراج شہر پہونچایا اوسیوقت سیدھے کانپور چلے گئے اسیطرح ایکم تبہ نیابت نواب امین الدولہ کے زمانے مین شہر مین آئے اور مہاراج چھاؤلال کے مکان مین اوترے لکھنو کے اہل غرض عروج ثانی انکا سمجھکر آنے لگے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کارفرمائی کے تھی جب کپتان شکسپیر صاحب نے انکے باب مین بہت کچھ نواب کہا نواب نے کہا کہ ایسے لوگ بہت سے لکھنؤ مین آتے جاتے ہین مجھے اونسے کیا کام ہے غرض غدر کیا ہوگر نہ کیا عجب تھا کہ انکو بھی کچھ کام کا سمجھکر اپنے دربار مین آنے دیتے جیسے بعض اونکے دار وغہ کو کارفرما سمجھکر دار وغہ اپنے کاروبار کا کیا تھا غرض یہ مایوس اور ناکام ہوکر پھر کانپور چلے گئے -

الغرض روز دوشنبہ ۳ تاریخ ماہ نومبر کو چند خواتین انگلشیہ مہمان صاحبات محل ہوئین ہرایک کو

گوٹے کے ہار کے بدلے مالاے مروارید دیا اوسی دن بادشاہ ۳ بجے واسطے رخصت نواب گورنر جنرل کے تشریف فرما ہوے دو ساعت تک تخلیہ خاص رہا نواب محتشم الیہ نے فہمایش صرف ہمت والا انتظام ممالک محروسہ و رفاہ و فلاح رعایا مین اوس طریقے سے جو لازمۂ محبت و یکجہتی ہے سمجھایا شاہ عالم پناہ نے کلمات نازدوستانہ بہرحال خوشنودی خاطر نواب معظم الیہ کو مقدم رکھکے کمال بے تکلفی سے دامن نواب کا ہاتھہ مین لیکر فرمایا کہ لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جو سلوک جنت آرامگاہ کے بعد کیے ظاہر ہین اور لارڈ آکلنڈ صاحب نے فردوس منزل کو صاحب تخت و تاج کیا ہمیشہ اون کے معین و مددگار رہے لہذا آپ بھی نسبت حقوق میرے اسلاف کرام کے میرے واسطے امر جدید جو باعث مزید محبت ہو تجویز فرمائیے تو آپ سے کچھ بعید نہوگا اور جبتک اقرار نہ فرمائیے گا اپنا ہاتھہ آپ کے دامن محبت سے نہ اوٹھاؤنگا نواب موصوف نے اس جوش محبت بادشاہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو موجب تسکین خاطر ہمایون ہوے اور بہت خوش ہوے ایک انگوٹھی الماس اور شمشیر دلایتی حسب دستور وقت رخصت دی نواب محتشم الیہ نے ایک قلمدان جواہر نگار اور ایک ہاتھی عماری نقرہ دیا اور شادان و فرحان رخصت ہوے۔

اوسیدن رات کو نواب گورنر جنرل بہادر واسطے ملاحظۂ روشنی حسین آباد تشریف لائے اوسکی صورت یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے از راہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس منزل کو اہالیان سرکار دولتمدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان صدر کو بھی خصوصیت جدانی ہے پس محبت فیما بین مستلزم اسکی ہے کہ حضور مع صاحبان عالیشان دخواتین معظمہ حسین آباد مین رونق افروز ہون اور تماشاے روشنی و آتشبازی ملاحظہ فرمائین کہ یہ مہمانی حضرت فردوس منزل ہے اور باعث خوشنودی روح حضرت اس جہت سے نواب محتشم الیہ تشریف لائے دو ساعت تک بارہ دری تالاب پر بعد زیارت امام بارہ کے رونق افروز رہے۔

صورت روشنی پر تکلف یہ تھی کہ رومی دروازے سے حسین آباد تک دو رویہ ٹھاٹھر روشنی کے تھے اور ترپولیا تلبند تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد تالاب کے ابرکی فانوسین اور گلاس نصب کیے تھے اور بارہ دری مین روشنی شیشہ آلات اور حسین آباد مین در و دیوار پر گلاس روشن

تھے اور بڑا انتظام کیا تھا کہ سوائے متوسلین سرکار کوئی تماشہ بین شہر مین نہین جانے پاتا تھا اور دالان بارہ دری مین میز پر فواکہات و میوہ جات تر و خشک آراستہ تھے ۔

غرض ۱۲ بجے نواب گورنر جنرل بہادر کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوئے مرزا وصی علیخان جو میسور کے بنگلے مین جہان اپنی چالاکی سے از راہ رسوخ کانپور سے تین کرانچی ڈاک مین جا رہا نی اور سامان ضروری لیگئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل نے وعدہ انکے گھر جانے کا کیا تھا بموجب ایفاے وعدہ از راہ ناواقفیت دستور مع چند صاحب باغ مین دریا کے اوس پار تشریف لیگئے مرزا نے موافق اپنے حوصلے کے بہت تکلیف سے باغ آراستہ کیا تھا اور کچھ طائفے ارباب نشاط صاحب حسن و جمال بھی اپنا باغ سبز دکھانے کو بلوائے تھے بعد دو ساعت کے یہ تماشا بھی دیکھکر رخصت ہوئے سو یہ انکا موجب رسوخ و تفاخر مخصمون مین ہوگیا جب کپتان برڈ صاحب نے سکرٹر کو اس مہمانی بیجا کی چھٹی شکایتی لکھی کہ موجب تفاخر بیزبان اور خلاف شان مہمان کے یہ امر ہوا ایسا کبھی پیشیر یہان نہین ہوا کہ سوائے بادشاہ کے کسی اور کے گھر مین صورت مہمانی ہوئی ہو اسکا جواب یہ دیا کہ تمنے اپنی چٹھی مین حامل چار باتی کو مرد ذی عزت لکھا ہے ۔ پس اگر ایسے شخص کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا قباحت ہے ۔

روز سہ شنبہ چہارم ماہ ذیحجہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۸۴۷ء صبحکو نواب گورنر جنرل بہادر ڈاک مین سڑک چارباغ سے روانہ کانپور ہوئے نواب وزیر الممالک اور رزیڈنٹ ناکہ شہر تک مشایعت کو گئے صاحب سکرٹر بھی اوسی رات کو روانہ ہوئے ۔

مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ و ارکان دولت حسب قانون صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزہ مناسب وقت تحریر رپورٹ فرمائی جسکا مضمون سرکار نے یہ قراین سمجھکر یون بیان کیا ۔

حال بادشاہ اودھ اور برخلاف رائے باصواب رزیڈنٹ ہوتا اور شغف رعایای شہر نسبت وقوع امر جدید از روی اخبار و تحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ کو اجازت دی کہ شاہ اودھ کے ایسے امور مین مداخلت نہ کرین کسواسطے کہ بعد ورود لکھنؤ ہم خود سمجھ لینگے کسواسطے کہ آبا و اجداد سلطنت اودھ اور ہماری سرکار دولتمدار سے ہمیشہ سے سلسلہ اتحاد

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر



Vajid ali shah

ویک جہتی چلا آیا ہے بہرحال پاسداری اور رعایت امور مرجوعہ لازم ہے ہمنے تخلیہ مین بہت سے مراتب تفہیم بادشاہ سے کیے اونھون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلیے ہمنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم رکھی پس نظر بحقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت اہالیان سرکار پر لازم ہے اور ہمین کسیطرح کی مداخلت اونکے گھر مین منظور نہین لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم اور بدعت اور اتلاف مال شاہی مین مبل مصروف رہین اور کوشش کرین اگرچہ یہ درستی خلاف مزاج بادشاہ ہو اور بہی اسکا دولت کے ہو اور درستی فوج بھی باٰئین شایستہ عمل مین آوے کہ تیس ہزار سوار و پیدل و توپخانہ جنگی اسی طرح سے آراستہ اور پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام آسکے اور سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کر سکے۔

خلاصہ رتق فتق مہمات سلطنت بتجویز صلاح دہی صاحب رزیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے دادرسی مستغیثان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنہ ملک اودھ جنکا مقدمہ زمینداری محکمجات شاہی مین انفصال ہوتا تھا اور جلد بھی ملجاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقدار سے اپنے حق کو نہ پہونچکر ہمیشہ داد و بیداد کرتے تھے اسکے واسطے ایک کچہری تحصیل حضور مقرر ہوئی اور انفصال فیصلہ مقدمات پر تاکید ہوئی اور امر نیابت بھی محول بصاحب رزیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم رسانی زر سرکار عمال سے تنقیح کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہو اوسکا تدارک کیا جاے اور اگر سرکشی رعایا سے بغیر حجت ظلم دریافت ہو اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کہ انتظام کامل عمل مین آوے اور اگرچہ متدین کارگزار و نکا ملنا جو سب طرح کی لیاقت رکھتے ہون دشوار ہے۔ لہذا اس ملک مین ایسا قانون جاری ہو کہ کسیطرحکا فتور انتظام مین نہو اور با زروی قانون کوئی شخص خیانت نہ کر سکے اور اجراے کار سرکار حسب لیاقت ظاہری رہے۔

غرض نواب گورنر جنرل بہادر عجب سردار سیر چشم عالم زمانہ تھے عملہ شاہی سے جسے خلعت عنایت کیا پشمینہ بیش قیمت اور سے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نو ہزار روپیہ کی بابت ارز بازار او رخلعت نواب وزیر الممالک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جسے خلعت دیا بیش قیمت اونہ بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار ہودج نقرہ و جھول کارچوبی دونالکی ایک تا مجالات ۶ گھوڑے ساز طلا و نقرہ ایک مسہری نقرہ خیمہ پشمینہ اکاون کشتی ملبوس خاص سرا دگر با کشتی جو

وظروف نقرۂ سٹ ظروف چینی کار طلائی شیشہ الماس تراش کے سامان آراستگی
بنیز تین پدری دو شالے کشمیر کے عمدہ قلمدان جواہر نگار رقومات جواہر بیش بہا تاج بطور
سرتیج قدیم مالہ سرپیچ دولڑا مروارید انگوٹھی الماس دست بند وغیرہ دیا اسیطرح کسی گورنر
جنرل بہادر نے نہین دیا کسواسطے کہ لارڈ ہاٹنگ صاحب عمو صاحب لکھے جاتے تھے اونھون نے
اسقدر تحفہ نہین دیا تھا سب جانتے ہین بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لے گئے تھے یہ امر
سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی مین بھی مندرج ہے سرکار شاہی سے بھی بہت تحفہ
اسباب دیا گیا ایک گاڑی نقرہ جو معرفت کپتان برڈ صاحب کے لنڈن سے بفرمایش
آئی تھی دی گئی۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزیڈنٹ کو بادشاہ کیواسطے ایک محبت نامہ چند مدات
کا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ممالک محروسہ اجارہ کئی برس کی مدت کا دیا جاوے جس مدت مین
عہد شکنی نہو پرگنون پر تھانجات مقرر ہون تاکہ رعایا پر ظلم نہو اور زر تحصیل بسہولت حاصل ہو کہ
موجب آبادی ملک اور افزایش فرد دعات ہو لہذا تفہیم ان صاحب کی محض بمقتضائے محبت و دوستی و خیر خواہی
سرکار شاہی منظور ہے اسواسطے کہ فیمابین دولتین عالیتین محبت و اتحاد قدیم مستلزم اصلاح مفاسد ہی
پس مکرر و متواتر بتدریج تفہیم مین کوئی امر نہین رہا اگر شاہ اودھ اس فہمایش مذکور پر جو موجب افزایش
مال و نیکنامی سلطنت ہے حکم کی تعمیل نہ فرمائینگے تو آیندہ بطور اپنے بندوبست کرکے بعد انتظام
کلی ممالک محروسہ اودھ قبضۂ اہالیان شاہ اودھ مین مناسب وقت سمجھکر دیا جایگا فقط۔ یہی
مضمون دفعہ ششم عہدنامۂ فردوس منزل ہے۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس
آئے وہ محبت نامہ جو حقیقت مین مثل حکمنامہ تھا دیا اور پھر سب طرح سے کمال خلوص و دلسوزی و خیر خواہی
سے فہمایش کرکے رخصت ہوے جسکا نتیجہ یہ ہوا جو سب نے دیکھا بادشاہ نے اقرار تعمیل فرمایا کہ انشاء
اللہ بتدریج بموجب مکنون خاطر عمل مین آئیگا چنانچہ کچہری حضور تحصیل متعلقان انگریزی سے
مقرر ہوئی اوسکے مہتمم مولوی فضل حق خیرآبادی مقرر ہوے اور بظاہر ممالک محروسہ اجارہ قرار
قرار پایا مگر اوسمین شرط اجارے کی تھی۔

ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی صاحب کا کلکتہ مین اور محبت نامہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب کا بادشاہ کیواسطے

۲- ماہ جنوری ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ رائٹ آنریبل جیمس انڈر وارل آف ڈالہوزی گورنر جنرل بہادر بیت السلطنت کلکتہ مین رونق افروز ہوے حسن اتفاق سی دونون صاحبان عالیشان منصوب و معزولین مین رسم ملاقات مہمانداری بہ تکلف ہوئی اور ایک دو دن کے بعد کو رخصت کرکے روانہ ولایت ہوے لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر نے مناسب وقت سمجھکر بموجب ارشاد بادشاہ وقت رخصتی محبت نامہ بھیجا چنانچہ ۲۰- شہر ربیع الاول سنہ مذکور ۱۱ بجے صاحب رزیڈنٹ تنہا بادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برڈ صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ ہمنے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہمات رتق و فتق سلطنت مشروحًا بیان کیے نواب محتشم الیہ نے ہماری رائے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جمجاہ تعمیل امورات مرجوعہ سلطنت مین متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی اور دولتخواہی سے بجا لائینگے باعث مزید اتحاد دولتین عالیین کا ہوگا اور باعث نفع کثیر و موجب نیکنامی سرکار فقط -

یہ بھی وہی مضمون سرشتہ کا ہے ورنہ اسقدر تاکید شدید سے نتیجہ کیا۔ ہمنے کردی ہے خبر تمکو خبردار رہو ورنہ انتزاع ملک ہوجایگا -

بادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی اتواپ فرمایا اور بعد رخصت صاحب رزیڈنٹ بسواری تامجان فوج بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیر اعظم ہمراہ رکاب تھی از راہ آداب پیادے جلوے سواری مین تھے پھر توپخانہ کو ملاحظہ فرماکر مراجعت فرمائی بادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھ کیا آپ بھی میرے واسطے ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار رہوگا - پس غرض اس ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی یہ بھی رموز مملکت ہین جو حکام ہی جانتے ہین اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے -

بحکم صاحب رزیڈنٹ ہر صاحب وثائق پر محلدار کا ہونا اور باہر دروازہ کا اور بحکم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبات محل اہل وثایق مثل نواب مبارک محل ولایتی محل ممتاز محل سرفراز محل تاج محل نواب ملکہ جہان صاحبہ وغیرہ موافق تجویز ضمانت وحمایت مختار افعال وکردار خود پسند فارغ البال رہتی تھین اور ظل حمایت صاحب رزیڈنٹ مین باستراحت تمام خواب راحت مین آرام کرتی تھین ہرچند بسبب ظنون فاسد جو خلاف شان شاہی تھی ہوتے تھے اور متواتر مداخلت بیجا اغیار سے اکثر وزرا سلطنت سے ممانعت ظاہر ہوئی کسواسطے کہ حفظ ناموس اسلاف کرام حاکم وقت پر لازم ہے چنانچہ نواب منتظم الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام مین بحکومت چاہی اور میر منشی صاحب رزیڈنٹ لبنفارش بجیلہ وثیقہ چاہتے تھے کہ مداخلت بیجا کرین نواب نے روبرو صاحب رزیڈنٹ معقول کیا اور بعض وزرا نے دھمکا کر اپنی صورت نفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار واقعی کیا اونھون نے بھی اپنی عادات قدیمہ سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہونچی کہ بیگم کلثوم بیٹے جناب میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلاے لاحقہ مزمنہ مین گرفتار ہوے اسکا شور وغل ہر گلی وکوچہ شہر مین پہونچا نواب ناظر محلات شاہی نے اسپر بہت چشم نمائی کی جو سراسر انکی خلاف شان خاندان تھی پس بعد از خرابی بصرہ کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے صاحب رزیڈنٹ نے نظر باحتیاط حفظ مراتب ناموس اسلاف کرام شاہی اور برای رفع بدنامی کیواسطے ایک حکمنامہ ہر صاحب وثائق بھیجا کہ ہمنے واسطے خبر رسانی محلات کی ایک محلدار مقرر کر دیا ہے وہ ہر روز دن کو صاحب وثیقہ کے احوال سے خبر پہونچایا کرے اور سکی تنخواہ صاحبات محل کے ذمہ ہوگی اور ایک داروغہ سرکار شاہی سے مقرر ہوا کہ وہ بھی اندرونی وبیرونی خبر مفصل پہونچایا کرے بہت خوب انتظام کیا تھا اور بہت سی رخنہ بندی کی تدبیر کی تھی اگر اسے قیام ہوتا یہ امر جدید جو اس تاکید شدید سے سرکارون سے ہوا سب کے حواس گم ہوے اور ہر طرف گھوڑے چاندی سونے کے دوڑانے لگے چنانچہ پہلے ہر ایک نے خیالی مضمون بنا بنا کر صاحب سے عرض حال کیا مگر مطلق شنوائی نہ کی حکیم بندہ رضا خان جو مدت سے ملازم خاص سرکار نواب مبارک محل کے تھے بظاہر پیشہ طبابت مگر جناب موصوفہ کے وفور عنایت سے اختیار کلی اندر اور باہر کا رکھتے تھے اور اسی ظن مادہ فاسد سے

کئی بار وزارت مین قید بھی ہو چکے تھی اس حکم ناطق سے قیام شبانہ ور ڈیوڑھی کا موقوف کر کے
ثبر دو وقت صبح وقت نماضی الطبا اختیار کیا تھا آخر بعد چند روز کے ہر ایک نے اپنا عرض حال کپتان
بُرد صاحب سے کیا جنکے تعلق صاحبات محل تھے اور کرنل رچمنڈ صاحب نے بسبب اپنی ناواقفیت کے جتنے امور
تھی اونھین کی تجویز پر محمول رکھی تھی انکا حال جو کچھ ان صاحب کی رزیڈنٹی کے عہد مین گذرا صاحبان
عالیشان بھی خوب جانتے ہین اس حکومت جدید کو ہر ایک سے موقوف کر دیا پھر سب فارغ البال
بدستور سابق ہو گئے نواب منتظم الدولہ نے جب احوال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہان سے قطعی
حکم آیا کہ باب عدالت مین صاحبات محل کے اور حفاظت ناموس اسلاف مین بادشاہ کو اختیار دے
چنانچہ حضرت فردوس منزل کے عہد دولت مین نواب تاج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونیکی تمکانت
جنرل کالیفسلڈ صاحب سے کی کہ ہم اہل وثیقہ ہین۔ صاحب ممدوح نے ناواقفیت سے بادشاہ کو برچہ پیام لکھا مولوی
تفضیل الدین خان نے تحریر حکم صدر سے معقول کیا صاحب نے بھی جب کتاب مین تحریر دیکھی خاموش ہو گئے

ہتک لال جی اخبار نویس در میان راہ چھاؤنی کے اور ٹربصاحب کا برہم ہونا

کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ اول رزیڈنٹ بسبب ناموافقت آب و ہوائے شہر
اکثر چھاؤنی منڈیاؤن ملوکہ شاہی مین رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس رزیڈنٹی ہر روز اخبار سنانے
کو اونکے پاس جایا کرتے تھی ایکدن نواب عزت محل منجھلا اور محلات معلی راجہ جیالال کے باغ مین جو واقع
سر راہ چھاؤنی ہے تشریف لیگئی تھین بشیر الدولہ ناظر سپاہی سڑک پر آیندو روند آدمیون کا اہتمام کر رہی
تھی منشی کپتان موصوف ہاتھی پر سوار تھے ہر سنے صاحب کے پاس جاتی تھی سپاہیون نے منع کیا وہ ہاتھی
سے اوتر کر صدر باغ تک پیدل ہو کر چلے گئے راہ مین لال جی نے اپنی کیفیت بیان کی اونھون نے کہا تم بلند
سواری پر تھے اس جہت سے منع کیا تھا مین میانے مین جاتا ہون مجھکو کوئی منع کریگا زیر باغ پہونچے سپاہیون
نے پھر ممانعت کی اونھون نے عذر سواری میانہ کیا مگر سپاہیون نے نمانا آخر صدر باغ تک یہ بھی پیادہ گئے
کسواسطے کہ درجہ سر راہ کوٹھی کو چلمنین پردہ پڑی ہوئی تھین لال جی نے جنرل سلیمن صاحب سے
اپنی ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوئے نواب کو بلوا کر ہدایت کی۔ بشیر الدولہ
سے ہزار روپیہ جرمانہ لیکر لال جی کو دلوایا۔

نواب گورنر جنرل کا کانپور سے ممالک مغرب جانا چاہے پانی کا الہ آباد سے پھر آنا کرنل رمینڈ صاحب کا ولایت جانا

جب خبر تشریف آمد نواب گورنر جنرل بہادر کا نپور سے ممالک مغربی جانے کی مشہور ہوئی حسب دستور قدیم چاہ
پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سے الہ آباد روانہ ہوا مرزا وصی علیخان کچھہ سوچ سمجھکر نہ گئی اپنی طرف
کسی داروغہ کو تجویز کرکے بھیجدیا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آیا نواب گورنر جنرل نے عذر جانے
ملک مغرب کا کیا وگرنہ معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سے کانپور تک عملداری سرکار تھی اس جہت سے
معمول تھا دانشمندان اہلکاران سرکار کو اسی سے ایک تمثیلہ پیدا ہوا خلاصہ نواب معتمد الیہ ڈاک مین ۱۵
ماہ نومبر ۱۸۴۲ء داخل کانپور ہوئے بعد توقف ایک ساعت روانہ اکبر آباد ہوئے وہان سے انبالہ کو روانہ ہو
اس عرصہ مین جنرل لو صاحب راجپوتانہ اجمیر کے رزیڈنٹ ہوکر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کپتان ہالنگس
صاحب دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے کرنل ولکاکس صاحب مہتمم رصدخانہ سلطانی کا حال
انتقال سنکر بہت تاسف کیا کسواسطے کہ یہ دونون صاحب ایک دوسرے کی اولاد کے دھرم باپ تھے
۲۹ ماہ نومبر سنہ الیہ کو کرنل رمینڈ صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی سے بسبب علالت مزاج روانہ ولایت ہوئے
اونہیں نے کاروبار اور رنگ دربار اور مزاج بادشاہ سے بہت تنگ ہوکر اپنا جانا بہتر سمجھا اور جانتے تھے کہ یہانکا رنگ اچھا
نظر نہین آتا کرنل ہنری سلیمن صاحب بہادر دستی متمنی رزیڈنٹی تھے بندیلکھنڈ سے تشریف لائے وہان بہت عمدہ عمدہ کام
کئی تھے کہ تین ہزار ٹھگ اور راہزنونکو گرفتار کرکے پھانسی دیکر راہ دکھن خوب صاف کردی تھی کپتان شیکسپیر صاحب انتظار تشریف
آوری صاحب میں قایم مقام رہے جب تشی صاحب کلکتے سے اونکے مقام پر پہونچے تب صاحب مذکورہ بالا لکھنؤ آئے

انتقال کرنل ولکاکس صاحب اور گفتگو ہی قیام رصدخانہ کا اس عاصی مؤلف کتاب سے نواب وزیر الممالک سے ولسن صاحب کا کلام کرنا اور برطرف ہونا عملۂ رصدخانہ کا

اب سنیئے بنای رصدخانہ سلطانی کو حضرت خلد منزل کی سلطنت مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل
بہادر لارڈ ولیم بنٹنک بسفارش و تجویز صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس ہوئی نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان
وزیر اعظم تھے اپنا سوچ و نیکنامی سمجھکر بانی مبانی ہوئے چنانچہ کپتان ہربرٹ صاحب کو نواب گورنر جنرل نے

نے تجویز کرکے بھیجا اور مہتمم ہوے سترہ سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمٰعیل مع چند طلبہ
ہندوستانی اکتساب علم و عمل ہیات کیواسطے مقرر ہوے رمنۂ سلطانی مین بنا ہی رصد خانہ تجویز ہوئی
قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مکلوڈ صاحب مہندس مصاحب خاص جنت آرامگاہ نے
کی تھی بعد دو برس کے ناتمام ہوکر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب نے دفعۃً مرگئے جنرل لو صاحب نے
بعدہ مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت پر تھے
اونھین مقرر کرکے بھیجا اور وہ ۱۸۳۵ء اپریل کے مہینے مین داخل لکھنؤ ہوے معرفت صاحب رزیڈنٹ
شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوتی ۱۴ پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصد خانہ پر متوجہ ہوے
جب مولوی اسمٰعیل بسفارت روانہ لندن ہوے اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قایم مقام ہوے جب
حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوے خرچ فضول و بیکار سمجھکر تخفیف کیا جسطرح اکثر کارخانونکو
بیفائدہ جانکر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام و کمال دیکر مع دو ہزار روپیہ زاد راہ کے دیکر روانہ
لندن کیا جب جنرل لو صاحب نے کہ کلید سلطنت تھے بادشاہ سے سب حقیقت حال بیان کی اور کہا کہ آپکی
سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری ولایت کے کاملین
مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصد خانہ ہے جس سے کاملین کو فایدہ حاصل ہوتا ہے اور اسکی
بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہے بہت تعجب ہے کہ آپ ایسے قدرشناس سے
صرف بیجا سمجھکر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی اسکے جاری رہنے
سے ہوگی اور ۵، ۷ رصد خانے مجموع ولایت مین ہین ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین ہوئی
یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجرای رصد خانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگھ تجویز
صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپے اسکی تعمیر مین صرف ہوے پچاس ہزار کے پتھر دو برس
کے نصب کرنیکو بنارس مرزاپور سے آئے اور لاکھ روپے کے آلات رصدیہ موافق رصد خانہ گرین وچ لندن
سے آئے اوسکے بعد حکمنامہ شاہی کہ مہتمم رصد خانہ تا تکمیل رصد خانہ دو سو روپیہ تنخواہ مین سے
کم ہونگے اور عملہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمہارے کام کا ہو رکھلو چنانچہ مولوی عبدالرحمن
لکھنوی کو صاحب نے اپنے واسطے رکھ لیا جب رصد خانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کہ طلبہ زبان انگریزی سے واقف ہون اور بسفارش نوکر ہون ورنہ موجب ابتری کار سرکار ہوگا

چنانچہ حسب الغرض صاحب ممدوح بدستخط خاص ہوئی اور پہلے یہ عاصی مؤلف کتاب بسررشتہ منشی و ترجمہ کتب علم ہیأت وغیرہ ملازم ہوا اور تا حیات صاحب ممدوح ۱۹ رسالے کتب علمیہ وغیرہ بمقابلہ و تصحیح صاحب موصوف اُردو میں موافق فہم و عوام ترجمہ ہوئے - صاحبان اسکول بک سوسیٹی کلکتہ اور آگرہ اور دہلی میں طبع ہوکر مشہور خاص و عام ہوئے اور صاحبان کمیٹی نے اکثر کا انعام اور چھٹی نیکنامی دی بعض مطبع سلطانی میں چھپے اور کئی رسالے مقابلہ صاحب میں نہ بنے

تفصیل کتب ترجمۂ عاصی

۱ - علم ہیأت -

۲ - آلات آب وغیرہ

۳ - ہوا -

۴ - علم مناظر — غیر طبع

۵ - قصۂ راسلس ڈاکٹر جانسن صاحب — طبع آگرہ

۶ - مقاصد علوم لارڈ بروہم صدر الصدور لندن طبع کلکتہ و مطبع شاہی -

۷ - رسالۂ حرارت

۸ - رسالۂ ہوا

۹ - رسالۂ آب

۱۰ - رسالۂ آب - یہ چاروں رسالے کتاب طبیعات سے ہیں - غیر طبع

۱۱ - رسالۂ ہیأت ڈاکٹر برکلی - — طبع مطبع سلطانی -

۱۲ - رسالۂ علم ہیأت ڈاکٹر ونس صاحب — طبع مطبع سلطانی ناتمام

۱۳ معرفت طبیعی - بیلی صاحب — طبع مطبع دہلی -

۱۴ رسالۂ مقناطیسی — " " "

۱۵ رسالۂ آلات رصدیہ سمن صاحب — " " "

۱۶ - رسالۂ علم کیمسٹری پارکس صاحب — غیر طبع

۱۷- رسالہ علم مناظرہ کتاب طبعات سے۔ — غیر طبع

۱۸- قوانین و دستور العمل انگلشیہ اردو و فارسی — ایضاً

۱۹- تواریخ مملکت اودھ اردو — زیر طبع

۲۰ ایضاً فارسی — غیر طبع

۲۱ ایضاً ترجمہ انگریزی — ایضاً

عملہ ہندو و بنگالی انگریزی دان مشاہدات رصدخانہ کو بسفارش صاحبان آگرہ و الہ آباد نوکر ہوی بعد چندروز کے دوسرا رصدخانہ مقناطیسی بحکم نواب گورنر جنرل بہادر تیار ہوا اور صاحب موصوف دونون رصدخانون کا مشاہدات و انتظام کرتے تھے اور اونکی تعلیم بھی کرتے تھے حضرت جنت مقیم نے وہ دو سو روپیہ تنخواہ کے بدستور جاری کیے جو صاحبان عالیشان وارد ہوتے تھے مشاہدۂ رصدخانہ سے بہت خوش ہوتے تھے اکثر امرای بیرونی جو شہر مین آتے تھے مشتاق ہوتے تھے۔ ایکدن حضرت جناب سلطان العلما و سید العلما بھی تشریف لائے صاحب نے مشاہدات کواکب کیے ایکدن حضرت جنت مکان مع صاحبات محل تشریف لائے صاحب اور میم صاحبہ اور اس عاصی کو خلعت اور عملہ کو انعام عنایت فرمایا پھر بموجب درخواست صاحب موصوف کو چھ ہزار روپے سرکار سے طبع مشاہدات کو ملے خلاصہ یہ کئی برس کی مدت مشاہدات مین صاحب نے ہر روز بڑی مشقت اختیار کی تھی ہرچند بابو وغیرہ دس آدمی تھے مگر سب کی تصحیح مین خود محنت کرتے تھے اتفاقاً ۲۷ اپریل روز سہ شنبہ سنہ ۱۸۴۷ع میم صاحب تین دن کے عرصے مین ڈاکٹر لوگن صاحب کے علاج سے مر گئین اسی مہینے کی ۱۸ تاریخ کو سنہ ۱۲۱۶ غازی پور مین میم صاحبہ پیدا ہوئی تھین بعد اس واقعہ کے صاحب دسمبر کے مہینے مین تین اطفال خردسال اپنے لیکر کلکتہ کو روانہ ہوے اور وہان سے اون لڑکون کو اپنے باپ کے پاس روانہ ولایت کیا اور کلکتہ سے آکے پھر وہی مشقت کرنے لگے آخر کو جگر مین ورم ہوگیا اور بعض امور سرکار شاہی سے بھی خلاف طبع اور موجب ناگواری ہونے لگی وجہ ظاہری یہ ہوئی کہ کپتان ہانگس صاحب ڈاکٹر لوگن صاحب پادری کیشور صاحب یہ سب صاحب کے دوست صادق تھے صاحب رزیڈنٹ اور کپتان برڈ صاحب سے وہ صورت اتحاد کبھی نرہی جو جنرل لو صاحب اور جنرل کالیفلڈ صاحب سے تھی دربار شاہی کی یہ صورت تھی کہ جو ملازم شاہی مرجاتا تھا اوسکے

عیال واطفال کو خلعت ماتم پرسی ملتا تھا اور زر نقد بھی اس امر خاص مین سرکار سے ملتا تھا۔ ہر چند یہ
اس عاصی نے حضور عالم سے عرض کیا کہ ولیسن صاحب سابق صاحب کے اسباب وغیرہ
نیلام کرنیکو آئے ہین اونھین اور اونکی اولاد کو خلعت دینا مناسب ہی اسمین آپکی بڑی نیکنامی
ولایت تک ہوگی حضور نے قبول فرمایا پھر معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ ولیسن صاحب سے ملاقات
تک نہ کی آخر وہ انتظار کرکے رات کو ۹ بجے ڈاک مین سوار ہوکر چلے گئے اور کپتان برڈ صاحب نے بھی قیام
رصدخانہ مین سرکار سے کچھ تحریک نہ کی جیسا جنرل صاحب نے اظہار حال کیا تھا معلوم ہوا انھین
ایسے ذی عزت صاحب کا یہان رہنا ناگوار تھا عملے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اسکی سرکار مین بھی کی
کہ اس رصدخانہ کا فائدہ اہل ولایت کو ہے اہل ہند کیواسطے کچھ فائدہ نہین ہی لہذا یہ امر موقوف
خوشی اور قدرشناسی بادشاہ پر ہے پس یہ وجہ اسکے قیام کی نہوئی حالانکہ ۱۹ لاکھ روپیہ اسکا چودہ
برس کے عرصہ مین سرکار کا خرچ ہوا اور نو دس برس تک محنت مشقت مشاہدات اور درستی
حساب مین صاحب نے کی تھی اوسکا نتیجہ کچھ حاصل نہوا۔ بلکہ وہ روپیہ جو سرکار سے طبع مشاہدات
کے واسطے ملا تھا وہ بھی پھیر لیا گیا۔

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد مصمم ہوچکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات رصدخانہ
کے مین ولایت چلا جاؤنگا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا ڈاکٹر لوگن صاحب اپنے بنگلے
ہنڈیا ؤن مین لیگئے پھر ڈاکٹر صاحب روانہ کانپور ہونے لگے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کانپور تک لیگئے
وہان ڈاکٹر میکی نن کے سپرد کرکے روانہ لاہور ہوئے صاحب کو عمل طائرین کثرت سے ہوے کہ جان
بلب ہوگئے آخر ۲۵ اکتوبر ۱۸۴۹ء وقت شب انتقال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بیوی انکی
پرستاری کو آگئی تھین انکے شوہر ہمراہ لاہور کو پلٹن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ اونھون نے بتاکید تمام
پادری صاحب اور ڈاکٹر صاحب کو بلوایا صاحب نے ولیسن صاحب اپنے برادر نسبتی کو اپنا وصی کیا
شام کو جنازہ اوٹھا جتنے صاحبان کمپ میں تھے سب تشیع جنازہ مین شریک تھے۔ فوج گورہ بھی ساتھ تھی۔
جب لکھنؤ مین خبر آئی تو ریذیڈنٹ صاحب نے نواب سے کہلا بھیجا اونھون نے کپتان بارلو صاحب کو واسطے
حفاظت اسباب کے بھیجدیا بعد اسکے غازی پور سے ولیسن صاحب آئے اور اسباب نیلام کرکے چلے گئے
اس نیلام کی یہ صورت ہوئی کہ ہزارون کتب علمیہ بیش قیمت غالب ہی کہ اوسکی خریداری مین ہزارون روپیہ صرف

کیے ہونگے تیرہ سو پر نیلام ہوئین بہت سی ڈاکٹر اسپرنگر صاحب و ولیسن صاحب نے کپتان ہاگس
صاحب کا مال مال دوست سمجھکر لے لیں اسیطرح سارے گھر کا نیلام ہوا - مال مُردہ پس مُردہ -
اس عرصہ مین ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جانکر درخواست اس عہدہ جلیلہ کی کی -
جب یہ صورت ہوئی بندہ نے حضور عالم سے مشروحاً عرض حال ابتدا و انتہا کا کیا کہ اگر از راہ فروغ
علم کچھہ اسکی قدر و منزلت اور اپنی نیکنامی سمجھیے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہربرٹ صاحب کے صاحب
متوفی مامور ہوے اور اگر کچھہ تخفیف منظور ہے تو کلنٹ صاحب مہتمم کالج جو جرنیل مارٹن صاحب کے
دوست ہین اور متوفی صاحب کے عمل سے بھی واقف ہین اونھین مقرر فرمائیے اور وہ کچھہ کم
مشاہرہ پر بھی راضی ہو جائینگے اور اگر بہ سفارش کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل و ناواقف
اس کوچہ سے ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہے آیندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی جا
کا خالی مقربان خاص نے واسطے فتوح غیبی سمجھے -

خلاصہ کئی دن کے بعد نواب صاحب نے اسی عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصدخانہ
مجھے عنایت فرمائی اور رصدخانہ کا قایم رکھنا منظور خاطر اقدس نہین کتب خانہ رصد داخل تحویل
مجدالدولہ ہوا اور عملہ رصدخانہ برطرف چنانچہ ۲۰ جنوری ۱۸۴۹ع تک تنخواہ عملہ دیکر رخصت کیا اور اس
عاصی کو نظر بہ عنایات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا رصدخانے سے توپ زوال شمسی
چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہو جاتی تھی بابو رتنک موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر ہوے -

نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمن صاحب کے جانا رصدخانہ کا بدستور قایم رہنا

۶ - جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوے روز چہارشنبہ ۳ بجے
رات کو کرنل سلیمن صاحب بہادر داخل کوٹھی دلکشا ہوے صبحکو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے اور
بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور تھے روز پنجشنبہ ۱۱ - ماہ مذکور مرزا ولیعہد بہادر مع شاہزادگان
امرا استقبال کو گئے ۹ بجے صاحب ممدوح داخل شاہ منزل ہوے حسب دستور فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد
حاضری کھانے کے صاحب رزیڈنٹ واسطے ملاقات بازدید بادشاہ تشریف لائے تعارف معمولی
ہوا - ۱۱ بجے صاحب ممدوح داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے اتواپ سلامی سر ہوئین -

نواب صاحب نے اس عاصی سے ارشاد کیا کہ حضرت نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی
مناسب ہے کہ عملۂ رصدخانہ برطرف کو بھی بدستور بحال کردو چنانچہ بیس دن کی تنخواہ دینے کو
بھی حکم خزانہ عامرہ مین پہونچا بدستور قدیم نبگالی وغیرہ مددگار علم مشاہدات مین مصروف ہوے
اور توپ بھی ۱۲ بجے کی حکم رصدخانے سے بدستور چلنے لگی۔

بڑے صاحب کا واسطے عیادت بادشاہ کے آنا مرزا وصی علیخان کا معطل ہونا

روز شنبہ ۲۴- فروری سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ رفع خلجان اخبار موحش طبیعت
ناسازی مزاج اقدس سنکر تشریف لائے کہ براء العین تصدیق و رفع اشتباہ حال مزاج اقدس
کرین چنانچہ محلسرے شہنشاہ منزل مین بالمشافہہ بادشاہ سے باتین کین جس سے تسلی
تخیلات اخبار سماعی کی ہوئی۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ سواے عارضہ خفقان و مراق
اور کوئی عارضہ تحقق نہوا ورنہ کیا عجب تھا صورت اجنبی کی ہوجاتی یعنی تا صحت مزاج کوئی
اور ڈپٹی ہوجاتا۔ خارج سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو بھی ایسا توہم ہوا تھا چنانچہ مرزا محمد رضا برق
سے بھی ارشاد کیا تھا خلاصہ پرستاری بادشاہ محول بجناب عالیہ تھی اور سوا اطباے ملازمین
سرکار عالی ڈاکٹری منظور نہین چنانچہ صاحب نے کیفیت مزاج جو خود مشاہدہ کی اوسکی رپورٹ
صدر مین کردی مگر خدا نے رحم کیا۔

مرزا وصی علیخان نے اپنی رفتار کردار سے ہرطرح باغ سبز دکھا کر نواب سے رسوخ حاصل
کیا اور پھر خدمت واصلباتی جو نواب امین الدولہ نے دی تھی اوسی پر مامور ہوے اور مشیر خاص
صلاح دہی اکثر امور مین ہوتے تھے اتفاقاً نسے اور نواب محمد خان سفیر شاہی سے بوجوہ
بگڑی کیا اب دو دشمن انکے لگانیوالے آگ کے خود ور پیدا ہوے اول شرف الدولہ محمد ابراہیم
ثانی نواب محمد خان۔ مولوی ذاکر علی کہتے تھے کہ مین نے محمد خان سے کہا کہ انکے مقابلے
کو بڑی قوت چاہئے ایسا نہو تم بھی کسیطرح ان کے پھندے مین آجاؤ آخر کو وہی ہوا غرض
ان دونون نے باتفاق بڑے صاحب سے دل کھولکر لگانا شروع کیا اور صفات کردار بیان کرنی
شروع کیے اور بڑے صاحب عادی مخبران کرتھی اگر ایسی نہ تھی تو ہزاروں ٹھگونکو کیونکر پھانسی دیتے

اور اس شہر مین بھی بہت سے مخبر پھرا کرتے تھے جب صاحب کو احوال اخراج زمان ماضیہ جنرل
لو صاحب و جنرل کالفیلڈ صاحب نسبت انکے اور کردار زمان حال و قوم و فرقہ کہ یہ ایسے ہین صریح
پیام ارسال شاہی ہوا کہ ایسا شخص جسکا اخراج اس صورت سے ہوا ہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور کو
سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکارین ہی لہذا نیازمند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہی کہ حکم محکم اسکی اخراج
کا شہر سے ہو فقط یہ پہلی بسم اللہ اخراج شہر کی شروع ہوئی دیکھا چاہیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہے
روز سہ شنبہ نواب صاحب ممدوح کے پاس واسطے رفع توہمات نسبت مرزا ے مذکور تشریف لیگئے اور
پرچہ پیام بھی بہت بنا بنا کر اور سمجھکر لکھا کہ قصور مرزا ے مذکور سرکار شاہی مین ثابت نہین کسواسطے کہ زمان
جنت مکان مین انکی روبکاری ہو چکی ہی بعد عدم ثبوت تصور نواب امین الدولہ نے مہتمم کاروبار وزارت
کیا تھا اور میرے عہد دولت مین کوئی اور شخص من جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و عزت کا نہتا اسواسطے انہین
نواب گورنر جنرل کے جاے بانی کے ساتھ بھجوایا تھا اور نواب محتشم الیہ نے نظر بحسن خدمت و قدر شناسی
کمال و فور عنایت سے بنگلہ میور ڈاک مین اپنے دستخط خاص سے چٹھی حسن خدمت کی عنایت کی ہے
اور لکھنؤ مین خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادہ نواب ممدوح مع صاحبان عالیشان مہمان انکے باغ
مین ہوے ہین دعوت کے طور پر چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب نے شکایت انکے باب مین کی تھی اسکا
جواب یہ گیا تھا کہ تمنے پہلی چٹھی مین مروزی غرت لکھا تھا ان وجوہات سے نظر بحسن خدمات
سابقہ مرد کارگذار سمجھکر منصرم کاروبار کیا۔ پس کیا قباحت ہے فقط۔

خلاصہ نواب صاحب نے بھی بمقتضاے حسن خدمت جسقدر مرکوز خاطر تھا کوئی دقیقہ فرو
گذاشت نکیا صاحب نے پھر اسکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھون نے
بمقتضاے وقت سمجھکر گول گول جواب دیا بجھال ناراضی تو یہ حال اسکے بعد دوسرا پرچہ پیام آیا کہ نیازمند کو
تحقیقات کی کچھ احتیاج نہین ہی لہذا مناسب ہی کہ انکو مداخلت کاروبار سے معطل کیجیے۔ چنانچہ دسوین
تاریخ ربیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا مذکور حکم حاکم سے مجبور ہو کر مستعفی ہوے لیکن دو سو روپے تنخواہ کے
بدستور رہی خدمت اطلاق دوا صلیباتی سپرد مہاراج و شرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی اور
مقدمہ وصی علی خان شروع نفاق صاحب رزیڈنٹ اور وزیر اعظم ہوا۔ آگے اسکا
انجام دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے۔

انتقال مرزا ولیعہد بہادر

مرزا ولیعہد بہادر شاہزادہ دوئم بادشاہ کئی مہینے سے مبتلای تپ دق و سرفہ مزمن ہو رہی تھے آخر مستسقی بھی ہو گئے اطبا و ملازمین نے بلطایف الحیل بچاؤ اپنی بدنامی کا سمجھکر علاج سے ہاتھ کھینچا آخر کار محول بڈاکٹران کیا چنانچہ ایک دن حسب الحکم ڈاکٹر اسپرنگر صاحب مع ڈاکٹران چھاونی شہزاد یکے دیکھنے کو آئی اونھون نے اپنی کیفیت مزاج بزبان شیرین بیان کی کچھہ تجویز کر کے چلے آئے لیکن کچھہ نفع نہوا اسکواسطے کہ وقت ہاتھہ سی جا چکا تھا حکیم اپنا الزام ہمکو دیا چاہتے ہین آخر کو چیچک نکلی اوسکی شدت سے زیادہ موجب ہلاکت ہوا دوسری تاریخ رجب روز شنبہ قریب شام سنہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۲۶ مئی سنہ ۱۸۴۹ع شاہ منزل مین نقل مکان کیا تھا اوسکے ۹ دن کے بعد انتقال کیا ہم بجی صبح پہلوی حضرت جنت مکان امین دفن ہوی اس خبر متوحش کو مصلحتاً بخیال ناسازی مزاج اقدس مقربان خاص نے چھپایا لیکن جوش خون پدری درد جگر کب چھپا سکتا ہی اوسیدن بادشاہ بنسبت اور دنونکی بہت افسردہ اور مضطرب الحال رہی وقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ آج نوالہ میرے حلق سی نہین اوترتا اور دل خود بخود بھرا آتا ہی اسکا کیا باعث ہے حاضرین نے باتون مین لگا لیا آخر کار رات کو جناب عالیہ نے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا کلمات صبر و شکیبائی ارشاد فرمائی اوسوقت بہت بیتاب ہوے سچ ہے کہ اس خاندان مین ابتدای عروج ریاست سے جسے اکیسو کتنی برس گذری کسیکا جانشین نہین مرا اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون بد سمجھی۔ لیکن مصلحت خدا مین کسیکو کیا دخل ہے انجام کار کو دیکھنا چاہیے روز سوم کپتان بیک صاحب قایم مقام رزیڈنٹ تقریب تعزیت مین نواب کے پاس آئی بادشاہ کے پاس ناسازی مزاج کیوجہ سے نہ لیگئے سن شریف مرحوم کا دس برس پانچ مہینے کا تھا

قطعہ تاریخ وفات از نتیجۂ فکر منشی احمد صاحب

رفت از دنیا ولیعہد شہنشاہ جہان	جوہر تیغ خلافت تہ نشین شد ہای ہای
شد بزیر خاک نہان وارث تاج نگین	خاتم دست سلیمان بے نگین شد ہای ہای
زیب داماں جناب حضرت خاقان ہند	زینت آغوش پاک حور عین شد ہای ہای

	گفت ہاتف مصرعۂ سال وفات او ہمین ماہ اوج سلطنت زیر زمین شد ہائے ہائے	

مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا اور بہ سلامت پھر آنا

خلاصہ نواب وزیر الممالک نے بہت جد و جہد مرزا وصی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ مین کیا اور عدم ثبوت قصور ریزیڈنٹ صاحب سے بیان کیا لیکن ہر صاحب رزیڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہے اور جمیع امور عظیمۂ سلطنت حسن رائے صوابدید اور مصلحت وقت صاحب رزیڈنٹ پر موقوف ہین بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب ممدوح سمجھکر حکمنامہ بنام وزیر الممالک مزین بدستخط خاص فرمایا کہ بالفعل اخراج وصی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہمایون بھی ہے اور صاحب ممدوح کو امر خفیف کیواسطے ناراض کرنا مناسب حال نہین کہ تازہ وارد ہین۔

الحاصل چار و ناچار مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ عملداری سرکار مین رہین کانپور کا جانا عذر نا موافقت آب و ہوا کیا گیا اور حسب دستور بخاطر صاحب ممدوح تاکید روانگی کو چو مدار بھی متعین ہوا۔ چنانچہ ۱۹۔ شہر رجب روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۸۴۹ء مرزائے مذکور مع متعلق و اسباب بہ جمعیت سپاہ حفاظت راہ اور سپاہ راجہ مان سنگہ بہادر قائم جنگ باطمینان تمام روانہ فیض آباد ہوئے بعض احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے ناکہ شہر تک پہونچا آئے اب خدا باقیات صالحات کو ایسے حوادث غیر طبعی سے بچائے اور توفیق اعمال و سکون و قیام کی دے نہ یہ کہ مرگ خبر صانع ہو جائے تمت دیکھا چاہیے اس اخراج کے بانی مبانی کیونکر بچتے ہین فی الحقیقت مرزائے مذکور کی کارگزاری مین کچھ شبہ نہین کسواسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ منتظم الدولہ تھے مگر اسکے دستور صداقت شعار صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنی جو دہت و نفع ذاتی کو مقدم سمجھتے تھے محل و غیر محل جرأت کر بیٹھے تھے انجام کار کا خیال نہین کرتے تھے یہ باعث انکی ناکامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درد دل سے سمجھایا کہ مرزا صاحب ایسی وادوش اچھی نہین صاحب رزیڈنٹ کو ناراض کرنا اور انکے حکم کے خلاف ہونا اور مقابلہ کرنا اسکا مآل کیا سمجھے ہین اگر آپ کا بابیرون شہر رہے اور تحریر یا بواسطہ نواب صاحب کے صلاح وہی کیا کیجیے

اسمین کچھ فایدہ نہوگا مگر کب سنتے تھے اپنی تدبیر پر نازان تھے عرض اوسی دن نواب صاحب نے بھی بڑے صاحب سے اونکے اخراج کی اطلاع کی ۔

مرزائے مذکور بعد چار مہینے کے فیض آباد سے قصبۂ کاکوری مین چلے آئے مولوی مسیح الدین منشی معزول گورنمنٹ کے مہمان ہوے اپنا دوست خالص سمجھکر انکا عزل بھی انھین کی صحبت سے ہوا تھا اکثر لوگ جانتے تھے خلاصہ اپنی حسن رسائی اور یاوری تقدیر سے سرکار ین سے اجازت قیام قصبۂ مذکور قریب شہر کے لی تھی اسکا سبب یہ ہوا کہ الیٹ صاحب سکرٹر اعظم گورنر جنرل سے بسبب کتب تعارف بہت حاصل ہو چکا تھا گویا تخم امید بو چکے تھے شاید کہ ہمین بیضہ بر آرد پر و بال کسواسطے کہ صاحب کو کتب تواریخ خط ولایت کمیاب و نایاب زمانہ کا بڑا شوق تھا جس شہر مین گئے جو پائی کتب ہوے مرزا نے برسوخ عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کتب بزرگونکی نشانی رکھی ہین ہمین دنیا سے فرصت اسقدر کہان کہ اونپر متوجہ ہون اگر پسند ہون ملاحظہ فرمایئے اور وہ کتب دراصل کتب خانہ سرکار شاہی کی قلعہ مچھی بہون مین رہتی تھین زمان جنت آرامگاہ مین تحویلدار ونکے صندوق کے تختہ پائین کو اوکھاڑ کر چرا ئی تھین قفل و مہر بدستور قایم رہی تھی باخفا مرزا محمد جعفر ملا محمد اکرام اللہ خان کے ہاتھ بچی تھین اور کسی ناواقف کو نہین دکھائی تھین کہ شاید افشای راز ہو جائے بعد مرزا جعفر مرزا محسن اونکے بیٹے کے پاس رہین جب یہ معتمد الدولہ کے زمانے مین قید ہوے بہت سی کتابین تلف ہو گئین جب مرزا محسن مرگئے مرزا محمد اونکے بھتیجے سے نواب علی نقی خان نے کئی ہزار روپے دیکر مول لین وہ روپیہ صرف لغویات تیتنگ وغیرہ مین بادہوائی ہوا مرزا صاحب نے الیٹ صاحب نکے نام سے نواب کو دم دیکر لے لین اور سمجھا دیا کہ دیکھیئے انکو دیکر مین کیسا کام اپنا نکالتا ہون صاحب اون کتابونکو دیکھکر بہت خوش ہوے کہ یہ کتابین اب حکم عنقا رکھتی ہین قیمت کو انسے کہا عرض کیا مین تاجر نہین میرے پاس بیکار ہین چند روز مین کیڑون کی غذا ہوتین اب اسکے قدردان ہین اگر آپ کے پاس رہینگی تو بہتر ہو اور مجھے کچھ غرض نہین کہ اس حیلے سے آپ کو دون ایسی بناوٹ سے باتین کین کہ صاحب نے لے لین یہ مطمین ہوے کہ میرا ہر یہ انشاءاللہ بہتر کام آئیگا چنانچہ اسی امید پر خیال کر کے فیض آباد سے اپنے وکیل معتمد کو روانہ کلکتہ کیا اور ایک عرضی صاحب کو لکھی کہ میرے دشمنون کے بہکانے سے

میری طرف سے رزیڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ مین بحکم بادشاہ اپنے شہر سے نکالا گیا امیدوار ہون کہ اپنے گھر کے گوشہ عافیت مین بیٹھا رہون اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے اور امورات شاہی مین کسیطرح کی مداخلت نہ کرون جسکا شبہ صاحب رزیڈنٹ کو ہے صاحب سکرٹر نے نظر بحسن سلوک کتب چھٹی دوستانہ رزیڈنٹ کو لکھی کہ اگر یہ شخص کسیطرح حکام تمھارا خارج ہو اور مثل رعایا شہر کے اپنے گھر مین بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکرٹر معلوم ہوئی احتیاطاً رفع مظنہ کے لیے صاحب رزیڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب مطلب سے خوب واقف ہو چکے تھے بپاس خاطر صاحب سکرٹر دستخط کیا کہ اگر اسطرح شہر مین رہنا منظور ہے تو کیا مضائقہ۔ اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی بنائی تھی نواب صاحب کی رنجش سے یہ سبب انکی رجعت قہقری کا ہوا۔ جب گھر مین آئے خوب مجالس عزا کین مگر اپنی خو سے باز نہ رہے رات کو چھپکر بسواری زنانہ نواب صاحب کے پاس جانے لگے یہ اخبار ہر روز صاحب رزیڈنٹ کو پہونچنے لگے۔ اس عرصہ مین الیٹ صاحب روانہ کیپ ہوے۔

ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر مین ہزارون بیکار و معطل خانہ نشین ہین ان سب کی تلاش معاش بھی ممتنع ہے بہت بڑا وہ شہر جہان کسی پیشے یا تجارت کی قدر ہو یا وہان کے لوگ کسی کسب یا پیشے کو خلاف اپنی شان کے سمجھین جسطرح دستور ہر ولایت کا ہے کہ ہندوستان مین بھی قلیل و کثیر یہ تجارت تھی جسطرح علی آباد کا سلم سب ولایت مین جاکر بکتا تھا تاجران لکھنؤ کو دو چند سہ چند نفع ہوتا تھا اسیطرح جنکے پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چندروز مین ہو گئے تھے وہ تجارت بھی یکقلم موقوف ہوگئی ولایتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت خاص اشیاء جزیات کی رہ گئی اوسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی رہی پھر تلاش معاش منحصر فقط نوکری پر رہگئی وہ بھی اس زمانے مین جاتی رہی اگرچہ اوسمین ہر شخص بلا لازم نکما ہو جاتا تھا کسی کام کا نرہتا تھا تربیت و تعلیم و کسب پیشہ بہنین رہی اب اس زمانے مین فقط تعلیم زبان انگریزی کی رہ گئی وہ بھی چندروز مین بسبب کثرت بہت سستی ہو جائیگی اور ارد و حساب جغرافیہ ملکت تمام

اودھ مین تین بلین فی ۱۰ لاکھ آدمی تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین جنرل لو صاحب
فرماتے تھے کہ دس لاکھ فقط اس شہر مین ہین اونمین غالب ہے اب تین لاکھ سے زیادہ
نہون ہزارون مرگئے ہزارون آوارہ وطن ہوے ہزارون جو مجبوری رہگئے ہین محتاج نان
شبینہ کے ہین علاوہ اسکے ہزارون نے شغل بیکاری سے استعمال افیون اختیار کیا ہے اس سے
بدتر اور دو تین چیزین اختیار کی ہین کہ وہ آدمی کہ معطل ورا رخود رفتہ کردیتی ہین اب فقط
فی السماء رزقکم پر توکل ہو اور اپنی صحبت مین اپنی فہم اور بے لیاقتی سے افسانہای بے اصل و
بے سود بیان کرکے مشہور خاص و عام کرتے ہین اور ازبسکہ بیان کی خلقت طبعت وار ہے مضمون
خیالی خوب تراشتے ہین اور اوسکے کذب و صدق مین آپسمین مناظرہ بھی کرتے ہین خصوصاً وزیر
منصوب کے باب مین وزیر معزول کے پھر منصوب ہونیکی خبر اڑاتے ہین اپنے توسل کی جہت
سے چنانچہ عالمگیر کی نقل زبان عوام کے مشہور ہے اوسوقت دہلی کے تمام شہر مین چند بیکار
و معطل نکلے نوکر ہوگئے اور جہان سارا شہر بیکار اور معطل ہو۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ
ایکدن بادشاہ نے ازراہ بیدار مغزی استفسار آمدنی ممالک محروسہ فرمایا دستور معظم نے اوسکا
جواب مناسب عرض کیا اور چند روز پیشتر سے شہر مین مشہور ہوگیا تھا کہ حضور والا تمام ایام برسات
مین باغ گاو گھاٹ مین دریا کے کنارے رہینگے اتفاقاً اوسیدن تمام اسباب پھر دولتخانہ قدیم
تحسین گنج مین پھر آیا اسی تردد سے حضور والا انعام کو حاضر حضور بادشاہی ہوے اسی جہت سے
بعض نافہمون نے مضمون غزل تراشا اور اصل حقیقت زبانی دربار یہ ہے کہ بادشاہ فی الحقیقت کچھ
کشیدہ خاطر انسے ہوکر کوٹھی دلکشا مین رونق افروز ہوے اور حکم قطعی یہ دیا کہ کوئی شخص ہمارے
پاس نہ آئے بجز بندہ علیخان کو جوان کے کسواسطے کہ اہتمام اندرونی و بیرونی انکے اختیار
مین تھا فقط گھوڑیان گاڑی کی باہر سے جایا کرتی تھین اور اندرون احاطہ سے کوئی باہر نہ آتا
تھا یہ حال سب ہی بادشاہ و دستور معظم پر خوب منکشف ہوگیا تھا اور اس افواہ عوام سے خود بھی متنزل
ہورہی تھی اور مجبس تدبیر تھے آخر محمد خان داروغہ اور بندہ علی خان کو اپنے احوال سے آگاہ کیا
اور مترصد احوال بادشاہ سوا اپنے باب مین ہوے محمد خان کو بندہ علیخان سے کمال موافقت
تھی ایکدن یہ قیمہ بندہ علیخان مین پہونچی ایک سائیس کو روپیہ دیکر اپنی خبر کی۔ جواب پایا

کہ کل ۳ بجے مجھ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ استراحت مین ہونگے غرض جب ملاقات
ہوئی نواب کا احوال بیان کیا اونھون نے اوسکی تصدیق کی کہ فی الحقیقت بادشاہ نے
روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ مین کل گاڑی اسی سڑک پر لے
آؤنگا نواب کا سلام ہوجاے گا خلاصہ جب گاڑی اودھر سے نکلی نواب نے سلام کیا
قدمون پر سر جھکایا بادشاہ نے بچشم غضب دیکھا جب گاڑی سے اترے بندہ علی پر
بہت خفا ہوے اور نسے قسم کھاکر اپنے تئین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے دیکھا
کہ سپاہی بندوق کے توڑے چڑھائے پھر رہے ہین حالانکہ وہ سپاہی روند کے ملازم تھے
واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کی حضور یہ جنگل ہے
زمیندار متمرد شب کو گرد رمنہ کے پھرتے رہتے ہین یہ سنکر خایف ہوے چاہا کہ اوسیوقت
سوار ہوکر قیصرباغ مین تشریف لائین بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ کل
مین بادشاہ کو لے آؤنگا آپ اوسیوقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کا تعذ
بادشاہ گاڑی مین سوار ہوے قریب دروازہ قیصرباغ کے گاڑی کے پہیے کو کہین
چڑھا دیا گاڑی رک گئی نواب وہان کھڑے ہوے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور
یہین اوترین اور سلام کیا بادشاہ گاڑی سے اوترکے داخل مسجد ہوے نواب نے قرآن
شریف ہاتھ مین لیکر بادشاہ کے روبرو بہت قسمین کھائین اور اپنی صفائی حاصل کی - بادشاہ
نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کے واسطے خلعت منگواؤ نواب نے عرض کی غلام کی تشہیر
بڑی بدہوائی ہورہی ہے امیدوار ہون کہ میرے خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ
خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب فرمایا اپنے خطاب سلطان عالم سے
مشتق فرمایا کہ نظر خلایق مین صورت واحد جلوہ افروز ہووے یہ خطاب کسی وزیراعظم
کو نہ ملا تھا اگرچہ خلد منزل نے منتظم الدولہ کو خطاب حضور جو جنت آرامگاہ کا تھا دیا تھا بہرحال
سبکو بھون نے اسکی نذرین دین بندہ علی خان کا بڑا حق رسوخ ثابت ہوا -

انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ و نواب مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگمصاحبہ قوم ارمنی ساکن بغداد مذہب عیسائی بیٹی ڈاکٹر سارٹ بالیونز
[illegible] کی ... تھی انکی ابتدای شان نزول داخل زمرہ محل معلی اعلیحضرت خلد مکان یہ ہوئی کہ
[illegible] ... جلوس مسند نشینی تھا کہ انکی مان انھین کانپور سے لیکر حیدر آباد دریا کے اوس
[illegible] ... مکان مین آکر رہین سال بھر تک لباس انگریزی پہنے سڑک پر کھڑے ہوکر
جناب عالی کو سلام کرتی رہین جب قسمت نے یاوری کی ایک شب جناب عالی نے بعد نصف
شب میر کلو خواص کو مع میانہ سواری اور مشعلچی بھیجکر بلوایا انکی مان میر کلو سے کہنے لگین کہ
ہم بالیوس ہوکر کانپور جایا چاہتے تھے منتظر خرچ کے تھے غرض بن سنور کر داخل کمرہ محلسرای
[illegible] ہوئین حکم ہوا کہ مینہ برسے ایک قطعی تین لاکھ روپیہ کے زیور جواہر کی لیجا و اوسے پہنکر
ہمارے پاس آوین خلاصہ جب مشرف بسعادت ابدی ہوچکین پانچہزار روپے دیکر رخصت
فرمایا اوسوقت انکی مان کی خوشی شادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر ہے صحن خانہ مین جگہ جگہ
سجدہ شکر بجالاتی تھی بعد کئی دن کے پہررات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور جواہر کی اور
دو ہزار روپے اور ہزار اشرفی اور تین بدری ہر قسم کے پارچے کی عنایت ہوے بعد کئی
دن کے بلاکر حاضری عباس علیہ السلام اپنے ہاتھہ سے کھلاکر مذہب اسلام تلقین فرمایا
بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر کلمہ شہادتین پڑھا اگرچہ ظاہر مین حب دنیا کیواسطے کیا ہوا اور فرمایا
کہ ہم نے تمھین بیگم کیا اونھون نے نذر دی پھر ایک دن ایک جوڑی جڑاؤ ہاتھون کی ایک لاکھ
روپیہ کی جسمین الماس کے نگینے سفید و گلابی جڑے تھے اور ایک نتھہ لاکھہ روپے کی عنایت
عنایت فرمائی پانچہزار روپے ماہواری مقرر ہوی پہلو بارہ دری محلسرا عنایت ہوئی اور اہتمام
ڈیوڑھی اور لوازمہ اسباب ضروری کو حکم ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کو ہوا سکھپال سواری
کو ملا بہرحال ہم پلہ نواب مبارک محل کیا اب اس زمانہ مین جو اس قسم کے زیور و جواہر دینے کو
بیان کرے افسانہ ہے خلاصہ آمدم بر سر مطلب دو برس سے کھانسی اور تپ دق مین گرفتار تھین اسے
مرض الموت جانکر اور بخوف حاکم وقت کہ مردہ بدست زندہ ہوجاؤن یک وصیت نامہ لکھکر صاحب

رزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا یعنی مین اپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری مان نے محض بطمع زر دنیا مجھے اہل اسلام کو دیا مین بھی اپنی نافہمی سے مجبور تھی ہرچند بادشاہ نے مجھے اپنے مذہب کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن مین مین اپنے مذہب عیسائی پر مستقل رہی لہذا میری تجہیز و تکفین موافق مذہب عیسائی کے ہو اور ایک ثلث میری تنخواہ مین میری وصیت جاری ہو بعد اسکے حسن علی کپتان کے مکان متصل امام باڑہ آغا باقر خان بکرایہ جاکر رہین آخر ۷ - اپریل ۵ بجے رات کو ۱۸۴۹ء مین مر گئین اور موافق وصیت کے قریب ٹیلہ شاہ پیر جلیل گورستان رومن کتیھلک مین دفن ہوئین حسب الحکم شاہی مجد الدولہ نے تعلیقہ کرکے میرے بھائی جیب صدر سے جواب رپورٹ صاحب رزیڈنٹ آیا متروکہ اونکا جوزف شارٹ کو ملا ہرچند پرچہ پیام پھر اس باب گیا کہ اس صورت مین ساری تنخواہ وثیقہ کربلای سعلی جاوے لیکن کچھ نہوا بعہد حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا وہان بھی بڑا اختیار کلی تھا جسطرح حکیم بندہ رضا خان مبارک محل مین تھے واللہ اعلم۔

نواب مبارک محل صاحبہ کا احوال جنکا بیان حضرت خلد مکان کے احوال مین ہوچکا ہے بیٹی کرنل عیش صاحب کی سماۃ چمپا کے پیٹ سے جنکا بنگلہ کانپور مین اسی نام سے تھا جب صاحب ولایت جاچکے یہ پیدا ہوئین اسکول مین لڑکیون کے ساتھ پڑھنے کوجایا کرتی تھین بلکہ طامس سیر صاحب کے باپ نے بھی انھین پڑھایا تھا نصرانی تھین جب حضرت خلد مکان نے تعلیم و تلقین فرمایا صدق دلسے ایمان لائین فی الحقیقت بہت صاحب حسن وجمال تھین صاحب ہمت تھین کئی ہزار آدمی انکی بدولت پرورش پاتا ہے اور بسیر حشم تھین اختیار سیاہ سفید سب حکیم بندہ رضا خان کے اختیار مین رہا اکثر اوجاع باطنی ہوجاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے رفع ہوجاتا تھا پھر چندروز سے آلام روحانی مین مبتلا ہوئین خلاصہ باغ سے ڈالی انبہ کی آئی تھی اوس مین سے کئی آنبہ رات کو نوش کیے رات کو مزاج کچھ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھ دوا بھیجی اوسے نوش کیا پھر شاید استفراغ کیا آخر شب بستم ماہ شعبان روز شنبہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۳۰ جون ۱۸۴۹ء انتقال کیا محل مین شور قیامت برپا ہوگیا قریب دو پہرون کو حضور عالم بہادر کو خبر پہونچی اوسیوقت بادشاہ سے عرض حال کیا پھر رات گئے جنازہ کو اوٹھایا بعد غسل دریا حکم بادشاہ کے موافق رائے حضور عالم امام باڑہ نجف مین

ہم پہلو سے حضرت خلد مکان دفن ہوئین یکشنبہ وقت صبح حسب دستور مجد الدولہ نے
تعلیقہ کیا پہرے بٹھائے بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا داخل سرکار ہوا - دیانت الدولہ
کے سپرد بادشاہ نے مال مردہ سمجھہ کر کچھ خیال نہ کیا جسکی قسمت مین تھا اوسے ملا مجد الدولہ
منھہ دیکھہ رہ گئے اگر انسے مقابلہ اسباب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا پشمینہ و
جواہر انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا -
بیگم صاحبہ مرحومہ ۶ برس پیشتر اپنے انتقال کے اپنے ثلث وثیقہ مین وصیت حسب دلخواہ
بمشورہ حکیم صاحب بواسطہ میر منشی نواب گورنر جنرل جداگانہ صاحب رزیڈنٹ صدر کلکتہ
مین بھیج چکی تھین اونکے ملازمین جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہے خلاف کہتے ہین -
واللہ اعلم موافقت اہلکارون سے بہت سی کاربرآری ہوجاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی
رکٹس صاحب رزیڈنٹ نے کچھہ تامل کیا تھا منہ رنراین خزانچی نے اونھین سمجھا کر جاری کر دیا
دوشنبہ کو تقریب سوم ہوئی خلعت ماتم پرسی حکیم صاحب اور انکے بیٹے مرزا بندہ مہدی خان کو
اور رزیڈنٹ دیوان کو حضور عالم نے دیا اور محل مین فقط لواجی کو جو صف ماتم پر بیٹھی تھین -

بسک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیڈنٹ کے نام اور مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی ملنا

روز سہ شنبہ ۲ جولائی ۱۸۴۹ع کو صاحب رزیڈنٹ نے محبت نامہ مشتمل بر الہام
سلطنت چند بندات کا بھیجا پہلے چپراسی مصلح السلطان کے پاس لایا کہ جلد نظر اقدس مین گذرانین
دفعون نے چاہا کہ پہلے حضور عالم کے پاس بھیجین پھر کچھہ احتیاط سے بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ
نے بعد ملاحظہ کے حضور عالم کو دیا کہ اسکا جواب مناسب لکھہ کر بھیجو منشیان خاص نے بہت بنا
بنا کر اوسکا جواب لکھا کہ اہلکار خاص بہ سبب علالت مزاج اقدس پرستاری مین رہے اس جہت
سے مہمات مالی وملکی مین توجہ کامل نہوئی اب فی الحمد تخفیف علالت ہوئی ہے انشاء اللہ
حسب تجویز آپ کے عمل مین آئیگا اور حضور عالم بہادر کو قطع نظر عہدہ وزارت کے منزلت
قرابت خاص بھی حاصل ہے اور ہر حال مین یہ خیرخواہ سرکارین متصور ہین انکا حفظ مراتب بہر صورت

مکنون خاطر ہمایون رہتا ہے غالب کہ نظر باتحاد سرکارین آپ کی بھی نظر عطوفت ہر حال مین اثیر رہے انشاء اللہ تمام امور ملکی و مالی مین اپنے پیش نہاد رکھینگے۔

ملال سلیمن صاحب و نواب صاحب اور وہانکے طرز دیکھکر آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے۔سی ایس آئی والی بلرام پور و تلسی پور وغیرہ کا گھبرانا اور ان دونون صاحبون کے درمیان رفع ملال کا باعث ہوتا ہے

سنہ ۱۸۵۲ء مین سلیمن صاحب بہادر اور وزیر اعظم سے بد انتظامی ملک کے سبب سے رنج ہوگیا وانکو اپنی رزیڈنٹی پر ناز۔انکو اپنی وزارت کا دعوی۔نواب صاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی اونکے متوسطون کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے ممانعت کی نواب صاحب کو نہایت تشویش ہوئی اسی فکر مین سر نگون ہوئی ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ تمپر سلیمن صاحب ازبس مہربان ہین اگر ہوسکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اس کو ہم کو مانو مہاراج حسب الحکم نواب صاحب سلیمن صاحب کے پاس گئے بعد گفتگوی بسیار مطلب کی چھیڑ چھاڑ کی نواب صاحب سے بگاڑ کی وجہ پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہملوگ سب سے صاف دل ہوکے ملتے ہین دل مین زور نہین ہمکو یہ ریاست مٹانا کسیطرح منظور نہین بلکہ یہ چاہتے ہین کہ روز بروز یہ ملک سرسبز و شاداب ہو رعایا آرام پاؤ اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بد انتظامی اور سہل انگاری بادشاہ کی دیکھکے طبیعت مایوس ہی اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہین او سپر قایم نہین رہتے کسی بات کا ماسکہ نہین سوی اسکے جعلساز دغاباز چار پانچ ایسے سرکار مین ہین کہ وہ اور بھی اونکو خراب کرتے ہین مہاراج نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہین بجا ہے مگر از راہ خداوندی ارشاد فرمایئے کہ آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو غالباً اونکو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہے ہماری رای مین تو یون آیا ہے کہ چار پانچ شخص مثل دھی علی خان اور دیوان خیدی سہائے اور بر بندن وغیرہ جو مثل اربع عناصر و حواس خمسہ نواب صاحب کے ہمدم و مشیر ہین نکالدیے جائین کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائین نواب علی نقی خان جو بالفعل

وزیر ہین مین جانتا ہون کہ وہ پوترون کے اسیر ہین انتظام ملک مین اونکو دخل نہین گو اپنے نزدیک
ہوشیاری و مستعدی کرتے ہین بر سر کد ہین مگر اس کوچہ سے محض نابلد ہین بادشاہ اونکو بہت
چاہتے ہین اپنے کیے کو نباہتے ہین وزیر اعظم اونھین کو رہنے دین انکی پیشدستی کا کام
شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے لین کہ اوسکو انتظام ملک مین دخل تمام ہے وہ لایق
عہدۂ وزارت لاکلام ہے اگر یہ بات شاہ اور وزیر دونون گوارا کرین تو ہماری دلجمعی ہو پھر
شاید اس ریاست کو ترقی ہو مہاراج کو بھی صاحب کی یہ بات پسند آئی اور واقعی بہ نظر
انصاف دیکھیے تو سواے بہتری کے اسمین کوئی برائی نہ تھی غرض مہاراج بہت بشاش
ہوکے صاحب سے رخصت ہوے بارہ بجے تحسین گنج پہونچے اوسوقت حضور عالم بہادر
دولت سرا مین تھے حضور سے اپنے آنے کی اطلاع کی نواب صاحب نے اندر طلب
کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا حرف بہ حرف سب بیان کیا مہاراج کی گفتگو سے
وہ صدمہ نواب صاحب کے دل پہ ہوا کہ رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا مہاراج نے رفع ملال
کے لیے کہا کہ اسمین کچھ حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے بلوانے مین کچھ کسر شان نہین
اور جن لوگون کو صاحب نے دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا ہے ۔ بظاہر دربار مین نہ آئین
مخفی حضور کو اختیار رہے بلوائین جسطرح صاحب نے کہا ہے چندے اسپر عمل کیجیے حجت تمام کرنیکو
یہ بھی دیکھ لیجیے بظاہر تو سلیمن صاحب دوست معلوم ہوتے ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ
بھی کر گذریے مین بہ نظر خیرخواہی عرض کرتا ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہکے رخصت ہوے
وہان سے دل کبیدہ آئے خوش گئے تھے رنجیدہ آئے ۔ مہاراج کا کہنا نواب کے دل پر
موثر ہوا کلمات نصیحت پسند آئے چار دن بعد وہ چار پانچون آدمی نظر بند ہوے
دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جا کے سلیمن صاحب سے اطلاع
کرو کہ ہمنے اون آدمیون کو نکلوا دیا اب جیسا حکم ہو مہاراج نے جا کے سلیمن صاحب سے
کہا اونھون نے جواب دیا اچھا تمہارے کہنے سے ہمکو یقین ہوا مگر شرف الدولہ ابھی پیشدست
نہین ہوا مہاراج نے کہا اتنا تو ہوا ہے اب آپ نواب صاحب کو یہان آنے دیجیے بہتر
یہ ہے کہ اسکی گفتگو تخلیے مین ہو تو خود بھی فہمایش کیجیے اتنی بات دور اندیشی کی

تھی کہ لیگئے اپنی برات کرنل صاحب نے فرمایا اچھا جاؤ اور آج تیسرے پہر کو نواب صاحب کو
لے آؤ مہاراج نے آکے نواب صاحب سے یہی کہدیا وہ اپنی طلب سن کے بہت خوش ہو
سہ پہر کو سوار ہوکر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس پہونچے وہ بہت لطف سے
پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج تو صاحب کو سلام کرکے علیحدہ
ہوگئے جانبین مین صفائیان منظور تھین تین گھنٹے تک سلیمن صاحب اور نواب صاحب
کے خلوت مین باتین ہواکین بعد اسکے نواب صاحب رخصت ہوے مہاراج نے اوسوقت
حضور عالم بہادر کو بہت بشاشت پایا خود بھی مورد مسرت ہوے چند روز لکھنؤ مین رہکر بہت
بات بنائی مگر ان دونون حاکمون کی راے ہرگز مطابق نبائی ناچار ہوکے مہاراج نے
سلیمن صاحب سے عرض کی کہ مجھکو دربار شاہی کا رنگ بیرنگ معلوم ہوتا ہے اب آپکی
صلاح کیا ہے مجھسے تو دیکھا نہین جاتا کہان تک روز صدمے اوٹھاؤن اگر ارشاد ہو تو
مین اپنے گھر جاؤن اونھون نے کہا تمھاری اور مقربان شاہی کی طبیعت مین بہت فرق
ہے اصل مین ریاست کا درخت بے اصل ہے اور حیدر رخت کی جڑ نہ مضبوط ہوئی وہ باد
مخالف سے ایک دن ضرور منہ کے بل زمین پر آئیگا جو اسکے سایہ مین ہین اونکو بھی
گزند پہونچائیگا اگر اپنا بچاؤ منظور ہے تو اچھی سوچے ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے اندیشہ تو تمھاہی
یہ سنکے اور گھبرائے وہان سے پھر کے سیدھے نواب صاحب کے پاس مہاراج چلے آئے وقت
پاکے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے بخوشی گھر جانیکی اجازت دی کہ ضابطہ تم بھی جانتے
ہو جو کچھ مال تمھارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی مال ضامنی کسی سے لکھوا دو مہاراج
نے راے سدھن لال کی ضمانت لکھوا دی چلتے وقت نواب صاحب نے ایک نقارہ دیا
اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونون چیزین اپنے ساتھ بلرام پور لیگئے ۔

روز چارشنبہ صاحب رزیڈنٹ کو پیام شاہی پہونچا کہ آپ بہر صورت بسبب علالت
مزاج کے کرسی یا تامجان پر بیٹھ کے میرے پاس آئیے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس بھیجدیجئے
اسکا سبب یہ ہوا کہ کئی دن پیشتر صاحب موصوف بارمنہ شاہی مین گھوڑے سے گرپڑے
تھے پاؤن مین خوب چوٹ لگی تھی وہان سے صاحب راکھ کے چھلنگے چھاننے

لیٹ کر کوٹھی مین آ گئے تھے ہر چند پھر تامجان بھی بادشاہ نے بھیجا تھا مگر بہ سبب شدت درد کے
اوسپر سوار نہو سکے کئی مہینے تک پانون درست نہوا۔ پانون لنگ رہا لکڑی کے سہارے سے
چلتے تھے اس جہت سے پنجشنبہ کو لبک صاحب آئے خلوت ہوئی جرنل صاحب مرزا کیوان قدر
کو خلعت ولیعہدی مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی بصلاح صاحب موصوف عنایت ہوا
اوسکے بعد شرف الدولہ رائے جگناتھ عرف غلام رضا خان کو خلعت بیباقی علاقہ حضور
تحصیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو خلعت معمولی۔ شیخ مصاحب علی اونکے خدمتگار کو دوشالہ
رومال مرحمت ہوا۔

ظاہر ہے کہ عہدۂ جرنیلی درستی عبارت و آراستگی فوج ہے یہ تعلق علم ہندسہ سے ہے
بسطح صاحبان عالیشان کو حاصل ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کو
اس علم مین مداخلت کلی حاصل تھی اسکے سوا چاہیے کہ فوج مین اشراف قوم جس قوم کے
ہون بھرتی ہون اسیواسطے سپاہ پیادہ کو نجیب کہتے ہین اور بدرایج سپاہ تیغ بجانفشانی کا
سرکار بڑھتے پائین اور سرکار سے اونکے حقوق اونکے تا دوام حیات ضایع نہون کہ اونکو قطع
امید ہو گیا اسکی تفصیل صدر اعلی سرکار نے درباب فساد بدمعاشان سرکار اپنے رسالہ طبع
حکم سرکار سے خوب لکھی ہے غرض اس سلطنت مین یہ منصب جلیلہ جنت آرامگاہ نے مرشدزادہ
آفاق نواب شمس الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جناب عالی مثل نگاہداشت سوار و پیادہ ملاحظہ
فرماتے تھے یا کبھی جرنل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہو جاتا تھا حضرت خلد مکان نے اختیار
بخشی فوج کو دیا اب کم کم سفارش اور عملہ کا فائدہ شروع ہونے لگا خاص رسالہ کی اسامیان
معرفت میر دو بکنے لگین حضرت خلد منزل نے اقبال الدولہ ظفر الدولہ کے بڑے بیٹے کو جرنیل
کیا انھون نے غلام مرتضی روضہ خوان کو اختیار دیا خود عیش و شرابخواری مین مشغول
ہوئے اس عہد دولت مین اہلکارون کی خوب بن پڑی انتظام اچھے اور برے کا جاتا رہا
افسران فوج علاقون سے روپیہ ضروریات کا خاطر خواہ سرکار سے آپس مین رسدی
تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس جو ہر علاقہ نظامت پر رہتے تھے اونکا درماہہ پندرہ سے کم نہ
بیس سے زیادہ ہوتا تھا ساتھ تاجر صاحب اخبار داروغہ سے ہوکر جاتے تھے چنانچہ یہ اجارہ

لاکھ روپیہ سالانہ تک پہونچا تھا اور خود ہر اخبار نویس ہزار بارہ سو سے کم ماہواری نہ لیتا تھا
بلکہ اس سے زیادہ نواب منور الدولہ اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ نے اپنے بیٹے کو حضرت
فردوس منزل نے مرزا ہمایون بخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا سکندر حشمت کو حضرت
سلطان عالم نے مرزا فریدون قدر کو۔ مگر دفتر جرنیلی خاص واصل تخفیف ہوگیا تھا پس جب
ایسی خرابیان فوج مین ہون پھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہان ایک پلٹن نجیب
کی تیس ہزار روپے اجارے پر تھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی ہوتی تھی
چنانچہ دیوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تمھاری فوج سے عملہ
سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہر نہج کار سرکار ہوتا ہے چاہیے
کہ فوج اسطرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بر وقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام آئے
اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہو کے مہم لاہو کو جانے لگے تھے تو بڑی
مشکل پڑی تھی سواروں نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتین اوٹھائی یقین اگر ہمیشہ
سے حاضر باش اور نوکری چور نہوتے کا ہیکو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت مین بربادی
و خرابی و نقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی جو سب نے دیکھی مہاراجہ گوالیا
یا راجہ بھرت پور نے خود متوجہ ہو کر کیسی فوج آراستہ و تیار کی ہے اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہے

برگشتگی تقدیر این عاصی پر معاصی اور موقوفی عملہ رصد خانہ سلطانی

جب اس عاصی پر معاصی نے حسب الحکم ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ
اور بہ تصحیح و مقابلہ کرنل ڈ نکاکس صاحب بہادر یہ تواریخ اودھ موافق دستور انگریزی لکھی
جسمین حج شاہدا اور تعریف زائد جانب داری کیکی نہین مطبوع طبع اکثر صاحبان عالیشان منصف
و قدر شناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ اور کلنٹ صاحب مہتمم کالج جرنل ہارین
ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے بہ نظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قطب الدولہ مقرب خاص بادشاہ نے
اسکا ذکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ از راہ قدر شناسی کچھ بھلا ہو جائے مگر خوبی قسمت سے
اسکے یہ بالعکس صورت ہوئی ؎ اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی * صادق آیا یا القرآن ...

بذریعہ صاحب متوفی دبسفارش جرنل کا یفلڈ صاحب رزیڈنٹ بے منت مومنین دربار مقرر
ہوا تھا از راہ قدر شناسی سلطان عادل موقوف ہوا وجہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب
تواریخ مجھ سے منگوا بھیجی بادشاہ نے حضرت جنت مکان کا احوال دیکھا بہت خوش ہوئے اور
تعریف کی جب اپنے احوال پر آئے بعض مقام جو حقیقت مین سچ تھے دیکھے اور خفا ہو کر
برطرف کیا ہر چند مین نے واسطے انکے کہا کہ اگر مین خود پڑھکر ان مقامات کو سناتا اور خفا ہونے
جواب شافی دیتا مگر مجھے وہ نہ لے گئے - یہان کچھ طمع نہ تھی کہ امیدوار ہوتا صبر کیا
بسر اوقات مع عیال اطفال ۱۰ برس تک توکل پر رہی مگر شکر ہے کہ کسی امیر شہر کے
دروازے پر نہ گیا حضور عالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ اعانت کرتے تھے موافق اپنے عہدے
کے ہور دولت کربلا قاسم رزق کا تھا باعزت و بے منت رفع احتیاج ہوئی جب
عملداری گورنمنٹ ہوئی متواتر عرض حال کیا کسی نے نہ سُنا - صبر کیا - جب عملہ رصدخانہ
برطرف ہوا بنگالی وغیرہ جو بسفارش اکبرآباد الہ آباد سے آئے تھے جنرل سلیمن صاحب سے درخواست
پنشن کی کی بادشاہ نے فرمایا پنشن بدستور سرکار نہین اور اس مصنف تواریخ سے ہمین
رنج ہوا ہے بعد اسکے بلحاظ جنرل صاحب تہائی حصہ پنشن کو عملے کے لیے اجازت ہوئی سوائے
اس مقوب کے بہرحال صبر کرنا چاہئے - جب جنرل بیرو صاحب کو چودہ رسالے علمی مع تواریخ
اودھ ڈپٹی مرزا عباس بیگ نے دکھائے کہ یہ شخص محروم حق پنشن سے رہے رپورٹ صدر
کو کیا نصف تنخواہ معینہ یعنی پچاس روپیہ ماہواری مقرر ہوئی مگر الحمد اللہ کہ وہ کتاب جو ملاحظہ
بادشاہ مین آئی تھی ۱۸ یا ۱۹ - جزتھے اب ۷۰ یا ۸۰ جز کے تقریبا کتاب مبسوط تیار ہے ایک
جلد فارسی اردو اور انگریزی جنرل جمیرلین صاحب نے خود اور پاٹر صاحب سے ترجمہ کروایا
ہے کئی سے روپیہ اوسکی طبع مین صرف ہوا اور غالب ہے کہ نفع بھی ہو مگر سرکار خود طبع
نہین کرسکتی ہے مجھے اختیار ہے یا جو شخص از راہ قدردانی طبع کرائے - جب اسکے قدر
شناس دیکھینگے البتہ مجھے بہ نیکی یاد کرینگے - آیندہ اختیار بخدا - وہ کسی کی محنت برباد نہین کرتا
ضرور اوسکا اجر دیتا ہے فقط -

احوال نواب جلال الدولہ مہدی علیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدی علی خان بہادر محلسرائے خاص فرح بخش سے باولی کے مکان مین تشریف لائین یہ بھی عمارت عالیہ نواب آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال الدولہ کو اپنی مان سے چندان موافقت نہ تھی اس جہت سے نشاط باغ مین آکر رہے اور اپنے طور پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش و نشاط شاہانہ شروع کیا اکثر ملازم تیرانداز وغیرہ نوکر ہوئے تیراندازی اور بندوق لگانے مین وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے سب صاحبزادونکو جیسا چاہئے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا انکے شریک جلسۂ صحبت عیش فقط نواب حسین الدین خان ہوتے تھے جد مادری حضرت سلطان عالم تھے۔

کئی برس کے عرصے مین یہ مصارف کثیرہ بسبب قلت مداخل کے تمام ہوئے اور بسبب فضول خرچی اور صرف بیجا کے مان نے اعانت موقوف کردی تھی اس جہت سے صحبت عیش درہم برہم ہوئی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہولال داروغۂ بیگم صاحبہ اور کارگزار بیگم صاحبہ نے اپنے بچاؤ کیواسطے نواب معتمد الدولہ اور خوانین کمبوہ سے موافقت پیدا کی تھی نہ ناموافقت کلی دربار شاہی مین اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ مثل اور بھائیون کے نہ ملتی تھی آخر تنگ ہوکر دربار کا جانا موقوف کردیا تھا اتفاقاً انکو ہیضہ وبائی ہوا نوبت بہ ہلاکت پہونچی نواب خاص محل جوش محبت مادری سے باغ مین تشریف لائین نواب کی پرستاری کی حکیم میر ابو ملازم بیگم صاحب معالج ہوئے خدا نے شفا دی فی الجملہ تکفل اخراجات ہوئین نواب بھی بہ مجبوری اطاعت کرنے لگے۔

اجمالی تنخواہ مرشدزادہای جنت آرامگاہ

— حضرت خلد مکان کی سلطنت مین جب کثرت مصارف سرکار شاہی بڑھی تو نواب معتمد الدولہ کو اقربائے شاہی سے کسیطرح موافقت نہ تھی بلکہ ہر ایک کے درپے تخریب رہتے تھے

چاہتے تھے کہ ان سب کے مواجب معینہ بہت کم ہو جائین چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب
کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیون کی تنخواہ ہزارون روپے کی ہے اور بہ سبب کثرت مصارف انکی
تنخواہ دینے مین دقت و دیر ہوتی ہے اُنکی باعث شکایت کا ہوتا ہے لہذا منظور ہے کہ ہر ایک
کی تنخواہ نصف ہو جاسے اور اولاد ازواج نواب آصف الدولہ مرحوم میرے عم نامدار فقط
بنام نامی اونکے ہین غیر مستحق سمجھکر آزاد کر دیے جائین اسکا سبب یہ تھا کہ معتمد الدولہ ان سب کو
غیر مستحق و بیگانہ سلطنت جان کر تنخواہ بہت دقت اور مہینون چڑھا کر دیتے تھے یہ سب بیبیان
بیچ محلہ وغیرہ مین رہتی تھین جب فاقون سے مرتی تھین بعد نصف شب کے کوٹھونپر محرم کا باجا بجا
کر غل مچاکر معتمد الدولہ کو کوستی تھین اسوجہ سے نواب کو عداوت ہو گئی تھی اور اونکے نکالنے کی
یہ تدبیر کی تھی لیکن وہان سے یہ جواب آیا کہ مقدمۂ خانگی مین آپ کو ہمہ وجوہ اختیار ہے مگر اولاد
ازواج نواب آصف الدولہ کے واسطے ہمین یقین واثق ہے کہ یہ آپکے عم نامدار کے بنام نامی
مشہور ہو چکے ہین غالب ہے کہ اُنھین خلاف ہمت عالی سمجھکر گوارا نہ کرینگے کہ موجب بدنامی ہوگا
اور بھائیون کی تنخواہ مین اختیار ہے ایک زمانہ یہ گذرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت
مین حضور عالم نے انھین ازواج و اولاد کو محل سے نکلوا دیا کسینے نہ سنا۔

خلاصہ جب بھائیون کی تنخواہ نصف کر چکے اسکے دینے مین برسون ہو جاتے تھے اس
علت سے اکثر مرشد زادونکی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی بہ سبب قلت مداخل اور عدم وصول
سے مثل نواب بہار الدولہ حسین علی خان یہ فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی انکی
طرف سے غافل ہو گئے آخر ایک دن تنگ ہو کر باتفاق نواب نصیر الدولہ مع سب
بھائیون کے دادخواہی کیواسطے چھاؤنی سنڈیا نون مین رکٹس صاحب رزیڈنٹ کے
پاس گئے اپنا اظہار حال کیا جواب مناسب وقت پایا وہان سے مایوس ہو کر پھرے
نواب نصیر الدولہ سب سے بڑے تھے فوج شاہی نے انکے دولتخانے کو گھیر لیا ہر طرف
توپین لگا دین جابجا پہرے بٹھا دیے آمدرفت بند کی گئی دن تک یہ ہنگامہ صلہ رحمی
گرم رہا آخر معرفت اعظم علی خان عظیم اللہ خان نے کچھ دیکر تصفیہ کیا
نے الجملہ صورت عافیت پیدا ہوئی جب سے عظیم اللہ خان دربار نواب مین خانہ

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے بہادر الدولہ نواب حسین علیخان بھی تصور سیاہ شاہی تھی بیس سوار اور پیادے متعین تھے انکے پاس دینے کو ایک کوڑی نہ تھی آب فاقہ کرتے تھے جب اس قید بیجا سے بہت تنگ ہوئے ایک شب گھبرا کے گھر سے نکلے بہزار خرابی سنین معلوم کیونکر کانپور پہونچے وہان سے فرخ آباد کو چلے کہ نواب منتظم الدولہ کے پاس جاؤن چوبے پور کی سرا مین اترے تھے مرزا علی حسن مرزا حاجی کے بیٹے کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہوئے تھے بیس سوار جنکے پہرے سے نکلے تھے انکے تعاقب مین چلے آتے تھے سرا کو گھیر لیا چاہا کہ نواب کو پکڑ لیجائین تھنک ہوا تھانہ دار آیا اونھین باز رکھا یہ مایوس ہو کر پھری نواب نے سی تصور سے برطرف کر دیا جب نواب فرخ آباد پہونچے وہان بھی صورت خلاف دیکھکر کلکتہ گئے وہان بھی کوئی صورت دادرسی کی نہ نکلی عدم استطاعت و بیسامانی سے اسباب دنیا کیونکر حاصل ہون جب حضرت خلد منزل سریرآرائے سلطنت ہوے حسب الطلب شاہی لکھنو آئے انکی زر تنخواہ تمام و کمال ملی۔ بادشاہ بیگم صاحبہ نے از راہ کمال ترحم و صلہ رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جوان نامراد تھی عقد شرعیہ کر دیا نواب نے مہاجنون کا قرضہ بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا۔

نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنؤ سے نکلنا کلکتہ سے کربلا کو جانا

نواب خاص محل نے حکومت نواب معتمد الدولہ مین انتقال کیا نواب جلال الدولہ متروکہ مادری و جاگیر نواب گنج سے محروم رہے جواہر و اسباب تحفہ ماہولال نے اپنے خوف جان و مال سے نواب دنخواہین کو دیا اونھون نے اپنی امانت و دیانت ظاہر کرنیکو ادھے کوڑے بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ بامید موہوم طلب زرمانت کو چند روز تک دربار رجایا کیے جب شنوائی نہوئی مایوس ہو کر خانہ نشین ہوے باہر نکلنا بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آئے ایک شب کو منا سنگھ زمیندار کے گھوڑے پر باخفا سوار ہو کر کانپور پہونچے وہان سے ڈاک مین کلکتہ روانہ ہوے کئی دن کے بعد ہرکارون نے سرکار مین خبر کی کسی کے کان پر جون بھی نرینگی۔

حب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوے کمال محبت سے پیش آئے فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عتبات عالیات کو چلینگے اس عرصہ مین نواب شمس الدولہ نے انتقال کیا اور چاہتے تھے کہ اپنے حین حیات مین چار لاکھ روپیکے نوٹ گورنمنٹ نواب کو خرید کردین حضرت بیگم صاحبہ اکیدن باتون مین کچھ طعنہ زن ہوئین نواب جلال الدولہ نے جواب شافی دیا کہ مین کلکتہ مین رہنے کو نہین آیا کہ کسیکا محتاج ہونگا میرا زادراہ مین سوا اشرفی موجود ہین اور کچھ جواہر بھی ہے

نواب جلال الدولہ بدل متمنی عتبات عالیات تھے انکا کوئی روکنے والا بھی نتھا چند ملازمین خاص سے جہاز پر سوار ہو بصرے پہونچے حاکم بو شہر مسلم یعنی ناظم بصرہ یا لیوز بغداد نے ہر مقام پر انکا احترام کیا طریق ضیافت دمہمانی موافق دستور ولایت پیش آئے کئی سوار اور چاؤش اونکے ساتھ کردیے جس شہر یا قلعے کے نزدیک پہونچتے تھے سلامی توپ کی ہوتی تھی جب دورے کی زیارت سے فارغ ہوے راہی مشہد مقدس ہوے ناگہان مکافات ایام نا فرجام سے منزل ابن عباس آیا دو میامی جو مختص رہزنی ترکمان ہے نواب نماز صبح زیر درخت چنار پڑھ رہے تھے کہ دفعۃ ترکمان پہاڑ کی چوٹی سے اوتر کر قافلے کو لوٹنے لگے اوسمین کچھ ہندی بھی تھے بعض نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے از راہ جسارت اونپر رجز کیا بعض نے نواب کو منع کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے آپ خاموش رہیے۔

اس عرصے مین نواب نے تپنچہ مارا۔ دونون خالی گئے حالانکہ نواب اس فن کے بڑے قادر انداز تھے ناگاہ ایک ترکمان دوڑ کر نواب سے لپٹ گیا گھوڑے سے گرادیا اور قید کرکے پشت پہار پر جہان رہتے تھے لے گئے اور کئی من تبریزی بیڑیان پانون مین ڈالدین اور ہر روز عداوت سے اشد مصائب اور آلام روحانی دینے لگے اور بہت خوش تھا کہ میرے حصہ مین نواب ہندی اور شاہزادہ ہاتھ آیا ہی نواب اوسے سمجھاتے تھے کہ تیرا گمان غلط ہے مین جلا لیہ فقیر ہندوستان ہون وہ کہتا تھا بہر صورت تم مجھے پانچہزار روپے دو چھوڑدونگا یہ کہتے تھے کہ اگر یہی منظور ہے میرا خط بالیوز بغداد یا مہران کے پاس لیجاؤ وہ روپے تمہین دیدینگے وہ کہتا تھا ہمارا آدمی وہان جاکر گرفتار ہوجائیگا۔ غرض اوس قافلے سے زن و مرد

چلے آدمی اسیر ہو گئے تھے اور نواب ٦ - آدمیون کے حصے مین تھے ایکدن نواب نے تنگ ہوکر
اوس ترکمان کے آٹھ برس کے بیٹے کو مار ڈالا اس جہت سے کہ وہ حرامزادہ سب سے زیادہ آزار دیتا
تھا کبھی انپر موت دیتا تھا کبھی مُنہ پر تھوکتا تھا کبھی گالیان دیتا تھا اوسکا باپ نواب کی اس حرکت
سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تمنے اس عورت کو کیون نہ مار ڈالا کہ میرا حصہ بڑھجاتا یعنی جتنے
آدمی ٦ سے کم ہونے اسکا حصہ بڑھجاتا دوسرے دن اسکا بھائی جو شریک حصہ تھا خفا ہوکر
کہنے لگا مین آج نواب کو مارے ڈالتا ہون اور اپنے پارے چلمہ دار سے نواب کی پنڈلی پر
کھڑا ہوگیا صاحب خانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دے پھر تجھے اختیار ہے ایکدن نواب
جلی پیستے جاتے تھے اور اپنی بیکسی پر رو رہے تھے اوس ترکمان کی جورو نے رحم کیا اور ایک
کردہ اور لنگی نواب کو دیہی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندانی
سے ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا نیز اکرنہ اور لنگی مین نے اوسے دی خلاصہ نواب عجیب
مصیبت ناگہانی اور بلا مین گرفتار ہوے کہ خدا کسیکو نصیب نکرے غرض اسیری نواب
کی خبر مشہور ہوئی شاہ جم جاہ فتحعلی شاہ نے فرمان فرماے مشہد مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت
انکی رہائی کی ہو تو باعث نیک نامی ہے اور مزید حسنات اخروی لکھنؤ مین حضرت خلد منزل
مین یہ خبر آئی ڈاریٹن نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب روشن الدولہ نائب تھے یہان کون
سنتا تھا جب شہزادہ مشہد مقدس نے حکم بازندران کو لکھا اونہی پانچہزار روپیہ دیکر نواب کو چھوڑایا
وہان سے طہران مین آکر مہمان خانہ بالیوز ہوے شاہ کو یہ امر خلاف گذرا اور نہ احترام اور لوازمہ
مہمانی زیادہ ہوتا بلکہ کیا عجب تھا کسی شاہزادی سے شادی ہوجاتی وہان سے عتبات
عالیات آئے پھر بصرے سے جہاز پر سوار ہو کلکتہ ہوتے ہوے کانپور مین ڈوہان صاحب کے
بنگلے مین اترے وہی انکا متکفل آخراجات ہوا وہ تاجر جسنے پانچہزار روپیہ دیا تھا انکے ساتھ آیا تھا

نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سریر آراے سلطنت ہوے انکا حال سنکر ازراہ صلہ رحمی شفقت شاہانہ

بھیجکر بلوایا تاکہ شہر پر جلوس سواری پہنچا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور
کوٹھی آسمعیل گنج مملوکہ اعظم علیخان رہنے کو دی اپنے حین حیات تک محبت کرتے رہے
تنخواہ بھی مثل اور بھائیون کے مقرر فرمائی بہرحال اوسپر قناعت کی ایکدن کمال خصوصیت
سے عرض کیا تصویر خاص مرحمت ہو کہ مین اوسے اپنا حرز جان سمجھکر ہر وقت شرف ملازمت
حاصل کرتا رہون بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھجوائی امراسب پیادہ ساتھ تھے
نواب ہر صبح اوسکے سامنے باداب جاکر بیٹھا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ ہو۔

جب حضرت جنت مکان ہوے سب کی تنخواہ کم ہوئی انکے بھی پندرہ سو روپیہ ماہواری رہے
یہ اوسے بھی غنیمت سمجھے ازبسکہ صدمات روحانی اوٹھا چکے تھے کوئی حسرت دنیا باقی نرہی تھی
پیر نو و سالہ گھل کر ہوگئے تھے وہ حسن وہ جوانی شباب سب جاتا رہا تھا کتب تواریخ کا بہت شوق تھا
دیکھا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اوسی بھی تے کرکے نکالڈالتے تھے
ابتدا مین بہت موٹے تھے انگریزی حوضہ بھرجاتا تھا ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے مشی کرتے تھے
اورتے اختیار کی تھی اس سے بہت دُبلے ہوگئے تھے نواب امین الدولہ سے بڑا ربط
تھا اس جہت سے کہ امام بخش خان انکے باپ تیر اندازی مین نوکر تھے اس خصوصیت سے
ایک شب مجلس محرم مین بھی آئے تھے۔

حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین اور بھی تنخواہ کم ہوگئی تھی اوسپر بھی شکر خدا
کرتے رہے اکثر علیل بھی رہتے تھے آخر عوارض فرمنہ سے ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ عیسوی
انتقال کیا حکم بادشاہ سے کربلاے نو تعمیر حضرت جلد منزل مین دفن ہوے اسباب ضبط
سرکار ہوکر نیلام ہوا ازدواج و اولاد نہ تھی اور نہ اسکا مدت عمر تک شوق و رغبت تھی۔

احوال قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی

یہ دونون احوال نواب جلال الدولہ و قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی اسواسطے
لکھے کہ انکا خاتمہ اسی سلطنت مین ہوا خلاصہ مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے پانچہزار
روپیے پاتے تھے اور منتہای عنایت اتنی تھی کہ بغیر از چند ساعت خواب راحت بادشاہ

بادشاہ کو انسے مفارقت ناگوار تھی اسی رسوخ سے نظامت سلطان پور۔ بیسواڑہ بیلون
انھون نے بھائیونکو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دی تھی ہرچند یہ کام خالی خوف و دغدغہ سے نتھا کسواسطے
کہ خوف انجام اور دشمن قوی نواب معتمد الدولہ تھا ہرچند کئی برس پیشتر سلطنت سے انسے
کمال خصوصیت تھی کہ واسطے جواب و سوال بامید سلطنت بھی تھی شب کو باخفا آیا کرتے
تھے اور تحفہ تحائف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا مبدل نہ نفاق ہوا۔ جب
نواب معتمد الدولہ نائب ہوے مرزا نو مہینے تک خانہ نشین ہوے نواب کو معرفت دیوان
رضا بخش بعد عہد و میثاق صفائی باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن نے باوجود اس عقل و
دانش اپنے بڑے بھائی کے کاملہ عقل تھے برہم کر دیا جب دوبارہ عروج نواب ارفع مدارج
پر ہوا مرزا کی مصاحبت بادشاہ سے ٹھنڈھی ہوئی خانہ نشین ہو کر پایۂ محاسبہ مین آئے بابت
تنخواہ [illegible] سے مذکور مرزا نے باعتبار خود ۵ یا ۶ لاکھ روپیہ گھر سے دیگر مہاجنان بازار سے
گلوخلاصی کی اس خیال سے کہ اگر یہ قرضخواہ سرکار مین نالش کردینگے تو معتمد الدولہ کی
بن پڑیگی اور قریب تین لاکھ روپیہ کے بابت فرمائشات کے انکار دیے سرکار مین رہگیا
پانچ برس تک اپنے گھر مین مع اپنے بھائیون کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی
اور گورنمنٹ سے زمان کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ سے قطع امید ہو چکی تھی اور یہ
اسیر نازان اور مطمئن تھے کہ ہمارا ایکسو ہوجانا بادشاہ کے موجب صفائی کا ہو جائیگا معتمد الدولہ
انکے خراب کرنے سے کبھی غافل نہ تھے آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے محرم
راز مقرب خاص تھے اور انکا فرد بع و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ انکے گھر سے انھین حاصل ہوا
تھا بطمع دنیا اپنے کو موافق و متوسل کیا انھون نے بھی اپنی قدامت سے ہاتھ اوٹھایا اور بظاہر
حیلۂ آبرو ریزی حاکم وقت سے جان کر آمد و رفت بالکل مرزا کے پاس آنکی ترک کی اسکے
سوا اپنا رسوخ سمجھکر درپئے ترتیب اپنے دلی خمی ہوے اور نواب سے عرض کی کہ مین فقیر
ہون دربار مین حاضر ہونا میرے واسطے موجب مضحکہ ہوگا بوقت ضرورت حاضر ہونگا مگر
بکلاہ بغیر لباس اہل دربار یعنی پگڑی مین نے کبھی نہین رکھی اور جو بجا آوری احکام ہوگی گھر
سے بجا لاؤنگا نواب نے سب قبول کیا تھا۔

غرض جب اپنے گھر کے بھیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مفلوک اور پریشان حال کو دم دیکر سکھا کر واسطے قتل نواب کے وقت شب بارہ دری مین بلایا کہ تو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے چلا آنا جیسے ہم کہینگے تلوار مارنا تجھے بہت کچھ ملے گا مرتا کیا نہ کرتا اوس اجل رسیدہ نے قبول کیا خلاصہ جب وہ رہبری جاسوس سے قریب نواب پہونچا اوسکے انتظار مین نواب پیشتر سے باہر نکلکر بیٹھے تھے اور اصحاب یار غار بھی اونکے سب مسلح حلقہ باندھے بیٹھے تھے اوسے دیکھکر کہنے لگے وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکار کر اوس سے کہا اوسے مار تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ تلوار لگائے اصحاب نے ملکر اوسکا کچومر کردیا نیم جان اوسے نواب کے پاس لائے کہنے لگا مجھہ سے دغا کی یہ کہکر مرگیا حاضرین نے کہا یہ ہذیان بکتا ہے اسکے حواس درست نہین خلاصہ جسکو اوسکے پانوٴن مین رسی باندھ ہاتھی سے کھچواکر بازار مین تشہیر کیا لیکن سب پر اس جوڑ کی اصل حقیقت کھل گئی مگر خوف حاکم وقت سے دم بخود تھے اور ایک ٹیپ ہندی تحریر سپاہی اوسکے بازو سے کھول کر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی نے اس سپاہی کو واسطے قتل نواب کے بھیجا تھا بادشاہ کو پرچۂ اخبار گذرا حالانکہ اوس ٹیپ کی پشت پر حساب سمقائی کا لکھا ہوا تھا دوسری طرف انعام قتل ۔ شیخ ناسخ اسکی صداقت کو دردولت پر حاضر ہوے بادشاہ کے سامنے روبکاری کو گئے میر غلام علی رسالدار جو مقرب مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوے بادشاہ نے صمصام الدولہ مرزا جو کو حکم کیا تم گواہون سے تحقیق کراؤ یہ بہر صورت خیر خواہ دوست حقیقی نواب تھے انھون نے پہلے شیخ ناسخ سے تصدیق چاہی کہ یہ ٹیپ کیسی تھی اونھون نے مناسب وقت سمجھکر جواب شاعرانہ دیا مرزا جو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سو صادق ایکطرف اور شیخ ناسخ ایکطرف ہے انکو حکم ہوا اپنے گھر جائیے دوسری گواہی میر غلام علی کی ہوئی یہ سید بنی فاطمہ تھے کب جھوٹ بولتے کہا حاشا ثم حاشا یہ سب محض افترا اور جال ہے مجھے مطلق اس حال سے خبر نہین ۔ حکم ہوا انھین احاطۂ راجہ درشن سنگھ مین لیجاؤ وہان طوق و زنجیر مین مسلسل ہو کے بعد کئی مہینے کے عشرۂ محرم مین اسی زندان شام مین مرگئے اور اپنے آبائے کرام سے ملحق ہوے یہ ادنی شعبدہ اس زمانہ کا تھا ۔

اب شیخ صاحب کا حال مفصل یہ ہی کہ مرزا حاجی کے قید مین ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتہا

خوف نواب ہوا کہ مبادا راہ سے پکڑ جائین گھر مین بیٹھ رہے جب یہ جوڑ بندھا پہلے چوبدار سلطانی انکی طلب کو آیا انھون نے کہا تم ٹھہرو جب تک مین تدبیر سواری کرون پگڑی بندھوا اُون ۔ اوسنے کہا مین خواجہ محمود قوال کے پاس جاکر ایک ڈولی تمھارے واسطے لے آؤن اوسوقت شیخ جی سمجھے کہ رنگ بے طور نظر آتا ہے سامان بے آبروئی ظاہر ہے چوبدار ڈولی لینے گیا شیخ جی گھر کے دروازہ پر زنجیر لگا کر سراسیمہ چادر اوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص جانکر آغا توکل کے پاس گئے کہ مجھے دو تین دن تک اپنے گھر مین چھپا رکھو جب تک کہ شہر سے باہر نہ نکلجاؤن انھون نے خوف حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہوجائیگا ۔ ظلم نواب ظاہر ہے تب شیخ جی نے کہا کہ ایک حجام بلاؤ مین داڑھی مونچھ منڈوا کر بیراگی بنکر شہر سے نکل جاؤن آغا نے کہا اگر حجام سرکار مین کہدے تو بھی مجھپر آفت آئیگی اب شیخ جی ثابت ہوا کہ یہ خود اپنا رسوخ ثابت کرنے کو کہدین تو کیا عجب ہے اس عرصہ مین چوبدار آیا یہ حال دیکھکر سرکار مین خبر کی میر اسد سرکار کے حکم سے گھر پر آ پکار کر کہنے لگے کہ بہرصورت شیخ جی کو امان ہے مگر اس محلے مین جسنے اپنے گھر مین چھپایا ہوگا وہ البتہ ذلیل و خوار ہوگا یہ منادی کرکے پھر آئے شیخ جی گھبرا کر ٹھیک دوپہر کو میر اسد کے دروازے پر پہونچے سپاہی سے کہا کہدو نا سخ حاضر ہی میر اسد پابرہنہ باہر آئے اور بہت احترام سے اندر لیجا کر اپنی مسند پر بٹھایا آغا توکل نے اپنا بیٹا اونکے ساتھ کر دیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر چلے جاوین میر صاحب سے اوسنے کہا کہ ہم امانت سرکار کو پہونچا چلے میر صاحب نے اوس سے کہا کہ آپ کی عزت کے ساتھ میرا سر حاضر ہے اور نواب سے جاکر کہا ۔ فرمایا اپنے پاس رکھو دوسرے دن روبکاری مذکور ہو چکی اپنے گھر بسلامت آئے سو روپیہ درماہہ نواب نے مقرر کیا ۔ بس انکا رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ عمل و فریب کا پیش آتا تھا انسے کہلا بھیجتے تھے یہ اوسے اپنی بندش شاعری سے موزون کردیتے تھے انکے پاس اسیطرح اکثر مشاہیر لکھنؤ بھی حاضر رہتے تھے ۔

دوسرا نوال شیخ جی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوے شیخ جی نے محض خوشنودی مزاج نواب کے لیے غزل کہی تھی بقافیہ گریختہ یعنی (دکا شور ہے پنجتن شلجم گریختہ) اور پھر اونکی غزل کی تاریخ بانگ گریختہ) کہکر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے گایا تھا

ہزار روپئے انعام کے ملے تھے غنیمت نواب نے بہت خوش ہوکر اسپر مضحکہ اور تعریف کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوبدار انکی طلب کو بھیجا اوسے انھون نے پندرہ روپیہ دیکر شربت پلایا اور بہر سواری اور پگڑی کی فکر مین ٹہلنے لگے وہ مرد پیر تھا سرد شربت پیکر اور بازار کی مٹھائی کھاکر صورت نشہ کی اوسکے پیدا ہوگئی سوگیا شیخ جی نے عصا سے پیر کو کوٹھری مین رکھکر باہر نکلے سیدھے نیتھر محمد خان رسالدار کے پاس پہونچے خانصاحب نے منشی گنجھاری کے میانے مین بطریق سواری زنانہ سوار کرکے کول بار بھیجدیا وہان سے کانپور ہوتے ہوے الہ آباد مین شاہ ابو المعالی کے مہمان ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے کانپور مین مرزا علی محمد کے مہمان ہوے جب منتظم الدولہ معزول ہوکر فرخ آباد گئے شیخ جی پھر بسلامت لکھنؤ آئے مرزا علی محمد کے مہمان ہوے مرزا حاجی جب وزارت اعتماد الدولہ مین لکھنؤ آئے شیخ جی کو نسبت اپنے انتقام منتقم حقیقی پر رکھا۔

جب حضرت فردوس منزل ہوے شیخ جی کو سو روپئے ملنے لگے اور ہر سال قطعہ سال جلوس پر خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور اعظم الدولہ کی سفارش مرزائی صاحب دوست قدیم شیخ جی کو دوسو روپیہ ماہواری کا نوکر رکھوا دیا تھا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین از راہ تخفیف برطرف ہوے مگر صاحب سلیقہ تھے جسقدر سرکار نواب محسن الدولہ سے ملا صرف بیجا نہین تھا بیٹون کی تعلیم مین قصور نہین کیا تھا حکیم زین العابدین انکا بیٹا شاگرد حکیم مرزا محمد کے طبابت کرتا ہے چلن سے چلتا ہے بعد کئی برس کے شیخ جی نے انتقال کیا بموجب اپنی وصیت کے جس گھر مین رہتے تھے اوسمین دفن ہوے فی الحقیقت فن شاعری اور تحقیق و تصحیح الفاظ مین اونکا نظیر نہ تھا بہت سے شاگرد رشید اونکے شہر مین ہین غرض یہ سب دیباچہ احوال شیخصاحب کا تھا بسبیل مذکور جسقدر آنکھون سے دیکھا نہ یہ کہ از راہ نفسانیت بیان کیا ہو کئی برس تک مرزا حاجی کے دربار مین عہدے کا اور اونکا ساتھ رہا ہے غلا اللہ نواب معتمد الدولہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر کی فکر مین رہے جب بادشاہ سے اونکے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے اپنے گھر مین رہتا ہے تمہارا کیا نقصان کرتا ہے ایکدن نواب نے قید مین مرزا کو

بواسطہ میر ابراہیم و میر شاہ علی رقعہ اتمام حجت بھیجا کہ اگر مجھے بدستخطی رقعہ مرزا مجھیو کا اس مضمون
کا کہ آپ کے بانی مبانی محمد حسین علی خان بھی ہین نہ تھا اب مین تمھاری اطاعت سے باہر نہونگا۔
اب عہد شکنی قباحت مین ہوجائیگا پانچہزار کا مواجب سرکار شاہی سے مقرر کروا دونگا اور
اپنا کار نیابت بھی آپ سے لونگا بعد غور و تامل فرمانے جواب صاف دیا کہ مجھسے کسطرح
اطاعت تمھاری نہو سکے گی اور مین خیانت ہوگا کسواسطے کہ یہ منصب دل سے نہ چھوڑونگا
بسبب توجہ آپ کی مجبور ہیون۔ آخر کار نواب نے بادشاہ سے ہرصورت اجازت حاصل کی لیکر
دسوین تاریخ ربیع الثانی روز چہارشنبہ ۱۲۲۳ ہجری مطابق ۱۸۰۸ع راجہ نجماء رشکر راجہ
شیودین سنگھ وغیرہ اردلی بادشاہ مع باربرداری گاڑی۔ جھکڑے۔ کہار۔ اسباب۔ ضروریات
اور سپاہی لیکر آپ نے کئی دن تک اپنی تحصیل رہے کوئی عذر نہ سنا اور بادشاہ سے جاکر
اوسکا عذر واجبی عرض کرسکے خلاصہ چار و ناچار پیادہ پا اپنے گھر سے نکلے سوار نہو
سارا شہر تماشائی جمع ہوکر قدرت خدا کا تماشا دیکھنے کے لیے کھڑا تھا اور معتمد الدولہ کو اچھی ہر پا
مناسب وقت کہہ رہا تھا انکے گرد حلقہ سپاہ تھا اوسوقت ان اسیران ظلم اور اجتماع خلایق سے
کیفیت بازار دمشق ظاہر تھی چوک مین کسی سپاہی سے ٹکرا رہوئی ایک ہنگامہ ہوگیا تھا راجہ
بجمعیت [illegible] ان سبکو سوار کرکے شہر کے ناکے باہر کردیا قریب شام یہ قافلہ تکیہ
بودھی شاہ پر پہونچکر رات وہین بسر کی صبح کو روانہ کانپور ہوے پہلے کانپور مین کرایے کے
مکان مین رہتے اوسکے بعد ایک بنگلہ پر ڈیرہ مول لیکر رہے نواب نے انکے مکانات سب ضبط
محسن الدولہ کو دیدیے کہ اگر انکی رعیت شہر مین ہوگی تو انسے کوئی نہ لے سکیگا چنانچہ آجتک
وثیقہ [illegible] مین [illegible] اس زمانہ کے اب شارع عام سڑک پر ہوگئے ہین۔

مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور پھر کانپور جانا

نواب منتظم الدولہ عجب صاحب ہمت تھا اور ہمیشہ متجسس اپنی نام آوری کے رہتے تھے
زبان سالہا [illegible] کی بابت مرزا مین اور او نمین صورت ناموافقت جیسا اہل دنیا کو ہمیشہ [illegible]

ہوتی تھی لیکن اپنے دل سے گذشتہ را صلوات پڑھکے مرزا کو بلوا بھیجا دوسو روپیہ ورثا
کردیا اور اپنا قوت بازو سمجھکر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانہ مین جتنے شہر بدر ہوے
تھے سبھون نے اپنی عافیت سمجھکر اور با امید ہی کہ اگر وزیر ہوجائینگے ہمارا بھی بھلا ہوگا اور منتظم الدولہ
بقدر حال ہر ایک کی اعانت بھی کرتے تھے چنانچہ صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمد الدولہ
کی جہت سے فرخ آباد و کانپور رشک جزیرۂ ٹیکولن ہوگیا ہے غرض یہ سب تا فوت شب
منتظر تالیف بھی رہتا تھا اور منتظم الدولہ کیواسطے سامان امارت جیسا چاہیے حاصل
تھا مگر وزارت لکھنؤ کے مترصد رہتے تھے اور جب بیان کی بے انتظامی اونکی خبرین
سنتے تھے افسوس کرتے تھے مرزا ہادی علی خان انکے بڑے بھائی کہتے تھے یقین کیا
اگر وہ گھر برباد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے وہ بگڑا جاتا ہے
ہمین کیونکر افسوس نہو خلاصہ جب حضرت خلد منزل نے نواب کو بلوایا مرزا حاجی بھی رفاقت
اونکے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی اونکے ساتھ آئے منتظم الدولہ کی صورت قیام
اعتماد الدولہ کی جہت سے ہوئی مرزا حاجی اونسے علیحدہ ہوکر بموافقت اعتماد الدولہ
لکھنؤ مین رہے املاک پدری جو فرنگی محل مین تھی بحکم سرکار ملی اور وہی دوسو روپے کا
مواجب جو منتظم الدولہ دیتے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور املاک ذاتی اونکی جو گھڑیالی مین
تھی نواب محسن الدولہ کے جہت سے ملی مرزا دربار مین وقت چاہے پانی جاتے تھے
سلام کرکے چلے آتے تھے ہرچند منتظم الدولہ کو اونکی وضعداری سے خلاف گذرا بلکہ ایسا
جانتے تھے کہ میری رفاقت سے ہاتھ اوٹھائینگے مگر اہل دنیا اپنی غرض کو مقدم
سمجھتے ہین انکو شہر کا رہنا غنیمت ہوا۔

جب نوبت وزارت بہ نواب روشن الدولہ پہونچی مرزا بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ ہمارے
عزیز ہین بہت خوش ہوے کہان تک حقوق صلہ رحمی سے پیش نہ آئینگے اور کیا عجب ہے کہ صورت
فلاح بھی نکلے۔ نواب روشن الدولہ ایک دن انکی مان کے پاس آئے یعنی خانم صاحبہ کو
جنھون نے نذر دی کسیطرح کا دغدغہ نہ رہا وہان تسلط صاحبان کمیدہ تھا وہ محرک انکے
اخراج بلد کے ہوے نواب نے کسیطرح کی برعایت برادری نہ کی بلکہ قطع صلہ رحم کیا

چوبدار سلطانی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے کانپور ہوتے پور صاحب
دن نواب نے اپنی رفع ندامت کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت و دوشالہ
در رومال دیا مرزا علی حسن سے ایک طریق خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار سالانہ مرزا کے واسطے
مقرر کر دیا وہی دو سو روپے کے حساب سے گویا تمازی کا لگا تھا۔

مرزا کا پھر لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

الغرض مرزا صاحب حالت تعطلی و خانہ نشینی میں رامپور گئے نواب سعید خان بہت احترام
سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنسی میں یہ بہت اونکے کام آئے
تھے لیکن اپنے پاس اکا نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و افسری پلٹن دی
مرزا رامپور سے پھر کانپور آئے اوسی دو ہزار میں اپنی بسر کرتے رہے۔

جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توپیں دیکھنے گئے مرزا نے ملاقات کی نذر
دی کربلا کے قریب جو باغ تھا انھیں نذر دیا نواب نے سات ہزار روپے انھیں دیے
حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوئیں میں سترہ ہزار روپے صرف ہوئے تھے اسکا قصہ بھی چند
در چند ہے بنگلہ کانپور کا رہن تھا اوسے چھوڑایا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی
بلکہ نواب کو منظور تھا کہ انھیں اپنا پیشدست کریں لیکن اہلکاروں نے نہونے دیا حالانکہ یہ
اونکا گمان فاسد تھا اسے بھی نہو سکتا گو کہ نام مرد بہ از مرد تھا۔

خلاصہ حضرت سلطان عالم کا زمانہ علی نقی خان حضور عالم ہوئے یہ بھی انکے نیت دار
تھے نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شرف الدولہ احمد علیخان نے نظر باتحاد قدیم و قرابت معز
مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا وہی دو ہزار روپے سالانہ ملتے تھے بلکہ لکھنؤ میں نہ
اکرام الدولہ حضور تحصیل تھے انھیں سے دیتے تھے بعد چند روز کے عرضداشت کی اجازت
قیام لکھنؤ ملی چنانچہ دستاریخ ماہ مبارک رمضان ۱۲۶۵ھ مطابق ماہ فروری ۱۸۴۹ء
پہلے کربلا سے پھر دولتسرا میں آئے اکرام الدولہ انکے لینے کو آئے روبرو سے ضریح مبارک
مجاوران سے عہد و پیمان لیا کہ اگر احیاناً بادشاہ سے اور تم سے مشکل

زمانہ سابق کسی طرح کا رسوخ نکلے تو حضور عالم سے نہ بگارتا پھر اہلکا۔ وزیر نے چاہا کہ یہ کانپور ریتے پھر جابن اکرام الدولہ سینہ سپر ہوکے کہ انکے ساتھ مین بھی کانپور چلا جاؤنگا جب نواب مجبور ہوسے اکرام الدولہ نے ساتھ نواب کے پاس لیگئے خلعت دیا املاک پڑی مین آکر رہے مجلس محرم یا اور کسی تقریب مین حضور عالم کے پاس جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے موافقت قدیم تھی اکثر ادن سے ملاقات رہتی تھی لوگونکا گمان غلط تھا انکی طرف سے وہ زمانہ حضرت خلد مکان کا تھا جین وسیلہ اور خدمت گزاری سے انکا تقرب ہوا تھا یہ سوا مصاحبت کے کسی کام کے نہ تھے آخر ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۲ء انتقال کیا سیلوسے باپ مین دفن ہوے سوا اسے جنہد امیر کے جتنی املاک انکے باپ کی تھی جسپر چہتر ہزار روپیہ صرف ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان جبر لکو حتے نہین لیا تھا داخل سرکار تسامع عام ہوئی اسیواسطے گھر مین قبر کرنا اچھا نہین۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر کا سیاحت و مساحت ممالک محروسہ کا جانا

شوکت الدولہ سفیر شاہی کا سفارت سے موقوف ہونا مسیح الدولہ کا ہونا

۱۴ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۴۹ء جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان بنڈ صاحب واسطے سیر و سیاحت ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ بہ سمت بہرایچ ہوسے یعنی برامر العین ممالک محروسہ تفتیش طلب و جنگل معمورہ وغیرہ معمورہ و حال رعایا راجہ تعلقدار سرکش و متمرد کا دیکھین اسکے سوا جو باتین مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا نقل عبث تھا۔ رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھ ہوتا تھا شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی راجہ بختاور سنگہ مہتمم لشکر رسد رسانی وغیرہ ساتھ ہوسے حضور عالم جہٹ تک مشایعت کو گئے صاحب بہادر نے ابتدا و انتہا ہر ضلع کا سفر کیا اور زمین ممالک محروسہ اور پیدایش اور محاصل ہلگیہ کا تخمینہ کیا۔ تعلقدار ناظم حاضر ہوتے تھے معرفت سفیر شاہی حاضر ہوتے تھے جو اون سے پوچھا اوسکا جواب پایا جب علاقہ بسواڑے مین نواب گنج امین الدولہ مین۔

مین آنے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شکار کھیل کر چلے آتے۔ اور صاحب موصوف اس دورے مین راجہ دگبجے سنگہ رئیس موروثی راج بلرامپور سے بہت محظوظ رہے اور ساتھہ لاتے اور بعد ازین وقت روانگی ولایت یہ چھٹی یادگار بہ دستخط و تسلم خود لکھکر دی۔

(ترجمۂ چھٹی جنرل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ)

مین دگبجے سنگہ راجہ بلرامپور کو دو برس سے جانتا ہون آدمی خوش چلن و ذی لیاقت نہایت ہوشیار ہین اور شاہ اودھہ کی رعایا کے خوش کردار ہین نہایت نیکنام ہین مجکو یقین ہے کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور جو ہمیشہ جو کچھہ مناسب ہے اوسکا شوق رکھتے ہین افسوس اِنکین ہی مین تیم ہوجانے کے باعث عمال ضلع بہرائچ کی بدطینتی سے اپنے علاقے کے بندوبست مین بڑی بڑی مصیبتین جھیلنا پڑین فقط۔

دستخط۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ سلیمن۔

مقام لکھنؤ۔ ۲۵۔ مارچ ۱۸۵۲ء

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۴۔ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ مطابق ۲۷۔ فروری ۱۸۵۱ء وقت شام بیلے شاہ منزل مین تشریف لائے اس جہت سے کہ مرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ تفریحاً کبین تشریف لے گئے تھے اوسدن ملاقات نہوئی ہار وعطر لیکر رخصت ہوے۔ ۶۔ مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنسی مین تشریف لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھہ احوال سیر و سیاحت ملک راجہ و تعلقدارون کا مذکور ہوا۔ بعد ازان مراجعت فرمائی۔

شوکت الدولہ سفیر شاہی ۱۵ مارچ مطابق ۲۰۔ ربیع الثانی عہدہ سفارت سے موقوف ہوے وہ جو مولوی ذاکر علی نے اُمسے کہا تھا کہ ذرا جھکر مرزا وصی علیخان سے مقابلے کا ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجب اتفاق ہوا کہ لشکر مین سفیر کی لونڈی انکی بی بی کے جور و ظلم سے بھاگ کر رزیڈنٹ کے خیمے پر جاکر فریادی ہوئی صاحب سے بالمشافہ سب احوال جور و ظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دربار سے منع کیا

اور مقدمہ کنیز سپرد مرافعہ شرعیہ جناب مجتہد العصر کیا۔ غرض چاہ کنندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے
مرزا ومی علی خان کو جناب مجتہد سے خصوصیت تقلیدی تھی بعد روبکاری فتوی امزین بر دستخط
خاص ہوا کہ ایسا ظالم قابل ایسی خدمت جلیلہ کے نہوتا۔ پس اس علت خارجہ سے سفیر
موقوف ہوے ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

روز شنبہ ۲۷۔ ربیع الثانی مطابق ۱۲ مارچ خلعت سفارت محض بہ تجویز خاص
بادشاہ مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خان بہادر معالج خاص بادشاہ کو عنایت ہوا محمد خان مع
عیال و اطفال روانہ فرخ آباد ہوے انکے بڑے بھائی مختار خانہ رئیس فرخ آباد کے تھے۔

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی ممالک محروسہ

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی بہ سبب تمردی اور سرکشی زر واجبی سرکار مین نا دہندی کرتا
تھا فوج شاہی اوسکے استیصال کو گئی اور بحکم صاحب رزیڈنٹ چھاونی سے ایک کمپنی مع
توپ اور افسر انگریز موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ بھی گئی تھی اوسکی گڑھی کو گھیر لیا
ایکدن صاحب افسر نے دلیرانہ حملہ کیا گڑھی کو ناچیز و بے حقیقت سمجھکر اور فوج سرکار پر طعنہ
زن ہوا افسرون نے کہا کہ زمیندارون کی لڑائی کا ڈھنگ اور ہوتا ہے آپ اتنی جلدی
نہ کیجیے اسمین اکثر خطا دیکھی ہے صاحب نے نمانا دفعتہً یورش کی زمیندار گھبرا کر پھاٹک
کھول کر باہر نکلے ایک باڑھ ماری قضارا گولی صاحب کے لگی کام آئے اونکی نعش چھاونی
منڈیاون مین لائے دفن کیا زمیندار خوف جان سے بھاگا فوج سرکار تعاقب مین رہی۔

جب سر چارلس نیپیر صاحب کمانڈر انچیف نے یہ ماجرا سنا بہت ناگوار گذرا اور خلاف
رائے نواب گورنر جنرل بھی ہوا کئی مہینے تک اسکی تحریر صاحب رزیڈنٹ سے رہی۔
زمیندار ہر طرف کئی مہینے تک بھاگتا پھرا جب موسم برسات آیا بہت گھبرایا کہین مقام روپوشی
و پناہ نہ پایا اکثر اسکے نوکر بھی بہ مجبوری عملہ شاہی سے ساز کرنے لگے اور عورات جو اُسکے
ساتھ پھرا کرتی تھین وہ بھی اپنی جان سے تنگ آ گئی تھین کہ اس سرگردانی سے کوئی
ہمین مار ڈالے تو بہتر ہے چنانچہ نواب منور الدولہ تنکار کو جانے تھے گنگا بخش حاضر ہوا

عرض کی کہ اگر آپ میرا جرم صاحب سے معاف کروا دیجیے تو میری جان بچیگی اور آپ کی نیکنامی
ہوگی نواب نے اوسکو اطمینان کیا کہ جب لکھنؤ پھر آؤنگا جہان تک ہو سکے گا صاحب سے
کہونگا اس امید پر اوسکا وکیل نواب کے پاس حاضر رہتا تھا اس عرصے مین مرزا
وصی علی خان معتوب رزیڈنٹ متوقع رسوخ صاحب اس کارسازی کے وسیلے سے ہوسے
اور اسے اپنے حق مین مژدۂ غیبی سمجھکر ہمت باندھی کہ اگر یہ مجرم سرکار مین میرے ہاتھ
آجاویگا تو غالب ہے کہ موجب رفع ملال خاطر صاحب ہوگا اور سرکار شاہی مین زیادہ
موجب وثوق و نیک نامی ہوگی اوسکی صورت یہ کی کہ شیخ قطب الدین شیخ زادہ ہای لکھنؤ
خویش شیخ احمد بخش داروغہ دیوانخانہ نواب امین الدولہ انکا علاقہ دیہات زمینداری اسی
زمیندار کے علاقے کے قریب تھا زمیندار سے مطمئن ہوتا ہے مرزا وصی علیخان
سے انسے بھی خصوصیت تھی آپسمین تصفیہ کرکے شیخ نے دم دیکر اور اپنے رسوخ اور اعتماد
سے زمیندار کو راضی کیا کہ ہم تمہارا تصفیہ بخوبی کرا دینگے اور نواب منور الدولہ سے تمہارا
تصفیہ بخوبی ہو جایگا اس اصل گرفتہ کو اسکا یقین ہوا چنانچہ پہلے ایک خط مُہری احمد علیخان
لاکر اوسے دیا کہ یہ خاص اونکی قدیم مُہر ہے اور قرآن شریف بھی بضمانت دیا وہ بہت
صاف اور خوش ہوا نہ سمجھا کہ ایسے نام کی مُہر بہت ہوتی ہے۔ مرزا وصی علی خان
نے اپنے رفع الزام کو یہ پیام اس باب خاص مین سرکار شاہی سے رزیڈنٹ کو بھیجا
اجازت کلی لے لی خلاصہ زمیندار اوسی خط مہری اور شیخ کے اطمینان سے غافل خطر
تقدیر جریدہ میانے مین سوار ہو مع اپنے بیٹے کے مقام معینہ پر آیا اور اپنے ہمراہیونکو
جداگانہ چھوڑا شیخ جی کے ساتھ لکھنو کو چلا مرزا وصی علی خان کو اپنا استقبال استیصال
تصور کیا مرزا صاحب نے مع اپنے معتمدین و جان نثار کے کمر ہمت باندھی ۵ شوال
روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۵ اگست سنہ ۱۸۵۰ع مع ایک جاسوس اور چوبدار سلطانی
و فرمان شاہی درباب اطاعت فوج سرکار لیکر چلے اس خیال سے کہ
مبادا افسران فوج وقت دستیابی اپنی ناموزی سمجھکر اسیر کو چھین لین تو میرا سارا
تجمیل بگڑ جانے گا۔ غرض جب گلگراں ندی سے ٹپے شام ہوگئی تھی اودھر سے

ہوا جل گرفتہ آتا تھا دفعۃً جب نزدیک پہونچا ایک دفعہ باد ہوائی بندوقین رعیب کیواسطے مارین اوسوقت وہ دام بلا خواب مرگ سے چونکا بیا نسے کو دپڑا سپاہی ہرطرفسے دوڑپڑے جھٹ پکڑکر مشکین باندھ مرزا کی قفس مین ڈالدیا دروازے بند کر دیے اسی طرح اوسکے بیٹے کو بھی پکڑلیا تھوڑی دور تک مرزا اوسکی جلو سواری مین چلے پھر باطمینان ایک چوکی پہ ٹھہرے اس عرصے مین فوج شاہی بھی اپنی سرخروئی کو آ پہونچی چوبدارنے فرمان شاہی دکھادیا سرحساب ہو گئے قریب نصف شب در دولت پر پہونچے اتفاقاً اوس شب بادشاہ رونق افروز خورشید باغ نواب مخدرۂ عظمیٰ واقع پل راہ کربلا تال کٹورہ تھے جب خبر اسیر پہونچی حکم ہوا راجہ ٹھاکر سنگہ تحویلدار کپتان کے سپرد کرو اوس پنجشنبہ کو نوچندی تھی بادشاہ وقت عصر کربلا میر خدا بخش مین بھی زیارت کو آئے تھے خلقت شہر کا بڑا ہجوم تھا صبح روز جمعہ مرزا نے حضور عالم سے ساری کہانی بیان کی ہرطرف سے صدا ے این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ کی دھوم تھی روز یکشنبہ خلعت ۷ پارچہ مع ہاتھی پالکی ملا شیخ قطب الدین جنھون نے حق ہمسایگی زمینداری ادا کیا تھا فقط دوشالہ رومال دوسرے دن مرزا کی سفارش سے دس ہزار روپے سرفروشی کو انعام ملے ۲۶ ماہ اگست کو صاحب رزیڈنٹ بہ تقریب تہنیت عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی اور نتائج حسن خدمت مرزا کے گوش گذار صاحب کردیے کہ اکنون حاجت مشاطگیت ردے دلارام را ایک دوست مرزا سے کہا اب آپ کے باب مین صاحب سے احتیاج کسی کی گواہی کی نہ رہی فی الحقیقت آپ ایسے ہین مگر صاحب رزیڈنٹ آپ سے کبھی صاف نہونگے جس رستم کو چاہیے آپ پکڑ لائیے۔

خلاصہ ایکی روبکاری صاحب رزیڈنٹ سے ہوئی بعد تحقیقات و بموجب فتوی قتل مجتہد العصر سلطان العلما دسوین تاریخ شہر ذیقعدہ روز چارشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۰ء گنگا بخش اور اوسکے بیٹے کو وقت صبح زیر اکبری دروازہ مسلخ قصاص مین باہتمام لائے گردن مارنے کو لیکن تا دم قتل مقتولین کو تحفہ ضمانت قرآن شریف پر تھا یعنی و اللہ عزیز

ذوالانتقام سے چنانچہ یہیں ان پر پڑا اسکے باپ بیٹے سپرد کوتوالی ہوئے تھے آب و دانہ چھوڑ دیا
تھا کوتوال نے سمجھایا کہ چودھری اب غم و غصہ کھانے کا وقت نہیں ہے جو ہونا تھا ہوا کچھ
کچھ کھاؤ میری خاطر سے اوسنے چند سنگھاڑے بازار کے کھائے اور کہا کہ اب ہم گنگا نہیں
جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہیں اوسوقت حاضرین کے آنسو نکل پڑے کوتوال نے کہا
میں حکم حاکم سے مجبور ہوں اب تمہارا اعتقاد قرآن شریف پر ہے تو اسکی عدالت بھی دیکھو گے
وہی صورت ہوئی۔

دنیا عجب مقام عبرت اور انتقام یہ عدالت ہے مرزا اس کارفرمائی سے بہت نازان
تھے مگر سوائے بدنامی کے اسکا ثمرہ کچھ نہ پایا بہت تعجب ہے کہ ایسا مومن نمازگزار دیندار مجالس
میں ہزارہا روپیہ صرف کرنیوالا مرتکب ایسے قصاص بے محل کا ہوا اور پھر اوسکا حاصل بھی نہ دیکھا
امام سے کیسی خصوصیت ہو مگر وہاں بھی عدالت ہے قید کسی مذہب کی نہیں خلاصہ اسیر چند
روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خوفناک مرض لاعلاج میں گرفتار ہوکر نسبت سبکے اسمیں بھی
ممتاز ہوئے یعنی حلق سے کوئی چیز نہیں اترتی تھی اور روز بروز بلکہ ساعت بساعت تمنی اور
سوکھتے جاتے تھے ہر اطبائے حاذق اور عاملان ماثور اور نذر و نیاز ہر اماکن متبرکہ
میں بہت خشوع و خضوع کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہنود ہوم بھی کیا جب
عامل ہوم سے زمیندار نے کہا کہ میں اسکی چھاتی سے نہ اترونگا آخر مرزا کا مقولہ یہ تھا کہ میری
املاک اور سب مال دولت دنیا کوئی لیلیوے اور مجھے ایک دوکان رہنے کو دے اور
کچھ سدرمق کھانیکو دے مگر اجل اور انتقام نے نچھوڑا مر گئے اسمعیل گنج کی حویلی اپنی بنوائی تھی
اب وہ سارا محلہ داخل شرک ہوگیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۰ء قریب شام حضرت مریم
مکانی نواب ملکہ آفاق عرف چھوٹی بیگم صاحبہ خاص محل فردوس منزل بیٹی نواب امام الدین خان
کی ہیضہ وبائی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ دولتخانہ قدیم اور

قیصر باغ میں رہنے لگے اور فرح بخش کو بدمین سمجھکے چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے تخت نشینی اسی مقام سے ہوئی تھی ہرچند صاحب رزیڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے یہان کی آب و ہوا موافق نہین اور آپ بھی تو رعایت ہوا کرتے ہین مگر حکم کیا کہ آٹھوین دن جو روز دربار عام مقرر کیا ہے سب حاضر ہوا کرین بعد چند روز کے یہ صورت بھی نرہی ۔ غرض حضرت مریم مکانی حسن باغ مین جاکر رہین اور روز دوشنبہ شیعہ امام بارہ عسکری نو تعمیر خود جسے مثل حسین آباد معرفت حاجی مرزا محمد علی تیار کیا تھا مدفون ہوئین نی الحقیقت صاحب اوقات تھین روز و شب عبادت خدا مین بسر کرتی تھین اور مصائب خمس آل عبا مین مصروف رہتی تھین اور از راہ مآل اندیشی چھ لاکھ روپیہ مہر جو حضرت فردوس منزل نے معرفت نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے تیرہ لاکھ روپے کے نوٹ اپنے نواسے مرزا عالیقدر کے نام لیکر بقید وصیت دیئے تھے جسکا نفع چھ ہزار روپے ماہواری ہوتا ہے ۔ بلطریق قرضہ موبد گورنمنٹ سے معرفت نواب منور الدولہ کے اس صرف امام بارے مین رونق رہتی تھی اور متروکہ موافق سہم شرعی تقسیم ہوا ایک حصہ عالم وزنت یعنی بادشاہ دوسرا جناب عالیہ نواب ملکہ کشور جو حقیقی متروکہ بیٹی نواب حسین الدین خان مرحوم تیسرا حصہ بڑی شاہزادی زوجہ نواب محسن الدولہ جو تھا چھوٹی شاہزادی زوجہ نواب منیر الدولہ کا ہوا خیانچہ نی کس پانچ لاکھ روپئے سوائے جواہر و اسباب کے ملا اور تنخواہ داران زمین قدیم زن و مرد کے واسطے داخل وصیت تھا کئی برس تک یہ انتظام رہا اب سنتے ہین کہ وہ سب نوٹ گورنمنٹ سے نواب محسن الدولہ لیکر اپنے خرچ مین لائے فقط

سفارت شاہی کا رزیڈنٹی سے موقوف ہونا پھر بحال رہنا

یکم ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۰ء مطابق ۲۶ محرم سنہ ۱۲۶۷ھ روز یکشنبہ از روی پرچۂ اخبار مرسلۂ صاحب رزیڈنٹ عہدۂ سفارت شاہی رزیڈنٹی سے موقوف ہوا اس جہت سے کہ سفیر ہندوستانی ہر سرکار کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب گورنر جنرل موقوف ہوئے اور منظور ہوا کہ ہر مہینے مین

طرفین سے دو مرتبہ بادشاہ ریزیڈنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ اور خلد مکان آیا کرین اسکے سوا جب ضرورت ہو صاحب اسسٹنٹ حاضر حضور بادشاہ ہوا کرین لیکن بادشاہ کا ہرچہ پیام بہ تصریح تمام کیا اور اوسکے ہونے کا سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسواسطے کہ نسبت اور سرکارون کے اور اس سرکار سے سفر مین فرق زمین و آسمان ہے لیکن صرف اکثر مصارف ریزیڈنسی مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسمین داروغہ متعینہ کا بھلا ہوتا تھا دسر حساب ہوگیا سچ ہے ایک مرزا زمان بیگ باپ مرزا خانی خواصی کے نقطہ دار روغہ عمارت تھے بہت کچھ حاصل کیا تھا فرنگی محل مین بہت سی حویلیاں بنا لی تھین وہ بکرایہ جاتی تھین یہ امر محض دولتخواہی جنرل سلیمن صاحب کی بدولت ہوا ورنہ کسی ریزیڈنٹ کو اسکا خیال ہوا تھا کہ جزرسی سرکار کرتا چنانچہ بعد انتقال جنت آرامگاہ دوسری کوٹھی ضیافت ریزیڈنٹ مین بنی وگرنہ پیشتر اسکے خیمے مین جاے پانی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکٹس صاحب نے چھاونی منڈیاؤن مین بنگلہ وسیع اور ایک بڑی باولی بنوائی تھی بعد اونکے جانے کے سب بائیس ہزار کو سرکار شاہی مین خرید ہوے جنرل لو صاحب نے تہخانہ وغیرہ ملحق کوٹھی قدیم جنرل صاحب بنوایا چار پانچ لاکھ روپیہ کے علاوہ نذر ضیافت کے رہتے تھے سال مین دو ضیافت بادشاہ ہوتی تھی ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری پیدایش حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سب گورنمنٹ سے موقوف ہوئی۔

شادی صاحبزادی حضور عالم بہادر

۲۲۔ شہر جمادی الاول ۱۲۶۶ھ مطابق اپریل ۱۸۵۰ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم کی نواب باقر علیخان اقرباے قریبہ سے بڑی دھوم سے ہوئی طرفین کا اخراجات سرکار نواب وزیر الممالک سے ہوا باغ گگاؤ گھاٹ مین بادشاہ مع صاحبات محلات رونق افزا تھے اور میدان وسیع دولت خانہ قدیم کنار دریا خیام سلطانی نصب تھے اہتمام کل متعلق شاہزادہ اور انکا بہ سلطنت متعلق مرزا وصی علیخان تھا اور بخشی طعام مہمانی مین کئی شخص تھے اور

تین دن کی روشنی ٹھاٹھر نہری وغیرہ باغ سے تحسین گنج تک متعلق نصرت الدولہ ذیا
دونون طرف کنارہ دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوس باربانغ سے کیتی
ہجوم کثرت تماشا ئے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کو سوار ہوکے اور رسوما
عروسی سب محل مین روبرو ے بادشاہ ہوے -

کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۴- رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۱۷ مئی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت
مکان کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیون کی اتفاقاً روز دوشنبہ ۷ ماہ مذکور
وہ شاہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منسوب تھی پرستارون کی غفلت
وبے خبری سے ہیضہ محتبس ہو انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر سے صدمہ روحانی ہوا
حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم معز الدولہ محمد تقی خان عرف منجھلے آغا
دوسری بیٹی مرزا ابوالقاسم خان سے یعنی بھائی نواب محسن الدولہ سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان
عالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے
بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتخدا ہوئی اس شادی کی نسبت سے مرزا ابوالقاسم خفا ہوکر
بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوے - بندر بمبئی تک ڈاک مین گئے
وجہ اسکی یہ تھی کہ اوھنین اپنے بیٹون کی شادی اپنے اقربا مین منظور تھی انکی بی بی
نے انکا کہنا نہ مانا اس جہت سے بتوفیق خیری راہ نیک اختیار کی الحمد اللہ کہ کئی
برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس حاصل کی مصیبت تکلیف خرچ بھی بہت
اوٹھائی آخر پنشن سرکاری وہان پہونچتی تھی اوسمین بسر اوقات خود فقیرانہ کرتے
تھے سب صرف مجاورین ومحتاجین مسافرین ہند وغیرہ اور کئی مکان خرید سکتے اوسمین
زائرین قیام کرتے تھے جب تک جیتے رہے اسی زہد وتقوی سے بسر کیا کیے زایرین
بالاتفاق اونکے شکر گزار آتے تھے اور نواب منظر علیخان سندراجی بھی انسے زیادہ بڑھی ہوے
تھی اور کئی ہزار کی تنخواہ بھی اونکی آتی تھی مجاورت ایسے ارض اقدس کی اس صورت سے اختیار کرے تو

سبحان اللہ یہ تماشا دیکھ کر اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دونون صاحبون نے وہین انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵ - رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴ - مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالہ ثروت دنیای ناپائدار لبریز ہوچکا تھا گنجائش ظرف ذاتی مین نرہی اور حشمت بادنخوت سے بہکلا اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ متکدر خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کی یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علی خان وغیرہ دفعۃً گرفتار قہر سلطانی ہوئے اصطبل سلاخ آہنی مین قید ہوئے انکی سب خدمتین خواجہ سرا اونکو ملین ہر چند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ دو برس سے معتوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار مین حاضر رہتے تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردلیف وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر اونکو بھی داخل فرقۂ خارجہ کردیا یعنی مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰ - رجب روز یکشنبہ مطابق ۴ - جون سنہ الیہ محبوسین خاص مع عیال و اطفال گاڑیون پر سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوئے میر محمد اکبر کیدان افسر محافظین ساتھ روانہ کانپور ہوئے اور دو روز قبل لہٰذا اخراج بنادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا مال ہو سرکار مین نالش کرے چنانچہ انمین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بہ علت محاسبہ دواب وغیرہ کئی دن کیواسطے رہگئے اور سب روانہ ہوئے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار بلفظ و رٹ رضی الدولہ سے رخصت لیکر رامپور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگہ بہادر کے سی ایس آئی ستارہ ہندوالی بلرامپور و تلسی پور و چردہ وغیرہ مین ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ و

روانگی ایک گاڑی مین سوار ہوکے نشیب و فراز راہ سے گاڑی اُلٹ گئی دونون کے چوٹ
خوب لگی راہ مین میر محمد اکبر بسبب سختی سے پیش آئے بامید طمع زر کے انسے کچھ ہاتھ آوے
ثابت الدولہ کے ہاتھ مین کئی انگوٹھیان تھین لیلین اور کچھ نہ ملا پانی نہین دیتے تھے بیچے پیاس
سے تڑپتے تھے ہزار خرابی دریا کے پار اترے جان بچی ایک مکان کرایہ کا لیکر رہے پھر ہر
ایک اپنی تلاش معاش کو ہر طرف گیا ۱۱ ۔ ماہ رمضان روز دوشنبہ مطابق ۲۲ ۔ جولائی زکی الملک
وحید الدولہ پہلے در دولت پر حاضر ہوے جب حکم ہوا برنڈن صاحب کی گاڑی ڈاک مین داخل
ہو سکے بصاحب انھین کا ساختہ پرداخت تھا کانپور تک پہونچا آیا انسے حق احسان سے ادا ہوا
رہنی الدولہ ان سب مین صاحب قوت تھا وہ رامپور بریلی گیا اتفاقاً قطب صاحب کے
میلے مین بہادر شاہ موافق معمول آئے تھے یہ بھی وہان گیا لوگون نے بادشاہ کے سامنے
بجھوایا اسپر مضحکہ ہوا کسواسطے کہ اسنے علم موسیقی سے بہرہ تھا قطب الدولہ فن ستار مین کامل
تھا اور صاحب علم بھی تھا نواب محمد علیخان کا چند روز تک نوکر رہا نواب نے ایکدن ثابت الدولہ
و ہایت الدولہ کو بڑی خواہش سے بلایا پہلے یہ اپنی نخوت سے نہ گئے آخر قطب الدولہ کے
سمجھانے سے گئے کچھ گائے دوشالہ رومال ملا نواب محل مین چلے گئے خدمتگارون نے انسے
کہا تمنے نذر خلعت کیون نہ کیا تمھارے دماغ سے بوے تقرب شاہی نہین گئی گفتگو بڑھی
پھاٹک بند کرکے خوب پٹیا دیوار پھاند کر بہزار خرابی سڑک پر نکلے کپڑے پھٹ گئے گھڑیان جو
ٹکڑین تھین چھنگئین ارادہ نالش کا کیا وکیلون نے کہا ایسا نہو الٹا جرمانہ تمیز ہوجاے صبر
کرکے بعد چند روز کے مرگئے قطب الدولہ عملداری سرکار مین لکھنو چند روز تک
نواب ممتاز الدولہ نے نوکر رکھا پھر رامپور جاکر نوکر ہوے ۔ رہنی الدولہ کلکتہ
گئے مگر ناکام رہے مصاحب الدولہ رئیس الدولہ ملازم بادشاہ ہین ۔

شادی مرزا نوشیروان قدر خلف ارشد بادشاہ

۲۶ ۔ ربیع الثانی روز جمعہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۲۸ ۔ فروری ۱۸۵۱ء شادی مرزا نوشیروان قدر بہادر

بڑے بیٹے معزول حضرت سلطان عالم جنرل کلیفٹن بشیری ندتھی نواب اکرام الدولہ مرزا حسینی خان
کی بیٹی سے حضور عالم کی فرمایش سے ہوئی حسب دستور سلطنت تکلفات شادی محض
خوشنودی والدین کے واسطے ہوئی

شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان خلف ارشد حضور عالم

شہر رجب ۱۲۶۷ھ مطابق مئی ۱۸۵۱ء شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان بہادر
سگی بھانجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی مین نسبت سالگذشتہ سب طرح کا سامان اور
تکلف تھا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے۔
روز جمعہ ۲ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور تلنگون کے دوپیسے کی مٹی کی ناند پر جھگڑا
ہوا نوبت کشت وخون پہونچی طرفین مین مجروح ومقتول ہوئے کوتوال کے سپاہی اور رزا
بختاور سنگہ نے آکر تصفیہ کیا بعد اسکے کہ بادشاہ بھی سوار ہوکر قیصر باغ تشریف لائے

اخراج مولوی حسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنؤ بھی تماشاگاہ عالم ہے اس شہر کی قدر وقعت
اہل شہر کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کی خصوصًا بلاد ہندوستان کی سیر و سیاحت کراتے
ہین اور ہر ذرت ستے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہین اکثر خوش باشان لکھنؤ کو بی محنت
بے مشقت فراغت معاش سے ہوتی ہے اور شہر مین فقط اعتبار ظاہری سے مشہور ہو گئے
ہین از انجملہ مولوی علی حسن بلگرامی بھی شہرہ آفاق ہوئے لوگ انکے بھی نصیب کی قسم کھاتے
ہین چنانچہ حکیم نبذر رضا خان کی بدولت نواب مبارک محل کے وثیقے سو روپے علیحدہ ملتے
ہین اور اسیقدر نواب مخدرہ علیہ کے نوشہ سے بمنت پہونچتا ہے اور یہ مشاہرہ اختیار متولی اور
مختار کا سے باہر ہے گورنمنٹ سے بموجب تحریر وصیت علیحدہ ہوکر ملتا ہے میر سید جان ظہر
انکے میر منشی نواب گورنر جنرل کی سعی وسفارش سے یہ صورت ہوئی لوگ کہتے ہین کہ
انھون نے طریق تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطان عالیہ بیگم صاحب سے بہت کچھ حاصل ہوا وہ انکی شاگرد

اصول فقہ تعلیم و تلقین احکامات شرعیہ اور دنیبہ سے پس پردہ عصمت سے دیا کرتے تھے
نواب ممتاز الدولہ کو انکا تسلط و اختیار اندرون و بیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ بس نہیں چلتا
تھا بیگم صاحبہ کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت ہو گئی
تھی آخر باستصواب رزیڈنٹ و بحکم بادشاہ وقت فریضہ نماز عصر سلخ شہر رجب ۱۲۶۷ھ ہجری
مطابق یکم جون ۱۸۵۱ء چپراسی دیوان عام سلطانی و سپاہی خدمت مولوی صاحب میں آئے
دو گوش بینی پیادہ پا میان خاص و عام مولوی صاحب کو شہر کے باہر نکالدیا کئی گاڑیاں
عیال کے پیچھے روانہ ہوئیں وقت روانگی جو کچھ گھر میں تھا عین المال سیاہ ہوا ہر چند جناب
عصمت مآب نظر بحقوق تعلیم امور شرعیہ مانع و مزاحم ہوئیں مگر کچھ اثر نہوا مولوی صاحب
نے کانپور سے اپنے بیٹے کو ڈاک میں روانہ کوہ شملہ کیا میر منشی کو عرضی استغاثہ دی بحکم نواب
گورنر جنرل صاحب رزیڈنٹ نے استرداد اسباب کروادیا جسقدر دستیاب ہو سکا۔ بلگرام سے
بھی جو کچھ آیا تھا لیکن بیگم صاحبہ نے اوسکا نعم البدل عنایت کیا۔

شادی حضرت سلطان عالم

۴۔ شہر شعبان روز چہار شنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق جون ۱۸۵۱ء عروسی حضرت سلطان عالم تیسری
صاحبزادی حضور عالم سے نسبۃ ظہو غفران الدولہ حسب المرضی بادشاہ ہوئی ہر چند حضور عالم کو پاس
خاطر نواب مخدرہ عظمی اور بظاہر از راہ ہندوستان زادے بھی اس کثرت ازدواج مطہرات پر بہت ناگوار
تھا مگر اطاعت و فرمانبری بادشاہ و قیام عہدہ وزارت مقدم تھا اور خلاف اسلاف کرام بھی یہ امر
تھا خاندان طیموریہ اور اس خاندان عالیشان سے آجتک قرابت چلی آئی ہے خلاصہ سوائے
نواب مخدرہ عظمی سب محلات معلی اور جناب عالیہ شریک عروسی تھیں صاحبات محل موجب خوشنودی
بادشاہ مثل خواص کام خدمت کرتی تھیں بعد چندروز کے نواب مخدرہ عظمی کا رفع ملال حضور عالم
سے ہو گیا یہ احوال اسیقدر بسلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہوں کی کثرت ازدواج پر موجب استعجاب
نہیں بہادر شاہ بھی ہر مہینے میں دو دلہن بیتے تھے سلطان روم کے پانسو جورو ہی غریب کی البتہ
ایک جورو سے بھی خراب رہتی ہے اس خاندان میں نواب جعفر جنگ نے کیا سوائے نواب بیگم کے

مدت عمر کسی عورت سے واقف نہوے یا ناصر الدین شاہ طہران اس کثرت سے بحرم ... حالانکہ اہل ولایت ہین۔

شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیوان قدر مرزا ولیعہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے ہوئی نسبتی بھائی بادشاہ کے ۱۶- ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۷- اکتوبر ۱۸۵۱ع سانچق روز دوشنبہ حنابندی روز سہ شنبہ ۱۸- ماہ مذکور کو برات ۱۹- کو رخصت عروس ہوئی بادشاہ لباس شہانی سے موافق دستور زمان قدیم جامۂ رنگین تاج شاہی صیغہ مرصع سے اور سب اقربا اور ارکان دولت لباس سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت پر تکلف ہجوم اہل شہر سے کوچہ و بام بھری ہوئی شرک بر بازار اطعمہ و فواکہات کا تھا یہ جلسہ بھی غنیمت تھا

شادی جرنل صاحب بہادر

شادی مرزا فریدون قدر جرنل صاحب بہادر حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی ۲۲- ذیحجہ روز یکشنبہ مطابق ۱۸- اکتوبر سنہ الیہ سانچق و حنابندی روز دوشنبہ برات صبح سہ شنبہ ۲۵- ذیحجہ ۱۲- اکتوبر ۸ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت اقربا لباس سرخ پہنے سوار ہوے جب برات گاؤگھاٹ کے باغ کے دروازے پر پہونچی سب دمین سے رخصت ہوئے مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوے کہ حرم تھا سہ پہر کو رخصت ہو داخل چتر منزل ہوے تین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام شرف الدولہ سے رہا روز چہارشنبہ ۲۲- اکتوبر صاحب رزیڈنٹ مع صاحبان عالیشان بارہ دری فرح بخش مین بہ تقریب ضیافت تشریف لائے۔

انتقال نواب جعفر علی خان

۱۳- شوال روز سہ شنبہ ھ مطابق ۱۲- اگست ۱۸۵۲ع عماد الدولہ نواب جعفر علیخان

مرشدزادہ آفاق جنت آرامگاہ نے مرض الموت ہیضہ وبائی سے انتقال کیا نواب حسین علیخان
اور انکا سگا بھائی اولاد مین تھا اور ایک پوتا خاص محل کی بہن میر محمد اکبر کیدان اور محمد اصغر
رسالدار مرزبان حضور عالم مین ہوئے تھے باقی اور خواصین تھین نواب نے بہت سلیقہ سے
چھ سات لاکھ روپیہ جمع کرکے اسکے نوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سب کے خریدے
تھے اور بظاہر کسیطرحکا فساد وخدشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکرگزار
تھے اپنے گھر مین اپنی مان کے پہلو مین دفن ہوے عہد دولت حضور عالم مین معرفت
میر محمد حسین فاضل بموجب فتوائے مجتہد العصر سب متروکہ مرحوم لئی لاکھ روپے کا داخل مہر
مسماۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ کے ایک انکی بی بی مسماۃ حسینی خانم
ایک شہزادے کی خدمت مین آئی الہ آباد مین مرگئے وزیر بیگم بھی محتاج نان شبینہ ہوگئین
حضور عالم کچھ کفالت کرتے رہے بیبیون کا یہ حال ہوا لونڈیون کا کیا حال ہوا ہوگا انکی
مقبرے مین کوئی صاحب بہ کرایہ رہتا ہے اوسے اپنے طور پر درست کرلیا ہے -

انتقال خاص محل نواب معتمدالدولہ

۲۱- شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۲۶۷ہجری مطابق ۲۰- اگست ۱۸۵۱ء نواب بیگم
خاص محل نواب معتمدالدولہ مرض الموت سفتہ سے مرگئین نواب شیر جنگ کے باغ مین اپنی بیٹی
کے پہلو مین دفن ہوئین انکی تنخواہ وثیقہ دو ہزار عطیۂ حضرت خلد مکان اور ساڑھے بارہ سو
ترکہ نواب اور ہزار روپے منجملہ وثیقہ بیٹی کے ازراہ حق یادوی بموجب تحریر وصیت نامۂ نواب
وارثان شرعیہ مسماۃ پیاری بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم اونکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی
سگے بھائی مرحومہ پر تقسیم ہوا تنخواہ لونڈی غلام اور خرچ مجالس وغیرہ موقوف برضامندی وارثان
رہا مرزا جمشید قدر شاہزادہ بیٹا مرزا آسمان قدر نواسہ داماد مرحومہ نے چار لاکھ روپیہ
کے ترکے کا دعوی کیا کہ بعد ادائے دین تقسیم وثیقہ ہو لیکن اسکی شنوائی نہوئی ہرچند بہت سے
ہاتھ پاؤن مارے بامید انشاءاللہ تعالی کوئی عمل موافق نہ ہوا اگرچہ بظاہر تحریر علت
از روئے موافق قانون دستخط حکام کا عذر سے ہوتی تھی مگر سب جعل تھا اور وہ بھی بڑا کامل

کا اس فن مین تھا سب اپنے معاصرین کو اپنا طفل یکتب سمجھتا تھا خاص محل کے پاس اسی
لاکھہ کا نقد وجنس تھا کئی برس کے عرصے مین سب کا ہنو رین بعیاشی و لغویات لاطائل اوڑا دیا
اور خود بیڑے سے کہتا تھا مین نے چالیس لاکھ اپنے ہاتھون صرف کیا ۱۲۹۲ھ مین مر گئے کربلای نواب
امین الدولہ مین دفن ہوے فقط اوقات ایکسو اکتیس روپیہ حق زوجیت سے ملتا تھا باقی کچھ ترکہ
پدری سے ـ یہ احوال تو خاص محل سعیدہ کا گذرا دوسرا محل نواب مرحوم خرد محل حسطرح فرقہ
خاص سے یقین ظاہر ہے امین الدولہ آغا علیخان اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ روانہ عتبات
عالیات ہوئین مدت حیات تک مجاور رہین اور غربای مومنین کے ساتھ سلوک کرتی رہین وقت
مرگ لاکھہ روپیہ بالیوز بغداد کو صفائی نہر حسینی کو دیکر مرگئین روضۂ مقدسہ مین دفن ہوئین تمرۂ
دونون اپنے پوتون آغا علیخان کے بیٹونکو احمد آغا وغیرہ کو دیگئین نیکنام ہوئین تا حین حیات
کسینے اونکو بدنام نہین کہا کوئی ہو چلن و رفتار نیک سبکو پسند ہے ـ

رزیڈنٹ کا ملاقات نواب گورنر جنرل کو جانا

۱۱ ـ ماہ ستمبر ۱۸۵۱ء مطابق ۱۷ ـ ماہ صفر روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ جنرل سلیمن صاحب بہادر
نواب گورنر جنرل ارل ڈلہوزی صاحب بہادر کی ملاقات کو مع دفتر فارسی و انگریزی تشریف
فرما ہوے نواب محتشم الیہ شملے سے بعد سیر و سیاحت رامپور رونق افروز ہوے نواب محمد سعید
خان کے حسن انتظام سے بہت خوش ہوے ولیعہدی نواب یوسف علی خان اونکے بیٹے کی
منظور فرمائی وہ بھی مطمئن ہوے کہ حکومت اس ریاست کی میری اولاد مین رہی وہانسے
فرخ آباد کمپ فتحگرہ کانپور سے الہ آباد الہ آباد سے روانہ کلکتہ ہوے مسیح الدولہ سفیر
شاہی راجہ بختاور سنگہ مہتمم لشکر جو صاحب رزیڈنٹ کے ساتھ تھے فقط راجہ کو نواب
گورنر جنرل نے ملازم قدیم جنت آرامگاہ جانکر خلعت سرفرازی دیا روز یکشنبہ ۱۸ ـ ربیع الثانی
مطابق ۱۵ ـ جولائی ۱۸۵۱ء شام کے وقت صاحب کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوے ـ مرزا دسعید
حضور عالم بہادر نا کہ چار باغ تک استقبال کو گئے اور باتفاق ایک ہی گاڑی مین تشریف

لائے روز سہ شنبہ ۲۰ - جنوری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آئے سرگذشت سفر حالات رامپور کا ذکر با رخصت ہوتے نواب گورنر جنرل کا بنور سے سیدھے چلے جانا اور اس قرب پر لکھنؤ نہ تشریف لانا اور سفیر شاہی کا باریاب ملازمت نہونا اور مہتمم لشکر کا خلعت ہونا موجب تفکر اور اندیشہ انجام کا سب کو خیال آیا نواب محتشم الیہ کی ملاقات شاہ سے نہ کرنے سے نتیجہ انتزاع ملک ظاہر ہوا کہ مکنون خاطر یہ تھا پھر کیونکہ ملاقات کرتے اور یہ خیال جب بھی ادھر کسیکو نہ آیا کہ اپنی ہی فوج و حکام بدمعاش جاتے ہیں اپنا ہی علاقہ و رعایا کو بے سبب لوٹتے ہیں ایسے صریح ظلموں سے تو باز رکھیں۔

ایک اور جملہ معترضہ یہ ہوا کہ ۱۷ - جمادی الاول ۱۲۶۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۹ مارچ ۱۸۵۲ء صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس تشریف لائے عرضی نواب مصطفیٰ علیخان بہادر خلف ارشد حضرت جنت مکان محبوس و مایوس سلطنت مع محضر گواہی ۴۳ اشخاص مشخصہ رکن رکین سلطنت قدیم و جدید نے دی جو از راہ استغاثہ نواب گورنر جنرل کلکتہ بھیجی تھی اور جسپر دستخط وغیرہ جو معمول دفتر ہے سب تھا - صاحب رزیڈنٹ پر یہ سب جعل و فریب کارسازی نسبت مرزا وصی علی خان ثابت ہوگیا اور ستواتر اوسنین کا نام لیا چنانچہ نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ مہر آپ کی ہے عرض کی فی الحقیقہ مہر ہماری ہے مگر ہم نہین واقف اور نہ خود ہمنے مہر کی بڑے صاحب نے کہا ہمین خوب ثابت ہے کہ یہ کام فقط وصی علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہر کن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک نقل اوسکی اپنے پاس رکھ لیتا ہے مرزا صاحب نے اوسی مہر کن کو کچھ دیکر یہ مہرین ثبت کی تھین اور لطف یہ ہے کہ اوسی مہر کن نے خود بڑے صاحب سے جا کر یہ احوال کہدیا او خود کانپور چلا گیا غرض جب اس امر خاص کی تحقیق بموجب تحریر صاحب رزیڈنٹ اہل دفتر کلکتہ سے ہوئی کئی شخص اس اتہام و فریب سے موقوف ہو گئے مگر مطلب اس مستغیث کا کچھ حاصل نہوا وجہ اسکی تو ظاہر ہے کہ خدا کو اور ہی پاداش اعمال منظور تھی پھر کسکے حق اور مستحق ہونے کا خیال کرتے۔

۲۰ - مئی سنہ الیہ مطابق ۱۹ رجب سنہ الیہ کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ بسبب خلاف

اور ناموافقت رزیڈنٹ جودت سے نیا بین بین ہو رہا تھا ردا نہ اجمیر ہوے جنرل نوصاحب کی
اسسٹنٹ ہوے ذقت روانگی بادشاہ کے پاس تنہا بے صاحب رزیڈنٹ خلاف معمول آئے
رزیڈنٹ اپنے خلاف ہونے سے ساتھ نہ لائے کپتان ہنر صاحب اجمیر سے انکے مقام پر ہوے

احوال پر اختلال نواب روشن الدولہ اور انکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان عرف مرزا نھو - صاحب ہمت مرد فیاض سیر چشم
صاحب اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گردیدگی مین کامل تھے لیکن جراح و مصرف غافل
مآل اندیشی سے شمہ انکا احوال عبرت الناظرین سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے باپ
نواب اشرف علیخان بموافقت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پدری ان دونون کے حصے مین آیا
مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑے چلن سے رہے اور بہت امارت سے بسر زندگی کی ترکہ
منسوب بمہر مادری دے لے کر کر والیا ہرچند جب ازواج اور اولاد مرحوم جنت آرامگاہ
کی در دولت پر دادخواہی کو گئے کچھ نہ سنا اور محول نواب گورنر جنرل لارڈ ماٹرا صاحب کی
تشریف آوری پر رکھا تھا منجملہ اور سب مقدمات کے اس عرصہ مین اہمال ہو گیا یہ مقدمہ بھی
رہگیا فضل علیخان اور مرزا حاجی کی بدولت مستحقین اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھ
روپیہ اپنی دلالی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے ملکہ بیگم سمجھایا کہ پھوپھی صاحبہ یہ سب حقدار اپنے
حق سے محروم رہے جاتے ہین ایک لاکھ کی تقسیم مین یہ راضی ہو جاینگے مظلمہ آخرت نے
آپ بچ جائیے - کسی نے نہ سنا مرزا بہادر علیخان اور اشرف الدین علیخان یہ دونون بھائی بھی
دربار مین حاضر رہتے تھے اور صغیر السن بھی تھے اور دونون صاحب لیاقت بھی تھے خصوصاً
بہادر علیخان بہت صاحب سلیقہ تھے حضرت خلد مکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ
کے مقرب و مخرب خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا بھورا کے تھے جتنا ترکہ پدری کئی لاکھ روپیہ کا
ہاتھ آیا وہ مہاجنون نے اپنے قرض مین لے لیا اور اخراجات بیہودہ اوسیطرح رہی مگر اپنی یاوری
قسمت سے نواب معتمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہانتک نواب کی فرمانبری
حاضر و غائب کی کہ موجب وثوق اعتماد کلی ہو گیا تھا اسی جہت سے داخل زمرۂ مقربان خاقان

ہوے اور نواب بھی قایم مقام اپنا سمجھتے تھے کسواسطے کہ نواب کو باوجود اس تسلط نام کے بھی بادشاہ کی طرفسے کھٹکا رہتا تھا اور روشن الدولہ دربار مین صبح سے تا وقت استراحت رہتے تھے اور بجاآوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے جب مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے نظامت بیسواڑے سے موقوف ہو گئے تھے کئی مہینے تک نظامت اشرف الدولہ رمضان علیخان کو رہی بعد اسکے نواب روشن الدولہ کو نظامت ہوئی انھون نے بڑے مرزا کے کہنے سے میر عسکریخان کے بیٹے میر زین العابدین خان کو اپنی طرفسے مختار کر کے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۲۲ لاکھ تحصیل کیے تھے میر صاحب نے ۲۶ وصول کیے اسپر کئی برس کی نظامت سے ۲۲ لاکھ عین المال اپنے مصرف مین لائے نواب معتمد الدولہ نے معاف کروا دیے تین دن تک روشن الدولہ حاضر نہ ہوے جب طلب ہوے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت کیا بعد ازان نظامت راجہ بختاور سنگھ کو دی انھون نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگھ بہادر کو دی اونھون نے ادسے بھی زیادہ ظلم تعدی سے لیا مگر روشن الدولہ کو زر واجبی حق اقرار کے دیا مثل مشہور ہے مرغی بیار دو مرے بخور۔ انھین خصوصیات سے نواب معتمد الدولہ نے نظام الدولہ سید علیخان اپنے بیٹے کی شادی انکی بیٹی سے کی بہت تکلف اور دھوم دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہر مین زبان زد خلایق ہی اور اس زمانہ مین مثل افسانہ

خلاصہ بعد معزولی و خرابی معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ معطل و خانہ نشین ہوے اور معتوب بادشاہ اور بحال عسرت و ضیق معاش ور اخراجات روزمرہ حد سے زیادہ گذرا حالانکہ راجہ بختاور سنگھ اپنی مخبری اور ٹیک نامی سے پانسو روپے دیے جاتے تھے مگر انکے اخراجات کب وفا ہو سکتے تھے جب منتظم الدولہ وزیر ہوسے اپنی ناموری وہمت سے پانسو روپے مقرر کر دیے تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی یہ ادسے اپنی فتوح سمجھے تھے جب نواب منتظم الدولہ موقوف ہوسے بسفارش صاحبات محل اور بتجویز رکن رکین سے وزیر اعظم ہوے تاج الدین حسین خان جو بر بہم زن وزارت منتظم الدولہ اپنے خیال خام کیواسطے ہوے تھے وہ بھی سبحان علی خان کی بدولت ناکام رہکر راہی کانپور ہوئی تھی بعد چندے وزیر کے نواب روشن الدولہ کو مزاج اقدس شاہی مین مداخلت کلی ہوئی اور رتق فتق مہمات سلطنت از قبیلہ باغ سنہر معتمد الدولہ

دیکھہ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرف سے رخنہ بندی کرکے خوب ہاتھہ صاف کیا خان ہیر
اور اونکی اولاد رشید سے مرجعیت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے موافق روایات
مشہور بقضاے مبرم یا معلق سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت فردوس منزل ہوئے نواب
خوف و رجا مین تھے بادشاہ کو بدل انکا منسوب رہنا منظور تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات
کلنبوہ کو اپنے پاس نہ رکھین لیکن نواب اپنی غم سے متوفی ہوے انکی مفارقت گوارا نہ
کی ۲۲ لاکھہ سرکار شاہی مین دیے ۷ لاکھہ عملے کو دیکر نجات پاکر روانہ کانپور ہوے۔

جرنل صاحب محمد حسن خان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ہاتھہ
سے اپنے تئین برباد کرچکے مین بھی انکے ساتھہ خراب ہوجاؤنگا کلنبوہ انسے جدا ہونگے
دس لاکھہ اپنے رسوم جرنیلی وغیرہ لیکر علیحدہ ہوگئے اکبرآباد جاکر قیام کیا اور آجتک اچھی
طرح سے بسر کرتے رہے حکام بھی انکے چلن سے راضی رہے عتبات عالیات بھی ہوآے

خلاصہ کئی برس کے عرصہ مین تخمینا پچاس لاکھہ روپیہ صرف کیا تین لاکھہ روپیے
کا علاقہ راجہ رسدھان کے ناجہ کا لیا تھا معرفت حضرات کلنبوہ وہ بھی بہ نقصان ہاتھہ سی
گیا پشمینہ پوشاک تین لاکھہ روپیہ کا خریدا تھا تیس ہزار روپیے پر ساہوجی کے پاس رہن
ہزا لاکھہ روپیہ کی تلوارین مول لی تھین احمد علی خان داروغہ بسفارش کلنبوہ ہوے
تھے گھر مین آگ لگاکر کہا وہ تلوارین سب جل گئین نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلوارین
آئی تھین اس عاصی نے بھی انھین دیکھا تھا کلکتہ مین جاکر بکین اسیطرح سب
اسباب گھر کا نواب کی غفلت و بیخبری سے تلف یا بخیانت ہوا یا کوڑیون پر
بکا محبوبا کسبی جو انکے گھر مین تھی وہ بھی مرگئی پہلے منی کسبی تھی وہ بھی مرگئی ایک
بی بی نکاحی فصل علی خان کی بیٹی جسکی بیٹی کی شادی سید علی خان نواب
معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی ایک حسینی جس سے جرنیل صاحب ہین محبوبا
سے مہدی علیخان بیٹا ۱۴ برس کا اور ایک بیٹی تھی ان صدمات اور آلام روحانی سے
نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوے جرنل صاحب باپ کے دیکھنے کو اکبرآباد
سے آے چاہتے تھے کہ مہدی علیخان کو میرے سپرد کرین مین تعلیم و تربیت کرون نماتا آخر ۱۲ شہر

رجب سنہ ۱۲۶۹ھ مطابق ۲۲-اپریل سنہ ۱۸۵۳ء ۶۰ برس سے کم ہوکر مرگئے سپرد خاک کانپور کیا پہلی کربلا میں معہ تابوت بھیجنے کی تجویز تھی پھر ممکن نہوا نعش لکھنو لائے اونکی ماں کے پہلو مین دفن کیا اب وہ املاک پدری ومقبرہ داخل حصار مجھی بھون ہوگیا بعد اسکے مہدی علیخان اور اونکی بہن مصلح السلطان انجم الدولہ کے پاس آکر رہین حضور عالم نے سو روپے ماہواری مقرر کر دیے مہدی علیخان عارضہ چیچک سے مرگیا بہن کی شادی ڈپٹی کالب حسین خان سے ہوئی میان عنبر نے حق نمک نواب روشن الدولہ اداکیا یعنی جسقدر اسباب زیور وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس رہ گیا تھا اوسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی بھی مرگئی مدفون کربلا ے پسر خدابخش مرحوم ہوئی سب بے اولاد رہی میان عنبر اسی دیانت وامانت سے مختار خانہ ڈپٹی صاحب ہین ڈپٹی صاحب دو برس کی رخصت لیکر سیر لندن بھی کرائے ۶ ہزار روپیہ سرکار سے زادراہ بھی پایا خلاصہ امراے ہندوستان کا ایسا ہی حال اکثر دیکھا ہوتا ہے مال اندیشی نہین جانتے ہین اور وقت فراغت قدر روپے کی نہین کرتے آخر انجام یہی ہوجاتا ہے اس ریاست مین دو وزیرون کے گھر کا قیام فی الجملہ ایک نواب منتظم الدولہ کا دوسرے نواب امین الدولہ مرحوم کا اگرچہ بعض وارثون نے اپنے ہاتھ سے اپنی بربادی وخرابی کی ہے مگر ریاست واملاک سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

روبکاری خاص جو بادشاہ نے رفع مظنہ رزیڈنٹ کی

ایکدن مسیح الدولہ سفیر شاہی نے رزیڈنٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی رات کو کوٹھی مین آئے تلنگہ نے بندوق ماری وہ پائین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا مظنہ آپکو وصی علیخان کی نسبت ہوا ہے پس بادشاہ اسکی خاص روبکاری اپنے سامنے کیا چاہتے ہین فرمایا بادشاہ کو اختیار ہے ہمین اس روبکاری سے کچھ سروکار نہین غرض حکم بادشاہ سے کپتان بارلو ملازم کپتان آر صاحب جلکب جوانس وصی علیخان حضور عالم حاضر حضور ہوے پہلے بادشاہ نے قرآن شریف اپنے ہاتھ مین لے کر فرمایا خدا یا تو شاہد حال ہے کہ کبھی مجھے ایسا مظنہ یا خیال بد ایسے امر باطل کا خاطر مین نہین گذرا و نگذرتا ہے اور نہ گذریگا اور ہرگز ایسا امر گوارا نہ کرونگا وز

اور رجاشا مین اس سے واقف بھی ہین اور جو مرتکب ایسے فعل قبیح کا ہوا ہو وہ میری سلطنت کا
میرا دشمن جان ہے بعد اسکے حضور عالم نے بھی یہی صورت کی اسکے بعد وصی علیخان نے بھی
قرآن سر پر رکھکر قسم کھائی بعد اسکے یہ روبکاری لکھی گئی حاضرین نے دستخط اور مہر کیے ریذیڈنٹ صاحب
کے پاس بھیجدیا لیکن کچھ مفید مطلب نہوا اگر ان چاریارین سے ایک بھی پکڑا جاتا تو کچھ قلعی
کھلجاتی اور معتبرین یہ کہتے تھے کہ یہ چال اور رفتار بھی نسبت مرزا صاحب کے تقی کسواسطے کہ وہ
اکثر برادران کشمیر کو جمع کر کے عمل پڑھوایا کرتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب ریذیڈنٹ
سلطانی مین کھانے جاتے تھے عربی گھوڑے سے گر پڑے جان بچی مگر بازون پر صدمہ پہونچا
روایت زبانی اوسی شخص کے ہے جو شریک عمل ہوتا تھا۔ دوسرے یہ کہ ایک دن بڑے
صاحب ہوا کھا کر کوٹھی کے برآمدے مین اترے راجہ بختاور سنگہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے
کہ راجہ ہمنے سنا ہے کہ وصی علی اور کوئی مظفر حسین ہے تین لاکھ روپئے ہماری بدلی کے
واسطے بادشاہ سے مانگتا ہے ہم چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھ روپیہ ہمین ملجاے تو ہم بہت
خوشی سے اپنی ولایت چلاجاے یہ کہکر کوٹھی مین چلے گئے۔ پس جہان ایسی تدبیرین
ہوتی ہون انجام اوسکا کیا ہو واہ صاحبان اولوالعزم۔

محبت نامہ گورنر جنرل بادشاہ کے واسطے

خارج سے یہ قرائن مضمون محبت نامہ معلوم ہوا کہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کے
زمانے مین طریقہ رسل و رسائل محبت نامہ بوجوہ معطل رہا تھا پھر وہ مجدداً جاری کیا یعنی
اس مدت ۷ برس کے جلوس شاہی مین کوئی مراتب تعظیم از راہ دولتخواہی اور خیراندیشی
انتظام ممالک محروسہ کیواسطے متواتر تحریر ہوئی اور فہمایش صاحب ریذیڈنٹ بھی حد سے گذری
باوصف ان سب تاکیدات طبع مدار المہام ہوے سلطنت کوئی صورت اصلاح عمل مین
نہ لائے لہذا پھر نیازمند باب انتظام امور سلطنت مین گزارش کرتا ہے لہذا مناسب ہے کہ
موافق راے صوابدید و حسن و تدبیر صاحب ریذیڈنٹ مقدمات سلطنت جیسا کہ چاہیے بطرلق
خاص منضبط ہون کہ موجب فلاح و رفاہ خلایق اور نیکنامی سرکار اور دولتخواہی نیازمند ظاہر ہو

بمجرد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سابق توپ کو حکم ہوا اوسکا جواب رکن رکین سلطنت نے
حسب ضابطہ بنا بنا کر رنگین کرکے لکھا مگر صاحبان فہم ایسی تحریرات سے حیران ہوتے تھے کہ
بادشاہ کا صرف فائدہ گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے نائب کو اپنے ہاتھ سے
چھوڑے دیتے ہیں یہ کسیکو گمان نہ تھا کہ ان الزامون سے سرکار کو خود منظور ہے۔

مرزا وصی علی خان کا شہر سے نکالا جانا

مرزا وصی علی خان متواتر بڑے صاحب کے حکم سے شہر سے نکالے گئے گو وہ اپنے کردار و اطوار
سے باز نہ آئے اور حضور عالم نے بھی بڑے صاحب سے فہمایش کی اونکے بلانے سے
کسیطرح نمانا اور ہمیشہ سبک سمجھتے رہے ہرچند دولتخواہون اور خیر اندیشون نے متواتر عرض
کیا کہ اگر آپ کو اونسے سلوک کرنا منظور ہے سب طرح کا اختیار ہے اسکا مآل اچھا کبھی نہوگا
بڑے صاحب کی ناراضی اپنے ہاتھ سے سلطنت کا بگاڑنا ہے مگر وہ کب سنتے تھے خلاصہ یہ تاریخ
تیسری ربیع الاول روز جمعہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق ۹ - دسمبر ۱۸۵۲ء مرزا وصی علیخان بنش مین سوار
ہو روانہ قصبۂ کاکوری ہوئے ۹ بجے رات کو اپنے دوست خالص قدیم میر منشی معزول گورنمنٹ مسیح الدین
کے گھر مہمان ہوئے صبح کو اونکے عیال بھی جا پہونچے پھر وہان سے بیٹھکر رات کو میانے مین سوار حضور عالم
کے پاس آنے لگے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان وغیرہ بڑے صاحب کو خبر پہونچاتے تھے ایکدن
بڑے صاحب نے ایک رئیس کاکوری سے پوچھا کہ یہ شخص مہمان خانہ منشی ہوا ہے عرض کیا کہ اونھون نے
فرمان نکینامی اپنی حسن خدمت کا پایا ہے اوسمین مندرج ہے کہ ممالک محروسہ شاہی مین جہان چاہو
بود و باش اختیار کرو بس اس صورت مین خصوصیت منشی کے گھر کی نہ رہی غرض اب ہر روز
کے انقلاب تازہ سے لوگونکا توہم زیادہ ہوا کہ خدا خیر کرے خدا کے مارے کو فقیر جلاتا ہے فقیر
کے مارے کو کون جلائے آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔

نکلنا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا حکم بادشاہ سے اور منڈیاؤن مین بھیجا جانا

پرچہ پیام شاہی صاحب رزیڈنٹ کو اس مضمون کا آیا کہ جیسا آپکا منشا نسبت مرزا وصی علیخان کے

ہمکو ایسا منظنہ ان مجموع آتش افروزیوں کا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کیطرف سے ہے۔ پس ایسا شخص جو متنازعہ فیہ سرکارین عالیتین ہو چاہیئے کہ وہ شہر سے نکالدیا جا اوسکا جواب دیا بادشاہ کو کیا کہ آپکو اپنی قلمرو ملک مین ہر شخص کے رہنے نرہنے کا اختیار ہے۔

روز یکشنبہ ۹- ربیع الاول مرزا علی رضا بیگ کوتوال شرف الدولہ کے پاس آئے حکم قضا شیم اخراج بلد سنایا شرف الدولہ حکم محکم سرکار کو عین طریقۂ نجات اپنا سمجھکر متوجہ و سرگرم طلب کرانچی ڈاک اور تیاری اسباب سفر ہوئی اور دو ساعت کے توقف مین اپنا کام بانجام کیا یعنی ایک عرضی اپنی مصیبت تازہ کی مثل باد صرصر صاحب رزیڈنٹ کے پاس مندرن یاد مین بھیجی حکم ہوا تم اپنے گھر سے سوار ہوکر لوہے کے پل سے سیدھے چھاونی مین چلے آؤ خلاصہ کوتوال بھی صاحب رزیڈنٹ سے خائف رہتے تھے اور درپردہ اپنی خیرخواہی دکھاتی رہتے تھے اور سرکار کے ایسے کام کو خوب سمجھتے تھے شرف الدولہ کو گاڑی مین سوار کرکے دمی دروازے تک ساتھ آئے خود داخل بڑے امام بارہ ہوے وہ لوہے کے پل سے حاضر حضور بڑے صاحب ہوے - عرض حال کیا حکم ہوا کرائے کے بنگلے مین جاکر رہو اور یہ کیفیت رپورٹ صدر کی کہ شرف الدولہ مہتمم اہل وثایق فردوس منزل انکی حفاظت اور کفالت و وکالت متعلق سرکار رہے ہیں وصی علی خان کو مخبر و فتنہ پرداز سلطنت سمجھکر شہر سے نکلوا دیا بادشاہ نے اپنے نافہمون کے کہنے سے اونکے بعد شرف الدولہ کو نکلوا دیا ہمارا سبب توہین ہوا یہ ٹھٹھیرے بدلائی ہوتی جاتی ہے۔

غرض جب شہر چھاونی مین رہنے کی سرکار مین پہونچی جو بدار سلطانی اور کوتوال کی ردبکاری ہوئی کوتوال نے کہا مجھے گھر سے کانپور روانہ کرنے کا حکم بھیجا تھا تاکہ شہر تک نکالنے کا حکم نہین پہونچا اور نہ حکم ساتھ جانے کا ہوا تھا ورنہ مین دریاے گنگ تک پہونچا دیتا بعد اسکے جب پرچہ پیام صاحب رزیڈنٹ بعد حصول جواب صدر اوسی مضمون کا پہونچا حکم سلطانی ہوا کہ ہمین بہرحال خلاف مرضی نواب گورنر جنرل کوئی امر ملحوظ خاطر اور تعین قیام شہر کا اختیار ہے لیکن شرف الدولہ نے صاحب سے عرض کیا اہلکاران شاہی کی بدگمانی جو مجھسے ہے آپکو معلوم ہے مین کہانتک آپکو تکلیف ہر امر خاص مین دیا کرونگا کوئی دن

شگوفہ نونکا یہین بہتر یہ ہے کہ جب تک اونکا رفع بدگمانی ہیرپلی طرف سے ہو چندے آپ کے
قریب رہون خلاصہ بعد چند روز کے پھر بسلامت اپنے گھر مین آئے اب صاحبان
فہم دیکھین کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی نگر دار خالی گیا ۔

بیلی گارد کے تلنگے سے چھتری چھین لینا بڑے صاحب کا خفا ہونا

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دور باش سے بیلی گارڈ کی سڑک سے در دولت
پر جاتی تھی ایک تلنگہ بیلی گارد کا تھالی مین جنس طعام رکھے دھوپ مین چھتری لگا اپنے مقام
رسوئی کو جاتا تھا سواری کے لوگون نے خلاف داب ہندوستان سمجھکر اوسے چھتری کو منع کیا
سپاہی نے کچھ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی صوبہ دار نے رپورٹ رزیڈنٹ
سے کیا حکم ہوا جب ادھر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگا و جو منع کرے اوسے سونٹے
مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راست چھوڑ کر طریق خط سنخی اختیار کیا گو لہ گنج
ہو کر کبھی بسواری بجرہ در دولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہوا حکم آیا
کہ اپنی چھاؤنی مین سپاہی چھتری لگایا کرے ۔

ورود ضریح مبارک کربلاے معلی

۲۶ - شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۵۷ھ مطابق مئی ۱۸۴۱ء سید مہدی حسن ہندی قدیم
ساکن لکھنو تقریبا ۲۰ برس سے مجاور ارض اقدس کربلای معلی تھے اپنا وسیلہ رفاہ و فلاح
سمجھکر ایک ضریح خاک پاک وہان سے مول لیکر بایکسی صورت ہاتھ آئی ہو مجتہدین کے خطوط
سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کربلاے تو تعمیر مین اوترے خطوط سفارش سکو دیے باتفاق
خواجہ سرا اون نے ملکہ بادشاہ سے عرض کیا کہ فقط آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید آپکی
سلطنت مین ہوا ہی کسی سلطنت مین نہین ہوا اس ضریح کا احترام تو لوازمہ ایمان ہے ہی بادشاہ
ذکی باتونکو تہ دل سے سنتے تھے حکم دیا کہ سب ارکان دولت سیہ پوش ہو کر ضریح کے استقبال کو جاوین
چنانچہ حسب الحکم شاہزادی مرزا مرزا سعید بہادر کاظمین تعمیر شرف الدولہ غلام رضا خان اور کربلا مین آکر جمع ہوئے

شہر کی خلقت کوٹھونپر سرراہ جمع ہوکر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر مین دھوم مچائی جب شام ہوگئی سب نے اپنے گھر چلے گئے ضریح کے انتظار مین تھک کر اوٹھ آئے ۹ بجے صندوق مقفل مین ضریح مقدسہ تھی زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھائے ہوے چلے جلوس شاہی یہ سبب ظلمت جابجا متفرق ہوگیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولیعہد جرنیل صاحب اور شاہزادی امرا ضریح کے صندوق کو سلام کرکے چلے گئے تھے فقط مصلح السلطان اہتمام الدولہ ساتھ تھے آدمی رات کو صندوق دردولت پر پہونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور قیصرباغ کی بارہ دری سنگی مین رکھوادیا دوشالہ رومال خلعت سات سو روپے سید حامل ضریح کو ملے یہ بھی اسقدر مشقت وجانکاہی اور مدت سفر دور ودراز اور سفارش مجتہدین سے حاصل ہوا کوہ کندن اور کاہ برآوردن ہوا اور توقعات جو دل مین سوچتے تھے کچھہ نہوے بہت دلون تک خواجہ سرا اون کے پاس آیا کیے پھر کسی نے احوال اوس تابوت سکینہ کا نسنا کیا ہوا اوسمین ضریح مقدسہ تھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دوسرے زوار صاحب ایک ضریح چھوٹی بنواکر لائے۔ طمع نفسانی سے چاہتے تھے اوسے بیچکر کچھہ فائدہ اوٹھاوین نہوا ایسی خاک پاک کی چیزین ارض اقدس مین ہر طرح کی بنتی ہین کوئی تبرک سمجھکر لیتا ہے اوسے فائدہ ہوتا ہے۔

اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مسبوق الذکر جو شت دیک کارپردازی مرزا دمی علیخان تھے بتقدیر قتل گنگا بخش زمیندار پیشانی ماہ شوال ۱۲۶۸ھ مطابق جولائی ۱۸۵۲ء حکم حضور عالم سے از راہ مصلحت وقت میر نادر حسین مہتمم روند شہر کے ساتھہ روانہ کانپور ہوے یعنی افعی کشتن وبچہ اش را نگاہداشتن کار خردمندان نیست ہرچند مقدمہ گنگا بخش مین بہت عرق ریزی وجانفشانی وخیرخواہی سرکار کچھہ سمجھہ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ وفلاح کے تھے مگر مقسوم سے زیادہ حاصل نہوا اور نیک نامی خلایق تو ظاہر ہے بعد چند روز کے پھر اپنے کانون مین آکر رہنے لگے اب مرگئے۔

رخصت جنرل سلیمن صاحب

جنرل سلیمن صاحب نے بہ سبب علالت مزاج بہ تجویز ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ سے دو مہینے کی
رخصت طلب کی اور بذریعہ پیام بادشاہ کو بھیجا کہ نیازمند بسبب تبدیل آب و ہوا ایک مہینے تک
چھاؤنی سنڈیلہ میں رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام انکا بہ مقدمات سرکار دین گے
ایک مہینے پیشتر سے صاحب نے اسباب فضول جیکب جوفنس تاجر کی کوٹھی میں نیلام کو
بھیجدیا تھا لیکن آگے دو نیلام ہوا اور صاحب ۵ - اکتوبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ محرم ۱۲۷۱ھ
روز چہارشنبہ شام کو ۷ بجے صاحب ڈاک میں روانہ میرٹھ ہوئے راہ میں ڈاکٹر صاحب
کی تجویز میں کچھ خدشہ گذرا کہ شاید موافقت کارپردازون سے اسی پردے میں میرے اخراج
لکھنؤ کی تدبیر کی ہو اسنے رفع خلجان سے میرٹھ گئے ڈاکٹرونکو جمع کرکے موافقت آب و
ہوا علالت مزاج بیان کیا باتفاق سبھون نے کہا کہ ہمارے نزدیک آب و ہوا شملہ تمہارے واسطے
اچھی ہوگی بلکہ لکھنؤ کی آب و ہوا اچھی تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹرون کی صدر کو لکھی
مگر مقبول نہوئی کس واسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب عدن سے مقرر ہو چکے ہین بعد انقضائے
مدت رخصت البتہ اختیار ہے -

اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پاکر یہ صورت صاحب کے
آخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کی خواب پریشان سمجھے اور اپنی کوتاہ اندیشی
سے اہل اخبار کلکتہ کو کچھ دیگر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیڈنٹی مین
کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مضمون رنگین کرکے چھپوائے نہ سمجھے کہ ان شاکس کل
مٹیگا چنانچہ برنڈن صاحب تاجر کو بھی صاحب نے حرکات ناشائستہ دیکھکر شہر سے نکلوایا
تھا انھون نے لندن مین جاکر نالش کی بہت سی خاک اڑائی خاک نہوا - صاحب آگرہ
اخبار نے صاحبان کے باب مین بہت کچھ لکھ بھیجا جنرل لو صاحب کہتے تھے کہ جب ہم کسی کوچے
سے نکلتا ہی اکثر کتے دور سے بھونکا کرتے ہین پاس نہین آتے - ایسا ہی اہل اخبار بھونکتے
ہین ہمین کیا پرواہ ہے البتہ سرکار سے انھین اجازت عام ہے -

مرزا وصی علی خان کا کاکوری سے لکھنؤ مین آنا

جب جنرل سلیمن صاحب روانہ منزل مقصود ہوئے اور بظاہر کسیطرح کا کھٹکا نرہا ۱۱ تاریخ شہر صفر روز جمعہ ۹ بجے صبحکو ۱۲۷۱ھ مطابق ۳ نومبر ۱۸۵۴ء مرزا وصی علی خان شادان و فرحان کاکوری سے حاضر حضور عالم ہوئے پانچ اشرفیان نذر دین اور قباپ بدست آپ کے پاؤن پر سر رکھکر بہت سا شکر گذار ہوئے اور یا اجمال شکایت ناحمی و نا انصافی رزیڈنٹ اور اپنا بچنا بیان کیا پھر عصمت مآب جناب بیگم صاحبہ کو نذر دے کر گھر آئے اور کمال فراغ البالی سے اپنے کار دیار مین مشغول ہوئے مجالس عزا اندوہ دنیا رصدق دل سے کی۔ انما یتقبل اللہ من المتقین سے غافل تھے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیمن صاحب مین کئی صاحبون کی خبر آمد آمد مشہور ہوئی چنانچہ سر جارج شیکسپیر صاحب نسبتی بھائی جنرل لو صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر حسب تجویز نواب گورنر جنرل۔ جنرل جیمس اوٹرم صاحب جو رزیڈنٹی حیدر آباد و سندھ سے عدن مین تشریف رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ پہلے کلکتہ آ کے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوئے۔ مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ دنبل وغیرہ مین گرفتار رہتے تھے لیکن کشان کشان بذریعہ پالکی کپتان ہیز صاحب کانپور گئے۔

۴ تاریخ ماہ دسمبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۱ھ نصف شب کو داخل کوٹھی دلکشا ہوئے۔ تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہادر حضور عالم شاہزادے امرا جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل مین چپا پانی فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد اسکے صاحب رزیڈنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمۂ شوقیہ عطر و پان لیکر رخصت ہوئے تھوڑی دیر کوٹھی رزیڈنٹی مین ٹھہر کر چھاؤنی مندیانون مین تشریف لے گئے متوجہ کاغذ خزانہ رزیڈنٹی ہوئے باقی سپاہ معمول کپتان

میر صاحب پر ہوے -

چند روز پیشتر کپتان موصوف نے بہ علت ارسال پرچہ پیام آغا علیخان ناظم سلطانپور منشی جہانکی پرشاد رزیڈنٹی کو عہدہ سے موقوف کرکے بانکے بہاری محرران دفتر وثیقہ سے بعد روبکاری منشی معزول مقرر کیا تھا منشی مذکور ڈاک مین روانہ میرٹھہ ہوے جنرل سلیمن صاحب سے اپنی چٹھی صفائی لائے مگر مفید مطلب نہوئی کسواسطے کہ صاحب منسوب کو اختیار کلی ہوتا ہی قدامت کام نہین آتی انکے باپ منشی روشن لال نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کے وقت سے رزیڈنٹی مین نوکر ہوے تھے بہت سے انقلاب اور گرم و سرد رزیڈنٹی کے دیکھہ چکے تھے اور اسی نوکری سرکار مین مرگئے - بعد اسکے منشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوے -

تاج الدین حسین خان احسان حسین خان کا آنا شہر مع میر تصدق حسین جانا

تاج الدین حسین خان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور روزگار سے برطرف کیا آلہ آباد مین اپنے داماد مظفر حسینخان کے مہمان ہوے انکی بیٹی عجب باخدا اور عابدہ تھی مرگئی جس حالت تعشق انکین تھا اس صدمہ روحانی سے اوسکا تابوت لیکر ارادہ کربلا سے معلی کیا تھا واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت باب خیر خواہی مین بھیجا کرتے تھے ایک عرضداشت اس مضمون سے کہ فدوی شکستہ حال و کم استطاعت ہوگیا ہے تمنی زیارات عالیات ہے میں ادا ہے جب تک فصل روانگی جہاز ہو دار المومنین مین چند روز آکر بسر کرون - بظاہر حضور عالم کو بھی انسے کچھہ خدشہ نہ تھا عرضداشت مزین بہ دستخط خاص بمعیت شتر سوار روانہ آلہ آباد ہوا احسان حسین خان بھی اپنے ماموں کے ہم سفر ہو کر ڈاک مین چلے - تاریخ ۱۱ ماہ صفر روز جمعہ سنہ ۱۲۷۱ھ لکھنؤ مین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر منشی فضل حسین کے گھر مین اترے پریشان حال لکھنؤ جوق جوق جمع ہو کر ملاقات خوانین کو آنے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع ستارہ نے پھر عروج پہ شرف کیا ہے حالانکہ مہینا دن تاریخ تینون بدمین تھے انکی تاثیر اخیر ظاہر ہوگی اکثر اہل مقدور نے خوردہ تصدق خوان طعام ضیافت بھی بھیجے مگر خوانین نظر باحتیاط ملاقات بہت کم کرتے تھے ایکدن آغا باقر کے امام باڑے مین مجلس کی بہت سے مرثیہ خوان قدیم جمع ہوے

جب شرف ملازمت حضور عالم حاصل کی خلعت دوشالہ رومال پایا تاج الدین حسین خان نے
عذر ضعف پیری عرض کرکے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو رطب و یابس
باتین خیرخواہی کی یقین ازراہ دلسوزی گوش گزار کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا دمی علیخان
کو انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً میر تصدق حسین صدر اعلی کانپور کے برخصت افضامهان
حضور عالم ہوے ہر روز خوان نعمت نوش جان کرتے تھے انکے پاس مصاحب الدولہ وغیرہ
مقربان بادشاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصہ مین حریفان کمین نے ایک شخص مجہول
سے عرضی کیفیت صدر اعلی کی شارع عام سے صاحب جج کانپور کو دلوادی کہ صدر اعلے
نے آپ کے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمایش صاحب رزیڈنٹ
اونکے واسطے ہوان عملہ کچہری نے عرضی کو خوب تیز کرکے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم
ہوکر صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ صدر اعلے کو روانہ کانپور کرین حکم قضا شیم سے صدر اعلی تو
راہی کانپور ہوگئے اور مبادلہ فتحپور کو ہوگیا اور خوانین کیواسطے لکھا تھا کہ ان لوگون کا
آخراج شہر سے زمان سابق مین بہ بدنامی ہوچکا ہے ہمین تعجب ہے کہ تمنے کیونکر انکا رہنا گوارا کیا
خلاصہ برکت مین ماہ صفر سے تاج الدین حسین خان قصبہ بجنور کو گئے پھر کاکوری ہوکر
ہو وہان مین حکیم فرزند علی خان کے مہمان ہوے اسکے بعد آلہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت
رخصت بھی نپائی احسان حسین خان بھی کاکوری سے ہوکر کانپور گئے حضور عالم نے محض بپاس
یا بخوف خاطر صاحب رزیڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وارد ہین مبادا
مثل جنرل سلیمن صاحب انسے بھی وہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دے گیے مگر سمجھے کہ یہ کارروائی
مرزا صاحب کی تھی اب اونکا ماجرا سنیے کہ مثل کانپور لکھنؤ مین ایک عرضی بڑے صاحب کو راہ
مین دلوادی کہ دمی علی خان کو جنرل سلیمن صاحب نے کس شد و مد سے شہر سے نکلوادیا
تھا پھر یہ کیون شہر مین آنے پائے اسیطرح ہمارا بھی کچھ قصور نہ تھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید
مطلب نہوئی یا خود بڑے صاحب نے طرح دی۔

اجرای احکام عظام بنام حضور عالم بہادر و مصلح السلطان نجم الدولہ

من ابتدا ۱۳ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۱ہجری سے سال یوم المبارک شروع سال نوزدہم پایا

سال مذکور مفصلہ ذیل کا حکم محکم سب دفترون مین پہونچا دین کہ بعد سال ہجری مطابق ادست تاریخ و سال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا بھی جادین

ماہ واحدی - ماہ محمدی - ماہ اثنا عشری - ماہ سکندری - ماہ حسینی - ماہ اثنا عشری
ماہ امانی - ماہ منوشہر - ماہ مراتب - ماہ منصوری - ماہ سلیمانی - ماہ نبی -

مرقوم ۱۲ - شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ماہ واحدی سنہ احد لیوم المبارک مطابق سنہ ۹ جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدائش بادشاہ اسی مہینے مین ہوئی تھی -

ورود مہاراجہ دلیپ سنگھ و مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ

مہاراجہ دلیپ سنگھ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب فرخ آباد سے ماہ جنوری ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲۷۰ھ لکھنؤ مین آئے بہت تھوڑے سے شاگرد پیشہ اور جلوس سواری ساتھ تھا بعد سیر و تماشا مکانات شہر وغیرہ روانہ کلکتہ ہوئے وہانسے بعد ملاقات گورنر جنرل لندن کو گئے آمد و رفت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت مین عیسائی ہوئے کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائیگا فہمیدہ اور بالغ کا عیسائی کرنا مشکل ہے -

مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیہ بہادر والی گوالیار نے مع صاحب رزیڈنٹ جمعیت قلیل سے پہلے فیض آباد اجودھیا کا نہان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین اترے حضور عالم سے بڑے صاحب نے ملاقات کرائی قیصرباغ دکھانے کو لے گئے بادشاہ کو ناگوار ہوا کہ میرا مکان تماشا گاہ ہوئین مگر بلحاظ صاحب رزیڈنٹ کئی دن رہکر شہر کو دیکھکر چلے گئے ۱۸۵۵ء مطابق سنہ ۱۲۷۱ھ

منصوبی میر منشی رزیڈنٹی

۹ - ماہ مئی ۱۸۵۵ء منشی بانکے بہاری جنہین کپتان ہیز صاحب نے میر منشی رزیڈنٹی کیا تھا

جنرل اوٹرم صاحب نے بدستور سابق دفتر وثیقہ مین مامور کیا اور منشی تفضل حسین ساکن قصبہ امیٹھی قریب لکھنؤ بیٹے مولوی عبدالواحد بوتے مولوی فایق کو میرمنشی دفتر فارسی کیا آب رزیڈنٹی مین میرمنشی غلام قادر خان جائسی ہوے جنکا ہزار روپیہ کا مشاہرہ پنشن مادام حیات رہا اور اکثر انصرام کار دربار سرکار رہین بہت نیکنام رہے اسکے بعد مرزا باقر علیخان کرنل کالنس صاحب اور پھر جان منشن صاحب کے میرمنشی رہے پھر منشی علی نقی خان جو ۹ لاکھ نقد سواے املاک کے چھوڑکر مرگئے اونکے تین بیٹے تھے بڑا تینپہ سے بہ عادت کسبی مارا گیا دوسرا مدقوق ہوکر مرگیا چندروز تک وہ بھی میرمنشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا چھوٹا عیش دنیا مین سب مال دولت لٹاکر حالت افلاس مین مرگیا املاک داخل حصار ریلی گارد ہوئی پھر منشی التفات حسین خان رکٹس صاحب کے منشی ہوے بہت صاحب عزت پر غرور اپنے بیٹون کی شادی بڑی عظمت دشان سے کی اپنی مدت خدمت مین ۱۶ لاکھ روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار آگرہ نے لکھا تھا کہ میرمنشی سرکار سے دو سو روپیہ ماہواری کا ۸ یا ۹ برس تک رہا مین نہین جانتا اسقدر روپیہ اوسنے کس حساب سے جمع کیا تھا ایک کسبی پر عاشق ہوے توت جوانی کے واسطے کشتہ کھایا تھا وسی مین مرگئے پھر اونکے بھی بیٹون نے وہ مال اور دولت سب لٹاکر مفلس ہوگئے۔

خلاصہ انسے بہتر کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا انتزاع ملک رزیڈنٹی مین نہین ہوا سواے ملازمی سرکار کے یا فائدہ مقدمات کے سکو علی قدر حال سرکار شاہنشاہی سے بھی ملتا رہا اوسکا حساب نہین۔

جنرل اوٹرم صاحب اور جنرل سلیمن صاحب سے رسل و رسائل بوسیہ جاری رہا حقہ صاحب باب انتظام ممالک محروسہ اور خرابیان جو اونکے وقت مین ہوتی رہین اور اشخاص مشتغلہ بانی خرابیون کے ہوتے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیمن نے دو برس کی رخصت طلب کی ہے غالب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہون اور بعد ملاقات گورنر جنرل ولایت جائین اونھین دو عارضے مہلک تھے ایک ذیابیطس دوسرا آشوب چشم چنانچہ جب کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوے کئی دن کے بعد مرگئے غریق بحر سمندر ہوے ناظم اونکا عاقبت اندیش سرکار

اونکے لکھنؤ مین آنے سے بہت خوش ہوئی تھی کہ خدانے ہماری دعا مستجاب کی لگر ان ثمرات کو نہ سمجھے جو اونھون نے اپنے تردد سے اوس زمین پر کشتکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل نشو و نما کرکے اپنا ثمرہ دکھلائیگی چنانچہ اونکی بلبوتے خالی نہ گئی

میلہ قیصر باغ شاہی

۱۲- شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء میلہ سلطانی موافق دستور انتظام سالگذشتہ وپیوستہ ہوا تھا۔ ہر اہل شہر بے فکرے ملازم لباس رنگین فقرانہ ہوئے داخل قیصر باغ ہوئے اور جتنا سامان جشن وعیش اور جلوس اور تکلفات تھا حسب الحکم شاہی ہوا۔ فی الحقیقت ایسی کیفیت خاص قابل دید ہے نہ شنیدہ۔ ۱۴ تاریخ میلہ کا خاتمہ ہوا۔ پہلے دن صحبت حال وقال مشایخ صوفیہ بھی روبروے بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام مین ایک حال سے دوسرے حال مین ہوگیا۔

سانحہ حیرت افزاے سید امیر علی شہید جو باعث بدنامی اہل اسلام ہندوستان ہوا منقول کاغذات مقدمات فیض آباد

جو ہندو مسلمان مین بناے ہنگام فساد عظیم ہوا آخر نوبت مقاتلہ و مجادلہ پہونچی واقع ۱۲- ماہ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء۔

استفتاء اہل سنت دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

ما قولکم ایہا العلما شکر اللہ سعیکم۔ اندرین صورت کہ مقتولان فیض آباد کہ خود را مسلمان می گویند و بظاہر خالصًا لوجہ اللہ از کفار جنگ کردہ مقتول شدہ حکم شہادت بر ایشان درست است یا نہ و بر تقدیر مسلمانان را در انتقام آن قتال و جدال بالفعل فرضہ باید یا نہ و کسی کہ مسلمانان را از انتقام کشیدن کفار باز دارد و منع کند در حق او چہ گفتہ آید۔

جواب۔ بر حکام اسلام دفع شر کفرہ لئام از اہل ایمان و اسلام لازم است واللہ اعلم۔

استفتاء مرسلہ اثنا عشری مذہب دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

سوال ما قولہم رحمہم اللہ فی ہذہ المسئلہ اگر در مسجدی اہل اسلام مقیم باشند در حالت غفلت کہ آنہا در خواب باشند گروہی از اہل کفار عمدہ عظام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ از خون آنہا مملو و پر شد و آنہا در مسجد بول کردند و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختند و دیگر بے ادبیہا با آن ساختند و جمعی عظیم مجتمع شدہ ہر کسے را از اہل اسلام یابند بکشند و مسلمانان ساکنان آن مقام بخوف جان و آبروی خود جلای وطن شدند پس محاربہ ہمچو کفار مسلمانان دیار و امصار را فرض است یا نہ و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشتہ شود ثواب خواہد شد یا نہ بینوا توجروا۔

جواب - پناہ بخدای عز و جل از شر کفار بر حکام اسلام و از اہل ایمان و اسلام رفع شر کفرہ لیام لازم است و اللہ اعلم۔

ایضاً - ما قولکم ایہا العلام رحمکم اللہ کہ وقت ہجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و ہدم مساجد و انداختن مصاحف مجیدہ در نجاست و انصاب چوب خار بر در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور ہتک اسلام و اعراض حاکم اہل اسلام پس درین صورت بر مسلمانان قتل و قمع آنہا واجب است یا نہ و اجازت والدین ہم شرط است یا نہ بینوا و توجروا۔

جواب حکام را بمتابعت حاکم دفع کفار از اہل اسلام و اہل ایمان و اجرای حدود بر محاربین مشرکین و قصاص مسلمانان واجب و ہو العالم۔　　مہر طغرا

چہ ارشاد میشود در باب کسانیکہ برای جنگ ہنودان در فیض آباد میروند زیرا کہ ایشان از برای انتقام اینچنین بے ادبیہای ہنودان کہ با قرآن مجید و مسجد نمودہ اند میدارند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع بینوا توجروا۔

جواب - بدون شارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتے جواز ندارد و ہو العالم۔　　مہر طغرا

استفتاء دستخطی اہل سنت - چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ اہل اسلام

بادعاے اینکہ ہنودان مسجد کہنہ را شامل مکان واہیہ بتخانہ کردہ اند اجتماع بعزیمت جہاد دارند
و بادشاہ والی ملک کہ اہل اسلام است اقرار تدارک در صورت ثبوت و رفع حجت طرف ثانی می فرمایند و
ممانعت و ہجوم عزیمت کہ در ضمن تشکل آن دیار خونریزی اہل اسلام است می نماید درینصورت
تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید یا نہ بینوا توجروا [illegible]

جواب - تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب
حررہ محمد رحمت اللہ الجواب صحیح بتحریر نمودہ احقر العباد خادم احمد [illegible] اصاب من اجاب کتبہ محمد
سعد اللہ الجواب صحیح الراے نجیح واللہ اعلم حررہ ابوالبرکات المدعو تراب علی عفی عنہ رکن الدین [illegible]

کیفیت

زمان سابق مین اودھ کی بلندی پر جسکا نام ہنود نے ہنومان گڑھی رکھا ہے ایک
مسجد بناے سلاطین ماضیہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی جاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلو سے
مسجد مین بڑا چبوترہ تھا اوسپر عشرہ محرم مین تعزیہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیر ہنود
بھی املی کے نیچے جھنڈی گاڑ کر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنائی اوسمین بت رکھکر مقام ہنومان
قرار دیا عہد جناب غفران مآب نواب برہان الملک مین بعض ہنود کوتاہ اندیش نے مسجد جو بلندی
مذکور پر تھی اوسے منہدم کر دیا تھا فوج قاہرہ سرکاری پہونچی اون کوتاہ اندیشون کو سزا کی
اعمال دیکر بتخانہ کو توڑ بدستور سابق بناے مسجد قائم کی بعد مرور ایام بیراگیون نے پھر بتخانہ
بنایا مسجد سے کچھہ متعرض نہوے جب تک حکومت کچھہ رات وغیرہ علاقہ سرکار سے راجہ
درشن سنگھ بہادر کو ہوا کفار اوس دیار کو قوت و ثروت زیادہ ہوئی اوس مسجد کو گرا کر
مکان گڑھی مین ملا لیا اور مسجد واقع رام گھاٹ دریا کو خراب کرکے اوسکے صحن مین اپنے
مسکن بنائے اور اوسکے اندر گوڑا ڈالنے لگے اور سیکڑون مقابر اہل اسلام کو توڑ کر اونکی
اینٹین اور پتھرون سے بڑی شان و شوکت سے بتخانے بنائے یہانتک کہ مسجدین پست
اور بتخانے بلند ہو گئے -

کئی مہینے کا عرصہ ہوا کہ غلام حسین شاہ بارادت دسمیت [illegible] ہمراہ لیکر جنیل [illegible]

بنامی مسجد ہنومان گڑھی مین رونا ہی تک پہونچا مرزا علی علی منصرم کچھ راٹ سد راہ ہوئے ہین
سے اونھین پھیر دیا اور اونکے دو چار ہمراہیونکو جو فیض آباد پہونچے تھے نائب کوتوال ور کپتان
الگزنڈر آربیٹرک آرنے باہر نکالدیا جب یہ پرچۂ اخبار پیشگاہ شاہ جم جاہ گذرا حکم تحقیق مسجد
آغا علیخان ناظم اور مرزا منعم بیگ کوتوال کے نام مزین بدستخط خاص ہوا غلام حسین شاہ بھر
کئی اشخاص سے جامع مسجد جو ستیپا کی رسوئی مین ہے مقیم ہوا اور کسیکے کہنے سے وہان سے
نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنو سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اوس مسجد مین پہونچا اور باوصف
عدم استطاعت و قلت جماعت کمر ہمت مسجد سے براگیون کے نکالنے کی باندھی کپتان آرصاحب
مرزا منعم بیگ مرزا علی علی نے مسلمانونکو مشارکت غلام حسین سے روکا اور براگیون کی
مدد راجہ مان سنگھ بہادر اور زمیندار گرد و پیش سے جوق جوق پہونچنے لگے یہانتک کہ دس
بارہ ہزار آدمی جمع ہوے اور معبر دریا بند کر دیا اور غلام حسین کے پاس سواے چند
غربا کے اور کوئی نہ تھا۔

روز جمعہ ۱۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ تقریباً دو سو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کیواسطے
مسجد جامع مین جمع ہوے براگی انکا مجمع سنکر بلوا کرکے اونکے سر پہ پہونچے ہمراہی غلام حسین
نے قصد باہر نکلنے کا کیا سپاہی کوتوالی اور سوار ہمراہی آرصاحب جو رفع شر کو متعین تھے درمیان
آگئے اور مانع فساد ہوے کپتان موصوف بھی خبر بلوا سنکر وہان پہونچے رفع شر کر دیا
لیکن مسلمانونکو اس ہنگامہ مین اداے نماز جمعہ کی نوبت نہ پہونچی دوسرے دن شنبہ کو جان ہرسی
صاحب مشارکت کپتان آرصاحب کیواسطے لکھنؤ سے پہونچے اور مسجد کو آکر دیکھا اوسمین دروازہ
نہ تھا کہا یہاں کا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہو جاے اور ایک شخص کو ہمراہی
غلام حسین سے افہام و تفہیم کو بلوایا اس عرصہ مین غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی محلہ
بیگم پورہ مین جاکر جوڑی کواڑی کی اٹھا لاے راہ مین ہنومان گڑھی کے ہنود نے اونھین گولیون سے
زخمی کر دیا اونھون نے کواڑی چھوڑ اونپر حملہ کیا پسپا کر دیا اس عرصہ مین باران رحمت نازل
ہوا ایک ساعت تک جدال و قتال موقوف رہی اوسیوقت ایک کبڑیا ہمراہی غلام حسین کیلیے
جو دو دن سے بے آب و دانہ تھے کھانا لایا کپتان آرصاحب اور جان ہرسی نے اپنے سپاہ بدکو

بھیجکر کہلا بھیجا کہ تم گھرین کھولکر بہت اطمینان سے جامع مسجد مین بیٹھو باہر نہ نکلو کوئی تمسے فساد
نہ کرسکے گا انھون نے گھرین کھولکر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا علی علی کے ہے جو مؤلف
کتاب وقت روانگی کربلا کے اوس شب خاص کربلا مین میرے پاس رہے تھے بیان کرتے تھے
کہ یہ دونون انگریز اور مین خود اور مرزا نثار حسین مع اپنی سپاہ اور توپ وہان سے ہٹ کر
بڑی دور درخت کھرنی کے نیچے جا کھڑے ہوے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بیراگی ہزارون
گولرے نعرہ مارتے آکر مسجد کو گھیر لیا اور رجب علیشاہ فقیر کے کوٹھے سے چڑھکر غلام حسین کے
ہمراہیونکو گولیان برسانا شروع کیا اور مسجد مین آکر ۲۶۹ - آدمیونکو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے
مسجد مین لہو بہنے لگا اور قرآن شریف جو اکثرون کے حمائل تھا پرزے پرزے کرکے معاذ اللہ
پانون سے روندا اور جلا دیا چنانچہ واسطے تصدیق کے جلے ہوے ورق بھی ملفوف سرکار
کیے اور خیمگاہ جو حکم سرکار سے چبوترہ جامع مسجد پر تیار ہوا تھا توڑ ڈالا اور دیوار مسجد کو خراب کر کے
چھلنی کر دیا نعشین مقتولین کی بے گور وکفن پڑی رہ گیئن دوسرے دن مرزا نثار حسین نے در مسجد
ایک غار بڑا کھدوا کر گل درگل دفن کر دیا بعد انکے دفن کے بیراگی جوتیان پہنے مسجد مین آئے
ہوم کیا سنکھ بجایا بت لے آئے اوبیان کہین اوسکے قریب قبر خواجہ میٹھے کی قبر شہداے سید سالار کی تھی
اوسے توڑ ڈالا ظاہر ہے کہ جمعیت بیراگیون کی اسقدر نہ تھی لیکن سیکڑون دوڑ ہی ملازم راجہ
مانسنگھ اور پانڈے راجہ کشندت رام اور زمینداران گرد وپیش مدد کو پہونچے دس بارہ ہزار کی کثرت
ہوگئی آخر نوبت یہان تک پہونچی باوجودیکہ بیگم پورہ کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھی مگر بروقت
معرکہ نعتی گھر مین تھے بیراگی اور گوہار کے لوگ گئے اونپر حملے کیے اون بیچارون نے جسطرح ہوسکا حفظ
ناموس کیا ایک شخص افضل بیگ زخم کھاکر صاحب فراش ہے اور اب محلہ مذکور کے رہنے والے اون
مسلمانون نے اثاث البیت گھرین چھوڑکر مع اہل وعیال قیام فیض آباد اختیار کیا ہے
اور اسقدر قوت بیراگیون کو ہوگئی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گڑھی سے گذرنے نہین دیتے
اور سب اہل اسلام کو ڈراتے اور دھمکاتے ہین یہ حال شورش اور بدعت بیراگیون کا ہے اور ہنومان
گڑھی مین مسجد کو بہت سی لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بلکہ اوسمین نماز بھی پڑھی ہے اور محضر سیکڑون
برس کا قاضی یار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہے چنانچہ ایک اوسمین سے

مورخۂ ۹ ـ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۹ھ ملفوف یہ کیفیت ہے اور کیا عجب ہے کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف وخرابی ہوئی بیشتر اماکن ومعبد مذہب ہنود مین کچھ نہ کچھ مداخلت کی تھی یہان بھی مسجد بنوادی ہو مگر محضر آئندہ سے ثابت ہے کہ زمانۂ حال خلد مکان کے عہد مین مسجد بنی ہے دعوی مجمل یہ محضر ہے پس اسصورت مین اگر سرکار ابد اقتدار سے تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک ان سب نزاع بیراگیون کا اور اونکے حامیونکا استیصال کما ینبغی سے اور حکم تعمیل وترمیم مسجدون منہدم واقع گڑھی مذکور کا موافق بناء قدیم نہ ہوگا خدا جانے کہ بیراگی اس بغاوت وشورش سے دلیر ہوکر حال مسلمانون اور توہین اسلام کا کسدرجہ پر کرینگے بلکہ بود وباش اہل اسلام اودھ مین دشوار ہوگی اس جہت سے سب نالان ہین اور امید تدارک نزار واقعی کی رکھتے ہین ـ

حفیظ اللہ — محمد نہال الدین

۱ رضوی قاضی آغا علی ـ لاریب فیہ ساکن لکھنؤ ـ

۲ سید رجب علی ساکن اودھ ـ مسطور المتین بیان واقع ہے ـ

۳ سید محمد اصغر ـ بیان واقع ہے ـ خطیب اور مسجد بابری کا ہونا

۴ محمد حسین ـ بیان واقع ہے ـ ساکن صید آباد واقع فیض آباد

۵ عنایت علیخان فاضل ـ ساکن فیض آباد

۶ میر محمد حسین ذاکر سید الشہدا ـ ساکن فیض آباد المتخلص بہ لطف ـ

۷ مرزا محمد سوز خوان ـ ساکن فیض آباد لاریب فیہ ـ

۸ میان فرحت علیخان ناظر خرد محل ـ بیان واقع ہے

۹ مرزا جان نواسۂ نظر علیخان چکلہ دار رئیس اودھ مسطور المتین بیان واقع ہے کہ مسجد ہنومان گڑھی پر بارہا اپنی آنکھ سے دیکھی ہے ـ

۱۰ ابراہیم بیگ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد مسطور المتین واقع ہے

۱۱ میر بخشش حسین ـ مفتی ـ بیان واقع ہے ـ

۱۲ سید نصیر الدین ـ ساکن محلہ چراغ دہلی ـ

۱۳ حسین علی ـ زمیندار محلہ قصاب نگرا ولاد ستی لطف اللہ حیدر سعید اپنی آنکھ سے مسجد دیکھی ہے

۱۴ احمد بخش میر سبح زمیندار رحمانہ میرانپور محلات بلدہٗ اودھ - بیان واقع ہے

۱۵ سید جعفر علی - بیان راست ہے -

۱۶ سید باقر علی - مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

۱۷ منور علی - بیان واقعی

۱۸ مرزا محمد حسن صاحبزادہٗ خردمحل - بیان واقعی

۱۹ چھیدی ابن نندرام ہندو قوم سیوتی - بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

۲۰ محمد مہدی - بیان واقعی

۲۱ میر عابد علی - لاشبہہ فیہ -

۲۲ گواہ شد - یوسف خان -

۲۳ گواہ شد محمد علیخان ساکن اودھ - بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھا ہے - ۱۰۴ برس کی مسجد تعمیر ہنومان گڈھی -

۲۴ علی مرزا - بیان واقعی -

۲۵ میر محمد علی ساکن فیض آباد مسجد ہنومان گڈھی پر دیکھی ہے اور سمت اوسکے ہیأت بھی یاد ہے محراب اوسکی نقش بسم اللہ تھے

۲۶ محمد مرزا ولد مرزا اصغر علیخان - بیان واقع -

۲۷ امین الدین حیدر خان بہادر - صاحبزادہ خردمحل

۲۸ محمد مہدی　　″　　″　　بیان واقعی -

۲۹ میر عابد علی - لاریب فیہ -

۳۰ آغا علی - لاشبہہ فیہ -

۳۱ گواہ شد - محمد روشن خان مسجد جامع واقع ہنومان گڈھی کو آنکھ سے دیکھا ہے -

۳۲ علی مرزا - بیان واقعی -

۳۳ سید علی محمد - لاریب فیہ مسجد قناتی ہنومان گڈھی پر آنکھ سے دیکھی ہے -

۳۴ گواہ شد - مرزا علی ساکن اودھ مسجد ہنومان گڈھی پر آنکھ سے دیکھی اور اوسکی ہیأت بھی یاد ہے -

۳۵ گواہ شد ۔ کرم خان ساکن اودھ بیان واقعی ۔

۳۶ گواہ شد ۔ عبدالکریم ۔ " "

۳۷ دھنی سنگھ چپراسی عدالت فیض آباد ۔ قرقی کو حسب الحکم سرکار نیابت منتظم الدولہ مین گیا تھا مسجد کو دیکھا تھا ۔

	بسم اللہ الرحمن الرحیم	

سابق از ین محمد عاقل درویش ذی بہر محمد عادل و شیخ بہاء الدین فوجدار اور سوانح نگار و واقعہ نگار اور بہیر محمد صادق کوتوال وغیرہ ارباب عدالت اور اہل خدمات اور اکابر و اصاغر نے مسجد تیار کی تھی کہ زمان حضرت خلد مکان مین بابندی ہنومان گڑھی یہ مسجد درست ہوئی تھی بعد اسکے بیراگیون نے مسجد مذکور کو مسمار کر کے تھانہ تیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی نظر بندگان عالی نواب صاحب مین گذرا دستخط خاص مزین محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلدہ اودھ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالش کی اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بندگان عالی مین گذرانی چنانچہ غازیان لشکر ظفر پیکر نے بموجب عرضی بندگان عالی تھانہ مرقوم کو مسمار کر کے بدستور سابق مسجد تیار کر کے رواج دین و اسلام دیا بعد کوچ کرنے فوج کے بعض ہنود منبر محراب مسجد کو مسمار کر کے چلے گئے موذن نے یہ خبر پہونچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس قدر مین سستی دین واسلام ہوتی ہے بنابر عبرت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھکر شہرت دی کہ جس شخص نے مسجد مذکور سے بے ادبی کی ہے اوسے بیراگی حاضر کرین تا موافق شرع محمدی اسے تعزیر دیجاوے چنانچہ شیخ مکرم نائب رفعت پناہ شیخ بہاء الدین فوجداری کہنے لگے کہ نام مسمار کرنے والے کا معلوم نہین ہوتا لیکن بیراگی قرار داد کرتے ہین کہ من بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے نجائیگا اور ہم بھی مسجد کے ہونے سے نگہداری کرینگے پس یہ خادم شرع اور جماعت مسلمین ڈھکرانے گھر چلے آئے اور بیننے کہا کہ بیراگی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہین مسجد مین دخل نہ کرین چنانچہ بیراگی اپنے مقام مین آباد ہین اور باراضی و پویسیہ وغیرہ ملک و املاک برابر قابض اور متصرف ہین اس خادم شرع کو اونسے مزاحمت نہین جن لوگون نے اور طرح سے از راہ عداوت دینی خدمت بندگان عالی

میں ظاہر کیا ہے کذب و افترا ہی یہ کیفیت صورتحال ہی - تحریر تاریخ نہم شہر ذیقعدہ ۱۲۶۹ھ ہجری -
مواہیر

۱ مفتی شرع محمد ابوتراب - ۱۱۳۵ -

۲ خادم شرع محمد عربی - لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱ -

۳ مہر قاضی خان مطابق مہر اصل ماضیہ ہے -

۴ خادم شرع رسول اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم - قاضی محمد نعیم اللہ -

۵ خادم شرع مبین مفتی محمد معین الدین ۱۱۴۳ - عقد اللسانی رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل

۶ نجابت شاہ حامد علاء الدین عبدہ ۱۲۶۵ -

۷ خادم شرع مفتی محمد لطف اللہ ۱۱۴۰ -

ذلک الکتاب لاریب فیہ اللہ محمد شاہ بادشاہ غازی لطف فدوی ۱۱۳۸ - ان اللہ یامرکم فی العدل والاحسان -

۸ محمد شاہ بادشاہ غازی رشید فدوی ۱۱۳۲ - ذلک الکتاب لاریب فیہ -

۹ ز نور شرف یافت عنایت علی - بیان واقع -

۱۰ محمد رکن الدین ۱۱۴۳ لاریب فیہ -

۱۱ افضل جلیل پناہ جمیل ہے - ״

۱۲ نور محمد غلام احمدی ۱۱۱۳ ۔۱۳ معزالدین محمد ۱۱۴۲ ۔۱۴ شیخ ابن محمد انصاری - لاریب فیہ

۱۵ میر محمد - بیان واقع -

۱۶ احسن بن آدم جلال ہی لاریب فیہ ۱۷ سکندر خان ۱۱۴۳ بیان واقع -

۱۸ فخر علی - بیان واقع -

۱۹ خاکپای محمد است علی - ذلک الکتاب لاریب فیہ جو لکھا ہے بیان واقع -

۲۰ محی الدین شاہ فخر ماہ فرید واقع کذلک مسطور - بیان واقع -

۲۱ خاکپاے نبی منظفر بیگ - بیان واقع ہے ما مالی ذلک کذلک -

حبیب اللہ۔ لاریب فیہ

نعمت اللہ یا حفیظا شک و شبہ نہین۔

شیخ وزیر علی انصاری۔ بیان واقع ہے۔

نقل کیفیت

نشاء فساد فیما بین ہنود و مسلمین بلدۂ اودھ و فیض آباد اور کیفیت مجملی واقعہ جو اس عرصۂ قریب مین خاص اودھ مین واقع ہوا جو شعار سلاطین اہل اسلام اور آثار عمارات مشائخ کرام سے اور اظہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام و اقرار بعض ہنود ساکن اودھ سے بپایۂ اعتبار و ثبوت کو پہونچا یہ ہے کہ بادشاہان سلف نے تمامی معابد ہنود شہر اودھ مین جہان بڑے بتخانے تھے مسجد جامع بجائے بتخانہ مختصر ہوا کر موذن اور جاروب کش مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت و شوکت مسجد جامع بناے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنی مسقط راس رام پسر راجہ دسرت متصل مکان رسوئی ستیا از وجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسوئی ستیا زبان جمہور پر جاری ہے شاہد عادل ہے اور علی ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ کنارہ دریا کہ بالفعل بسبب خراب و منہدم کرنے کفار کے فقط دو منیار اور تھوڑی دیوار باقی رہ گئی ہے عہد عدالت مین حضرت جنت مکان کے اوسکی ترمیم کا حکم محکم ہوا تھا لیکن اجل نے امان نہ دی حکم نافذ ہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار مین رہی بالجملہ ازین قبیل دوسری مسجدین مختصر بعض قناتی اور سقفی گنبد دار بہت سی ہین ازانجملہ بابندی ہنومان گڑھی یہ مسجد قناتی نہایت مختصر متصل مندر فقیر تھی جسکے پاس ایک مندر تھا اور سب کفار اوسکی پرستش کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلم جاروب کش مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا بعد مدت دراز کے وہ فقیر مایہ دار ہوا بعض حکام ذی اقتدار اہل جوار کے اوسکے معین و مددگار ہو کر حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہنومان گڑھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھ بطور سالانہ یا ماہواری کرکے مسجد سے خارج کیا اور مسجد کو داخل حصار ہنومان گڑھی کیا چنانچہ مسلمین معتمدین اسے ظاہر کرتے ہین اور عہد جناب عالیہ مرحومہ مین ایک دن بہ طریق سیر و تماشا ہنومان گڑھی

کے میلے پر گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اوسی مسجد مین نماز پڑھی تھی اور بیراگیون سے کوئی
تعرض نہوا اور بعض نے ایک مدت تک بعد وفات مرحوم اسے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی نہین
ہے کہتے ہین جب وہ فقیر جاروب کش مرگیا بیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات ضلع ہنومان گڑھی
کرکے نابود کردیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہین جاتا المختصر اس ماجرے کو سنکر غلام حسین شاہ
فقیر نے مسلمانونکو لیکر مسجد بابری مین آیا ۱۶۹ آدمیونکو تہلکہ ہلاکت مین ڈالا اب دو گوشہ
نشینی سے معلوم نہین کس سمت کو بھاگ گیا اور تفصیل توڑنے کٹہرے کی جو دو برس پیشتر حکم
حضرت سے مطابق مسجد کیواسطے بنا تھا اور قتل ہونا مسلمانون کا اور غلبہ بیراگیون کا اور انکا
ظلم و بدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانون کے حمائل تھے کیفیت مولوی نہال الدین
امین اور مولوی محمد حفیظ اللہ داروغۂ عدالت فیض آباد نے جو سرکار مین بھیجی ہے مفصل
ظاہر ہوگا الغرض بیراگی اور گوہار کے لوگ جو قرب جوار راجپوتون کے بھیجے ہوے آئے تھے
کیا کیا ظلم بدعت مسلمانونپر اونھون نے نہین کیے اور اتبک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہین بلکہ
اونکے زور و شورش اس حد پر پہونچی ہے کہ جابجا اطراف شہر مین مسلمانونکو راہ چلنا اور
بسلامت نکلنا دشوار ہے اس جہت سے شرفاے شہر اودھ نے گھر چھوڑکر فیض آباد مین
اپنے عزیز و اقارب کے گھر جاکر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدانخواستہ سرکار رد اقتدار سے
مد ا شرار کفار ظاہر ہوئی مظنہ وقوع غدر تمامی ممالک محروسہ مین ہی - علی ابن محمد الحسینی ۱۲۲۹

نقل عرضی مولوی حفیظ اللہ داروغۂ عدالت عالیہ فیض آباد مورخہ ۲۲ - شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ
مین شرح کہ غلام حسین شاہ فقیر کئی آدمی لیکر بیراگیون ہنومان گڈھی واقع اودھ کے ساتھ
باظہار ہدم مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی در دولت پر ہوتی ہے بتعین حکم پہونچا ہے
کہ وہان کے رہنے والون سے تحقیق واقعی اور تفصیلی عرض کرو اظہار ہر ایک کا باشتراک رائے
مولوی نہال الدین لیکر بلا رعایت فریقین کیفیت اس باب مین تاکید مزید جان کر حسب الحکم
عمل لاؤ بعد معرکہ جدال و قتال فریقین اور مارے جانے ۱۶۹ مسلمانون کے مسجد بابری مین
۹ تاریخ شہر مذکور بسبیل ڈاک سلطانی شرف ورود فرمائی لہذا باشتراک رائے مولوی
موصوف ساکنین فیض آباد و اودھ سے تحقیق واقعی کرکے کیفیت تفصیلی اونکی گواہی

سے بھی یہی نظر انور میں گذریگی بعد ملاحظہ کے درباب تدارک ہنومان گڈھی جس مسجد میں مسلمانوں کو قتل کیا قرآن شریف ہے ادبی کی کٹرہ مسجد بابری مسجد جامع جو حکم سرکار سے بنا تھا توڑ ڈالا در و دیوار کو بندوق کی گولیوں سے چھلنی کردیا مانع اذان و نماز کے مسجد میں ہوئے جو رای جیان آرا اقتضا فرمائے۔ واجب تھا عرض کیا۔ آلہی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان رہے۔ عرضی بندۂ خاص حفیظ اللہ ۱۲۰۳ داروغہ عدالت فیض آباد مرقومہ ۲۲۔ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ۔

نقل اقرارنامہ

ما یانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشن داس و مہنت دیبی رام بیراگی جیار سید ہیں۔ غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گڈھی میں اظہار مسجد کیا ہے اور اسباب میں فیما بین نزاع واقع ہوئی اس جہت سے پیشگاہ بندگان سرکار ابد قرار سے واسطے تحقیقات کے آغا علیخان کپتان آر صاحب بہادر او راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ مامور ہوئے ہیں اور لکھے دیتے ہیں کہ اگر حاکمان موصوف از رو تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی میں ثابت پہونچائیں اور تینوں حاکم متفق ہوکر ہم سے کہیں ہمیں بسر و چشم منظور و قبول ہے اور کسی طرح کا عذر نسبت اوسکے نہوگا۔ بنا بر آن یہ چند کلمے بہ طریق اقرارنامہ کے لکھ دئے گئے کہ ثانی حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے۔

مرقومہ ۲۶۔ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ۔ دستخط ہندی بلرام داس

نقل اقرارنامہ

مایانکہ مہنت بلرام داس و کشن داس و مہنت دیبی رام بیراگی جیار سید ہیں غلام حسین وغیرہ نے دعوی ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی میں کیا ہم سے نوبت بگاڑ کی پہونچی اور مسمیان جعفر علی محمد حسین شیخ بہھو وغیرہ باشندہ ملک اودھ کے بوجہ شراکت غلام حسین رنج پیدا کیا اب نظر رابطہ سابق ہمیں اون سے رنج و کدورت نہیں رہی اور اب آغا علیخان بہادر راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کپتان آر صاحب بہادر درمیان دیکر قسم مہابیر سوامی سے اقرار کرتے ہیں اور لکھے دیتے ہیں کہ بشرط عدم وقوع زیادتی اوس طرف کے ہم زرتھا اور اصاحبت و فساد کرا

نزاع لفظی بھی اونسے نہ کرینگے اور ہم بیراگی جا رسید مہ خلاف تحریر ہذا عمل نکرینگے او رسطرح کر قبل از معرکہ نیا بین ہمارے او جعفر علی ندکور کے راہ و رسم تھا وہی انضباط بھی صلح و راستی سے جاری رکھینگے اور سید مذکور کی لبادت نہ کرینگے اگر منافی اقرار او رتحریر ہذا کے کرین مجرم اور گنہگار ہو کر دو سرکار سے سزا تجویز ہوا و سکے سزاوار ہین نابرآن یہ چند کلمے بطریق صلحنامہ کے لکھدیے گئے کہ ثانیاً حال سند ہوا و رعند الحاجت کام آوے مرقومہ ۲۶ - ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ ہجری

دستخط ہندی - بلرام داس

سانحۂ یادگار معرکہ سید امیر علی شہید ساکن قصبہ امیٹھی متصل لکھنؤ

جب فساد و ہنگامہ ہنود و بیراگی اختر گڈھ یا ہنومان گڈھی کا غربا ے اہل اسلام سے بڑھا اور بظاہر ثابت و تحقق ہوا کہ رعایت و پاسداری ہنود بطمع دنیا ارکین دولت کو منظور ہے مولوی سید امیر علی نبگی میان کے پوتے ساکن قصبۂ امیٹھی نسبتی بھائی شیخ حسین علی کارندہ راجہ نواب علیخان رئیس محمود آباد بسبب جوشش حرارت اسلام چاہا کہ دفع توہین اسلام کرینا چنانچہ پہلے سندیلہ مین اہل اسلام نے مولوی کی تحریک سے بعد شورہ اجماع کر جہاد پر باندھی بعض ناعاقبت اندیش نے منع کیا کہ یہ امر اچھا نہین حاکم وقت اور صاحبان عالیشان سے آخرکو مقابلہ ہو جائیگا پھر کچھ نہ بن پڑیگا عبث عبث توہین اسلام کے واسطے ہو جائیگی غرض ایک نے نمانا مولویصاحب کے سرپر اجل تو آگئی تھی جب رکن رئین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع ہوے شاہ جہاہ سے عرض کی کہ فدوی ہر چند چاہتا ہے کہ یہ سید فساد کسی حکمت عملی سے موقوف ہو جائے لیکن خانہ زاد سلطنت یعنی خواجہ سرا پردۂ غفلت مین بانی مبانی اس فساد کے ہوتے ہین یعنی مولوی امیر علی مہر حید رمنشی متوسل بشیر الدولہ کے عزیزون سے ہے وہ چاہتا ہے کہ اس آتش فتنہ و فساد کو خوب بھڑکائے اور رفعت مین بڑی بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو۔

بشیر الدولہ جب اس سے واقف ہوے اپنے رفع الزام کو بواسطہ منشی مولویصاحب کو بلوا بھیجا اور حضرت جنت مکان کے امام باڑہ مین اوتارا جب تک رہی اونکی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور عالم کے پاس لیگئے اونھون نے سب طرح کے نشیب و فراز سے سمجھایا اور چاہا کہ خلعت سرفرازی دیکر رخصت

کرین لیکن مولوی صاحب نے نہ خلعت لیا اور جہاد سے دہا تھہ نہ اوٹھایا بلکہ بہت بے لطف گفتگو ہوئی کہ باعث ملال خاطر ہوا بلکہ ازراہ مآل اندیشی چاہا کہ انھین قید کر لیجیے تاکہ طول فساد نہو انہون نے پاؤن پڑے منشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو پہلے مین گلا کاٹ کر مرجاؤن گا آخر اوسی شب کو مولوی صاحب کو بسلامت اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلنا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے۔

مولوی صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریباً ۷۰ آدمی مجاہدین سے روانہ ہوئے راہ مین ایک فقیر آزاد نے مولوی صاحب سے کہا کہ زنہار نجاؤ لا محالہ مارے جاؤ گے مولوی صاحب اس الہام غیبی سے کچھہ خبر نہوئے جب سرکار مین یہ خبر پہونچی میر صفدر علی کارندۂ اہتمام الدولہ حیدر حسین خان اور تہور خان کو حضور عالم نے مع فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جاکر انسداد فتنہ و فساد کرین مگر پہلے بنرمی و آشتی سمجھانا اوسکے بعد تہدید چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہور خان معرکہ اہتمام تک واسطے سوال و جواب رہے اور کوئی دقیقہ فہمایش نچھوڑا آخر بسبب قریب ہونے عشرۂ محرم کے بعد عہد و میثاق وعدہ ایک مہینہ کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین نجاے تو پھر آپکو اختیار ہے مگر تہور خان نے اپنی جوشش ایمان سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اوسوقت ہم بھی آپکے شریک جہاد ہونگے کسواسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھون نے وعدہ فرمایا ہے مطلع ہین چنانچہ ۲۴ - تاریخ روز مباہلہ ذیحجہ ۲۴ - محرم سنہ ۱۲۷۲ھ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولوی صاحب اس مدت معینہ تک سہالی علاقہ راجہ نواب علیخان مین رہے ہر روز رسومین جنس غلہ اور تھوڑا خرچ نذوری ملتا رہا اس عرصہ مین یہ خبر دور و دراز شہرون مین پہونچی عالم جہاد و لشکر خانہ خیال مسائل بے نکری بے روزگار فاقہ کش آوارہ وطن لوگ شریک مجاہدین ہوے تقریباً جمعیت دو ہزار کی ہوگئی رامپور و پیلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوے اور کئی سو افغان ولایتی قندہاری کوہی دشتی لباس سیاہ سے آئے علیحدہ سب سے اترے چند روز مین رنگ جنگ دیکھکر اولٹے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے پچاس گئے دوسرے دن سو آگئے اوس مدت مین یہ غلغلہ ساری مملکت ہند مین پھیلا ہر ایک موافق عقیدۂ خاص کی اپنی جگہ مستعد و آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوف صاحبان عالیشان سے بدل متمنی اور ظاہر متردد و خایف ہوکر ساکت و خاموش رہگئے ؛

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب شاہ جمجاہ کے پاس آئے شہر کا بیان کیا کہ ہندوستان بھر
درمیان ہندو و مسلمان کے فساد عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مبادا نوبت کشت و خون کی پہونچے
ہزارہا بندگان خدا کا ناحق خون ہو جاوے اہالیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب و لازم ہے مولوی
امیر علی بانی مبانی اس شر و فساد کا ہوا ہے اوسے سزا قرار واقعی دینا چاہیے اور اسے لکھنؤ سے کہین
جانے دینا قید کرنا مناسب تھا حضور عالم نے عرض کیا کہ مینے اسکا ہی مدت کو بلوایا ہے گو وہ در دولت
پر حاضر ہون صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آوین بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپنے کہا ہمارے
رعیت نہین ہین پھر کیا سبب نہ حاضر ہونے کا اسکا جواب نرمی دیکر رخصت ہوئے۔

امر عجیب یہ ہے کہ اسی ہنگامہ مین اگلے دن کپتان ہیز صاحب نے صمصام الدولہ بتوسط شاہی
سے کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے خونریزی نہونے
پاوے ورنہ سلطنت پر آفت آجاویگی۔ چنانچہ بعد اس معرکے کے جب صمصام الدولہ کے پاس آئے
کہا تم ہمارا پیام بادشاہ وزیر سے جا کر کہدو اپیل برد شاہی رسید جب یہ تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمین
دھمکاتے ہین جب احکام شاہی بعض وکل گزرے نذر کو ہمراہ مان سنگھ کپتان بارلو صاحب کی ہمراہت
سے در دولت پر حاضر ہوئے حضور عالم نے اونھین اپنا مہمان کیا آخر یہ تدبیر اوس کوتاہ اندیشون
نے لطمع دنیا اپنا کام کیا اور اونھین بسلامت سرکار سے رخصت کروا دیا اور بظاہر اپنے بچاؤ
کی باتین لاطائل ذہنی تراشین اور بادشاہ سے باتفاق ہمزبان ہو کر عرض کیا اور پرچہ پیام پیشتر جا
رزیڈنٹ کو بھیجا کہ جائے مسجد متنوبان گڈھی مین کسیطرح ثابت و تحقیق نہین ہوتی بعد ملاحظہ الفنسیم
ہر طایفہ فریقین کو خلاف بیجا آورے حکم محکم بروقت سرکشی و تمردی سزائے اعمال دیجاویگی صاحب
رزیڈنٹ نے یہ حال صدر کو رپورٹ کیا اور جواب پرچہ پیام یہ بھیجا کہ اہالیان سرکار نے اس بات
مین حق انصاف ادا کیا اور ہرگز رعایت مذہب و ملت نہ کی عدل و انصاف حاکم وقت کو یہی
چاہیے اور اس مدت حکومت مین کبھی ایسا امر واقع اور مناسب حال جیسا کہ چاہیے سرزد نہین ہوا

پس اس پرچہ پیام نے خاتمہ کر دیا غافلون نے چاہا کہ کسی حیل و فریب سے یہ امر لیت و لعل مین
رہے مگر چارہ علاج خود بند کر دیا تھا اب مدت وعدہ مولوی صاحب بھی تمام ہوئی بنا بر
نعمہ عہدہ بتعویق ہر چند کہ بنائے مسجد بموجب کیفیت مرسلہ اور نشان ہندا کثر ثقات سے ثابت و تحقیق ہو چکی تھی

چنانچہ بندہ مؤلف کے بھائی کی جبان تعین فیض آباد ہو چکی تھی عملداری فرزند بندہ احمد مرحوم مین وہ بھی کہتے تھے کہ ہمنے اس مسجد کو دیکھا اور جب ہم گڈھی مین گئے مہنت نے ہمین مٹھائی دی ہے خلاصہ مولوی صاحب بعد اس عہد وعدہ شکنی کے مایوس ہوے چار و ناچار مستعد مرگ ہوکر وہانسے بانسہ مین کوچ کر گئے اور وہان سے پھر دریاباد باغ عیدگاہ مین مقام کیا

حسب الحکم سرکار دو ضرب توپ فوج تلنگہ و نجیب مع افسران اہل اسلام کپتان بارلو صاحب و صاحبجی مرزا حسین علی کمیدان پلٹن گلابی یہ سب روانہ ہوے اور حسب الحکم محکم گذارہ مولوی صاحب کو آگے بڑھنے نہ دیا اور رزیڈنٹ سے متواتر پرچہ پیام آنے لگے کہ جلد انسداد اس فتنہ کا کرو اور حریفون اور چاشت خورون نے بادشاہ سے نسبت خلاف مولوی صاحب کی باتین اپنے بچاؤ کی بنا بنا کے کہنی شروع کین اور حضور عالم سے حمایت تھے اور متفق تھے اور اپنی جیب طمع بھر چکے تھے پھر کیونکر صاف صاف خدا سے ڈر کر عرض کرتے غرض پندرہ دن تک مولوی صاحب وہین رہے اس عرصہ مین وہ مولوی جو سند لیے ہین محرک جہاد خدا ہوے تھے حسب الحکم حضور عالم متفق ہوکر فہمایش کو آئے پایا کہ مجاہدین کو مرتد کرین اور مسجد عیدگاہ مین گول گول باتین خوف حاکم وقت اور خوف جان و آبرو از راہ موعظہ بیان کین جاہل یہ سنکر سب پہلے بگڑے کہ وہ مولویو تم سب اہل دنیا ہو کل تمنے ہمکو آمادہ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے ہمین مرتد کرتے ہو اب ہمین فریب ندو یہ فضیلت مال دنیا جاہلون کے ہاتھ سے جاتی رہیگی یہ سنکر عوام ڈر کر چپکے چلے آئے۔

پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولوی صاحب مین نقارہ کوچ ہوا سب نے کمر باندھی ہتھیار لگائے فوج شاہی بھی ادھر تیار ہوئی توپون مین چہرہ دیکر مہتاب روشن کی لیکن کیسکی جرات سامنے آنے کی پڑی پھاٹک حصار دریاباد بند کر دیا تھا مولوی صاحب نے جب اپنے مجاہدین کے رعب سے پھاٹک کھولدیا وہانسے کنار قصبہ مقابل بنگلہ ڈاک مولوی صاحب نے مقام کیا سات دن تک وہین رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہا مقام اول مین قلت پانی اور کثرت عفونت ہوگئی تھی اس جہت سے مقام ثانی اختیار کیا۔

جب مولوی صاحب مسجد عیدگاہ مین تھے نماز جمعہ مین ہزارون آدمی مع افسران فوجی پیچھے نماز پڑہتے تھے جب نماز پڑھکر اپنے لشکر مین آتے تھے کمر قتل پر باندھے تھے جب اس حال کا پرچۂ اخبار سرکار مین گذرا حکم ہوا آب و دانہ رسد غلہ مجاہدین پر بند کرو اوتبر عرصہ تنگ ہو جاے مولوی صاحب نے از راہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے دو ثقل بزرگ اپنی امت مین چھوڑے ایک عترۃ طاہرہ دوسرے کلام اللہ۔ عترت پر جو حال گذرا جو جا ہا کیا اب فقط کلام خدا باقی رہا تھا اسکی کفار کے ہاتھ سے اوسی کے گھر مین یہ صورت گذری بہت تعجب ہے کہ ایسے عہد معدلت مین اسکا انتظام ہنو سکے اس بندہ مسکین نے جبتہً للہ کمر باندھی ہے اوسکی عقوبت مین مستحق ایسی پاداش کا ہوا اگر حقیت ہے کہ ارکان دولت نے اپنی طمع نفسانی سے یہ عرضداشت نظر انور مین نہ گذرانی کسواسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوتے

جب مجاہدین پر رسد بند ہوئی کئی فاقے گذرے اس کڑی پر بہت سے خارج ہو گئے ناچار ہوکر مولویصاحب نے شیخ حسین علی اپنے بھائی سے کہا الحمد للہ کہ تمنے اور تمہاری فوج نے مثل زمانہ سابق کئی برس کے بعد آب و دانہ بند کیا ہے خبرک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھسے کبھی ہنوگا اسیوقت غلہ وغیرہ ضروریات چھکڑونپر بار کر کے بھجوا دیا اور بہت سی برادرانہ دلجوئی کی جب کثرت لوگون کی ٹرھی مولوی صاحب بخوف گرفتاری شریک نماز ہنوتے تھے اسکا بھی دغا باز و نسے کچھ عجب نہ تھا مین آدمی محافظت کو ہر وقت تلوارین کھینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس نجانے دیتے تھے سواے شیخ حسین علی کے یا کبھی تہور خان جایا کرتے تھے ایکدن شیخ حسین علی نے بعد بہت سی منت و فہمایش کے کمر سے تلوار نکالکر مولوی صاحب کو دی اور پانون پر سر رکھکر کہا کاشکے مجھے آپ اسوقت جان سے مارڈالیے بہت آفتون سے بچونگا اور اپنی بہن کو رانڈ نہ دیکھ سکون گا پھر شیخ حسین علی آئے اور حضور عالم سے عرض حال کیا ارشاد ہوا بہر صورت اس فتنہ و فساد کو بند کرنا چاہیے اب خوف تزلزل سلطنت ہے اور بناے مسجد بسہولت وقت مناسب مین ہو جائیگی مولویصاحب ایسے اقوال سرکار کو بے اصل و بفروغ سمجھے کہ جب انسے ایفاے وعدہ نہ ہوسکا تو انسے بناے مسجد کبھی ہنو سکے گی اور نہ وقت مناسب ہاتھ آئیگا۔

اس عرصہ مین حسب الحکم بادشاہ اور فہمایش حضور عالم سے سلطان العلما نے بھی اسباب مین کچھ

تحریر کیا مولوی صاحب کو پہونچی لیکن اوسے خلاف نفس الامر سمجھے پھر سلطان العلما نے کوئی فتوی بتصریح حکم سرکار سے دستخط نہ کیا بلکہ جواب دیا کہ ایک شخص نے غرض نفسانی رفع توہین اسلام پر کمر باندھی ہے اور تن بمرگ دیا ہے سراسر اوسکے حق بجانب ہے کیونکہ خلاف شریعت غرا احمدی بخوف حاکم لکھون لیکن مقام حیرت یہ ہے کہ تمام ہندوستان مین لکھنؤ دار المومنین مشہور ہے ایک مسکین ضعیف ونحیف نے ہمت مردانگی کی ہے مقام عبرت ہے علماے فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوے اس امر پر حاکم وقت کو اپنے شہر مین رہنے دینے کا اختیار ہے کبھی ہم فتوی قتل اس شخص کا نہ دینگے مولوی محمد اصغر انواسے نے بھی فتوی دستخط کیا علماے ظاہر اہل سنت مثل مولوی حسین احمد غلام جیلانی وکیل عدالت انگریزی مولوی محمد یوسف مولوی فضل حق خیرآبادی مولوی محمد سعد اللہ جو حج خانکعبہ سے مشرف ہوکر آئے تھے اور بعض علماے گمنام نے بھی محض لطمع دنیا بخوف حاکم حکم فتوی قتل عبارات مختلف سے رنگین کرکے دیا اور بعض علماے شاہجہان آباد نے بھی ایسی حجت دربارے لکھا یعنی جب اہل اسلام قلیل ہون اور غلبہ کفار ہو اوسوقت خلاف حکم اولی الامر یعنی حاکم وقت صاحب جہان عالیشان یا اہل اسلام جو انکی اختیار مین ہون جہاد حرام ہے پس جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاغی و باغی ہے

سراج الدین خان کمیدان بھی بحکم سرکار فہمایش کو گئی اونکے کہنے سے کچھ لوگ بریلی رامپور پیلی بھیت کے بزدل ہوکر اپنے گھر چلے گئے اونھین بقدر ضرورت کچھ زاد راہ بھی دیا اور کچھ لوگ افغان ولایتی کو بھی بمجرد سننے فتوے کے اوٹھ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہوکر تین چھ سو کے تن بمرگ دیکر رہ گئے اونپر فاقے ہونے لگے سوت سب کی نظر مین تھی پچاس روپیہ یومیہ نواب علیخان راجہ محمود آباد ڈیڑھ پانسو سے اور پچاس روپیہ روز حسین علی اونکے کارندہ تحصیل کراکے کفالت مجاہدین کو دیتے تھے میر عباس ہمشیرزادہ میر کجان نامی پیر اک مشہور شہر کوتوال الشکر تھے اونکی معرفت تقسیم ہوتا تھا

غرض ۲۶ تاریخ ماہ صفر روز چارشنبہ مطابق ۷ نومبر ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲ ماہ کاتک مولوی صاحب نے نماز صبح بجماعت پڑھی اور روانہ ہوے اوسوقت انتیرا ایتن سے آدمی سے زیادہ ہمراہ نہ تھی باقی نشتر قطار ایک بعد ایک کے متفرق ہوکر چلے بعد یک ساعت کے [illegible] بارہ کو یہ خبر پہونچی - جارگینی دو توپ لیکر پہنچا گیا اور [illegible] مرزا حسین علی [illegible]

اس عرصہ مین مولوی صاحب آٹھ کوس حیات گنج مین پہونچے زوال تھمی قریب تھا ایک باغ مین
جانب شمال ٹھہرے منظور تھا کہ بعد ظہر رودولی تین کوس ہے وہان جا کر رہینگے قصد نماز کا
تھے وہ سوریان ایک ایک رودولی کو چلا شاہی فوج خانہ دریاباد اور سدر راہ تھی گلابی جو
کے کھیت مین بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے مرے پر تھی اتفاقاً کئی تلنگا اپنی تلوار سے
بڑھ کر راہ پر کھڑے ہوئے تاکہ مجاہدین جو رودولی کو جاتے تھے منع کرین اور کپتان بارلو نے
تو مولویصاحب کے پاس آکے کہا کہ مولوی صاحب خلاف حکم بادشاہ منشاے صاحب ریزیڈنٹ
بہادر آپکو آگے جانا مناسب نہین ہے اپنی جماعت کو منع کیجیے اور آپکو بھی مناسب ہے کہ اس
عزیمت سے باز رہیے ورنہ ہمکو حکم ممانعت کا ہے مولوی صاحب نے کپتان بارلو صاحب کو جھڑک
کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہادی مار ڈالے گا ۔

کپتان بارلو گھوڑا جھکا کے پیچھے ہٹ آیا اور حکم دیا کہ آگے بڑھین توپخانہ توپ اول اٹھو
کہ پھر بادین اور مجاہدین گولیان مارنے لگے لیکن اسی آدمی مجاہدین سے جوار کے کھیت سے نکلکر
دفعۃً توپ پر جا پڑے بند کر دی ۔ ہر چند ہر طرف سے گولیان برس رہی تھین مگر مجاہدین دلکو لگا کر
تلوار سے خوب لڑے اور اپنے غول سے نعرہ اللہ اکبر بلند تھا کچھ خیال گولیون کا نہ کرتے تھے جب
یہ صورت ہوئی بارلو الگ ہو گیا اور رسالہ نے پیچھے سے آکر گھیر لیا غرض یہ ساعت مین
یہ سب خاک مین ملگئے اور تین توپین خالی جانب مغرب سے پاپیادہ کو جو فرار ہوے

مولوی صاحب اوس باغ مین ۱۷ یا ۱۸ آدمی ساتھ لیے ہوئے جماعت سے پر مشغول نماز تھے
تلنگون نے دور سے جمعیت لوگون کی دیکھکر دفعۃً ایک توپ ماری اور کے درخت سے لگ کر
جڑ اٹھنہ سر پر نمازیون کے گر العبد کے تلنگے اور شش کرکے گولیان مارنے لگے دوسر پلٹن سے راجہ شیر
تعلق گونڈہ کے تعلقہ دار آپڑے سب کا کام مقابلہ بارکے اور بھگیلون کو لاش کرکے تلوارون سے
تمام کیا مولوی صاحب نے سجادے پر روبقبلہ گرے اور ابتدا سے یہی اونکی دعا تھی کہ مین کسی
مسلمان کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن خدا نے اونکی دعا مستجاب کی باقی نمازی گرد اونکی نعش کے
پڑے تھے بشکل بنات النعش تلنگون نے دوڑ کر بارلو سے کہا کہ مجاہدین کا کام تمام کیا ایک تلنگہ
مولویصاحب کا سر کاٹ کر لایا بارلو اوسیوقت از راہ فتح وغیرہ زمین سمجھکر روانہ سرکار کیا جب حضور عالم

پھر ہوئی حکم نیا یہان کیون سر کو لائے اب چاہیئے ہو کہ لکھنؤ مین بھی کوئی ہنگامہ برپا ہو دو تلنگے اونکا
سر سوار لیکر آئے تھے حکم ہوا کہ اس سر کو دھڑ کے ساتھ جاکر بعد ملاحظہ کرانے بڑے صاحب کے
دفن کر دو یہ ڈرے کہ اگر پھیر کر لیجاوینگے مبادا کوئی مجاہدین اسے دیکھکر چھین لے اور وہین مارے ڈالے
بڑے صاحب کو ملاحظہ کرا گئے معلوم نہین کہ ان سر کو پہنچا سیدھے بارو کے پاس چلے گئے
اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب متواتر کہتے تھے کہ مینے سر راہ خدا مین دیا ہے پھر انکا
سر جسم سے کیونکر ملکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علما نے ایسے مشاہدہ تنبیہی
مقام سکوت اختیار کیا تا تنی مذہب کو دخل نہ دیا کسواسطے کہ سب نے اونکے مقام وحدت
پر نظر کی نہ کثرت پر والعلم عند اللہ۔

الغرض تلنگون نے اسامی جریدہ اسماء مقتولین سنکر اوتار کر آپس مین تقسیم کر لیا تین
کوس وہان سے محمد پور تھا جا کر مقام کیا مقتولین کی نعش اوسیطرح خاک و خون مین غلطان چھوڑ
دی لعضے روز بیار شنبہ سے تا دو شنبہ یہی صورت رہی کسی درندہ صحرائی نے اونکی نعش
کو نہ کھایا برخلاف اسکے بعض نعش ہنود کہ علیحدہ پڑی تھین اونھین درندے کھا گئے اس حال کو
اکثرون نے بچشم ملاحظہ کیا ہے اس لیے بے تکلف نہین لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا انکی بیکسی
لعضے کو ونا اور سیارون نے بھی چھوڑ دی آخر زمیندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہوکر
آئے نعش خدا ترس خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے تلے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے
ولایتی صاحب کے پہلو مین اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز مین مولوی صاحب کے آگے
پر گر پڑا تھا باقی اور مقتولین کو گڑھا کھود کر پیوند زمین کر دیا اسکے سوا جہان جسکی نعش متفرق
پڑی تھی اوسے وہین دفن کر دیا۔

ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس معرکے کے جب زمیندار وہان کے گنے کے کھیت
کو کاٹتے تھے اوسمین ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوق اوسکے
ہاتھ مین ہے لیکن گولی سے اوسکا کام تمام ہو چکا ہے اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر
جمع ہوئے تماشای قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہین دفن کر دیا نواب جعفر علیخان مرحوم فیض آباد
سے آتے تھے راہ مین یہ ہنگامہ دیکھکر آئے اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مؤلف کتاب سے

بیان کیا ۱۱۳ - آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہین اور ایک عجیب امر تھا ہی کہ مجروح خوف جان سے آٹھ یا دس کوس تک بھاگے مردمان راجہ شیر بہادر سنگہ نے بحکم کپتان بارلو صاحب سب چھ سو غبر و حین مفرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کو تو اپنے لشکر منہزا زخرابی اپنے گھر پہونچے -

مادہ تاریخ اور قصاید منظوم اس معرکے کے بہت سے کہے گئے بعد طبع سارے ہندوستان مین مشتہر ہوے ازانجملہ بالغ العلی بکمالہ - رسولی مین ایک مجذوب سے مقتولین کے باب مین پوچھا اوسنے جواب دیا دانہ علی ذلک لشہید ۱۲۷۲ ہوتے ہین -

فوج سلطانی کے مجموع مقتول و مجروح ۱۲۵۰ - آدمی -

میر محمد حسن خان ناظم بہرایچ واسطہ اصلاح حال مولویصاحب نواب محسن الدولہ بہادر کیطرف سے ہوے تھے کسواسطے کہ حین حیات مولوی صاحب نے انسے کہا کہ جب تک سرکار سے تعمیر مسجد ہو آپ میرے ہمراہیون کے متکفل اخراجات ضروری رہیے کیا مضایقہ مین توقف کرونگا مگر سرکار کو بلطایف الحیل ٹالنا منظور تھا ایفاے وعدہ کون کرتا اور اپنی خاطر جمع بہر صورت کر چکے تھے انجام کار پر کون نظر کرتا ناظرین چشم بصیرت سے ایسے سوانحات کو دیکھین اسکا انجام بھی سب نے دیکھا - جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفاول کیا یہ شعر نکلا دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را + چندان امان نداد کہ شب را سحر کند + اور رزیڈنٹ پیشتر ہی خبر دے چکے تھے کہ مولوی کو فساد سے منع نہ کیا تو سلطنت لیجاویگی - تاریخ قتل خود مولویصاحب شہید نے کہی حق سراپا گوش دارم + می حب علی در جوش دارم شدہ تاریخ او قبل از شہادت سر میدان کفن بر دوش دارم ۱۲۷۵

نقشۂ معرکہ

شمال کنارہ دریاے گھاگرہ

نالہ

توپ

مجاہدین

کمپنی بارو

تلنگہ

کمپنی گلابی

جنوب

جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا انتزاع ملک کا ہونا کانپور سے فوج کا آنا اور عفات رکن رکین سلطنت وغیرہ سوانحات یادگار زمانہ

سی ام جنوری، روز چہارشنبہ سنہ ۱۸۵۶ء مطابق ۲۱-جمادی الاول سنہ ۱۲۷۲ھ کپتان ہیز صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو تا کرچار باغ تک گئے توپ سلامی کی چلی بعد زوال شمسی حضور عالم باطمینان کلی استقبال کو تشریف فرما ہوئے اوسوقت تک کسیطرح کا کھٹکا دغدغہ بالکل گمان بھی پیرامون خاطر نہ تھا اور جو کچھ افواہ خلایق بادشاہان دور دراز سے سنتے تھے اوسے زٹل اور افسانہ باز جانتے تھے ہر چند متواتر تجار بمبئی اور عملہ انگریزی نے بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہہ خبر پہونچائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز اہالیان پارلیمنٹ ولایت کی اور اسکی صورت اصلاح امکانی بھی بتائی بے طمع غرض انسانی گویا حسبۃ للّٰہ لیکن ان سب کو لغو و مہمل سمجھے اور کسی نے مقربان بادشاہ سے کہا مثل خواب پریشان سمجھکر اڑا دیا۔ غرض بجے ۳ بجے جنرل صاحب داخل رزیڈنسی ہوے پھر سلامی توپ ہوئی اوسوقت صاحب نے حضور عالم سے کہا کل دس بجے ہمارے پاس آؤ اور احکام نواب گورنر جنرل متعین سنائینگے ور فوج سرکاری انتظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو اہتمام رسد کو روانہ کردو۔ ایک اور امر تازہ امر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کا نپور میں مشہور اور زبان زد خاص و عام ہوا بادشاہ نے صاحب اسسٹنٹ سے اس باب خاص میں پوچھا جواب دیا کہ راجہ نیپال کو دیکھنے اپنے مقام پرستش کو جاتا ہے اوسکے اہتمام کو فوج سرکار جمع ہوئی ہے لیکن آپ تشفی رعایا کو اشتہار حکم فرمائیں کہ ظلمہ فوج کا دل سے جاتا رہے اور درصورت قصور خلاف مجرم سرکار ہوگا اور نیاز مند بھی صاحب مجسٹریٹ کانپور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض اوسیوقت حسب الحکم راجہ جے لال سنگہ اہتمام رسد کو روانہ ہوے

پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوے معلوم نہیں تمام رات کس عذاب خیال میں کٹی اب ہجوم افکار و تشویش باعث ازدیاد خاطر اقدس میں گذرے وقت خاص پر صاحب کی پاس حاضر ہوے فرمایا نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنی اتباع کمپنی بہادر

۱۲ لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ عملہ شاگرد پیشہ مجموع نیہ رہ لاکھ مقرر فرمایا ہے اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ موافق دستور سرکار کمپنی بہادر ہوگا محبت نامہ بھی اینین احکام کا بادشاہ کو پہونچیگا اور یہ عہدنامہ جدید مجوزہ نواب محتشم الیہ ہے چاہیے کہ اسپر بادشاہ اپنی مہر کمال رضامندی سے فرمائین اور اس بات مین تمھاری بڑی خیرخواہی سرکار مین ہوگی کسواسطے کہ تمھین دخل کلی مزاج بادشاہ مین ہے اسکے جلدو مین لاکھ روپیہ کی جاگیر سالانہ نقد یا بدستور قدیم قبضہ مجھ رہیگہ نسلاً بعد نسل تمھارے واسطے ملیگی وگرنہ درصورت خلاف مجرم سرکار رہوگے ۔

بعد زوال شمسی جس سے نیر اقبال سلطنت پر زوال آیا دستور معظم نے رجعت کی لیکن سراسیمہ پریشان حال ہوکر حقیقت حال مشرحاً بادشاہ سے عرض کی اور ترغیب و فرار بہت سا سمجھایا مقربان خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بخوف حضور عالم بھی صلاح بقاء دولت عرض کی بلکہ مہاراج نے اصل مطلب کا راضی نامہ لکھکر نظر انور مین گذرانا اس عرصہ مین جنابعالیہ جنرل صاحب بہادر سگے بھائی رونق افروز ہوئے ارکان دولت و مخبریان دون ہمت سے خوب واقف ہوے کلمات پر غضب دردول سے ارشاد کیے اور اس نقش کالجر کو نقش آب سمجھی ۔

روز جمعہ وقت عصر رزیڈنٹ تشریف لائے احکام صدر کا اعادہ فرمایا یعنی نواب گورنر جنرل بہادر نے بحکم صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس باجازت وزیر اعظم سلطنت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا بنظر باتحاد و بہوالبط قدیم اس خاندان عالیشان کے کمال عطوفت و خیرخواہی سے مشاہرہ مذکورۂ بالا مقرر فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام بندوبست ممالک محروسہ بذات خود گوارا کیا ہے بہرصورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور دادرسی مظلومان اور دولتخواہی اور خیراندیشی سرکار مرکز خاطر مبارک ہی اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہوکر شب و روز اپنے عیش و عشرت مین بسر فرمائین اور انصاف شرط ہے کہ بادشاہ دہلی جو مالک الاصوبہ ہندوستان کا تھا لاکھ روپیہ مقرر ہوئیس آپ کے واسطے سب طرح سے سمجھکر مقرر فرمایا ہے اور اب کوئی مقام اقسام و تقسیم باقی نہین رہا کسواسطے کہ جنرل سلیمن نے اپنی مدت منصوبی مین ہر خرابیہ ملک مین کمال طرح سے سمجھایا اور ہر امر مین آپ کو اختیار دیکر آپ خود ممد و معاون رہی لیکن ایسی خیرخواہی

صاحب ممدوح کو مدار المہام سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نادرست سے برابر پرکاہ بھی نہ سمجھا
بلکہ اوسکے خلاف مین کوشش بی فایدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس برس کے جو جنت آرامگاہ
کے عہد دولت سے آجتک ہوی وہ سب منسوخ ہوی کسواسطے کہ جب تعمیل اونکے خلاف
ہوئی ہمنے تامل و تساہل مین ملتوی رکھا لہذا عہدنامہ جدید مدات چند کا ہے حضرت اپنے استرضای
خاطر مبارک سے بلا اکراہ و اجبار مہر خاص مزین فرمائین کہ مدت دوام تک بقای دولتین مین
کسی طرح کا خلاف واقع نہوگا اور طریق روابط اتحاد قدیم و رسوم معاشرت و ملاقات و دستور
تعظیم و تکریم بالاتر ایام سالقہ سے طرفین سے عمل مین آئیگا جو موجب خوشنودی خاطر اقدس
ور مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور در صورت ناراضی اور نامنظوری و ناگواری خاطر
ہمایون اس باب خاص مین موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔
جب بادشاہ نے یہ پیام غیر الیتام سنا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ مین ایسے جبر و ظلم
صریح پر ہرگز راضی نہونگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کرون اگر کمال غفلت اسوہ
مروجۂ سلطنت مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اسصورت مین اوسکی اصلاح اونکے
تبدل و تغیر سے ممکن ہی نہ یہ کہ اسی لطائف الحیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ اور معطلی و بیدخلی
محض وارث سلطنت سے ہوجاے نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آبای
کرام کا جو مدت دوام سے مکنون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب تغیر زمانے پر منحصر رکھا تھا موافق
موثقہ جو معرکارین مین ہوے ہین کیونکر سراسر اونکے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آبای کرام نے
اوسے بہ کمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ مرکوز
خاطر اہالیان عالیشان ہوا ہر امر ناسخ کو جب چاہا منسوخ کرکے دوسرا داخل کیا ہمارے آبای کرام نے
اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ کے تبدل و
تغیر کی نہ کی بہرحال تابع مرضی صاحبان ممدوح رہے اور بہر وقت مہمات اعانت فوج روپیہ اسباب
سامان ضروریات سے مضایقہ نہین کیا اور آپ نقصان لکھا روپیہ کا گوارا کیا کبھی اوسکی شکایت
نہین کی اور بعض اقربا اور مدعیان سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اوسکے واسطے اپنی حلم و
بردباری سے آپکی خوشی او مرکوز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توضیح بعد معرکہ بکسر جو تحریر نواب شجاع الدولہ سے ہوئی ظاہر

کہ اہالیان سرکار نے ۲۲ لاکھ کا ملک بنارس و جونپور و غازیپور بموافقت مختار الدولہ بروقت جلوس نواب آصف الدولہ لیا جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتہ گئے نواب گورنر جنرل نے بہ طیب خاطر پھیرنا چاہا لیکن خلاف ہمت سمجھے پھر بنارس مین عہدنامہ جنت آرامگاہ سے تفصیل ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس منزل سے عہدنامہ لیا دششم بڑھائی ۷ لاکھ فوج کی کنٹنجنٹ مقرر کیے کب کوئی عذر پیش کیا یہ تفوق درجہ بدرجہ ناسخ و منسوخ اہالیان سرکار نے کیا یا ہمارے آبائے کرام نے۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اوسوقت شریک صحبت تھین پس چلمن سے بہت سے کلمات آشتی جو مناسب حال تھے فرمائے کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو ہمارے قبضہ اختیار مین رہگیا ہے محض عطیہ تمام جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ہے گورنمنٹ کی ہمت سے اوسکا چھین لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کرین وزارت سے مرتبہ بادشاہت دین اب بے صدور قصور خلاف شان و شوکت شاہنشاہی ہے فقط حیلہ غفلت ٹھہراکر ایسی اہانت و توہین سے ملک چھین لیوین ہندوستان مین جن ریاستون مین فتنہ و فساد نوبت جدال و قتال پہونچی پھر اُنکا ملک اونکے وارثون کو دیدیا ہے اور ہمسے باوجود اس اطاعت و فرمانبرداری کے جو مدت دوام سے ہوئی یہ التفات ظاہر ہوا اگر امور سلطنت مین غفلت اور عدم توجہی نسبت بادشاہ ہے تو آپ نے پہلے بروقت جلوس امتحان لیاقت و قابلیت کا لیا ہوتا اور اگر نسبت مدار المہام سلطنت ہے پس قصور نارسائی منتظمان سلطنت سے ہے مواخذہ سیاست اونکے ذمے ہے اوسکا آپ کو اختیار ہے کوئی بھی انتظام اور اصلاح حال کے حیلے سے کسیکا گھر چھین لینا ہے انصاف سے دور ہے یا جس منطقہ تخریب آپکو ہوا ہو جیسا مہاراجہ جھاؤ لال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے مین ہوا تھا ہم اوسے آپ کے حوالے کردین۔

صاحب نے جواب دیا ہمکو مواخذہ جمیع امور کا نیب سے چاہیے نہ نائب سے جناب عالیہ نے فرمایا کہ جب آپ یا نواب گورنر جنرل ہماری فریاد نہ سنین تو اوسوقت ہم اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے کرین اور یہ تاج جو عطیہ خاص عطیہ عالیہ سے جسے ہم اپنا مزید تفاخر سمجھتے ہین امانت سرکار کو سرکار مین دیدیوین جواب دیا کہ ہمین اور نواب گورنر جنرل کو اسمین کچھ دخل نہین

اور یہ تصور نہ فرمائیے کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف وائرکٹرس اور بے اجازت حکم جناب
ملکہ معظمہ الیسا امرعظیم از خود کیا ہے اگر وزرای سلطنت آپکو اجازت ولایت جانے کی دین
اوسوقت بعد تنقیح کلی البتہ تفویض ملک کا جناب ملکہ معظمہ کو اختیار ہے پھر جناب عالیہ نے ارشاد
کیا کہ اگر آپ واجد علی شاہ سے ناراض ہین میرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر حشمت کو وارث
سلطنت کیجیے یا مرزا ولیعہد کو اور اجرای امور سلطنت موافق تجویز اور دستور العمل سرکار انگلیشان
سرکار سے عمل مین آئے یہ انتہا ہے کلام جناب عالیہ تھا۔

نواب مخدرۂ عظمی نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفے علیخان جنت مکان
کے بیٹے کو بٹھائیے اگرچہ ہماری غیر جانب ہے کہا اونکی ہضوبی سے تحسین کیا فائدہ فرمایا اس
نظر سے کہ نام سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب
رخصت ہوئے اگر سرکار کو قید لیاقت ہوتی تو البتہ کچھ نہ کچھ ہو جاتا اور جب لینا ہی منظور ہوا پھر فائدہ
پھر دشہرت ہوئے اس خبر وحشت اثر کے محلات معلی اور تمام شہر مین گھر بہ گھر عجب ماتم برپا
ہوا کہ حال شب عاشورہ اور روز عاشورہ ہر ایک کا نالہ و فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت ویرانی
در و دیوار سے برس رہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سب کو اپنی فلاح اور رفاہ کی جسطرح ادنی متوسل
اور ملازم سرکار شاہی سے ہوجاتے تھے اوس سے قطع امید و یاس کلی ہوگئی تھی یہ نشانیان
اثر اضطراب و اضطرار کا ہر قلب مین پیدا ہوگیا تھا مین دن تک کسی نے کچھ نہ دکھایا خصوصاً جنرل
صاحب کا جو حال رہا بیان سے باہر ہے۔

خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونک کر موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے یا وہ
لوگ جو حقیقت مین خیرخواہ سلطنت اور مدت عمر تک جانفشانی و دلسوزی سے کارگزاری سرکار مین
مصروف رہے تھے لقدر جو جا مستعد اسکے چارہ و علاج کے ہوئے چنانچہ بعض اشخاص مشخصہ
اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر نواب معزالدولہ بھی حاضر ہوئے
اور بواسطہ صحت الدولہ باجازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوئے
غرض سب خاص و عام و صغیر و کبیر کو فہم و نا فہم کی اسپر قرار پائی کہ بادشاہ نے جو مہر راضی نامہ پر
انکار کیا ہے اوسپر مستقل و قایم رہین اور بنا بر رفع ظن و شک و شبہہ صاحبان عالیشان اور

ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچا کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور توپین جہان جہان تھین چرخ سے گرادی گئین اور دردولت کے سپاہی گارد اور پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام مین داخل کردینے لگے اسلحہ فقط چوبدستی سے بہرہ دین یہ اول مرحلہ مرحلہ رفع خدشہ صاحبان ممدوح ہوا جس خیال سے نظر باحتیاط بدو کمپ انگریزی داخل شہر ہوے اس عرصہ مین فوج انگریزی پلٹن گورہ رجمنٹ سوار رسالہ ترکسواران ہندوستانی وگورہ توپخانہ اسپی ۱۲ ضرب توپخانہ ترگاوان ۱۲ تقریباً دو کمپ قریب کربلای تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ مضرب خیام تھے۔

فوج کہتی تھی کہ ہم راہ دور دراز سے ڈبل مارچ کرتے آتے ہین جانتے تھے کہ اگر نوبت محاربہ آئیگی تین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہمین معاف ہونے کا حکم ہوا ہے کہ موجب تسکین ہمارے چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہوگا اور افسران فوج یعنی صاحب قیصر باغ کو قیصر گڈھ جانتے تھے وگرنہ اسقدر فوج کا لانا فعل عبث تھا مگر ازراہ تقدم بالحفظ اور کیونکر شبہ نہوتا جہان فوج شاہی سوا کثرت رعایا کے پچاس ہزار سے کم نہتی سوائے مردم سپاہ زمینداروں و تعلقہ دار اور راجہ ہاے ممالک محروسہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جاتے تھے افسران اہل اسلام اپنا راز نہانی حمیت اسلام بیان کرتے تھے کہ ہمین یقین تھا کہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھ نہ آئیگا اور ہم سب وقت کارزار شریک ہوجائینگے کسواسطے کہ لکھنؤ چراغ ہندوستان ہے اسکے بجھنے سے سارے ہندوستان مین اندھیرا ہوجائیگا مگر افسوس ہے کہ یہان سب نے نامردی کی اور اہلکارون نے بڑی نمکحرامی کی ۔

روز دوشنبہ ۴۔ فروری کو رزیڈنٹ (کپتان) ہنر جرنل وبلا صاحب کمان افسر فوج بالاتفاق بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جنرل کا چند فقرات بہت توضیح سے لکھا ہوا تھا اور تفصیل مقدمات ماضیہ ابتداے مسند نشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت تھی اور ہر امر جزئی و کلی مین عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ درباب غفلت اور عدم توجہی بادشاہ مندرج تھی جو سراسر خلاف شان وقرب منزلت اولیاے دولت وسلطنت تھی بادشاہ نے اوسے جب پڑھا بے اختیار ایک آہ دل پر درد سینے سے کھینچکر ردی مبارک جناب کبریا سے کر کے فرمایا خداوندا تو شاہد حال ہے کہ یہ جبر جفا اور جبر صریح ہین اور حیلۂ انتظام سے میرا گھر مجھسے چھنا جاتا ہے مین کبھی گوارا

نہ کرونگا کہ یہ آبروریزی خاندان سلطنت کی میری حبت سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ افاقہ ہوا رزیدنٹ نے ازراہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ بخدا ہمارا قلب بھی متحمل نہین ہو سکتا کہ آپکو ایسے صدمۂ روحانی مین دیکھین جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرمانے تھے میرے قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہرحال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد کا حاضر ہے برضا و رغبت اوسپر مہر فرما دیجیے کہ مینے تفویض ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کیا اور شاہرہ محوزہ ولطیب خاطر بلا اکراہ قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر نسبت بدعملی و بے انتظامی اور عدم ذکر تحصیل ہے تفویض ملک مضایقہ نہین وگرنہ از راہ جبر و تعدی نہین ہوسکتا اوسکے بعد رزیدنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع شاہ منزل مبارک منزل خورشید منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی دلکشا واسطے سیر و تفریح قبضہ اختیارات مین رہینگے باقی مجموع املاک قدیم و جدید ہمارے اختیار مین رہینگی جنمین عدالت کچہری قیام احکام ہوگا اور بمقدار ضرورت املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا۔ آج سے تین دن تک آپ کو اختیار ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب شافی دیا صاحب ساکت ہوے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستور معظم ملا تھا اوسے دیا بادشاہ نے فرمایا کہ میری مہر درست ہے لیکن جب مین نے برضامندی مہر کی ہو تو پھر میرے انکار کا کیا سبب ہے اور جب آپ خود اس امر خیر کو بالمشافہہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا اور یہ مہلت تین دن کی کیا ضرور ہے آپ کو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا اگر بموجب ہماری رضامندی کے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور سبب استقلال و بقاے سلطنت دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام لکھنؤ بھی دشوار ہو جاے بلکہ فیض آباد مین سکونت ہو جناب عالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمھاری بدولت ہوتی تھی ہو چکی اس سے بدتر اور کیا ہوگا اب قیام اس شہر اور دوسرے کا اور جو جا ہو دونون برابر ہین اس سے زیادہ ہماری آبروریزی کیا ہوگی اور جبر صریح اس سے زیادہ کیا ہوگا کہتے ہین کہ شاید جنرل بہادر اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب سوال زبان اردو سمجھے بظاہر سبب کو حش چہرے سے ظاہر ہوتا تھا بعد اسکے رخصت ہوے جب دردولت پر پہونچے گارد نے دستی سلامی دی

تھا بجا بہیرون کو بے اسلحہ دیکھ متعجب ہوے مصلح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ نے آمد فوج سرکار سے رفع خدشہ صاحبان ملازمین اور رعایاے شہر سے ممانعت ہتھیار باندھنے کی فرمائی ہے اور توپین بھی اسیواسطے چرخ سے گرادی ہین ۔

روز پنجشنبہ ۷ ۔ فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر مین برپا ہوا اور کوچہ و بازار مین رعایا منادی دم صور اسرافیل کی منتظر رہی کوتوال شہر بھی کوٹھی رزیڈنٹی مین اسی منادی کو حاضر تھا لیکن منادی موقوف رہی رعایاے شہر خاص بازار سے بیلی گارد تک جمع تھی ۔

اس عرصہ مین حسب الحکم قضا شیم بادشاہ حسب الطلب رزیڈنٹ پہلے حضور عالم اپنی تجمل سواری سے داخل رزیڈنٹی ہوے اور بعد ملاقات صاحب پھر آئے ۔ اسکے بعد مہاراجہ بالکرشن شرف الدولہ غلام رضا خان منصف الدولہ سید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کوتوال شہر میرزا درحسین مہتمم روزنامچہ اور اہل خدمت مثل بندہ علیخان دیانت الدولہ احسن الدولہ اعظم علی بیگ طالب علی وغیرہ حاضر ہوے ہر ایک حاضر ہوکر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرتا تھا چیف کمشنر ہر ایک کو ہر صاحب کے سپرد کرتے تھے باقی درجہ دوم کے اہلکارونکو حکم ہوا تم ہر ایک کام اپنے تعلق سے ہوشیار رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا ورنہ نارسا ٹھہروگے ۔ بعد اسکے یہ سب رخصت ہوے ۔

روز جمعہ کپتان دستمن صاحب کوتوالی چبوترہ چوک مین آتے اجلاس کیا عملہ کوتوالی نے موافق طریق ہندوستانی نذرین دکھائین ہر ایک کو انصرام و اہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دری نو تعمیر حضور عالم واقع چوک مین کچہری مقرر ہوئی اور ایک کمپنی تلنگہ بھی معین ہوئی مرزا علی رضا کوتوال شہر نے بمقتضاے شرافت اور حمیت سپاہ گری اور مدت قدامت نمکخواری سرکار کے انقلاب رنگ زمانہ دیکھکر چاہا کہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائین لیکن چیف کمشنر نے بکمال قدردانی انکا استعفا قبول نہ کیا بلکہ دو سو روپیہ اضافہ تنخواہ کیے اور شہر کی کثافت دور کرنے کو حکم دیا اور ۲۵ تھانے ۶ کمان افسر شہر مین تھے دو ہزار سپاہی قدیم و جدید تھے حکم دیا صبح شام سپاہی تیار رہا کرین اور ہر صبح و شام رپورٹ ہر تھانہ پر کیا کرین ۔

نقل اشتہار سرکار جو ہر تھانہ پر لگا یا گیا اوسے بھی بہ ضرورت حیرت الناظرین کے داخل کتاب کیا ۔

اشتہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودھ بموجب حکم محکم خداوندگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کے جاری ہوا واقع ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ
بموجب اوس عہدنامہ کے جو ۱۸۰۱ء مین موکد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے حفاظت بقیہ ملک اودھ کے ایسے سررشتہ بندوبست کے جاری کرنے کی معرفت اپنے اہلکارون کے جملہ معاندان درونی و بیرونی سے اپنے ذمہ قبول کرکے اور والی اودھ خود ذمہ دار ہوا کہ اسکے باعث سے رفاہ خلایق و حفاظت جان و مال ساکنان ملک اودھ کی حاصل ہوئی چنانچہ ذمہ داری اس عہدنامہ کی رو سے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عائد ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے تعمیل اوسکی وعدہ وفائی کی ساتھہ علی الاتصال کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار درمیان عرصہ مذکور کے جنگ و جدال مین متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودھ کی زمین پر کوئی دشمن بیرونی قدم نہ دھرنے پایا اور کسی طرح کا فساد عظیم تحت اودھ کی پائیداری مین خلل انداز نہین ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودھ کے قرب حضور مین حاضر باش رہی اور جب کبھی بہ نسبت اقتدار بادشاہ کے ناحق کسینے دھمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے مین ہرگز دریغ نہین ہوا باوجود اس معاہدہ عظیم و استوار عہدنامہ کے جملہ والیان ملک اودھ کیجانب سے برعکس اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل و تغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجراے ایسی سررشتہ بندوبست کے ظہور مین آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان و مال رعایاے و سکناے ملک اودھ و نتیجہ رفاہ کے ہوسے تاہم وہ گویا دیدہ و دانستہ بطور اپنے رویہ کے اس سے انحراف کرتے رہے بہ سبب انحراف اس میثاق کے ممکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکے کہین پہلے عہدنامہ مذکور کو ناجایز کردیتی اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودھ کے انکار کرتی معہذا تاحال سرکار کمپنی انگریز بہادر کو اجرا ایسے امورات کے جو محل اختیار و اقتدار ایک دودمان عالیشان کے ہو منظور تھا لہذا اونھون نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکامات خلاف عدل و انصاف کیے ہون مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی و وداد بدستور قائم رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر نے واسطے

بحالی رعایاے ملک اودھ کے اوس تعدی عظیم و پریشانی سے جو عاید حال رعایا کے علی الاتصال رہی بکمال
کوشش متوجہ رہے بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک نے بنظر اسکے کہ جو جد و جہد
واسطے بہتری احوال رعایاے ملک اودھ پیشتر ظہور مین آیا تھا اسکی مزاحمت فرض ہوئی جب سنہ ۱۸۳۱ع دربار
لکھنؤ مین اطلاع دی کہ ضرورتاً تمام وکمال انتظام ممالک محروسۂ اودھ کو باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی
انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑیگا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک کیجانب سے ظہور مین آئے اسکو
۸ برس کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہیرڈنگ بہادر نے بذات خود اعادہ کیا اس زمانے مین والی ملک اودھ
کو بڑے اصرار کے ساتھ سمجھایا گیا کہ آیندہ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آوے یہ بات تمام عالم پر روشن
ہوگئی کہ بطور دوستانہ بروقت مناسب تنبیہ و آگہی دی گئی مگر بہ سبب متمردی و نالایقی و یا
سہل انگاری وزرا و بادشاہان اودھ کے مقاصد دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کارایگان
ہوا پچاس برس کے عرصہ سے زیادہ تک جو صلاح بغرض حسیم نمایہای غضبانہ مع تنبیہات و
اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین آئین اونمین سے کوئی بھی اصلاح پذیر نہوئی
اور رعایاے ملک اودھ بیچاری مایوس عہد نامہ کی اصل میثاق پر عمل نہوا شاہ اودھ کے وعدہ کی
تعمیل نہوئی بہ سبب نالایقی و خیانت و تعدی ضایع و بربادی ہوتی ہے فقط ۔

یہ بات تمام ملک مین مشہور ہی کہ شاہ اودھ مثل اکثر والیان پیشین ممالک مذکور کے اپنے
ملک کی مہمات کے انتظام مین کماینبغی مداخلت نہین کرتے ہین ۔ تمام ملک اودھ اختیار حکومت
عموماً یا مقربان کمین یا اشخاص جابر و خائن کو جو کارگذاری مین نالایق و درجہ اعتبار سے ساقط
ہین تفویض ہوتا ہی محصلان مالگذاری اپنے علاقجات مین سرخودی کے ساتھ حکمرانی کر کے رعایا
سے بلا لحاظ تعہد سابق یا حال انکے جبراً کوڑی پیسے تک مواخذہ کرتے ہین اکثر افواج شاہ اودھ نے ضبط در
بسبب بد اعمالی بخشیان فوج مشاہرہ سے محروم ہین اور اپنی محنت کیواسطے دیہات کو گویا لوٹنے کے مجاز
ہین یہان تک کہ جس ملک حفاظت کے واسطے وہی متعین ہین اوسیر وہی جابر اور قاہر ہوتے
ہین غول کے غول ڈاکو دن کے علاقہ جات کو غارت کرتے ہین آئین و عدل کا نام و نشان نہین
رہا ہتھیار رکھکر خانہ جنگی اور خونریزی رات دن رہتی ہی اور کسی جگہ لحظہ بھر بھی حفاظت جان و
مال کی مطلق نہین ہی فقط ۔

اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر زیادہ تر متحمل ان برائیون اور خرابیون کی نہین ہو سکتی
جنکو بہ سبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامہ مذکور کی رو سے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور سرکار وہ
جبر گیری والیان ملک اودھ کے جسکے باعث صرف وہ اقتدار کہ نتیجہ خرابیون مذکور کا ہے بحال و
برقرار رہین رکھ سکتے پچاس برس کی تحریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامہ ۱۸۰۱ء منتج رفاہ ذخیرہ
سکنائے اودھ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت سکنائے ملک اودھ کی اس تعدی
عظیم سے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسیصورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام کلی
ملک اودھ مستدام سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص
واسترضائے آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامہ ۱۸۰۱ء مین کہ اس سے
ہر ایک والی اودھ نے انحراف و تجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمامہ ناجائز و ساقط ہے چنانچہ واجد علی
شاہ بادشاہ اودھ کو واسطے انعقاد ایک عہدنامہ جدید کے نصیحت کیگئی کہ جسکی رو سے دوام و
استدام نظم و نسق ملک اودھ کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جاوے و مراتب
ضروری واسطے بحالی و برقرار رکھنے منزلت و دولت و توقیر شاہ و اقربائے اونکے تصور رہین اوسے
معہذا شاہ موصوف نے ایسے عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجا کہ شاہ اودھ واجد علیشاہ امثال جملہ والیان پیشین ملک اودھ کے اس اتفاق
استوار عہدنامہ ۱۸۰۱ء کی تعمیل مین ستکر یا سہل انگار یا غافل ہوا جسکی رو سے امرا ایسے بندوبست
کا اپنے ممالک مین کہ موجب رفاہ و بہبودی رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجا کہ عہدنامہ جب سے
یونہین انحراف ہوا ناجائز و ساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامہ سے جو بجای
عہدنامہ سابق ملحوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ شرائط عہدنامہ سابق جبکہ بحال تھی بہ نسبت مداخلت اہالیان
کمپنی انگریز بہادر ملک اودھ مین نافع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجرای بہتر بندوبست
شائستہ اس ملک مین ممکن نہین ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح و ہویدا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو
سوائے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودھ کی رعایا کو ترک کرین اور اونکے ہاتھ
پاؤن باندھ کے معرض ظلم و تعدی مین ڈالدین جو کہ ظاہرا سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بہ نظر
شرائط نصیحت عہدنامہ مذکور مدت تک روا رکھے یا سرکار موصوف اپنے اقتدار عظیم کو بحق ان لوگونکے

انفاذ کرین جنکی رفاہیت کے واسطے پچاس برس کے عرصے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور تمام وکمال نظم ونسق وبندوبست ممالک اودھ ہمیشہ کیواسطے اپنے اختیار مین کرلیوین ان دونون صورتون مین سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بلاتامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم ونسق ممالک اودھ بلاشرکت غیرے دوام واستدام بقبضۂ اختیار کمپنی انگریز بہادر آگیا ہے سب عامل وناظم وچکلہ دار وجملہ نوکران دربار اور سب اہلکاران جو مالی وملکی دیرچہ دیوانی وفوجی اور سب سپاہیان دربار اور جملہ ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ آئندہ کمپنی انگریز بہادر اہلکارون کی اطاعت وفرمانبرداری کلی کرتے رہین اگر کوئی اہلکار دربار و یا جاگیردار و یا زمیندار و یا کوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت وفرمانبرداری سے اغماض کرے اگر کوئی مالگزاری دینے مین غدر کرے یا اور کوئی طرحسے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت مین تعرض ومزاحمت پہونچاوے تو شخص مذکور مفسد گنا جایگا اور مقید بھی کیا جایگا اور جاگیر یا اراضی اوسکی ضبط سرکار کیجایگی اور اون لوگونکو جو فوراً بلاتعذر تابعداری سرکار کمپنی انگریز بہادر کی قبول کرینگے عامل ہون یا اہالیان دربار یا جاگیردار یا زمیندار یا ساکنان اودھ سبکو وعدہ کیا جاتا ہے کہ وے حفاظت وملحوظ والتفات اہالیان کمپنی انگریز بہادر کے باونیگے یا پاتے رہینگے تعین تعداد مالگزاری ازروے انصاف وبندوبست واجبی کے عمل مین آویگا وتبدریج تائید آبادانی اور آراستگی ملک اودھ کے جدوجہد برابر ہوتی رہیگی ہر کسیکو بلاطرفداری اصدے عدل گستری ہوتی رہیگی جان ومال کی حفاظت کیجائیگی اور ہرایک شخص اپنے حقوق واجبی پر بلااندیشہ وبلادست اندازی کسیکے قابض ومتصرف رہیگا فقط

محررۂ شب یازدہم جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ ہجری -

جواب اس اشتہار سرکار کے اہل اخبار کلکتہ وآگرہ - ذکی وغیرہ ہنے انگریزی فارسی اردو مین متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گذر چکے ہین - بس اتنا ہی لکھنا کافی ہے -

امور مملکتِ خویش خسروان دانند

تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسۂ اودھ

عہدہ	نام
قسمت اول - کمشنر و سپرنٹنڈنٹ خیرآباد و محمدی	۱ جی آف کرسین صاحب -
ڈپٹی کمشنر درجۂ اول -	۲ تھارن ہیل صاحب -
	۳ کپتان نارمن ارگنس صاحب -
	۴ - کپتان آر صاحب -
اسسٹنٹ کمشنر -	۵ - گون صاحب -
	۶ - لفٹننٹ بلاک صاحب -
	۷ لارنس صاحب -
	۸ - ویشٹیٹ صاحب -
	۹ - نشتر صاحب
قسمت دوم لکھنؤ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ -	۱ - میجر نیگ صاحب -
ڈپٹی کمشنر -	۲ - سمن صاحب -
	۳ - امنوٹر صاحب -
	۴ - پالک صاحب -
اسسٹنٹ کمشنر -	۵ - کیپر صاحب
	۶ - لفٹننٹ بلاک صاحب -
	۷ - خبگرا صاحب -
	۸ - لفٹننٹ اندرسن صاحب -
	۹ - سوائنٹن صاحب -
	۱۰ - کپتان کارنگی صاحب سٹی مجسٹریٹ
	۱۱ - کپتان دسیمن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس خفگی
قسمت سوم - بہرائچ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ -	۱ - ونگفیلڈ صاحب -

ڈپٹی کمشنر

۲۔ ذوار ٹیلن صاحب۔
۳۔ کپتان ہنبری صاحب
۴۔ بائیلو صاحب۔

اسسٹنٹ کمشنر۔

۵۔ نیبن صاحب۔
۶۔ کیانت صاحب۔
۷۔ لفٹنٹ کلارک صاحب۔

قسمت چہارم فیض آباد کمشنر وغیرہ۔

ڈپٹی کمشنر۔

۱۔ کرنل گولڈنی صاحب۔
۲۔ وئس صاحب
۳۔ کپتان الکزنڈر آر صاحب۔
۴۔ کپتان برڈ صاحب۔
۵۔ لفٹنٹ ریڈ صاحب۔
۶۔ تھاٹ ہل صاحب۔
۷۔ گرانٹ صاحب۔
۸۔ لفٹنٹ ماک صاحب۔
۹۔ اسٹرن صاحب۔
۱۰۔ تھارن برن صاحب مہتمم فسیف آباد

چیف کمشنر لکھنؤ خاص۔ میجر جنرل سر جیمس اوٹرم صاحب بہادر ہی چیف کمشنر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر افسر کل۔

سکرٹری دفتر کچہری نظامت۔ آرکوبر صاحب۔

فینینشیل کمشنر دفتر دیوانی۔ گبنس صاحب۔

صاحبان وغیرہ نخواہداران اہل وثایق وپنشن سلطانی و میری سکرٹری

کپتان فلیچر ہیز صاحب۔

عدالت فوجداری	آر کپتان ولسٹن صاحب -
دواب و توشخانہ	آر ہیجر ننگ صاحب -
جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی	ام سی امانی صاحب -

حکمنامہ مہر کچہری خاص سلطان عالم

باسم مہدی حسن خان بہادر تحصیلدار سلون وغیرہ تعلقداران و مالگزاران و زمینداران و افسران فوج و تھانہ داران و صیغہ داران و سایر رعایای قلمرو سرکار را بہ اقتدار در نیولا حسب الحکم سرکار کمپنی انگریزیہ بہادر کارگزاران سرکار موصوف برای انتظام قلمرو داده مامور شده دخل خواہند کرد لہذا باید کہ پیش حالیان سرکار رجوع آورده بہ تعمیل احکام مشتیہ ادای زر مالگزاری و اطاعت رعیت گیری و داد زنہار مرتکب تمرد و انحراف نشوند و ارباب فوج را نباید بنوعی دیگر دنگہ و فساد نمایند الا در باب تدارک اہالی آن سرکار را ہرگونہ اختیار است و ہنگامی کہ ما بدولت و اقبال برای اظہار حال خود و حصول دولت ملازمت بسامی خدمت کثیر الافاضت اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر حلد اللہ ملکہ و گذارش حال بحضور با ہر النور جناب فلک قباب ہلال رکاب کیوان بارگاہ خلایق پناہ سلطانیہ عالم و عالمیان ملکہ ربع ربع انگلستان لا زالت شموس سلطنتہا طالعہ و شوارق دولتہا ساطعہ روانہ دار الحکومت کلکتہ و ولایت شویم زنہار ارادهٔ ہمراہی نسازند - ۲۷ - جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ - مطابق سنہ جلوس والا

حکمنامہ مہر خاص سلطان عالم

بنام افسران فوج تعیناتی و ملکی محالات سلون و مانک پور بہادر باید کہ آنہا بکار خود مستعد باشند و بنوعی فتنہ و فساد نسازند و کدامی بی انتظامی نشود تا باید و نخواه آنہا بعد مجرای وصول انتظام سرکار کمپنی انگریز بہادر عنایت خواہد شد اصرست از مقام جنبش نسازند -

۲۷ - جمادی الاول ۱۲۷۲ھ سنہ ۱۰ جلوس والا

نقل حکمنامہ قطعات اشتہار حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب نواب اشرف الامرا نواب

گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ مورخہ امروزہ نزد ایشان فرستادہ میشود باید کہ مضامین منشاء آنرا بگوش اذعان جا دادہ و فہمیدہ زود بر طبق تحریر سرکار بند شوند و در علاقجات خود ہستند ساختہ کیفیت تعمیل حکم معلی با تشریح مربان ارسال نمایند فقط

حکمنامہ دستخطی چیف کمشنر بہادر

بنام کل افسران فوج ملازم سرکار جناب بادشاہ اودھ

فرداوقت نواخت دہ گھنٹہ، ہر زر در خصوص تنخواہ فوج نوکر سرکار بادشاہی جلسہ کمیٹی بکوٹھی لفٹنٹ ہمسن صاحب بہادر قرار یافتہ لہذا رقمی می گردد کہ ایشان پیشتر از وقت مذکور آنجا حاضر شوند و یا از حضیت رای بخشی و بنسی دھر نائب و نوعی مجوز شورش و پرخاش نگردیدہ بہر نوع مطمئن و متامل بودہ بدانند کہ ہر قدر کہ زر تنخواہ واجبی بعد مجرای وصول متحقق خواہد شد از سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خواہند یافت و مردم جان نثار قابل کار رجال قدیم المنان کہ چہل و پنجاہ سال چاکری بودہ باشند بہ عطای پنشن سرفراز خواہند شد فقط ۱۲- فروری ۱۸۵۶ء

نقل بند تحصیل علاقجات گذرانیدہ مہاراجہ بالکرشن بحضور چیف کمشنر بہادر

نمبر	مقام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۱	باڑی بسوان	۱۱	دو لک [illegible]
۲	سندیلہ بانگرمئو	۱۰	[illegible] لک [illegible]
۳	شاہ آباد	۰	[illegible]
۴	محمدی	۱۲	دو لکھ [illegible]
۵	خیرآباد	۲۲	سے لک [illegible]
۶	سرون برکوان	۰	[illegible]
۷	رام پور کلان	۰	[illegible]
۸	محمود آباد	۰	لک [illegible]

نمبر	نام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۹	دیوپلیہ	۰	یے اما للعہ
۱۰	سانڈی پالی	۰	دو لک للولے سار
۱۱	بھرواو غیرہ	۰	ممے مار معہ
۱۲	دوہرہرہ	۰	وللعے امالوعہ
۱۳	سری نگروپل	۰	مہے سا مععہ
۱۴	کرواکیڑا	۰	ععے سار موعہ
۱۵	نرپت سنگہ	۰	لہعے مالعہ
۱۶	کچھورہ	۰	لعے ساعہ
۱۷	للوری	۰	اما یہ
۱۸	علی مراتب گڈھہ	۰	ما للعہ
۱۹	بھوانی پرشاد	۰	لا لومہ
۲۰	امیر علی دریہا	۰	اما دمہ
۲۱	پورنچند بدوہہ	۰	الے لا لوعہ
۲۲	کھیری گڈھہ کنچن پور	۰	لوعے لمار
۲۳	مترعیہ	۰	الے ما لوللعہ
۲۴	رسول پور	۰	الے سا یہ
۲۵	بودھی وغیرہ	۰	اعے مالعہ
۲۶	شاہ پور	۰	صے ما دمہ
۲۷	ستولی	۰	سلے ما موعہ
۲۸	محمد پور بیکرہا	۰	مالہ
۲۹	الگادان	۰	اعے ماعہ

نمبر	نام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۳۰	ماتادین سائر محمدی	۰	[illegible]
۳۱	راجہ پارہ	۰	[illegible]
۳۲	پہراسن	۰	[illegible]
۳۳	بانگرنگرام وغیرہ	۰	دولک [illegible]
۳۴	اتوپروا	۰	[illegible]
۳۵	نصف سری نگر	۰	[illegible]
	قسمت دوم شہر لکھنؤ خاص		
۱	حیدرگڈھہ	۷	دولک [illegible]
۲	سیدھور	۳	یک لک [illegible]
۳	ہڈیہ بروا	۷	ے لک [illegible]
۴	دیاباد ردولی	۱۰	ے لک [illegible]
۵	دیوا وغیرہ	۵	[illegible]
۶	بدوسرائے	۱	[illegible]
۷	رسول آباد	۲	دولک [illegible]
۸	دیہات لکھنؤ	۰	لک [illegible]
۹	گورسہای گنج	۲	لک [illegible]
۱۰	برول باغ وغیرہ	۰	[illegible]
۱۱	رام نگر دھمینڈی	۰	لک [illegible]
۱۲	سلیم پور عرف منصورعلی	۰	[illegible]
۱۳	ہردوئی	۲۰	[illegible]

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۱۴	صفی پور وغیرہ	۴	دو لک [illegible]
۱۵	ڈونڈیہ کھیڑا	۶	لک [illegible]
۱۶	سرونی	۰	[illegible]
۱۷	بھوجپور مراد مئو	۰	[illegible]
۱۸	فتحپور چوراسی	۰	[illegible]
۱۹	باہوکوریا	۰	[illegible]
۲۰	فتحپور حسوہ	۰	[illegible]
۲۱	سمبر بہاڑ	۰	[illegible]
۲۲	جگدیش پور	۰	[illegible]
۲۳	سینڈی	۰	[illegible]
۲۴	سمری	۰	[illegible]
۲۵	تولی	۰	[illegible]
۲۶	پٹی بلیہ	۰	[illegible]
۲۷	ادیبا	۰	[illegible]
۲۸	محی الدین پور	۰	[illegible]
۲۹	جملی	۰	[illegible]
۳۰	ترزی	۰	[illegible]
۳۱	ٹکس	۰	[illegible]

قسمت بہرائچ مقام صدر

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۱	گوندہ بہرائچ	۰	[illegible]
۲	بہرائچ	۰	[illegible]

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۳	املیا	۔	اما لوعہ
۴	بونڈی	۔	ملعہ للوعہ
۵	دھیرپور	۔	حار لعہ
۶	تلسی پور	۔	لا عہ
۷	پرسن پور	۔	معہ لاعہ
۸	حسام پور	۔	مللعہ عیہ
۹	دھنالوان	۔	عیہ سار للعہ
۱۰	ایکونہ	۔	لک عہ مالوعہ
۱۱	کرنل گنج	۔	ععہ حار لعہ
۱۲	اٹما	۔	عہ لاعہ
۱۳	خالصہ بہرائچ	۔	معہ مار معہ
۱۴	فخرپور فخرپور	۔	معہ امار
۱۵	سائروغیرہ	۔	معب سار للوعہ
۱۶	بھورگنج	۔	لعہ لما معہ
۱۷	کوسراکس	۔	لک مللعہ لار لعہ
۱۸	سکھاچند	۔	دو لک سوبہ مالوعہ
۱۹	جنگل	۔	ماللعہ
	قسمت چہارم فیض آباد		جمع موعہ لک معہ مار عہ
۱	دلمؤ برئیلی	۶	دو لک مللعہ مللعہ
۲	سلون	۱۱	سہ لک للعہ ماہ للعہ
۳	سلطان پور	۲۲	عہ لک لعہ سہ مار

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۴	بیامئو	۔	[illegible]
۵	سون	۔	[illegible]
۶	گوگمیتن	۔	[illegible]
۷	سانڈ فیض آباد	۔	[illegible]
۸	شاہ مئو	۔	[illegible]
۹	خاص پور بانزہ	۔	[illegible]
۱۰	سمرہتہ پور	۔	[illegible]
۱۱	کھتولی	۔	[illegible]
۱۲	چندوکی	۔	[illegible]
۱۳	دوست پور	۔	[illegible]
۱۴	ماما پور سینا	۔	[illegible]
۱۵	بودی نبکہ	۔	[illegible]
۱۶	دیولی	۔	[illegible]
۱۷	جہالپور	۔	[illegible]
۱۸	ہتو پور خورا	۔	[illegible]
۱۹	جاٹ مئو	۔	[illegible]
۲۰	بی اکرام اشرف	۔	[illegible]

اکثر واقفکار سرکار بلکہ وہ لوگ جو دفتر دیوانی ہذا اصلباتی سے واقف ہیں اس جمع محال عمل ممالک محروسہ پر معترض ہیں یعنی آخر زمان نیابت نواب امین الدولہ تک ایک کرور ۲۲ لاکھ روپیہ داخل خزانہ ہوا اور محاصل وزیر دیوان و عملہ دفتر دیوانی اور کچہری وزارت کے حقوق بذاتہ اسکے سوا تھے اور چکلہ داروں کا واصل اور راجہ تعلقداروں کی نکاسی اور انکے اخراجات سے ظاہر تھی

۱۰ لوگ اب کہتے ہین کہ محاصل ممالک محروسہ ایک کرور ۲۳ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۲۶ لاکھ یہ حساب کچھ سمجھ مین نہین آتا

اشتہار

محکمۂ چیف کمشنر بہادر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۶ء مطابق

۱۶ - جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ

اکثر اشخاص باشندۂ بیت السلطنت لکھنؤ قطعات اراضی و باغات و گنج و امکنہ و تنخواہ وغیرہ علیات واقع این شہر سوائے جائداد متعلقہ بیرونجات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ اند ظاہرا اسناد سیر و ملک پیش خود داشتہ باشند لہذا اشتہار دادہ میشود کہ جملہ معافیداران اسناد مذکورہ اندرون میعاد یکماہ شہر تاریخ امروزہ بنا بر ملاحظہ اینجانب حاضر سازند بعد انقضائے مدت مذکور اگر کسے سندے پیش خواہد آورد دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواہد بود فقط -

تفصیل ہدایت بست گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل بہادر برای تعمیل چیف کمشنر بہادر حکم دادہ شد

۱ - برائے مصارف بادشاہ پانزدہ لک روپیہ مقرر شود

۲ - بر تفویض نامہ از بادشاہ مہر کنانیدہ شود

۳ - اگر بادشاہ نکند کیفیت عرضداری ندازینجا حکم آن بعمل خواہد آمد

۴ - بادشاہ در عرصہ دو ماہ اسباب خود بر داشتہ خواہند برد

۵ - بادشاہ در لکھنؤ و شاہجہان آباد نمانند

۶ - اگر قرب گوالیار خواہند ماند بعد کمیٹی حکم دہد -

۷ - در جائیکہ کلکٹری باشد برائے بادشاہ اختیار است

۸ جملہ اضراب بادشاہ ضبط گردد

۹ - جملہ اہلکاران شاہی موقوف شوند آنچہ بمبالغ وصول شود تنخواہ سپاہ دادہ شود

۱۰ - دادن تنخواہ عملہ تعلق بادشاہ است با سرکار سرو کار نیست

۱۱- تا دو سال بندوبست جرنیلی نمایند-

۱۲- بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود-

۱۳- انچہ مبالغ از عملہ وصول گردد تنخواہ سپاہ دادہ شود-

۱۴ جملہ عزیزان واقربایان بادشاہ خارج الوطن شوند-

۱۵ از بادشاہ و لاٹ صاحب ملاقات تخلیہ نشود دربار عام گردد

۱۶ زر از زمینداران و اسامیان وصول کنند-

۱۷ ضمانتی چکلہ داران گرفتہ آید-

۱۸ اگر از چکلہ داران زر وصول نشود جائداد چکلہ دار نیلام گردد-

۱۹ تا نگار وسیر زمینداران جملہ ضبط کنند-

۲۰- ہر انتظام کہ شود رفتہ رفتہ شود تا بلوہ نگردد-

ان احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہوا-

(ترجمہ چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر بر سبیل تار برقیہ)

بادشاہ اودھ واسطے استغاثہ کے اور واسطے چٹھی راہداری درسد وغیرہ کے درخواست مہر کار کمپنی انگریز بہادر سے چاہتے ہین اس باب مین جو ارشاد ہو-

(جواب صاحبان کلکتہ)

شاہ اودھ کی خاطرداری اور تکریم ہم سب کو بجان ودل منظور ہے اسواسطے چٹھی سرنیخ گورنر جنرل بہادر بنام جمیع صاحبان و مجسٹران کلکٹران عملداری کمپنی بہادر کے جاری کیگئی کہ جب بادشاہ اودھ باضابطہ اور باقاعدہ آئین کمپنی انگریز بہادر عملداری کمپنی بہادر مین قدم رکھین تو ہر ایک مجسٹر اپنے عمل مین پیشوائی کرے اور وہان کی چھاونی مین ۲۱- ضرب توپ سلامی سر ہون اور وہان جو کوٹھی سب سے بہتر ہو شاہ اودھ کی استقامت کو مقرر ہو اسیطرح جب کلکتہ کے قریب پہونچین گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان کے پانچ کوس سے پیشوائی کرکے لاوینگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی مین سر ہونگی پس شاہ اودھ کو آگاہ کردیا مع جلوس شاہی تشریف لائین- ہم سب کی خوشی ہے اسکا نتیجہ بھی غلط ہوا یعنی کہین نہ توپ چلی نہ پیشوائی ہوئی

اتفاق رای جمہور واسطے سفر کلکتہ و لندن اور اوسکی تدبیر و تجویز

غرض یہ رای باصواب جمہور یہ ٹھہری کہ اس صورت مین کوئی چارہ نہین بجز اسکے کہ بادشاہ مع
اواحقان و متعلقان خاص اور تھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ
کلکتہ ہون پہلے از راہ اتمام حجت اظہار حال نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمائین جب وہان بھی سنین اور
اپنے حکم حاکم سے مجبور ہون اوسوقت مع الخیر راہی لندن ہونا بہتر ہے ممکن نہین کہ نقش مدعا
کرسی مراد سے حاصل نہو کسواسطے کہ صاحبان کورٹ آف ڈایرکٹرس اور وزرای سلطنت کمال
انصاف سے پیش آئینگے استمداد عطیہ انکے چہ دوہمت و نیکنامی دنیا سے کچھ دور نہین اور ازراہ
جبر صریح راضی نامہ پر مہر کرنا صلاح دولت نہین بشرط استقلال اگر قیام رہے پس خیرخواہان دولت
مذکور روانات موافق اپنے حوصلہ فہم و فراست کے متلاشی اون لوگون کے ہوئے جو سررشتہ مقدمات
و تعامل انگریزی سے واقف و ماہر بہ نیکنامی رہے ہون تا اسی وسیلے سے ہمارا مشیخ اوس کار خیر
سرکار سے حاصل ہو چنانچہ دو چار اشخاص اسکے بیان کیے جاتے ہین۔

حضور عالم نے پہلے حاضر الوقت تاج الدین حسین خان اور احسان حسین خان کو تجویز کیا جو کئی
مہینے پیشتر سے مہمان لکھنؤ اور مورد عنایات اور محل اعتماد اونکے تھے احسان حسین خان شرف
ملازمت ہوئے بادشاہ نے محبت نامہ غیر الیتام اونکو سنایا اور اوسمین جو جو خاطر مبارک
مین تھے وہ بھی ارشاد کیے۔ خان نے ادب سے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گزارش تھے
مشورۃ عرض کیے اس عرصہ مین حکیم ابو الحسن بڑے مشاہیر اور نامور ان بنگالہ سے جو ریاست کے
نزدیک معتمد تھے وہ بھی سربراہ ہو کر ڈاک مین کلکتے گئے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑائے
جب کہین قدم نہ ٹھہرا نا کام پھر آئے مرشد آباد کی سرکار مین محیط رہے وہین مر بھی گئے

بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر وکلای عدالت آگرہ وغیرہ جنکو صاحب سکرٹر اعظم سے کچھ
تعارف سابق تھا اور مایۂ مناسب پر متقرر ہو کر کلکتہ گئے بروقت ملازمت صاحب سکرٹر سے عرض
کیا مین سفیر شاہ اودہ ہون پہونچنے اس مایت کے صاحب نے بزجر جواب دیا کہ تم بے اطلاع ہمارے
پاس خلاف سررشتہ چلے آئے ہمنے تمھین بخیال تعارف سابق بلا لیا تھا جلد یہان سے چلے

چلے جاؤ چنانچہ صاحب سکرٹر نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جیلانی نے ہمسے بہ ترتیب ملاقات کی عرض
دہ بھی مایوس وہ ناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعویٰ تنخواہ کیا

مولوی مسیح الدین خان میر منشی معزول نواب گورنر جنرل کو بسبب روابط قدیم مرزا دمی علیخان
کو حضور عالم نے طلب کیا سات سو کا درماہہ مقرر کیا دو ماہہ پیشگی خرچ ڈاک دیگر روانہ کلکتہ کیا اور دو ہزار روپئے
واسطے ضرورت کے بھی سلے اسواسطے کہ تم کوٹھی کرایہ قابل گنجایش لشکر و متعلقان شاہی جاکر لو اور حال کرایہ جہاز
لندن دریافت کرو اور جو حسن رسائی تدبیر سے مناسب حال ہو اطلاع کرو کسواسطے کہ نسبت اور اشخاص
کے دستور العمل سے وہان کے واقف ہو اور سابق مین عہدہ جلیلہ پر مامور رہے منشی جب کلکتے پہونچے
اپنے دوستان قدیم اور محرم راز سے اظہار حال کیا باتفاق سب کی تجویز ہوئی کہ تمھارا باخفا
کلکتہ مین رہنا مناسب نہین پہلے سر رم کونسل مین اپنی اطلاع کرو چنانچہ منشی نے پرایوٹ سکریٹری
کو چھٹی اپنے حال کی لکھکر بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل نے اونکے جواب چھٹی مین
تامل کیا اور جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بطریق اعلام بادشاہ کو
بھیجی حاصل مضمون یہ تھا کہ تشریف آوری شاہ اودھ سمت کلکتہ محض معارضہ اور مطالب
مطلوبہ کے واسطے ہے اور جیسا کہ چاہیے عمل مین نہ آوے اور بعض وجوہات سے غالب ہے
کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھ پانسو آدمی سے زیادہ نہون کسواسطے کہ کثرت ملازمین
سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہوگا بعد ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے کچھ ارشاد نہ کیا
کسواسطے کہ کوئی مخاطب نہ تھا۔

منشی نے جب اپنی جواب چھٹی مین تعویق دیکھی پھر درخواست فارسی مین صاحبان کونسل سے
کی اوسمین بعض امور جو خلاف دستور چیف کمشنر سے ہوے تھے وہ بھی مندرج کیے تھے اور تجویز
کوٹھی کرایہ اور حال جہاز دخانی کا ارسال دربار شاہی کیا

لو صاحب کمشنر الہ آباد روانہ ولایت ہوے اونکے ساتھ مظفر حسین خان کنبوہ اپنا آقا و محسن
حقیقی سمجھکر بندر بمبئی تک گئے اونکا نمگلہ الہ آباد مین حضور عالم نے معرفت تمان ندکو برعایت مول لیا
تھا اس خیال سے کہ شاید ولایت مین انسے بھی کوئی صورت نکل سکے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا
بہت ہوتا ہے مظفر حسین خان وہان سے رخصت ہوکر چلے ایک نصیحت کی کہ خبردار تم بادشاہ کی نوکری کا

خیال نہ کرنا ورنہ خراب ہوگے یہ کب سنتے تھے بدل متمنی ملازمی شاہی کے رہتے تھے ہرچند صاحب نے کئی چٹھیان سفارش اوجین وغیرہ لکھکر دی تھین اور وہان روزگار بھی ہوتا تھا مگر انکو آب و خورش نے مجبور کیا پھر انکا ارادہ کربلا جانے کا بھی تھا کہ بمبئی سے بہت آسان ہے وہان بھی نہ گئے موقوف رکھا خلاصہ حضور عالم نے بامور متوسط دربار صاحب سکرٹر اعظم کیا چند صحبت مین بعض انکے جواب گستاخی سے ناراض ہوے بادشاہ تو پہلے سے انسے کہتے تھے لود رصاحب کی لفیحت ظاہر ہوئی۔

وزیر خان خانہ زاد باوفا حضور عالم داروغہ دیوانخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف ہوکر مبادا اسیطرح کی نالش رعایا شہر مین گرفتار ہوجاؤن تو مفت مین ذلت لاعلاج حاصل ہوگی حسب الحکم دستور معظم اپنا معتمد جان کر مع میر عنایت اپنے رفیق کے روانہ کلکتہ کیا ڈاک مین گئے وہان کے جعلسازون سے بچ سکے کسی علت مین دھر لیے گئے سمجھے کہ لکھنؤ سے زیادہ مفت مین بدنامی حاصل ہوگی۔ پانچہزار روپے ندر سپریم کورٹ کے عزت بچائی چند روز شہر کو دیکھکر پھر آئے انکی لیاقت سب سے زیادہ تھی مگر اہل کلکتہ کا کچھ بھلا ہوگیا۔

مولوی جلیل الدین خان کئی برس سے معطل اپنے قصبہ کاکوری مین خانہ نشین تھے فقط سو روپیہ پنشن سرکار سے پاتے تھے حسب الطلب بادشاہ حاضر حضور ہوے سامنے حقیقت حال ارشاد فرماتی اور رہس منزل مین اپنے قرب رہنے کو حکم ہوا

احمد علی خان وکیل عدالت کانپور بواسطہ احباب خود از متقربان دربار حاضر حضور عالم ہوی اور ہزار روپیہ خرچ کو ملے اونھون نے اپنی تجویز سے منجر صاحب تاجر مرزاپور کو چاہا کہ عہدہ جلیلہ سفارت پر مامور کرین بعض دانشمندون نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر کا امتحان کیا جائے کہ وہ بعد دریافت حقیقت حال کے کس طریق سے اور کیونکر جوابدہی مقدمات شاہی کی پیش کرینگے بعد امتحان کے کیا مضایقہ کاربرداران سرکار نے اونکا دو ہزار روپیہ درماہہ مع اپنے حقوق کے تجویز کیا اور راہی کانپور ہوے اونھون نے جنرل اوٹرم صاحب سے اپنی حقیقت حال در بعض امور جو خلاف سررشتہ سرزد ہوی تھی بیان کیے صاحب نے اونکے سوالات پر کچھ اعتناع نہ کی اور دو شانہ عہدہ سفارت سے منع کیا ایک ڈاکٹر کانپور بھی انکے شریک حال ہوی تھی منجر صاحب نے ازراہ تجارت چاہا

کہ وارثان پیشواے حضور کے بھی وکیل ہوجاوین پانسو درماہہ وہان کے مقرر ہوا ارکان دولت جب کانپور پہونچے حال ایک بام وہوا کا معلوم ہوا بیان کی سفارت کو برسم کیا احمد علیخان جو صاحب عدالت کانپور سے برخصت آتے تھے حضور عالم نے چاہا کہ اونھین تین سو روپیہ دیکر نوکر رکھین کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھ اوٹھائین لیکن رنگ اہلکار و نکا دیکھکر او بعض عزیزان وطن کے سمجھانے سمجھانے سے اپنے کاسہ قدیم پر قناعت کرکے چلے گئے سرکار شاہی کی بیرنگی دیکھکر قبول نہ کیا۔

ایک دن جنرل اوٹرم صاحب نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہ نے تمھارا کہنا سمجھانا بھی نمانا انجام کار دیکھا اب تم پھر جاؤ اونھین بخوبی سمجھاؤ کہ بہر صورت راضی نامہ پر مہر کرنے مین سراسر اونکی موجب بہتری کا ہے اوسکے خلاف مین بہت سی قباحتین عاید حال ہونگی غرض طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جب یہ رکن رکین اعظم کی جنرل صاحب ازراہ اتمام حجت ارشاد فرماتے تھے سب اپنی خوف آبرو سے بہت خوب وہی کہکر چلے آتے تھے کسیکی مجال اور طاقت نہ تھی کہ جواب شافی اونھین دیسکتا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب بھول جاتے کہ مبادا نمک حرامون مین شمول ہوجائین کسیکو کچھ بن نہ پڑتا تھا ازین سوا مندہ وزان سو اندہ ہوتے تھے خلاصہ نواب موصوف چارونا چار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب و خبایق ہوکر اداے تبلیغ رسالت کی لیکن بہ سبب تسلط اغیار کچھ مفید مطلب نہوا بلکہ سبھون نے یہی خیال کیا کہ یہ تخم انھین کے بوئے ہوے ہین جسکا بروزاب ہوا

اس عرصہ مین نواب امین الدولہ بہ ارادہ معالجہ گرا ہی عذر آسمانی باعث اونکی عافیت کا ہو اپنے واسطے بہت متردد رہتے تھے کہ اگر اسوقت خاص مین بادشاہ کا شریک حال نہوگا سورطعن و تشنیع خاص و عام ہونگا چاہیے کہ مین نواب منور الدولہ سے بڑھکر کچھ اپنے حق نمک حرامات سے ادا ہون تو موجب سرخروئی ہوگا اور معروف جنرل صاحب کی ناراضی کا لاحق حال تھا چنانچہ اپنی علالت مین اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارضہ لاحقہ باعث میری عافیت کا ہوا کئی مہینے کامل اس علالت مین رہے آخر انتقال کیا اس اجل نے اونکی عزت رکھ لی

ایکدن جناب عالیہ نے نواب معین الدولہ سید عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اس باجا مین

استشارہ چاہا انھون نے بھی کچھ گون گون عرض کر کے جان بچا کر چلے آئے تماشا یہ ہے کہ سبکو خوف سرکار مین تھا کیونکہ ایک سرکار مین مشروحاً عرض کرتے کہ اپنے عہد دولت مین وہ کیا جسکا انجام یہ دیکھا یا دوسری سرکار مین عرض کرتے کہ اگر بے انتظامی آپ کے نزدیک ثابت ہے انتظام جسطرح چاہیے کیجئے یہ صورت گو گھر چھینے کی ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہ سکتے آخر میجر کننگھم سی مجسٹریٹ کا حال سبھون نے اودھر گھر کو لوٹ کرلاتے تھے ادھر سبکو جمع کر کے پوچھتے تھے تم سب ہمسے راضی ہو اسکا کیا جواب ہے سواے حکومت کے

نواب اکرام الدولہ مرزا حسین خان عم نامدار نواب محمد رضا عظم نے حسب دستور منتظم لینے برباد بستی کا یہ حال دیکھا کہ سب کے نزدیک بدنام وانگشت نما ہوے انجام کار سمجھکر بظاہر کنگ وبک جہتی سے ہاتھ اوٹھا کر لب بشکوہ آشنا کیے اور ان مقدمات سے بری ہوکر شریک شوریٰ خاص نواب مختار عظمی ہوے انکے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہ بانی مبانی پیش کرنے نواب منور الدولہ کے ہوے نواب موصوف ازبسکہ اپنی دیانت وامانت ونمک حلالی سرکار پر نازان تھے مردانہ وار کمر ہمت باندھ کار فرمائی سلطنت کو بہتر سمجھے اپنی اور قدامت اور خیر خواہی سرکار قدیم کو مقدم سمجھے کہ ہمین دوسری سرکار مین وثوق اسی اپنی سرکار کی جہت سے ہوا ہے اگر یہ منزلت اپنی سرکار سے نرکھتے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل اوٹرم صاحب کو انکا یکسو ہونا ناگوار گذرا مگر کھل کر انھین سمجھا نہ سکے۔

میجر برڈ صاحب جو جنرل سلیمن صاحب سے بددماغ ہوکر راجپوتانہ مین گئے تھے وہان سے کمیپ برخصت گئے پھر کلکتہ سے کانپور سے لکھنؤ گھوڑ دوڑ کے واسطے آئے خواجہ سرایان شاہی سے بڑا التعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے باخفا بادشاہ تک پہونچے اور بشرط شروط سفارت بادشاہ قبول کی اور اپنے عہدہ سرکار سے ستعفی ہوے فی الحقیقت اگر بچشم انصاف سے دیکھیے تو اس حضرت جلیل القدر نے بمقتضاے اپنی شرافت ونفعت دنیا جو اپنی حکومت مین ہر طرح حاصل کی تھی عجیب کار نمایان کیا اگرچہ دولت مین اپنی اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے متمتع تھے اور بدنامی اپنی سرکار قدیم کا خیال نہ کیا مگر اس سرکار عالیشان نے انکی بھی قدر کچھہ نہ جانی جیسا بیان کیا جائے گا۔

غرض جب یہ تدبیرین ہوچکین رائے عالم آرای بادشاہ مین عزم بالجزم سفر وسیلۃ الظفر اختیار کیا ہرچند حریفان و مخزبان سلطنت نے ہر طرح سے اسکا فساد چاہا جوڑ توڑ شروع کیے - ازانجملہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی بابت جنرل اوٹرم صاحب سے کی کہ مین نے ازراہ دولتخواہی ہر کار سب طرح کے نشیب و فراز سمجھا کر بادشاہ کو مہر راضی نامہ پر راضی کیا مگر آپکے خیرخواہون نے اوسے برہم کردیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی مجھپر افترا ہے مین بے اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر مین متمنی تھا جب سے خان مذکور نے ابنا ہر آمد رفت شاہی موقوف کی ایسے افترا سے بے فروغ ہے مگر علی اصغر خان و منشی کرم احمد حاضر رہے نواب مخدرہ عظمی نے پانچ ہزار روپیے خرچ سفر عنایت فرماے کلکتہ تک ہمراہ سفر رہے -

الغرض جسدن سے یہ فتنہ و فساد برپا ہوا تھا جناب عالیہ نواب مخدرہ جنرل صاحب مثل نبات النعش محیط دائرۂ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی شخص غیر بے ہماری اجازت نہ آنے پائے مبادا کسی فریب سے اپنا کام کرجاے اور حضور عالم بھی اپنے مقام خاص سے باہر نہ نکلتے تھے بعد دو دن کے بیگم صاحبہ یعنی بی بی حضور پردہ عصمت کے شرفیاب بادشاہ ہوئین اور بکمال الحاح وزاری سے عدم حضوری حضور عالم عرض کی حضور عالم با جازت خاص ہوئین اور چند کلمات خیرخواہی و دوراندیشی مہر خاص مین بیان کیے اور حضور سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل عورات خاص ہوا کرو

دو تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب تدبیر جنرل اوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی عزت و جان منت پرباد ہو جاتی اگر حضرت مہر نہ فرماینگے وگرنہ یہ قرا ولی اور میرا سے حاضر ہیں پہرے والی نے جب قراولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا یہ خبر دستے سنتے آواز کے دفعۃً صاحبات محل چلی آئین اور نسبت حضور عالم زبان کلمات بے آدبی سب نے کہے جناب عالیہ جنرل صاحب مضطربانہ تشریف لائے بادشاہ نے رحمدلی سے صاحبات محل کو کلمات سخت سے منع فرمایا آخر ع رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت -

القصہ جنرل صاحب نے خلوت مین سفر کے باب مین بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ بندہ

سلطنت آبای کرام جو نمک حرام اور ناعاقبت اندیشون کے ہاتھ سے ہو رہی ہے اب نظر خلل
مین ہم خود اپنے تئین سبک و حقیر سمجھتے ہین بلکہ از زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت رعایت
اپنے واسطے نہین سوا اسکے کہ ان رعایا کی امانت خدا سے خیمہ بستہ ہو کر عتبات عالیات جا کر
مجاورت اختیار کرین آئندہ آپ کو اختیار ہے ارشاد کیا بلکہ مین بھی مجبور ہون اور ناطاقت
ہون کسیصورت سے مہر نہ کرونگا اور سفر سے بھی ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا بہرحال تم خاطر جمع رکھو
مین نے تمھین اور جناب عالیہ کو اختیار کلی دیا ہے -

اسکے بعد مفتاح الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساختہ پرداختہ ہو تمھارے حقوق
نمک خواری آبائی کا یہ ہے کہ اگر مین بھی کسی طریق سے اغوائے مفسدین سے مہر طلب کرون
نہ دینا عرض کی جب تک غلام مین دم مین دم ہے خلاف حکم محکم نہ کرونگا اور مہر غلام کے
بھی قبضۂ اختیار سے باہر ہے وہ سپرد جناب عالیہ و جرنیل صاحب ہے اگر احیاناً ارشاد
بھی ہوگا عذر نوشتہ سند چار صاحبون کے حاضر کرونگا چنانچہ اوسیوقت مہر خاص صندوق
مین رکھی گئی اوسپر مہر جنرل صاحب مرزا ولیعہد کی ہوئی -

ایک پرچہ پیام چیف کمشنر کو عزم سفر کلکتہ اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور حفاظت راہ
اور رسد رسانی بھیجا گیا اوسکا جواب آیا کہ نیازمند نے نواب محتشم الیہ کو اس باب خاص مین
رپورٹ کیا ہے لیکن مشروحاً ارقام ہو کہ اہلکارون سے کون کون ہمراہ رکاب ہوگا اور جمعیت لشکر
کسقدر ہوگی بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کا آیا اسکا جواب یہ بھیجا کہ نیازمند اس
باب مین محض بے اختیار ہے جبتک کہ کلکتہ سے جواب رپورٹ نہ آئے اور نہ صاحبان حکام کو
حکم بھیج سکتا ہون -

جب سے یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا مگر بے خبر محافظان دواب
سے حیوانات بیزبانکو بھی کئی دن سے خوراک یومیہ میسر نہوئی تھی جب یہ خبر مشروحاً چیف کمشنر
کو پہونچی پرچۂ پیام آیا کہ یہ حیوانات بروز و شب کے فاقہ سے مرجائینگے لہذا مناسب ہے کہ جو اونمین
سے بہتر ہون منتخب کیے جائین باقی سب کا حکم نیلام دیا جاوے دانشمند حاضرین نے چاہا کہ اسکا جواب معتمد الحکمین لکھین لیکن حضور عالم کی
موافق اپنی رائے عالم آرا کے جواب یہ بھیجا حیف ہے کہ آپکو کمال انصاف و رحم سے حیوانات بیزبان پر رحم آیا لیکن بلا زمین اقدس اعلی کس طرح

رحم نہ آیا کس کس امر کو آپ ہمسے پوچھا ہی جو چاہا وہ کیا اِس باب مین بھی آپکو اختیار ہی۔ پس چیف کمشنر
نے جو پایہ غیر کو حکم نیلام دیا انہین قبیل سے طرفین سے ہر امر مین خلاف ہونا شروع ہوا جو باعث ناگواری طرفین ہوا
سہ شنبہ سے صبح و شام اور زوال شمسی کی بھی توپ بند ہو گئی اس جہت سے کہ توپخانہ سرکار ضبط ہوا بعد
دو ہفتہ کے توپ صبح و شام و زوال شمسی موافق دستور چھاؤنی انگریزی حسین آباد سے چلنے لگی،

الغرض خاص و عام اِس حرکت و سکون سفر سے متردد ہوے حریفون نے ہر روز
ایک نئی بندش خود تراشنی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے حیلے سے سفر موقوف
ہو جایگا تو البتہ باعث رسوخ چیف کمشنر بھی ہوگا اور حضور عالم پر بھی بڑی خیر خواہی
ثابت ہوگی چیف کمشنر نے پرچہ پیام بھیجا کہ حضور عالم اور مہاراج اور اہل خدمت
درجہ دوم ہمراہ رکاب نہ جائینگے کسواسطے کہ بازپرس اور تحقیقات اکثر مقدمات
ضروری اون پر منحصر ہے وگرنہ ہرج کار سرکار ہوگا اسی جہت سے جب
تحریر صافی نامہ دستخطی معظم کی نواب مخدرہ عظمیٰ اور اکرام الدولہ کی سفارش و
فہمایش سے پیش ہوئی اوسے جنرل صاحب نے بھی منظور نہ کیا حاصل مضمون یہ
تھا کہ اس مدت عہد معدلت حضور عالم مدار المہام سلطنت نے کوئی امر بے حکم و
مرضی شاہی نہین کیا لہذا اوسکی بازپرس مابدولت کے ذمہ ہے جب یہ مسودہ مقبول
نہ ہوا کئی سطرین دستخط خاص سے مزین فرمائین کہ جو کچھ مدت وزارت مین حضور عالم
نے کیا اوسکی بازپرس کا اختیار مابدولت کو ہی دوسرے کو اوسکا مواخذہ نہ چاہیے اوسکا
جواب یہ آیا کہ نیاز مند کو جو حکم نواب گورنر جنرل پہونچا ہی اوسکے خلاف تعمیل نہین کر سکتا
غرض اسوجہ سے جب سررشتہ ضمانت حضور عالم نواب محسن الدولہ سے اور ساہ جی سے ضمانت مہاراج لیگئی
اِس عرصہ مین تار برقی سے چیف کمشنر نے صدر کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے
استغاثے کے تعجیل سفر لندن کرتے ہین ہمنے حکمت عملی سے ملتوی رکھکر اطلاع کی
اب اجازت اور عدم اجازت مین جیسا حکم ہو۔
اوسکا جواب یہ آیا کہ بادشاہ نے تعمیل حکم سرکار مین ازبسکہ فرمانبری اور
عجز ظاہر کیا ہم سرنگون ہوے کسیطرح منع نہ کرو آنے دو فقط

بمجرد سننے اس خبر کے تیاری سفر کی دھوم ہوئی اس عرصہ مین ایک محبت نامہ نواب گورنر جنرل جدید لارڈ کننگ بہادر پہونچا صحت الدولہ نے سربمہر حضور شاہی گذرانا خلاصہ اوسکا مضمون یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی بہادر روانہ ہوے احوال ماضی اور ایک آرای سلطنت کا منکشف ہوا غالب کہ جو مقتضاے محبت و اتحاد قدیم الایام سے ملحوظ خاطر سرکارین رہا ہے اوسی طریق سے ہر امر طرفین سے عمل مین آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن مین بدل مسرت حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر ادہر جنرل سے نہ گرائی جاتین حکم شلک سلامی ہوتا اب یا خالصی چھاونی انگریزی سے یہان آدمی یا چیف کمشنر خود حکم سلامی اپنے توپخانے مین دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہوکر ملتوی رہا جب رعایا و برایاے شہر اور متوسلین شاہی کا طعن و تشنیع بڑھا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر مین تامل ہوا اور روز سہ شنبہ سوم رجب بادشاہ مستعد اور آمادہ سفر ہوے شام نو چاہا کہ بادبہاری پر سوار ہون لیکن مقربان خاص نے بمنت و سماجت نحوست یوم سمجھا کر روکا بادشاہ اسوقت برہم ہوکر کسی سے مخاطب نہوے مقام خاص مین تشریف لیگئے۔

تشریف فرمائی بادشاہ سمت کانپور و حالات قیام وہانکے

الغرض پنجم شہر رجب سنہ ۱۲۵۲ھ مطابق ۳۔ مارچ سنہ ۱۸۵۶ع بادشاہ نے بادبہاری طلب فرمائی حاضرین نے جانا کہ حسب معمول یومیہ دورہ گشت قیصر باغ ہوگا حضور عالم مضطرب ہوکر چلے راہ مین پاے ثبات نے ٹھوکر کھائی دو تین او رمقرب بھی حاضر ہوے ہر ایک کو بچشم دیکھا کسیکو جرأت عرض نہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے ۸ بجے ساعت سعید بشتری مین مع جنرل صاحب رونق افروز برج سعادت بادبہاری ہوے درشکل نیرین ذوحیدین مرکز جادۂ مستقیم سے منزل مقصود کو میل فرمائی راجہ یوسف علیخان ہمنشین برنڈن صاحب کوچ بخش پر ہوے کہ واسطے کہ اوسوقت کی عنان اختیار اونہیکے ہاتھ مین تھی اور کئی دن پیشتر سے اہتمام دار اونکے ذمے ہوگیا تھا اور بکمال خصوصیت خیر خواہی سے ہمراہ رکاب ہوئی تھی ہر چند جنرل سلیمن صاحب نے او نھین کئی مہینے پیشتر سے شہر سے نکلوا دیا تھا بشیر الدولہ احسن الدولہ گھوڑون پر سوار تھے

تھوڑے سے ترکسوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری مین تھے جب سوار ہونے لگے ڈنکا ہوا
پھر تھوڑی دور جاکر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضروری ہے
لیکن وہ سوار گرد سواری تک نہ پہونچ سکا شب جمعہ لوہندی تھی کربلاے میر خدا بخش مین مومنین
ومومنات جمع تھے مجلس عزا مین مرثیہ خوان نے پہلے مناقب استغاثہ تصنیف بادشاہ
سنوددل پڑھی عجیب حال سب کا ہوا اور ہر شخص بدعاے بقای ملک وسلطنت مصروف ہوا ---
بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب معشوق محل صاحبہ اور چھوٹے جنرل صاحب تھے اوسکے
بعد متفرق صاحبان خاص مسیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دوسرے کے گاڑیون پر چلے شہدے
شہر کے در دولت سے تا دریاے گنگ پیادہ زبان طعن وتشنیع بیباکانہ کھولے ساتھ رہے
پہر رات رہے اوناؤ مین سواری پہونچی وہان سے عبدالہادی خان قندھاری بھی کئی
سوار وسیع ہمراہ رکاب ہوے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ پہونچے بادشاہ خیمہ مین
رفع ضرورت کو تشریف لیگئے جب تک تفلی پل تیار ہوگئی اول صبح صادق کے پار اترے
بریزنڈنٹ صاحب کے بنگلہ مین رونق افروز ہوے ہر چند ناچ گھر اور کئی بنگلے گرد و پیش کے
پیشتر سے خالی ہو چکے تھے خیمہ لشکر سلطانی بھی پڑا تھا جب طلوع آفتاب ہوا خبر تشریف
آوری عام ہوئی فوج تخت سلامی کو پریڈ پر آکر جمی بادشاہ نے انعام حسب معمول بھیجدیا
اور سلامی توپ کو منع کیا افسران فوج نے عذر کیا کہ مبادا ہمپر عتاب اپنی سرکار سے نہو
مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم محکم تار برقیہ سے پہونچا کسواسطے کہ ایک ہفتہ پیشتر سے
خبر آمد سنکر فوج رہتی تھی بعد انتظار چلی جاتی تھی اسطرح سے داخلہ کا یقین نہ تھا۔
روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علی خان حکیم میر محمد میر علی منشی باقر علی
روانہ کانپور ہوے منزل بمنزل روز یکشنبہ شرف ملازمت مین پہونچے جناب عالیہ نواب
مخدرہ عظمی مرزا ولیعہد بہادر اور زوجہ طاہر عصمت مآب حضور عنایت الدولہ نواب
سجاد علی خان روانہ ہوے صاحبات محل ناچ گھر مین اترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق
بنگلون مین اترے سبکو ممانعت حضوری ہوئی مگر بروقت طلب جب یاد فرماتین
نواب منور الدولہ میجر برڈ صاحب سفیر سفر راسخ الاعتقاد شاہی بروقت خاص

شاہ جمجاہ کے حضور پرنور رہیں حاضر ہوا کریں برنڈ صاحب کا اہتمام تھا انھون نے اپنے حوصلہ سے زیادہ کام کیا تھا ہر وقت بدل مصروف کار و بار رہتے تھے اور حفاظت حرم سلطانی اور بجا آوری احکام مین سرگرم تھے تحایف ولایت گزرانتے تھے جسمین بادشاہ کا دل بہلے۔ شاہزادے نواب ملکہ کیتی صاحبہ کے مرزا دارا سطوت اور نواب ملکہ عہد صاحبہ کے مرزا سلیمان قدر اور بعض اقربائے شاہی اپنی سعادت سمجھکر روانہ ہوے شاہزادون کو دو لاکھ روپے زاد راہ سفر دیکر سمجھا دیا تھا اکثر خوشباش اور رئیس شہر بھی ہر ایک وسیلے سے روانہ ہوا تھا مگر شاہزادے فردوس منزل کے نواب یحیی علیخان مرزا اعظیم الشان مرزا رفیع الشان نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر تشریف فرما ہوے خصوصًا ان دونون صاحبونکو حضور عالم سے بھی ایک خصوصیت بلکہ قرابت بھی ہوگئی تھی۔

امیر الدولہ سید مہدی علیخان عرف امیر الامرا اگرچہ خانہ نشین بلکہ معتوب تھے روز یکہ سمجھکر روانہ ہوی اور بھر آئے کیفیت خبر بھی نہ کی بلکہ بشرط شہر فیاپی بواسطہ اپنے ندرانے ٹھہراتی تھی

احسان حسین خان کو حضور عالم نے دفتر انشا سپرد کرکے روانہ کیا لیکن نواب منورالدولہ کی جہت سے مدخل محض رہے۔ ہر چند خان مذکور نے بہت سی تدبیرین اپنی کین لیکن بے سود ہوئین اور میر منشی قدیم راجہ بہندرلال کے خاندان سے منشی دولت راے شوق تخلص واسطے جواب نویسی کے ساتھ کئے گیے

مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد بہ ضعف قوی دس بیری کانپور تک گیے لیکن بادشاہ نے کمال عطوفت ورحم سے بواسطہ مصلح السلطان فرمایا کہ تم تکلیف سفر نہ کرو حسام الدولہ کے پاس حاضر رہو جب بادشاہ کانپور سے تشریف فرما ہونے لگے حسام الدولہ خویش نواب ملکہ کیتی صاحبہ اور بھائی نواب محسن الدولہ کو مختار و مہتمم صاحبات محلی اور امور مرجوعہ رطب و یابس اور بجا آوری احکام شاہی کا مختار فرمایا تھا اور کوٹھی خزانہ جواہر خانہ وغیرہ مفتاح الدولہ کے سپرد تھی اونھون نے اپنا قایم مقام اپنے سگے بھائی کنز الدولہ کو ہمراہ رکاب کیا تھا کسواسطے کہ اوسے بہتر کون مستحق دمساز اور ایسے اعتماد کا تھا اونھون نے حق برادری ادا کیا مگر اونھین جیسا چاہیے تھا وہ ادا کیا۔

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم محکم بیگمات و صاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام دولت سرائے شاہی منظور نہو اوسے اختیار ہے چلی جائے چنانچہ اکثر بیچتین چلی گئین اور بعض کی ثابت قدم رہین اور سرمو حکم قضا شیم سے انحراف نہ کیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کیواسطے علی السویہ سو روپے ماہواری اکل و شرب و ستہ ضروری کیواسطے ہر ایک کے مقرر فرمائے ازانجملہ سے اکثرون نے قبول نہ کیا کہ ہمارے پاس تصدق سے حضرت کے بہت کچھ بسر اوقات کرنیکو ہے اور جسوقت ان عملداری سرکار ہوگئی تھی ہر محل سے عملہ شاگرد پیشہ بیرونی و اندرونی کو تنخواہ سب کی دیکر بر طرف کیا تھا فقط بہ ضرورت کچھ لوگ رکھ لیے تھے اس برطرفی مین ہزارہا زن و مرد محتاج ہوکر عالت یاس مین خانہ نشین ہوئے اور ہر گھر مین ماتم برپا تھا ۔

اکرام الدولہ مع اپنے بیٹون کے روانہ کانپور ہوئے مرزا حاجی کے بنگلے مین اوترے مولوی محمد خلیل الدین خان جو حسب الطلب حاضر ہوئے تھے بادشاہ نے رہس منزل مین رہنے کو حکم دیا تھا بعد تشریف فرمائی اپنے وطن مالوف ملیح آباد چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھ چلنے کو ارشاد کیا انھون نے عذر کیا عرضداشت کی کہ تین چار ہزار روپے کا قرضدار ہون تنخواہ بخشش بھی سرکار سے نہین ملی ہی عملداری شروع ہے مبادا کوئی قرضخواہ نالش کردے امیدوار ہون کہ اس سے گلوخلاصی ہوجائے آئندہ ہزار روپے کی تنخواہ مقرر ہو کسواسطے کہ جب کلکتہ مین عہدۂ سفارت پر تھا پانچہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو عنایت فرمائی اونھون دو ہزار خرچ کے اور تین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ پھر کوئی پرسان حال نہوا وجہ اسکی یہ تھی کہ حضور عالم انسے صاف نہ تھے اور انکو بھی بدل جانا منظور نہ تھا بہت غنیمت سمجھے اور سب کا انجام سمجھتے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب منور الدولہ باوجود کبر سنی و ضعف پیری کانپور تک جاکر پھر آئے ۔

شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر معزول شاہی اخراجی جرنل سلیمن صاحب کانپور مین تھے اہلکارون نے سفارش سے بجای محمد خلیل الدین خان انھین مقرر کیا اور دو ہزار روپے زاد راہ اور زر ماہوار انکے واسطے معین ہوا ہرچند بادشاہ نے ازراہ استعجاب مولوی صاحب کو پوچھا کسی نے جواب شافی عرض نہ کیا ۔

جناب سید نقی بیٹے سید العلماء مرحوم حسب تجویز اکرام الدولہ و نواب شمس الدولہ مستعد و آمادہ سفر لندن ہوے کسواسطے کہ ایسے سفر دور و دراز مین ایسے شخص کا بھی ساتھ ہونا ضرور ہے کہ بروقت تشریف آوری ملک الموت کسی کی مٹی خراب نہو اور انشاء اللہ لندن مین نماز جمعہ و جماعت ہوگی یہ امر بھی باعث یادگار زمانہ ہوگا لیکن خوبی اعمال مومنین سے وہ کانپور پہونچکر ایسے علیل ہوے کہ وہین سے عزم حج کا قصد کرکے مع الخیر یہ ہمراہی منفعت الدولہ سید باقر خان اکبر جناب سلطان العلماء پیشتر سے لشکر کانپور مین موجود تھے جب یہ رنگ سفر دیکھا اور امانی صاحب نے شکایت اونکے جانیکی تہدید خیال کرکے مراجعت کی دیگر نا دلوالعزمی مین اونسے زیادہ تھا۔

ادنی ترین رعایاے شہر میان محمد نانیز بھی اپنی منفعت فروخت اشیاء ماکول سمجھکر داخل اردوے شاہی ہوے نواب منور الدولہ نے بخت طعام خاصہ انکے سپرد کی۔

نواب معظم الدولہ باقر علی خان زائر نواب مجاہد الدولہ بہادر دونون پھوپھا بادشاہ کے کمر ہمت باندھکر روانہ کانپور ہوے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم کسیطرح آپ کی تکلیف دہ نہونگے اور ایسے وقت مین ساتھ ہمراہی سے نا اوٹھا ئینگے بعد اسکے یہ دونون صاحب قبل از روانگی بادشاہ روانہ بنارس ہوے غرض ہر شخص رعایاے شاہی کا یہ حال تھا کہ بہرصورت دامن دولت سے ہاتھ نہ اوٹھاؤ اور شریک مصیبت سفر تازہ رہی۔

کہتے ہین کہ نوروز کو کانپور مین اٹھارہ من سے زیادہ قند شربت کیواسطے میسر ہوا لوگون نے اس جہت سے نذر نیاز مختلف طعام و شیرنی پر دی وہان کے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار شاہی کیواسطے دست بدعا ہوے کہ یہ گھر قائم رہے اب تلک لشکر اور عدم سی رسی ہر شخص اپنی صرف بدیا کی مجبور تھا اس عرصے مین کلکتہ سے خبر آئی کہ ۶۔ مارچ روز پنجشنبہ جہاز فیروزہ پر پانچ بجے شام کو لارڈ ڈلہوزی صاحب روانہ ولایت ہوی اور نواب گورنر جنرل جدید داخل کلکتہ ہوے چنانچہ اخبار ورود کلکتہ سے ورود نواب محتشم الیہ لکھا جاتا ہی

ورود نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ مین

۲۹۔ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲۷۲ھ روز جمعہ ۵ بجے شام ڈرائٹ آنربل چارلس جان واہی

گورنمنٹ کیننگ بہادر نمبر ۲ جہاز پر جب مقام اچ پور سے گذرے قلعہ فورٹ ولیم بنگالہ سے توپ سلامی کی چلی پرائیویٹ سکرٹری وملیٹری گورنر جنرل اور دو مصاحب گورنر جنرل وٹون ہیجر واسطے استقبال معوننڈ تک گئے چھاونی خضر پور میں لنگر کیا وہاں سے نواب محتشم الیہ سنو لکھی غنس پر سوار ہوئے چاندپال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اوسوقت ۹ توپیں فیروز جہاز سے چلیں اور اسکے قریب گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سپرنٹنڈنٹ مرین یعنی مہتمم جہازی اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ وشرایف کلکتہ استقبال کو آئے تھے جب نواب گورنر جنرل نے زمین کلکتہ پر قدم رکھا ۱۹ توپیں چلیں بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوے وہاں بڑے پھاٹک پر لفٹننٹ گورنر بنگالہ اور سب والان پر نواب گورنر جنرل ڈالہوزی صاحب اور ممبران سپریم کونسل استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اور سب افسران قلعہ اور جنرل اسٹاف ایک طرف دوسری جانب افسران خدمات دارالریاست لباس درباری پر تکلف سے حاضر تھے جب کرسی گورنری پر جلوس سواری چاندپال گھاٹ سے شمالی بڑے پھاٹک تک ایوان گورنری کی ترتیب سے دورویہ قطار بستہ کھڑے ہوے تھے یعنی سپاہی دوسرے باڈی گارڈ تیسرا رجمنٹ چوتھا رجمنٹ ملکہ تیسرا رجمنٹ سپاہیوں کا ۲۱ - پیادہ ہندوستانی ۴۴ - رجمنٹ ۴۳ - لائٹ انفنٹری فوج کلکتہ یعنی محافظان شہر لباس سے آراستہ اسلحہ سے مکمل ماتحت انتظام لفٹننٹ کرنل پال صاحب صف بصف آراستہ تھی جب گھاٹ مذکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک دورویہ سلامی ہوئی اور توپ بعد ایک دوسرے کی چلی جب اس تزک تجمل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوے ۲ ساعت ۵ دقیقہ شام پر سوگند معمولی اپنے عہدے کی دیکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا کمانڈر انچیف انس صاحب سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زمانہ کونسل ہند پر جوزف الگزنڈر ڈارنہ صاحب اسکوئر میجر جنرل جان لو صاحب ڈی بی جان شیو پر گرانٹ اسکوئر سپرنٹنڈنٹ عہدہ ممبری اول و دوم و سوم و چہارم کونسل ہند پر مامور ہوے پھر حسب دستور اشتہار منصوبی و معزولی نواب گورنر جنرل سابق دیا گیا کہ تا قیام شہر حفظ مراتب بدستور نواب محتشم الیہ کے واسطے رہے -

نواب گورنر جنرل بہادر سبب تندرست و توانا ذتوی القوی ہیں بہ بیٹے لارڈ جان کیننگ کے

ہین وہ ایک زمانے مین وزیراعظم سلطنت بھی ہوئے تھے اونکی مان سومن سے ہیجر جنرل اسکاٹ کی بھتیجی سنہ ۱۸۱۲ء مین کلاسسٹر راج برائٹن مین پیدا ہوئے ۴۴ برس کا سن ہے پہلے اسکولِ ہتام اٹون مین پڑھے بعد اسکے کالج اکسفرڈ مین کتب علمیہ حاصل کین سنہ ۱۸۳۳ء درجہ اول کالج مذکور مین علوم درجہ دوم بفن حساب و ہندسہ مین ترقی کی بعد اسکے بیڈی کیننگ سے کتخدا ہوئے وہ بیٹی لارڈ اسٹوٹ دی راکھتی کی ہین پھر کاروبار سلطنت مین ماموری ہوئے اور بتدریج ترقی کرکے عہدہ سررشتہ ڈاک سلطنت برطانیہ پایا بعد اسکے بہ سفارش لارڈ پامرسٹن اس عہدۂ جلیلہ گورنری پر منصوب ہوئے ۔

حالات قیام کانپور و سوانحات لکھنؤ روانگی بادشاہ کانپور سے

بعد تشریف فرمائی بادشاہ خزانہ جواہرخانہ اسباب پرتکلف و بیش قیمت جو جناب ملکۂ معظمہ دام اقبالہ کیواسطے طیار ہوا تھا کپتان کنز الدولہ حفاظت فوج انگریزی مین لیکر لکھنؤ سے روانہ ہوئے ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر بہادر کانپور سے مسیح الدولہ مصلح السلطان دیانت الدولہ احسن الدولہ شفاء الدولہ آفتاب الدولہ اکرام الدولہ اہتمام الدولہ حیدر حسین خان اہلکاران کارخانہ جات سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور چیف کمشنر ہوئی چنانچہ ۱۲ اشخاص نامی بذریعہ ڈاک حاضر ہوئے مگر اہتمام الدولہ بہ علت باقی دس ہزار روپیہ بابت علاقہ کے نہ آئے برنڈ صاحب نے انکی ضمانت کردی اور اکرام الدولہ سے حساب واجبی اونکے چودہ ہزار سرکار مین فاضل تھے اکرام الدولہ نے حاضر ہونے مین مکث لیا حالانکہ صاحب مجسٹریٹ نے ازراہ عزت و تکریم پہلے ڈپٹی میرزا ناصر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا یہ نواب مخدرۂ عظمیٰ کے پاس جاکر بیٹھ رہے چاہا کہ کسی حیلے سے ٹالدیا جاے جب ڈپٹی صاحب تنگ ہوکر چلے گئے حالانکہ انکا دس دن مسہل تھا مگر حکم حاکم سے آئے تھے جب کیفیت مفرورگی صاحب سے بیان کی صاحب نے چپراسی و سوار انکی طلب کو بھیجے یہانتک مجبور ہوکر خود صاحب تشریف لائے اب کیا عذر کرسکتے آخرین اپنے ساتھ کچہری مین لائے راتکو روبکاری کا حکم دیا رات بھر کچہری مین رہو صبحکو روانہ لکھنؤ ہو لیکن بمنت و بعذر بارد سے گھر آئے صبحکو روانہ لکھنؤ ہوئے یہ ان صاحبون کی تہم و فراست

تھی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشیجان کیا تھا اوسکے واسطے ڈرتے تھے چنانچہ یہی ہوا
پرچہ پیام شاہی چیف کمشنر کو اسی باب خاص مین پہونچا کہ ایک لاکھ ۳۶ ہزار روپے
ازروے حساب شیرالدولہ اور مہاراج بالکرشن بہادر بابت باقی علاقہ حضور تحصیل اکرام الدولہ
کے ذمہ نکلا ہے اگر انکا عملہ کھا گیا ہے اسکا مواخذہ انکے ذمہ ہوا اور اگر ذمے بہادر موصوف
ہے بس مال سرکار ہے اسکے لینے اور نہ لینے کا مابدولت کو اختیار ہے اسقدر تاکید و تشدد
ضمانت سے کیا فائدہ متصور تھا اسکا سبب لکھیے
جواب شافی اس پرچہ پیام کا نہ گیا مگر مقابلہ و مواخذہ حساب بدستور رہا جب یہ ۱۲ شخص داک
مین آئے چیف کمشنر کے پاس گئے وہان سے کپتان ہیز صاحب کے پاس حاضر ہوئے پھر ایک
سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاضر ہو العبد ضمانت و مختار کے پھر کانپور آئے مگر
اکرام الدولہ بعلت حساب رہ گئے۔
بعد دو چار دن کے اہتمام الدولہ حیدر حسین خان حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ آئے کو محمد
رضینا مہ اقربائے شاہی افسران فوج اور سرگروہ ہر فرقہ رعایا شہر سے لیکر چلے گئے
ایکدن منجھلی بیگم صاحبہ خواہر محترمہ دستور معظم نواب اختر محل سے تحسین گنج کو جانے لگین دربان
دیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیون سے تنک ہوا حضور عالم نے برہم ہوکر
فرمایا مین انگریزی پہرے بلوا سکتا ہون حسام الدولہ مہتمم محلات متردد ہوکر کانپور گئے بادشاہ
سے عرض حال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیدا ہو چیف کمشنر کے پہرے اسی حیلے سے
ہوجائین اسی باب خاص مین حضور عالم کو دستخط خاص مزین فرماتے پھر آتے
ایکدن مفتاح الدولہ کسی امر ضروری کی غرض سے کانپور گئے بعد عرض حال حیرت
الحق کہ مبادر رندکور کی نمک حلالی و خیرخواہی جانفشانی مین کچھ شبہ نہین جیسا انسے امانت و دیانت
سرکار رہی دو پہر سے شوقی اسی جلد وہی سرکارین سے اپنے حق پیشن سے محروم رہے
سبحان اللہ چیف کمشنر نے دستور معظم کو بھیجا کہ دولتسرائے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ۔
عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو ارشاد کیا ہے حکم ہوا کس سند سے انھون نے دستخط شاہی جو
معرفت حسام الدولہ آئے تھے اوسے بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ آدمی کو جسقدر راحت و آرام

اپنے گھر مین ملتا ہے دوسری جگہ نہین ملتا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ حسب الحکم تم اپنے گھر چلے جاؤ تین
چار دن کے بعد ایک اشتہار شہر مین لگایا گیا کہ فلان تاریخ ۹ بجے دن کو تماشای عجیب رعایا شہر
کو دکھایا جائیگا کہ کبھی کسی نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو ہر شخص کو ایک توحش ہوا آخر روز سہ شنبہ
۸ - اپریل کو دولت سرائے شاہی سے پہلے سواری نینس خس مین نواب اختر محل صاحبہ نکلی اوسکے بعد
حضور عالم گاڑی دو اسپہ نواب ممتاز الدولہ مین سندیل وزارت زیب سر ہر طرف سے جھلملی گاڑی
بند جو مدار چیف کمشنر کو پنج بخش پر برآمد ہوئی کئی سوار بھی بحالت گدائی پیچھے کچھ خاص بردار بے
اسلحہ لباس کثیف سے گرد و رشاہی سے تحسین گنج تک زبان طعن و تشنیع بیا کان شہر ہر طرف سے
بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چوبدار چیف صاحب نہ ہوتا غالب ہے کہ ڈھیلے اور پتھر بھی بجائے
اولے برستے - العیاذ باللہ -

پردگیان عصمت و طہارت دستور معظم جو کانپور مین نواب مخدرہ عظمی کے مہمان تھے
اس مدت قیام کانپور مین ایک دن شرفیاب پابوس شاہ ہوے کلمات الحاح و زاری حد
سے زیادہ عرض کیے کچھ سود مند نہوے آخر بہ مجبوری سرخ کوٹھی کنارہ دریا مین جا کر رہے
جب وہان سے لکھنؤ آنے لگے راہ مین شہدون کی زبان طعن سے چین نہ ملا

کوتاہ اندیش و مخربان خاص باتفاق اپنی گھات مین تھے کہ بہت وسوسے و اندیشے
سفر لندن و کلکتہ کے عرض کر کے خاطر اقدس کو اس سفر سے باز رکھین کانپور سے پھیر لائین
تاکہ رسوخ و نیکنامی سرکار انگریزی مین بھی ظاہر ہو لیکن باوصف سننے ان سب اخبار وحشتہ
کے استقلال سفر کو جنبش نہوئی فی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھین شاہ جمجاہ
جنھنے ایسی عیش و عشرت سے بسر کی ہو دہ دفعتہ" ایسے امراض لاحقہ پر کس موسم تابستان مین
ایسے سفر کا متحمل ہوا اور بامید موہوم اور رد حقیقت کا فہ انلام کیواسطے کہ یہ امانت خدا ہین -

نواب منور الدولہ نے جب صحبت اغیار کا یہ حال دیکھا اپنی نازک مزاجی اور کھری بن سے بیدل
و بد دماغ ہوے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ بیل کبھی منڈھے
نہ چڑھیگی بہت متردد ہوے اور اپنے ارادے پر منفعل تھے لیکن انکے اصحاب شوری نے سمجھایا کہ
بے اتمام محبت چلے جانا بھی اچھا نہین بہرحال جو دیکھنا تھا سب دیکھ چکے انجام کار بھی کھل گیا غرض

مشروحاً بادشاہ سے عرض کرکے رخصت ہوچیے اس عرصے مین انکی خوش نصیبی سے مصلح السلطان انکے لینے کو آئے جب شرفیاب ملازمت ہوے بالمشافہہ عرض کیا کہ یہ بار غلام نے محض رضاے خدا اور حقوق نمکخواری قدامت سمجھکر اوٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عہدۂ وزارت کو لیا لیکن افسوس ہے کہ مقربان خاص اپنی عادات جبلی و خوکردہ سے اب بھی باز نہین آتے ہرچند کہ یہان تک خانہ بربادی وطن آوارگی کی نوبت پہونچی ارشاد کیا جو تمنے اسوقت کیا اسقدر مجھے چشم داشت نتھی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ نکرتے بہر صورت امر جزئی و کلی مین تمھین اختیار ہی اور ہمنے بھی یہ مشقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھکر اختیار کیا اور اپنی بربادی ہر طرحسے گوارا کی ہے اب تم جہان لیجاؤ جاؤنگا تم بھی میرا استقلال مزاج کو دیکھتے ہو جو حضور عالم کیواسطے کیا اب تک اوسی پر قائم ہون اس کے بعد بہت سے الفاظ کسر نفس ارشاد کیے کہ حاضرین کو موجب تنبیہ ہوا

خلاصہ روز دوشنبہ سلخ شہر رجب مطابق ۷- اپریل شام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان دیکھکر گردونک بادبہاری پر سوار ہو سمت الہ آباد تشریف فرما ہوے فقرا اور رعایا بہت جمع ہوے تھے کچھ اونکو عنایت ہوا سب دست بدعا ہوے اوسوقت گاڑی ڈاک کی دارو گیر مین طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص برداران سلطانی مین قریب تھا کہ آپسمین صورت فساد برپا ہو نواب صاحب نے تہدید اس ہنگامہ کو دور کیا-

جناب عالیہ متعالیہ بنفس نفیس مین جرنیل صاحب بسبب ناسازی عارضہ لاحقہ صبح سہ شنبہ کو روانہ ہوے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھ تھا باقی صاحبات محل ملازمین بعد ایک دوسرے کے نواب منور الدولہ بعد روانگی سب قافلے کے روانہ ہوے

قبل از روانگی بکمال لطف و اخلاق عرضداشت مہاراجہ البشری پرشاد نراین سنگھ بہادر مہاراجہ بنارس حضرت نواب نظر اقدس مین گذری کہ نسب خیر طلب موروثی ہے اور ممنون قدیم اس خاندان عالیشان کا ہے امیدوار مرحمت خسروانی ہے کہ حضور بنارس مین ملک خیر اندیش مین رونق افروز ہون -

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

راہ مین الہ آباد کے مقام خاص پر سامان ضروری درست تھا جب الہ آباد پہونچے بصلاح

برنڈن صاحب پنج گھر مین نزول اجلال فرمایا ادر معمول تھا جہان بادشاہ گاڑی سے اوترتے تھے
پہلے سائبان قنات کھنچ جاتی تھی وہان جیسے مقام ہوئے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے صاحب پنج
گھر نے دو ہزار چار سو روپے کرایہ کا دعوی کیا گفتگو مین طول ہوا صاحب نے گاڑی روکنے کو
سڑک پر رسی باندھ دی آخر نوبت بعدالت دانشمندون کی بدولت پہونچی کسی دلال کی معرفت
چوبیس سو دیکر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پر تجویز سرکار ہوئی تھی معلوم نہین
اوسکا کونسا سبب نہ ملنے کا ہوا۔

۱۶- اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۹ شعبان بنارس کی چھاؤنی سکرور مین کوٹھی راجہ صاحب
موصوف مین رونق افروز ہوئے بیٹے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی سسرال مین مہمان ہوئے
تھے اور کانپور سے خرچ ماہواری سرکار شاہی واسطے سفر کے ۱۲ ہزار روپیہ کا ضبط ہوکر نواب
مخدرہ عظمی کے محول ہوا تھا کانپو مین اکثر صاحبان عالیشان مشتاق ملاقات شاہی ہوئے
بلکہ ایک دن لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور بھی تشریف لائے لیکن ملاقات نہوئی نواب صاحب
استقبال کرکے اپنی کوٹھی مین لے گئے اور عذر عدالت مزاج اقدس کیا کہ اکثر کیفیت طرق و
جادہ اعتدال سے منحرف ہوکر رہتی ہے۔

نیلام دواب شاہی اور برطرفی فوج شاہی وغیرہ حالات لکھنؤ

چیف کمشنر نے پہلے کاغذ خرچ کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جایزہ لیا خرچ
سب مجموع تراسی لاکھ روپیہ تنخواہ ملازمین و اقربای شاہی کا مع کارخانجات نکلا سوائے خرچ
ضروریات ذات اقدس و خرید اسباب جدید وغیرہ اور ۸۷ ہزار آدمی سب مجموع ملازم ہر فرقہ
وپیشہ وسپاہ کے تھے چنانچہ بعد برطرفی چہارم فوج زمان خلد منزل فردوس منزل حضرت
جنت مکان کے ۵۲ پلٹن نجیب و تلنگہ اور ساڑھے تین ہزار سوار سوائے ترکسواران سوار و
وجودہ ہزار اہل عملہ شاگرد پیشہ سلطانی اور کچھ کم دو ہزار سپاہی متعلق چبوترہ کوتوالی شہر و ناکجات
اور سات ہزار چوپایہ اور دوسو ہاتھی سوارکی مع کشتی کے اور ایک لاکھ کئی ہزار کبوتر اور
ایکسو سات تیتر اسیطرح اور بہت سی چیزین تھین اور اگر عہد دولت آصفی کا حساب کیجئے تو

اوسکا عشر عشیر بھی نہ تھا دواب جنت آرامگاہ جو متعلق نواب رمضان علی خان کے تھا ۲۔ سو روپے روز کا تھا اور جب جناب عالی نے انتقال کیا سات ہزار راس گھوڑی گھوڑیان ٹانگن ٹٹو تھے اور اس عہد دولت مین دواب یومیہ فقط بارہ سو روپیہ کا رہگیا تھا وہ زائرالدولہ خواجہ مرد تریاکی کے سپرد تھا اوسکے کارندون نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بے خبر محض تھا۔

غرض تمام ممالک ہندوستان مین اشتہار نیلام دواب وغیرہ بقید تاریخ پہونچا خاصہ وہ حال کم قیمتی نیلام کا لکھا نہین جاتا پہلے اچھے ہاتھی سرکار کمپنی کے واسطے علیحدہ کئے گئے باقی بفقدان شہرنے پر ۵ و ہفتات آٹھ نو نمبر ڈال کے مول لیے تھے اور کیسطرح کی حمیت شرافت و یگانگت نہ کی اکثر دلی کے لوگون نے ازراہ تجارت مول لیے تھے اوسکا ستیاناس ہوا فایدہ کا کیا ذکر ہے کچھ گھر سے دنیا پڑا لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر قصاب لکھنؤ نے گاے بیل سرکاری کے لینے مین عذر کیا کہ ہم قدیم سے چوپائے بیرونجات سے خرید لاتے ہین مرزا علی رضا کوتوال نے کئی سو کبوتر شاہی مول لیے تھے حیلے سے کہ انشاء اللہ تعالے بادشاہ کو بعد مراجعت نذر دونگا اکثر ہاتھیون کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑاتے آنسو آنکھون سے بہتے دیکھا اکثر صاحبون کو شبہ آشوب چشم ہوا فیلبان نے کہا ہم تیس برس کے نوکر ہین یہ مثل ہمارے خاک اوڑاتے اور رو دیتے ہین پھر زر نیلام کا حکم دیا کہ اگر مستر دسرکار نہووے تو بعد تین مہینے کے روپیہ لیا جاویگا لیکن ضمانت اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلارام کی کوٹھی مین نیلام اسباب و رمنہ مین نیلام چوپایہ ہو رہا تھا مقام عبرت تھا۔

چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے فرمایا چوپایہ اور توشکخانے سے جو چیز تحفہ و کمیاب ہو نیلام نہونے دو آگے خرچ دواب ایک ہزار کئی سو یومیہ کا تھا اب قریب نوے روپیہ یومیہ کا رہگیا ہے مفتاح الدولہ جب کانپور گئے تھے نواب مخدرہ عظمی نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر ڈالو ہمارے کس مصرف کا ہے غرض کہ اس بقیہ دواب مین دہ گھوڑیان رہ گئی ہین جنکی اصل نسل مین جنت آرامگاہ نے بڑی کوشش سے خانہ زاد بچھیرے پیدا کئے تھے افسران فوج نے اپنے گھوڑی گھوڑیون کا نیلام مین داخل کیا سرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے۔

چنانچہ نواب منورالدولہ کانپور مین ایک شخص نے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپے کا

مول لیکر ایک صاحب کے پاس بھیجا بہت پسند کیا ہزار روپیہ ادسکی قیمت دینے لگا اوسوقت نواب نے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیجدیا اور کیفیت نیلام سے آگاہ کیا بلکہ گواہ کیا کہ ایسے نایاب گھوڑے مثل مال غنیمت کوڑیون پر نیلام ہوے اسیطرحسے اور اسباب کمیاب کا نیلام حکم سرکار سے ہوا۔

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا کہ اگر اس سے زیادہ حساب سے نکلیگا سرکار شاہی سے مجرا لیا جاوےگا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو ہمین اختیار ہے پس ہر رسالہ اور پلٹن کا پہلے جائزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جسے سرکار کمپنی کی نوکری منظور ہو اور قابل محنت ومشقت کے ہو اختیار کرے اوسوقت دوصفین علیحدہ ہوجاتی تھین بہت کم ایسے نکلے جو تنخواہ برطرفی لیکر چپکے اپنے گھر چلے گئے کئی متصدیون کی اس تقسیم تنخواہ مین خوب بن پڑی ہرچند سرکار نے اسنے پہلے ایک اقرارنامہ بجرم سنگین لیلیا مگر بہرصورت انھون نے اپنا کام کیا اور سپاہ مین جنسے تیس برس سے زیادہ نوکری کی تھی اوسے پنشن ملی باقی انعام ایک مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور سپاہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضرب لے لیے اور وردی سرکاری راجہ ٹھاکر سنگہ کپتان تربیدی کا کچھ تصرف تنخواہ سپاہ ثابت ہوا پابجولان مقید ہوے پھر کچھ دیکر چھوٹے اب گھر مین بیٹھے چین کرتے ہین۔

احسن الدولہ دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے گھوڑے نیلام ہوے منجملہ مجموع سوار شاہی اٹھارہ سو سوار چھانٹ کر تین رسالے کیے اونکے افسر انگریز بعقید وردی وقواعد انگریزی حسب دستور اور تین مقام چھاؤنی مقرر ہوے ایکہزار توپ سوتوپ آہنی برنجی خرید لکھا روپیہ منتخب ہوکر علیحدہ ہوتین باقی سب کو بیکار سمجھکر چرخ سے گرا کر گولی آہنی وغباری دس آنے سیر بازار مین بکے ہزارہا من باروت پانی مین نکمی جانکر بہادی۔

مرزا علی رضا بیگ کوتوال کے سپاہیونکو حکم ہوا نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین حاضر ہو تقریبا چارسو مسلح حاضر ہوے اوسکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہنیر صاحب میجر کارنگی صاحب سمسن صاحب کو ہاتھیون پر لے آئے ہم کیمپ تلنگہ دو ضرب توپ جلوہ خانہ امام باڑے مین لائے اور اوسیوقت پلٹن حسین آباد اور چھاؤنی منڈیاؤن سے اور کوتوالی چوک سے طیار ہوتی تھی

پہلے سپاہیوں کو حکم دیا تین صف باندھکر روبرو کمپنی کھڑے ہو وہ ہمارے کھڑے ہو گئے
مگر روح قالب سے سب کی نکلی کہ یہ تقسیم تنخواہ ہے یا قربان گاہ افسرون نے حکمدیا کمپنی بندوق
کو بھرے کارنیگی صاحب نے کوتوال کے ساتھ سپاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھدو پھر تنخواہ لو وگرنہ ہم تم
سبکو ابھی اوڑا دینگے کوتوال نے عرض کی حضور تھوڑا توقف کرین اور سپاہ سے بمنت اپنی
پگڑی اوتار کر کہا واسطے خدا کے میری عزت تمہارے ہاتھ ہے تمنے میرے باپ کے وقت سے
نمک کھایا ہے اپنے ہتھیار حوالہ کردو یہ کہکر تلوار اپنی پہلے صاحب کو دی اور رونے لگے جب
یہ حال سپاہ نے دیکھا سبھون نے اپنے ہتھیار دیدیے باقی جتنے رہے خوف جان سے مسافرخانہ
کی دیوار سے کود سے اکثرون کے ہاتھ اکثرون کے پانون ٹوٹے اکثر مجروح ہو سیدھے اپنے
گھر پہونچے تنخواہ سے ہاتھ اوٹھایا یہ فقرہ کوتوال صاحب کا خود تراش تھا کوتوال صاحب سپاہ کی
تنخواہ خود نوشجان کرچکے تھے سرکار مین پہلے کہدیا کہ یہ سپاہی برسر فساد ہو رہی ہین یہ حیلہ و فساد
سب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد و بیداد شروع کی کہ سرکار سے تنخواہ دو مہینے کی اور
انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چھ مہینے سے ۱۲ مہینے تک کی جا ہے خیالخیر ہر
کے تلنگون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور رسجال بھی رہے ہمنے کون سی عدول حکمی سرکار کی
ہے جو اپنے اصل حق سے محروم رہے جاتے ہین پھر افسرون نے چاہا عرض کرین کہ آیا دستور
سرکار یہی ہو کہ بروقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر تفنگ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے بلائین
کوتوال نے منع کیا کہ زنہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کارنیگی صاحب نے کوتوال کو نقطہ
اونکی تلوار و دیگر اور سپاہ کے ہتھیار لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایک ساعت
بعد یہ سپاہی اپنے مقام پر چلے جائین قربانی جگناتھ سنگھ کمان افسر تھانہ حیدر گنج تحریر
کیا وجہ اسکی یہ تھی کہ تنخواہ جو آپ کھا گئے تھے وہ روپیہ ماہواری تنخواہ کوتوالی کی تھی اپنی
تنخواہ جو و جرمانہ سرکار مین جاتی تھی اونکی اوذکی قبلہ وفات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور چوری
یہ تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے۔
دوسری صبحکو ہر کمان افسر تھانہ کو حکم کوتوال پہونچا کہ حسب الحکم صاحب تم اپنے بستر اوٹھاکر
چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلا ہو کر مدت معینہ مین رہو گے جگناتھ سنگھ کمان افسر تھانہ حیدر گنج نے سر اسیمگی

کوتوال کو عرضی کی حکم ہوا کہ جو کچھ حکم دیا ہی وہی کافی ہی اور حضور صاحب مین یہ ظاہر کیا کہ سپاہی سب تھانے شہر کے خالی کر کے چلے گئے اس فریب سے سراسر سرکشی و تمردی غریب سپاہیون کی ثابت ہو جاے غرض پانچ تین دن تک تھانے خالی رہے پھر وہ فدیہ نادر حسین اور تلنگے میر فدا حسین کے اکثر مقام پر آ گئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا

بعد ہفتہ عشرے محمود خان کوتوال لاہور ساکن نجیب آباد کنگ مرزا علی رضا مقرر ہوئے دس تھانے شہر مین مقرر ہوے تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور جمعدار چودہ سو برقنداز و چوکیدار اور چار روپیہ تنخواہ کے نوکر ہوئے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا قواعد کرین اور صبح و شام طیار رہا کرین منجملہ عمارات شاہی جلوہ خانہ پہلو سے بیلی گارد برابر کر کے صحن وسیع کر دیا اور دولتخانہ قدیم نواب آصف الدولہ مین چھاونی توپخانہ و میگزین رکھا اور دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے اصطبل مین گورہ بارک اور فیلخانہ قدیم جسمین خاص ہاتھی سواری کے رہتے تھے استبان بنایا اور دونون دروازہ حضرت گنج مملوکہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو وسعت شارع عام کے واسطے توڑ ڈالا جب بیگم صاحبہ نے چیف کمشنر سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی

صاحبان حکام عالیشان نے چاہا کہ ممالک محروسہ کی توپین جو شہین تھین بیکار کر کے تحت فی النار کر دین بارود کو نکمی سمجھکر پانی مین بہا دیا ممالک محروسہ مین تھانے ہوئے اکثر عمال تحصیلدار شاہی بدستور بحال رہے بہت سے نئے نوکر ہوے مگر بیرونجات کے بہت ملازم ہوئے اقساط ممالک محروسہ بارہ کین اور جسمین سے ساڑھے چار ۷ فروری سنہ ۱۸۵۶ء تک مال بادشاہی باقی مال سرکار رہا حالانکہ معمول دس قسط کا تھا۔

فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ بے اسلحہ حاضر ہو کر تنخواہ لے از روی مواجبہ تخشیدون کے اور فوج انگریزی طیار رہی باوصف صورت فساد پیدا ہوا اکثر جا چھاونیون مین سپاہ کا اسباب لٹ گیا زمیندار تعلقدار و نکو حکم محکم ہوا کہ اپنی فوج برطرف کر دو قلعہ گڈھی خاک مین ملا دو اسلحہ حربی توپ بندوق وغیرہ کو دور کر راجہ تلسی پور نے کچھ تمردی کی تھی گرفتار رہوا راجہ مانسنگھ بجہت زرباقی سرکار ۳۵۰۰۰ ہزار کچھ دنون روپوش ہو کر بنارس اپنی بھائی کے پاس تدبیر ہو مین گئی وہان سے کلکتے گئے باخدا و نفر بیراگی ننگر بافہ مین تتار لیے در شاہی پہ پہونچی مرزا قربان بیگ

سوار کا پہرہ تھا اونھون نے بھیجا نا مگر اکرم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک گئے ناکام پھر آئے اور بادشاہ نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اس طرح سے آئے ہم تک آنے نہ دو۔

فی الحقیقت بادشاہ کے انکار مین کچھ شبہہ نہین اگر کچھ خلاف سرکار منظور رہتا تو لکھنو سے اوسکی صورت ہو سکتی تھی نہ یہ کہ کلکتہ مین اور اخر ایسے توہمات سے قلعہ مین سرکار نے رکھا تھا باقی زمیندار سب سر حساب ہو گئے ملک و املاک و دیہات زمینداری جنسے بجبر لی تھی اوسکے بعد تحقیقات اونکے وارثون کو ملی مگر راجہ مذکور بڑے صاحب نصیب خوش اقبال تھے ہمیشہ خیر خواہ سرکار رہے با عزت رہے۔

ہرکارا خبار یک قلم موقوف خبر رسانی ہر گھر محول خاکروبون پر رہی سات سو سقہ آبپاشی بازار نوکر ہوا اور خاکروب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کرین۔ کوڑا جمع ہو کر نیلام کیا اسلئے لگا کیسے اور کثافت شہر جمع ہو کر زراعت کے کام آوے اسکا بھی ایک دفتر مقرر ہوا سپرنٹنڈنٹ مجسٹریٹ

شاہزادہ مصطفی علی بہادر بہرام صولت صاحب عالم صاحبزادہ حضرت جنت مکان

قبل از روانگی کانپور ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر ڈاکٹر فیرر اور ایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے ساتھ باجازت بادشاہ سعادت گنج مین شاہزادہ مصطفی علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد ہوئے موافق عادت قدیم ننگے سر تھے ڈاکٹر صاحب پرسان حال ہوئے نبض دیکھی کہا آپکو درد سر اکثر رہتا ہے فرمایا نہین پھر کچھ سوال ہمعنی امتحان کیے ہر ایک کا جواب شافی دیا کہا آپ بہر صورت صحیح و تندرست ہین لیکن اس مکان مین انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی ہوگی اگر چندے قیام چھاونی مین کیجیے تو بہتر ہے فرمایا ہین ۱۴ برس کے عرصے سے اسی قید کا عادی ہو رہا ہون اب مناسب یہی ہے بعد اسکے خرچ یومیہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم نہین شاہزادے نے فرمایا تم وکیل سلطنت ہو معلوم نہین بعد اسکے رخصت ہوے اور کوتوال پر تاکید حفاظت کی چیف کمشنر سے جا کر کیفیت خاص بیان کی۔

دوسرے دن صبحکو کوتوال پیشن لیکر آئے شاہزادہ کو سوار کرکے بڑے امام باڑے کے دروازے پر لائے وہانسے گاڑی پر سوار ہو بنگلہ مندیاون پہونچے کپتان صاحب آسنے کاغذات تشفی

دو لوگی اور امتحان سواد علم لیکر چلے گئے اور اسباب سامان ضروری اور خاصہ طعام کو حکم ہوا بعد دو مہینے کے حکم ہوا اب اپنے مکان کو تشریف لیجائیے اور سو روپئے ماہواری مقرر ہوئے بادشاہ کی سرکار سے ۶۰ روپے ہزار نزرانی ملتے تھے غرض چیف کمشنر نے رپورٹ صدر کیا از روی حق وراثت پدری کہ حسب سرشتہ یہ اکبر اولاد ہین مگر جنت مکان نے حق تلفی کی منظور بحق رسانی چیف کمشنر کو تھا مگر لاٹ صاحب نے منظور نہ کیا ہونا اور کرنا تو یہ تھا پھر کیونکر حق بمرکز قرار رہتا۔

جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیف کمشنر از بسکہ روز و شب مصروف و مہتمم کاروبار سرکار رہے دفعتاً مادہ فالج جانب راست گرا ڈاکٹر صاحب نے تجویز تبدیل ہوا کی اس عرصہ مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل ۲۳ اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۱۷ شعبان ۱۲۷۲ ہجری ۵ بجے شام کو روانہ کلکتہ ہوئے اوسی دن حضور عالم بھی ایکساعت تک خلوت مین حاضر رہے اپنی شکرگزاری بیان کی صحت الدولہ باہر رہے بعد اسکے کچھ اشرفیان بطریق ایمان ہندوستانی حمایل گلو کر کے رخصت ہوے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ ولایت ہوے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل جان صاحب ممبر دوم کونسل واقف امور خبرئی وکلی اودھ روانہ ولایت ہوئے شاید مدت ۵ سالہ کونسل ہو چکی ہوگی۔

عملہ دفتر قدیم رزیڈنسی موقوف ہوا اکثر دن کی حسب دستور پنشن ہوگئی اکثر شہری مفصل مین نوکری کو نہ گئے وگرنہ اضلاع مین بدستور بحال رہتے بلکہ صورت ترقی بھی ہوتی۔

اجارہ افیون ۶۲ ہزار سالانہ پر ہوا افیونی امر عدید معارض ہلاکت مین بڑی سعادتگنج کے ماڑواری سرکار مین دس ہزار روپے نذرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر کا رہیگا اور افیون بدستور بکا کریگی مگر سرکار نے منظور نہ کیا منشا خرافیون کا بجز انقصان ہوا غربا کی دعا کی جہت سے اور اب کل مسکرات اودھ تقریباً ڈیڑھ لاکھ کا محصول آتا ہے۔

بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہونچنا اور سوانحات وغیرہ

راجہ بنارس کی کوٹھی مین خسخانے اور اشیای ضروری پُر تکلف سے آراستہ بادشاہ نے ارشاد

جا میں تکالیف شاقہ اوٹھائی تھیں فی الجملہ صورت راحت مستعار دیکھی دوسری کوٹھی میں جناب عالیہ جرنل صاحب نواب مخدرہ عظمیٰ رونق افروز تھیں تیسرے دن راجہ رائکو اور اونکے بھائی مع مولوی گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا بردوش نواب منورالدولہ کے پاس آئے وہاں سے اونکے ساتھ حاضر ہوے سات تہرا پیشکش ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر رخصت ہوے اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت بحق الطعام سے کریں لیکن بادشاہ نے اسے بروقت انشا راللہ رکھا ہرچند پیشتر سے سامان ضیافت لکڑی گھاس ظروف گلی چار پاے ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جتنی اونکی سرکار میں تھین ہروقت ملازمین شاہی کیواسطے طیار رہتی تھیں کہ جب چاہیں شہر میں سوار ہوکر جائیں اور اور گنتی دار و غہ مہتمم اشیاء ضروری دیوان عام میں حاضر رہتے تھے۔

نواب منورالدولہ ازبسکہ ہمیشہ شایق و مشتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھ مقام چلکیہ میں تشریف لے گئے تھے ہرچند کہ یہ حرکت اس حال میں مضبوحی تھی ایک جوڑی گھوڑی کی بہت تحفہ راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور اونکے حضور قلب نے سے بہت خوش ہوے جبدن تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایک ایک اشرفی نذر اور کئی کشتیان تحفہ بنارس گذرانین دوسرے دن معرفت بشیرالدولہ نواب خاص محل کو نذر پھر جناب عالیہ کو نذر بھیجی۔

پھر برڈ صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس میں شامل ہمارے اقبال پھر آئے شرف ملازمت حاصل کی اور از راہ استصواب جو کلکتہ میں اپنے دوستان خاص اور محرم راز سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشروحاً عرض کیا وہ کسی نے مفصل نہ لکھا خلاصہ بادشاہ ۱۹ - شعبان روز جمعہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۵ - اپریل ۱۸۵۶ء وقت عصر بہ ترتیب دخانی جہاز مگلو پر سوار ہوکے مع شیفہ روانہ کلکتہ نواب مؤیدالدولہ و مخصوصین خاص مقربان شاگرد پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب مجاہدالدولہ باقی اور متعلقان دولت نے کشتی پھر سے کرایہ پر راہی ہوئے جناب عالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی میں پھر ایک دو گھنٹے کے روانہ ہوے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی درہم

ہوگئی ہر ایک اپنے مرکز عالم خسرحا ور سے مثل نبات النعش جدا ہوگیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی بعد طی منازل وسیر وسیاحت راہ روز سلخ ۳۰ شعبان مطابق ۹ مئی مقام رانی گنج مین پہونچا وہان سے ریل پر ۲ ساعت کے عرصے مین کترہ راجہ بردوان کنارہ دریا باغ بیل گاچیا مین اترے ہنگام ورود سواری صاحبات محل کیواسطے قنات سالم کھچی جاتی تھی پالکیون مین سوار ہو بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی تھین بعد اسکے بہ تجویز مصلح السلطان پانسو روپیے کرایہ کی کوٹھری لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور دیا لیکن جب جناب عالیہ نے ناپسند کی کرایہ داخل تصدق راہ ہوا آخر بصلاح مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بردوان موچی کھولہ تین کوس فاصلہ شہر سے ہزار روپیہ کرایہ پر سوا مرمت شکست و ریخت لی۔

مرکب شاہی نے ۷ ماہ مبارک روز سہ شنبہ مطابق ۱۳ مئی شام کو زیر کوٹھی لنگر ڈالا گیا راہ مین جو مصائب اور صدمات روحانی نادیدہ بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور جابجا زمین گیری جہاز اور سندر بن گنگا ساگر کی کنارون سے آناکہ قریب ضلع بنگالہ ہے یہ مدت تحریر دلقریر سے باہر ہین اوسوقت اشتمام مشغفہ کنارے سے جہاز پر جاکر عاطر حضور ہوے فرمایا دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہوگیا ہے یہ سنکر حاضرین رونے لگے اور اونکی بن پڑی بنمون نے سفر لندن اور سمندر سے ڈرا کر نقش کالحجر کر دیا تھا بعد اسکے کپتان جہاز کو خلعت فاخرہ بحکم انعام فرماکر داخل کوٹھی ہوئی۔

تاریخ سفر و سیلہ الظفر

وحیدا این برآورد سال عجیب ۔ کہ نصر من اللہ و فتح قریب

الیضاً ۔ لندن کا سفر یقین مبارک ۱۲۷۲ھ

اسکی تصدیق بر وقت پہونچنے لندن کے ہوئی۔

ہمراہیان لشکر ظفر پیکر بھی انواع و اقسام مصائب سفر نادیدہ مین حالت سفر مین مبتلا تھے کچھ لباس سہرا مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غریق رحمت ہوا چوب خیمہ کے گرنے سے چشم مین زخم بھی پہونچا ایک کشتی خیمہ سرکار کی ڈوبی نواب معظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا بجرہ طوفانی ہوگیا بعد چند روز کے عجب خستہ حالی سے پہونچے خلاصہ ہر شخص کو موافق اوسکی حیثیت کے

نقصان اور صدمہ پہونچا۔

بہت سے صاحبان اولی العزم متمنی سفارت شاہی ہوے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے باغ سبز کا دکھایا یا چاپ پیٹرسن صاحب منجملہ ناموران صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تحریر تقریر میں بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی پھر نہ ٹھہرے اس عرصہ میں احسان حسین خان ناجار دستہ معظم ہوچکے حسین شیرازی کانپور سے ہجرت کر کے اسی خیال سے آئے خان موصوف نے دیکھا کہ نواب منور الدولہ سے صورت موافقت نہیں ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے رسائی پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ تھی کسواسطے کہ وہ اس فرقہ خاص کی رفتار و کردار سے خوب واقف تھے ہرچند از راہ اپنی قوت یا زوئی شاہ دریں تدبیر بہت سے ہاتھ پانون مارے ان سب کے بعد اولاد علی المعروف بہ جلسا زمنجملہ کمینہ دستور معظم سے دو ہزار روپے زاد راہ لیکر اکرام الدولہ کے سایس کے وسیلے سے نواب خاص محل تک پہونچے سبحان اللہ جہان ایسا مصلح جمع ہوتا ہے پھر کیونکر مفتاح فلاح حاصل ہو ہر شخص کو اپنا فایدہ مقدم نہایت صورت ناکامی کی تھی کیا دربار میں سب کی عقل زایل ہوگئی تھی

مولوی مسیح الدین خان اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقربان سواری خاص کی دیکھی کہ ان صاحبان مفسد دیدہ نے بجائی رت دریائے کلکتہ دیکھکر بحر محیط لندن سے ہاتھ دھو اور خاطر اقدس شاہی میں اپنے خدشے دل کے مرتکز کردیئے اور نواب خاص محل ذو صاحبان منتری کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپے ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا اور منتظر یہ ہوکہ ترباے تقریب سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اپنے پاس سے کرنے یہ طمع و آوازہ نسبت جناب عالیہ و جرنل صاحب تھا اثر بہت شاق و ناگوار گذرا بلکہ صورت خلاف پیدا ہوئی آخر بادشاہ نے تنگ ہوکر یہ خرچ سفینہ خزانہ عامرہ تحویل کنز الدولہ سے مقرر فرمایا نواب خاص محل جو بواسطۂ اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منور الدولہ سے ہوئی تھی اوسکو خلاف ہوئی خان موصوف نے ایک رخنہ بندی تو کی۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے زر معہودہ کے ہوے نا فہمی نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ اگر یہ صاحب جلیل القدر بے سند و اسناد کسی حیلے سے اپنی ولایت جاکر مشہور رہے اسکا جواب

علاج کیا ہوگا آخر ایسی گفتگوی بے ربطات موجب شکستہ دلی صاحب موصوف ہوا پہ رفاہ
امیدوار ایک لاکھ ۳۵ ہزار زر خالص کے ٹھہرے جسکے عوض سے پہ سرکار کمپنی کی نوکری استمراری
سے ہاتھ اوٹھا یا بہزار خرابی مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپے نواب خاص محل نے بابت رسوم سرکاری
کاٹ کر باقی کا سونا کا پونڈ دیا تھا وہ مجرا لیا خلاصہ صاحب ممدوح جہاز پر روانہ ولایت
ہوے صاحب مقدور تھے کچھ محتاج روزگار کمپنی نہ تھے بعد اونکے جانے کے حریفون نے مشہور
کیا کہ صاحب بھاگ گئے حالانکہ اونکی حقیقت شرافت ووفاداری لگے معلوم ہوگی جو سوتھمٹن
میں لندن سے ۶ کوس خاص وعام پر ظاہر دیا۔

اب مشورہ خاص یہ ٹھہرا کہ حضرت کی رونق افروزی سے ابتک حکام گورنمنٹ کی
کوئی پرسان حال نہوا اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی میر باقر علی نواب
منورالدولہ سکریٹر صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جسکا مضمون یہ تھا کہ نا بدولت اس قدر
تالیسان میں مع اقربای قریب اور چند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوف سے ہو بعد برداشت
صعوبات سفر کلکتہ پہونچا بجبری دبے اعتنائی اہالیان سرکار خلاف دستور روابط قدیم سے
سراسر باعث استعجاب وموجب تحیر ہوا

اوسکا جواب یہ ہوا کہ نیازمند کو آپ کی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی وگرنہ تعارف
معمولی مثل سلامی توپ وغیرہ حسب سررشتہ عمل مین آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا۔ لہذا
حکم سلامی دیا جاتا ہے اور سفر لندن کا آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی وپریشان خاطری
سے وطن مالوف سے نکلنا بہ سبب آپ کے التفات فہمایش دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب ہوا
جو حسب تجویز لوسنسن بحکم صاحبان کورٹ آف ڈرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امورات مجوزہ
نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر مین نیازمند کو کچھ مداخلت نہین۔

دوم شوال مطابق ۶ جون مرزا امجد علی خان صاحب صاحبزادی نواب حکیم میر محمد حکیم میر علی
بہ سبب علالت مزاج ناموافقت آب وہوا برخصت داخل لکھنؤ ہوے اب سواے امیر قمر علی کوئی
اور مقربان نواب سے وہان نہین اور جتنے مقدمات ہوتے تھے محول بڑے نواب تھے صاحبان
عالیشان کو رفاقت نواب لشاہی بہت ناگوار تھی کہ ہماری متوسل ہوکر کیون شریک حال ہوے

اسی جہت سے نواب وسکرٹری سے بھی ملاقات نہوئی ہرچند کہ انھون نے چاہا مگر نہ ہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا -

از روی اخبار لندن میل انگریزی معلوم ہوا کہ اہالی کورٹ آف دائرکٹرس نے ایک کاغذ داخل سررشتہ پارلیمنٹ کیا مشتمل حساب قرض ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب سنہ ۱۸۱۶ع سے نہایت سنہ ۱۸۵۵ع تک کہ بہمہ وجوہ مبلغ چار کرور ستر لاکھ ۸۹ ہزار نوے روپیہ بادشاہان اودھ سے بدفعات قرض لیے منجملہ ادسکے ایک کرور بعوض بعضے حدود مفتوحہ ملک نیپال جو بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کرور ۹۳ لاکھ ۸۲ ہزار سات سو ۶۵ روپیہ نقد سودی ہوا یعنی سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کرور اسی لاکھ سات ہزار دوسو ۳۵ روپیہ جو دین شاہ اودھ ذمہ کار کمپنی انگریز بہادر رہا بسبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا ماشاءاللہ

اخبار کلکتہ سے یہ بھی کھلا کہ صاحبان انصاف ولایت متفق الراے ہین کہ بادشاہ لکھنو اپنے ملک مین اختیار کلی رکھتا تھا جو مناسب جانا وہ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسب تھا ور درحالیکہ بادشاہ ہمہ تن اطاعت وموافقت سرکار انگلشیہ مین مطیع ومنقاد رہا اب احکام ضبطی لکھنو کا ہونا اگر سرکار مدعی ہوجاوے تو اسصورت مین ننگ قوم انگریز ہین -

چیف کمشنر جدید کا آنا اور بعض سوانحات

در مہینے سنہ الیہ مطابق ۲ ماہ مبارک سنہ الیہ کالونل کوری جگسن صاحب بہادر ممبر صدر بورڈ آگرہ قائم مقام جنرل اوٹرم صاحب ۸ بجے صبح کو داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے تسلک سلامی ہوئی تکلفات ظاہری دھوم دھام جتنے تھے داخل رزیڈنٹی ہھے وہ سب بادشاہت کی ساتھ گئی

ایک دن چیف کمشنر کپتان ہیز صاحب بر سبیل تفریح قیصر باغ مین تشریف لائے موافق دستور قدیم منتظر نامجان کے رہے کہ جب گاڑی سے اترتے تھے سوار ہوکر داخل باغ ہوتے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تامجان سواری موجود ہے مگر کہار کہان کسواسطے کہ اس دربھی کیا سلطنت کی کوئی خبر یجال نہین رہی حسام الدولہ بھی شریک صحبت ہوے چیف کمشنر نے کہا کہ اسی باغ کو قیصر گڈھ کہتے تھے یہ تو موم سے بھی نرم ہے عرض کی کہ اسے بادشاہ نے محض اپنی

اور بے ترتیب دیکھکر بہت تاسف کیا اور مفتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ حال
بھی کارنیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا کتب خانہ فرح بخش کی الماریون مین تھا
تھا باہر نکلوا کر پھکوا دیا فرمایا اب تم اونھین آراستہ کرکے رکھو عرض کی عملہ اسکا سب
برطرف ہوگیا جنھین ہزار ہا روپیہ کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہوگئے فرمایا کارنیگی صاحب
کو اسقدر زیادتی نچاہیے تھی پھر فرمایا مکان شاہی اسقدر وسیع ہے اگر بہر ملی احتیاج ہو
ہم بھیجدین عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کرینگے

روانگی جناب عالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جناب عالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوے اور کوئی صورت قیام
اطمینان نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوے اور چار و ناچار عزم بالجزم لندن اختیار کیا جانے
کے بہت سے اسباب ہوے اول یہ کہ مداخلت اغیار امور سلطنت مین دوسرے خلاف راے
اراکین تیسرے ناموافقت نواب خاص محل سفر غربت مین چوتھے عبث عبث زیر باری
فرح لا بدیات لینے پاس سے آوارہ وطنی بہرحال لندن جاکر اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام
اقبالہا سے بامید موہوم جب وہ سریر آراے سلطنت برا لعین ہماری سکستہ حالی کو
ملاحظہ فرمائینگی اور وزرا سلطنت رحمدلی سے ازروے انصاف عرض کرینگے بس وہ
کیونکر اپنی جو دہمت سے استرداد سلطنت مین دریغ فرمائینگی۔

غرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضہ لاحقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے
صدمۂ طوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور از راہ مصلحت وقت کہ اگر خدانخواستہ
عرض حال مقبول بارگاہ سلطانیہ نہوئی تو درصورت یاس کلی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ
لطف نرہیگا بظاہر اسمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے یہ سب امور مانع تشریف بری ذات خاص
ہوے۔ چنانچہ ایسا ہی حال نواب مرشد آباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب سے ناکام ہوے
اب ہندوستان کی مراجعت ناگوار ہے ہرچند اونکی مان طلب کرتی ہین نہین آتے اور نہ ایسی
توفیق ہوتی ہے کہ مشاہد مقدسہ کی مجاورت اختیار کرین۔

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہوئے بسبب جوش و خروش شباب جوانی و از راہ اولوالعزمی مستعد سفر و سیلۃ الظفر ہوئے پہلے اپنی مادر گرامی سے عرض حال کیا جب مقبول خاطر مقدسہ نہوا بلکہ حرکت طفلانہ سمجھکر فرمایا کہ اگر بادشاہ تشریف لیجاتی تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمھارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادری سے ارشاد فرمائے مایوس ہوکر نواب کے پاس آئے اپنے راز دلی سے آگاہ کیا نواب ادھین بادشاہ کے پاس لائے مشرحاً عرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد کیا اور ساجد درگاہ الٰہی ہوئے الحمد للہ کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ و توفیق رفیق فہم سلیم سے متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین درست کرو

کرایہ جہاز دودی کلکتہ سے سوئیز تک درجہ اول کا فی کس مع خوراک بارہ سو روپیہ درجۂ دوم کا چار سو مقرر ہوا چنانچہ مسماۃ بنگال جہاز ٹھہرا ایک سو دس آدمی سب ذکور و اناث تجویز ہوئے مولوی محمد مسیح الدین خان سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی منیر رفیع کے تین سو حاجی اکرم حسین شیخ محمد علی واعظ و ذاکر رفیق خاص جرنل صاحب کے دو سو دو ہزار چار سو پیشگی ملے تھے برنڈ صاحب مہتمم جابیس الدولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ واسطے اخراجات قیام ولایت وغیرہ دھرا پائے بیش بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ایک ہار الماس پر جسکا وزن تین سیر سے کم نہ تھا ترباتی مفتاح الدولہ دوسرا ہار یاقوت و زمرد کنگھی پر چۂ الماس جو شال ہدیۂ ولایت مرسلہ حضرت خلد منزل بھی بہت سے مالہ مروارید انگوٹھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہمراہ جناب عالیہ شل سایہ یعنی پیشواز بہت تکلف تیس ہزار روپیہ کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوجہ سواری جناب عالیہ ایک نامہ شاہی متضمن حال خود جناب ملکہ دوران کیواسطے اور مختار نامہ اسور جنرل دکلی سپرد جناب عالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغہ سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد بہادر کے ساتھ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہوگا اور پھر کسیطرح کا خدشہ و خلجان کسی امر کا نرہیگا اور شخص سرحساب رہے گا ورنہ بہت سے خدشونکا احتمال ہوگا نواب نے عذر بیماری و پیری کے آخر بنامی استخارہ ذات اقدس بہ ٹھہری باینکہ قبلہ گاہ حکم سادی آیا پہلے دل ناخواستہ با عذر لیا

الغرض ۱۴ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ء بارہ بجے رات کو جہاز نعام
سوار ہوئیں وقت رخصت عجیب حشر قیامت محل سے برپا ہوا نعرۂ الفراق والوداع مخدرات
اوس پردۂ نشب مین محیط کرۂ عالم ہوا تھا ہر ایک کی آنکھ سے مسلسل دریا اشک دریائے
بھاگیرت بہ رہا تھا اور ہر دل جل بھنکر کباب ہوگیا تھا قرب وجوار کے رہنے والے سب نیند
سے جاگ اوٹھے تھے ہزارہا زن ومرد در دولت پر کھڑا ہوگیا تھا اور گردش دور فلکی اور انقلاب
زمانہ دیکھکر از خود گم ہوگیا تھا کہ ایسا انقلاب کبھی تمام ہندوستان مین کبھی نہین ہوا تھا یہ عورات
عالیہ نژاد شاہی جنھون نے مدت عمر تک صورت دریا نہ دیکھی ہو وہ ایسا دور دراز سفر بحر ذخار سمندر
اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہوتا ہے اور کیونکر کہین کہ اہل انصاف ولایت
ابنر رحم نہ کرینگے خلاصہ اول صبح جہاز نے لنگر اوٹھایا زیر کوٹھی شاہی گذار بادشاہ فرط
بے قراری سے برآمدے مین کھڑے ہوے جنرل صاحب نے ومرزا ولیعہد نے آداب سلام
بادشاہ نے خدا حافظ کہکے رخصت کیا طرفین کو عجب صدمہ روحانی ہوا۔

بعض سوانحات کلکتہ ولکھنؤ وآمد رفت اشخاص مشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلہ شاہی کے ساتھ راہ خشکی سے کلکتہ پہونچے پہلے وہی
قدیہ مسافرین راہ ہوے یعنی دوسرے دن ہیضہ وبائی سے رات کو مر گئے اونکی نعش بیخبری سے رات
بھر پڑی رہی جب مولوی مسیح الدین خان کو خبر ہوئی حمیت اسلام اور اپنے مذہب وملت کی
اہل محلہ کو خبر کرکے دفن کیا اسباب کا طالیقہ کر دیا کوا نعذ اسناد مہری وغیرہ مال سرکار جو انکے
صندوقچی مین تھی میجر برڈ صاحب نے بہت سی رد وقدح کرکے لے لیے انکے بعد شیخ مصاحب علی
خدمتگار قدیم بھی اسی عارضہ سے اونکا ہمبستر ہوا

بندہ علینقی صاحب عنان یا دبارہ بی سلطانی بعد گلو خلاصی خدمات تعلقات اپنے مع امید علی
اور اپنے چھوٹی بھائی کے کلکتہ پہونچا بعد شرف ملازمت حسام الدولہ ومفتاح الدولہ کے باب
مین بہت جھوٹ سچ دل سے بنا کر غرض کیا لیکن چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے چند روز مین
بمیش کلکتہ اوٹھا کر ناکام لکھنؤ آیا چند روز بعد نواب سعید الدولہ کی گاڑی پر اوس کے بعد مہارجہ

مہاراجہ صاحب والی بلرام پور کا نوکر رہا مر گیا۔

۲۹ شوال روز پنجشنبہ مطابق ۲ جولائی حکیم میر علی منشی منصب علی مع لوازمات طلب کار راہی کلکتہ ہوئے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت مزاج سے رہ گئے شہر کے بیباکون نے ایک خطاب ذہنی تراشکر نسبت نواب مشہور کر دیا یعنی افسر الوزرا ناصح الخاقان دبیر الملک وزیر الممالک نواب گورنر جنرل منور الدولہ احمد علیخان بہادر وزیر ہند۔

سید عبد اللہ جائسی مقیم لندن نے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی مقربان بادشاہ کی نظر اقدس سے گذری [illegible] مضمون سے کہ استرداد ممالک شاہی چشمداشت انصاف جناب ملکۂ معظمہ کی یقین واثق ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر شرایط مددات حضور مین بھیجین گے۔ اوسکی منظوری کا آپکو اختیار ہے اسیطرح کی دو تین باتین اپنی گرم بازاری سے بنا کر مندرج کین بادشاہ ذی صلاح الدولہ کے خطاب کی مہر کندہ کروا کر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنؤ سے اوسی ڈاک مین روانہ کیا تھا اور یہ سب بے اصل و بے فروغ تھا۔ لندن مین یہان سے زیادہ کامل و طامع جا کر مقیم ہوئے ہین۔

انکی حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نواسے منشی میر غلام حسین جائسی کے ہین جو رکٹس صاحب کے زمانے مین بسفارش الگزنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر منشی رزیڈنٹی ہوئے تھے ابد اونکے چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن مین باطمینان جا کر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انھین طلب کیا یہ اوسکے اظہار مین لینے خوف آبرو سے تپنچہ مار کر مر گئے پردہ دری سے بچے سید عبد اللہ پہلے محافظ دفتر سفارت کلکتہ تھے بعد ازان کسی طریق سے کسی صاحب کے ساتھ لندن پہونچے وہان کے رئیس از راہ جوہر شناسی علم باعزت پیش آئے صورت معاش بھی بخوبی نکلی بعد چندروز کے بی بی ولایتی سے جو [illegible] کسی پادری کی بیٹی [illegible] کی تھی بہ ایجاب مذہب عیسائی شادی ہوئی کہ واسطے کہ عقد ٹھہری بے اختیار کیے مذہب عیسائی پادری نہ پڑھتے گا اب انقلاب سلطنت [illegible] و خود نمائی و دلخواہی رہا یا نا لک خرو [illegible] سمجھکر یہ صورت پیش کی شاید کہ [illegible] مگر کچھ مفید مطلب نہ ہوا اخبار کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

ایکدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلطان پور نے چیف کمشنر سے عرض کیا کہ ناظم بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر حضوری کے ہین دس سوار بھاگر سلطانپور سے آدینا ناظم سوارون کی آشتی سے لکھنؤ مین پہلے داخل اپنے گھر ہوے جب سوارون نے رپورٹ داخل کیا حکم برطرفی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوے حکم حوالات ہوا پھر حسب سررشتہ مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چند روز تک ڈاکٹر فیر صاحب سے علاج کیا کہ اسی حیلہ علالت سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو حکام ضلع کے پاس جاؤ تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے۔

میر مہدی حسن خان ناظم سلون بہ علت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط جار رہنے کے قید ہوے ہرچند عرض کیا کہ ۷۰ ہزار ارسال سرکار ہوچکے ہین اور رو سے کاغذ دفتر دیوانی دریافت کیجیے اور زرباقی کو قانون گویون سے دریافت کیا جاے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا زمیندارون کے ذمہ ہین آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا رفیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی دن تک متواتر مرزا خورم بخت کے گھر جا کر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایک دن چپراسی نے آکر کہا کہ شاہزادون کے پانون مین ہندوستانی جوتہ نہو سادے چمڑے کے بوٹ پہنکر آدین نا چار بازار سے خرید کر حاضر ہوے کپتان ہیز صاحب نے ملاقات کرکے ایک کاغذ مہر کرنیکو دیکر رخصت کیا۔

چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ لوازمات کو گورنر جنرل کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ بقید مدت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجاے چنانچہ صاحب نے افسران اور پیادہ کیواسطے سو روپیہ کی پنشن کی اکثرون کو ملی باقی امیدوار رہے اس عرصے مین بلوا و فساد ہوگیا یہ سررشتہ درہم برہم ہوگیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اور مدرسین مدرسہ کو بقیہ نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۶ - شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی دخانی اور کئی بجرے سلطانی حسب الطلب بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ و اسباب بیش قیمت روکے گئے بعد تلاشی حکم ہوگیا جب کلکتہ پہونچے اتفاقاً پہلے نظر اقدس و نیز ٹری بہت خوش ہوے

مرست طلب تھی پانچہزار روپیہ دیکر آراست کیا۔
ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباس مین جو اسباب چاندی سونے کا ہے ادسے بھی
ضبط کیجیے نظام الدولہ نے عرض کیا تصرف مال وقف جائز نہین مگر از راہ حکومت اختیار ہے
انکے کہنے سے یہ ستور متعلق سرکار رہا

لارڈ ڈالہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن مین پہونچنا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن پہونچے ۱۴ مئی
۱۸۵۶ء کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق متضبطہ روبرو ۶۰ صاحبان
شوریٰ خاص واسطے تہنیت نواب محتشم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکرگزاری
اونکی شروع کی کہ جو باب انتظام مملکت برطانیہ قبضہ متصرفہ قدیم مین جانب شرق وغرب ہوا
تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی مین بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و
معروف اور نظر فتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح وفیروزی ملک پیگو جو باعث مزید حفاظت
علاج ہوے اور رقیبان باتمام نہ پہونچے یہ طریق پیشینہ می اختیار وقدرت سے باہر تھا جو ہمارے
مکنون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف وسستی و غفلت مغلیہ سے مرشدون کے ہاتھ
آیا تھا بسبب نہ ہونے مستحق وراثت کے بالفعل وہ قبضہ تصرف برطانیہ مین آئی اسیطرح
مملکت سلطنت اودھ جو بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ مین آئی اور وہان ظلمون سے جو مدت درازسے
وہان ہورہی تھی حیات تازہ پائی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران صاحب
نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال تجویز
کیے جو پایۂ قبول و منظور مین پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوے اور یہ سبب عدم ارتکاب
خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص وعام ہوا پس
ان نتیجون سے قطعی خورسندی ممالک باعث تشفی و موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک
کرور پچاس لاکھ پیگو ۲۷ لاکھ محاصل کا تاگپور ۴۱ لاکھ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک کرور
۵۰ لاکھ کا بس یہ مبالغ و محاصل ستارہ اور مقبوضہ حیدرآباد سندھ وغیرہ مجموع چار کرور

۲۳-لاکھہ سالانہ کا ہوتا ہے لیکن اگرچہ بڑے لارڈ موصوف جنگ و جدال ظاہری مین ہوتی افزونی سلطنت
اور انتظام سلطنت اندرونی و نظم و نسق مفید و ترقی کا تھا اور کام سرسبزی تجارت ایسا ہوتا اور
احکام انتظام واسطے حفاظت رعایا کے ظلم سے بچا اونکے ممنون خاطر ہوتے ازین قبیل نہر
گنگ جو اونکے عہد دولت مین جاری ہوتی جسکی ابتدا [illegible] ماہ اپریل سنہ ۱۸۴۲ء سے ہوئی اوسکا
پانی ہزارون میل سے سرسبزی زراعت ہوتا ہے اسیطرح تمام ملک پنجاب مین جسمین کشتیان چہارسو
۶۵ میل کے فاصلے سے آتی ہین ایضاً اور سندھ مین نہرین کھدوائین پل بندھوائے اور بہت
سے کارنمایان اونکے زمانے مین ہوئے اور ہر ہر ڈسٹرکٹ مین کچہریان تحصیل ماحصل کیواسطے مقرر
ہوئین اسیطرح تار برقیہ جو کلکتہ مین سنہ ۱۸۵۳ء مین واسطے سہولت خبررسانی شروع ہوا ایکم فروری سنہ ۱۸۵۵ء
مین اختتام پایا اور تینون پریزیڈنسی باتفاق یکدیگر ۳۰۰۵ میل تک راہ مین گیا اور بہت تخفیف
سے ریل روڈ دخانی جاری ہوئی اور مجموع محاصل ممالک محروسہ تقریباً ۲۶ کرور سے ۳۰ کرور تک
پہونچا اور ترقی اسکول کالج انگریزی شفاخانہ ہندی وغیرہ کی ہوئی خلاصہ اوس طریق سے
مصروف و متوجہ کاروبار سخت و دشوار کے رہے جو دوسرے سے اس بیدار مغزی سے مشکل
معلوم ہوتے —

غرض بعد قیل و قال وظیفہ پنشن پچاس ہزار سالانہ لارڈ موصوف کیواسطے مقرر ہوا اگرچہ
رای اکثر صاحبان شوری کی اسکے خلاف تھی مگر تقدیر پنشن سرکار کمپنی نے اپنے انصاف و
قدردانی سے مقرر کیا —

روانگی حضور عالم لکھنؤ سے سمت کلکتہ اور معاودت نواب منور الدولہ

مثل مشہور ہے آب آمد تیمم برخاست بعد روانگی قافلہ لندن نواب منور الدولہ کیطرف سے
جو خاطر اقدس مین جگہ تھی وہ صورت نرہی اور بہادر موصوف بھی رنگ صحبت حاضرین و ناموافقت
نواب خاص محل سے اور شکستگی چشمداشت گورنمنٹ سے اگرچہ پردۂ خفی مین تھی اور ناموافقت آب و
ہوا سے یہ سب عذرات مقبول کیے ہوئے خیرخواہ حضور عالم جو اپنی گھات مین تھے وقت
پاکر سخن سازی شروع کی دوسرے حضرات لکھنؤ کی بموافقت نواب خاص محل سے جب سے ابتدا

ابتدا مین موافقت تھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب دن دیتے تھے جب عرائض ہوا خواہون کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی حسن سامہت بنا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشعر بے قراری مفارقت قدم مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گذری اوسپر اشک رحمت دیدۂ حق بین سے ٹپکے بعد اسکے ایک دن امام خان کا بھی سامنا ہو گیا غرض شقہ خاص طلب حضور عالم صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین رفقائے خاص درخاگردپیشہ کو تنخواہ پیشگی دی اور اسباب ضروری چھکڑون پر بار کرکے مع اعظم علی ایجنٹ روانہ کانپور کیا۔

حضور عالم نے چیف کمشنر سے کئی مرتبہ رخصت طلب کی اور شقہ خاص بادشاہی دکھایا منظور نہ کیا آخر نواب نے نواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم محکم باب عدم مزاحمت سفر صادر ہوا بعد اجازت پھر بنائے سفر باستخارۂ ایمانی پر کسی گئی خلاصہ ۱۲۔ تاریخ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۵ جولائی حضور عالم مع عیال و لواحقین و ملازمین و رفیقان سفر ۹ گاڑی ڈاک اسپی و ۲۰ کرانچی بیل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و پشمینہ وغیرہ ظروف مصرف وخادمان اناثیہ بعد نصف شب روانہ ہوے

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفقا و ملازمین در دولت پر حاضر ہوے حضور خود مہتمم سواری پردگیان عصمت ہوے ایک گاڑی مین چار سواریان زنانی جب سوار ہو چکتی تھین ایک رفیق گاڑی کی چھت پر باسلحہ بیٹھتا تھا بعد اسکے خود بدولت گاڑی چار اسپہ پر سوار ہوے نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر بمقتضائے قرابت قریبہ تا کہ چار باغ ہم پہلو تھے شہر کے شہدون نے شام سے دروازے پر ہجوم کیا تھا پچاس روپیہ مرحمت ہوے کہ آپسمین تقسیم کر لو وقت سواری کے شور و غل نہ مچانا کچھ منہ سے کلمات بیہودہ نہ کہنا لیکن یہ حریص کب ماننے تھے تا کہ شہر تک بازارمین غل دمک پھیلے ہوے تھے اور شہر کے سب لفنگے تماشا بین سر راہ کوٹھون پر منتظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہدے کب اپنی زبان طعن و تشنیع سے باز رہ سکتے تھے غرض جو جو اونہون نے سنوایا سب سنا جب کنار گھاٹ دریائے گنگ پہ قافلہ پہونچا

چڑھا ہوا تھا تا بشام اوس پار قافلہ پہونچا

کانپور مین مہمان نظام الدولہ ہوے بعد دو تین دن کے سامان برسات درست کرکے الہ آباد کو چلے راہ فتحپور مین ڈپٹی لکھنؤ کے تھے دعوت کی بقول زبان عوام وہان بھی مبذول ہوئی راہ مین درختون پر چڑھا ہوا جو کچھ کہنا تھا کہا الہ آباد کے چوک مین اترے مظفر حسینخان کے کارندے نے حسب الحکم خانسامان بخوبی سرانجام دعوت کیا مشقت و تعب راہ سے بیگم صاحبہ علیل ہوگئی تھین دوسری حویلی مین نقل مکان کیا بعد ایک ہفتہ کے پانچہزار پانسو روپیہ پر جہاز دخانی کا کرایہ دیکر روانہ کلکتہ ہوے جب بنارس پہونچے جہاز نے لنگر کیا مہاراج آغا علی خان ناظم کے گھاٹ پر منتظر تشریف آوری تھے کشتیان مشروع گلبدن مطبوع حضور گذرانے بیٹے نواب اکرام الدولہ کے کئی مہینے سے اپنی سسرال مین تھے چاہتے تھے کشتی پر سوار ہوکر آوین نواب نے منع کیا کہ رات ہے دریا چڑھا ہے نہ آوین پھر بنارس سے ہگلی تک بسبب برسات و طغیانی دریا اور تلاطم جہاز سے صاحبات محل کو بڑی تکلیف ہوئی یا کہا یا کہ کسیصورت سے راہ خشکی سے جائین ممکن نہوا ناچار خوف و بیم مین کاٹا جب ہوگلی پہونچے کپتان جہاز کو خلعت و انعام دیا اور پانسو روپیہ لنگر کے دیے جو زمین گیر ہوکر نہ نکلا تھا۔

خلاصہ ۲۹ جولائی صبحکو کلکتہ سے گذر کر زیر کوٹھی خاقانی لنگر کیا اوسوقت دستور معظم پابوسی بادشاہ سے مشرف ہوے بدستور قدیم مرحمت خسروانی ہوئی جو موجب فخر تفاخر حاضرین ہوا۔ حاضر الوقت خوانین کنبوہ بھی حاضر ہوے صاحبات عصمت مآب داخل محلسرائے سلطانی ہوے مقربان خاقان جو افسردگی خاطر اور تسلط منورالدولہ سے حالت ضیق مین تھے مثل گل خندان و شاداب ہوکر پھر وہی چہچہے ہونے لگے۔

نواب منورالدولہ مشیر سے برخاستہ خاطر اور مستعد روانگی وطن مالوف ہورہے تھے عرضداشت متضمن تمارض آب و ہوائے کلکتہ منشی مظہر علی نے نظر انور سے گذرانی بظاہر کلمات تشفی ارشاد کیے لیکن برخاستہ خاطر جانکر مرضی پر دستخط فرمایا اوسوقت منورالدولہ حاضر ہوے اشرفی ایمانی بازوے مبارک پر باندھکر رخصت ہوے اوسیوقت حضور عالم سے بھی کچھ شکوہ شکایت ہوئی۔

غرض بعد طے مسافت راہ بنارس مین راجہ صاحب کی کوٹھی مین اترے ایام عشرہ محرم وہین

وہین مجلس عزا برپا کی بعد سوم کانپور آئے وہان سے ۲۶ محرم روز شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۸۵۶ء
داخل دولتسرا شہرہ ہوئے اسکی صبح کو ڈاکٹر فیر صاحب کی ملاقات کو گئے ارکان دولت شاہی
جو لکھنؤ مین تھے باری باری جا کر حاضر ہوے۔

نواب اکرام الدولہ کانپور سے بمقابلہ حساب علاقہ حضور تفصیل لکھنؤ آئے تھے بعد مواجہ حساب
تین ہزار روپیہ عین المال انکے ذمہ نکلا ڈپٹی کمشنر سے دو مہینے کی رخصت لیکر ڈاک مین کلکتہ
گئے بادشاہ نے از راہ مرحمت خسروانی وہ روپیہ معاف فرمایا جب لکھنؤ آئے کاغذ دستخطی
دکھا کر نجات پائی نہار [illegible] عقد شرعی اپنے دونون بیٹون کے نواب امین الدولہ کی بیٹیون
سے کیے منور الدولہ [illegible] اخلاص دلی ہوگیا تھا ملاقات ہوئی او سیدن راجہ سے بھی
انکی ملاقات ہوئی پھر لکھنؤ آنے۔

۱۷ شہر ذیقعدہ روز یکشنبہ مطابق ۲۰ جولائی قرالعین مرزا ولیعہد کسی صاحبات
خاص سے لکھنؤ مین پیدا ہوا قمر دلو آفتاب سرطان مریخ میزان عطارد سرطان زہرہ
اسد مشتری حوت زحل جوزا راس حمل ذنب میزان نحیتر دھنشٹھہ جوگ ایسمان
احتراق زہرہ وشمس [illegible] نواب خاص محل نے بروقت روانگی براتی خانم صاحبہ
اپنی مان کو کچھ روپیہ دیا تھا کہ بوقت ضرورت اسے صرف کرنا۔

زائچہ مولود بحساب اہل نجیم

جوزا زحل	سرطان	اسد زہرہ
ثور	آفتاب زہرہ	سنبلہ
حمل راس		میزان مریخ ذنب
حوت مشتری	جدی	عقرب
	دلو قمر	قوس

۲۶ اگست کو میجر کارنیگی صاحب و دتمان کوتوال نے شہر مین جا بجا پہرے حفاظت عشرۂ
محرم کو بٹھائی امام باڑہ آغا باقر خان درگاہ حضرت عباس علیہ السلام مین حکم دیا کہ مجالس

بدستور رہے لیکن تبرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہوتا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کریگا
مجرم سرکار ہوگا اور کسیکے ہاتھ مین لکڑی بھی نہو دوسرے دن ضعیف اور بڈھون پر رحم کھاکر
اجازت دی اور اہل سنت جمع ہوکر شیعون کے امام باڑے مین نجائین اور ہر گھر مین طریق
عزا بدستور رہے ۔

سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر اور کارنگی صاحب نے کئی دن بیشتر مرزا علی رضا کوتوال قدیم سے
کہا کہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرد انھون نے عذر کیا اور اپنے علاقہ
دریاباد کو چلے گئے حکام نے موافق حکم جنٹ عشرے کا انتظام کیا ۔

امراے لکھنؤ جو کلکتہ مین تھے اپنے گھر لکھ بھیجا کہ تعزیہ داری و مجلس بیرونی موقوف
زمانہ مین موافق رسم کے بجا لانا ۔ شرف الدولہ غلام رضا خان نے کاظمین کی تیاری روشنی
وغیرہ بدستور کی میلہ سورج کنڈ جو ہر محرم کو ہوا کرتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اس جہت
سے کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور کے موافق زمان شاہی دی چیف کمشنر نے اوسی منظور
فرمایا کہ موجب شکستہ دلی رعایاے شہر نہو دوسری محرم کو مطابق ۳ ستمبر سامان ضیافت
صاحبان عالیشان باہتمام مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان مہتمم امام باڑہ حسین آباد
اور محمد نیاہ آتشبازی ہوا ارباب نشاط بسبب عشرۂ محرم کے معذور رہے لیکن کتھک ہنود
حاضر ہوے امراے لکھنؤ بھی بہت حاضر تھے ۔

ایام عشرہ بہرصورت عافیت مین گذرا لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباس
مین موافق معمول کئی سو آدمی حلقہ زن ہوکر صحن مین صبح تک منتظر علم نکلنے کے رہکر سینہ زنی
کرتے تھے ناگاہ کسی گدئیدے نے باہر کار دین خبر کی کہ آج رات کو کئی محلے سے لوگ جمع ہوکر بہانہ
زیارت علم چاہتے ہین کہ یہان آکر شہر مین بلوہ کردین اس جہت سے بڑا خوف منشی گنج کی
لوگون سے تھا رات بھر سارا دو رتیخانہ گھرا رہا بڑا بندوبست غرباے مومنین اپنے تعزیہ
خانے مین خائف رہے برقندازون نے درگاہ مین بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن مین ناتم گرد
جب چلی آدمی دو سر غول باہر کے جاوے اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہوکر علم کے ساتھ آئے چاہا کہ سب داخل
صحن درگاہ ہون تھانہ دار نے خبری سمجھا یا جب سینہ زنی کرنے جانیکا قصد کیا زیر تفنگ لیا سبکو باہر نکالدیا

مرزا برجیس قدر



Mirza Birjis Quader,

بہرصورت حسب معمول علم دو گھڑی رات رہی باہر نکالنے تھے نہ نکالا

روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تعزیے فقط میر خدا بخش کی کربلا میں جا دین اگر دوسری کربلا مین لیجائین گے شاید بخوبی انتظام نہو سکے اور بازار مین خلاف مثل میلہ جنبر لگتی تھی عملداری شاہی مین یہ صورت نہوتی تھی اور کسینے سرکار مین ایسے امور کی اطلاع بھی نہ کی ورنہ عجب نہ تھا اسکا انتظام بھی ہوجاتا اسی جہت سے ہزارہا مومنین نے بعد دفن تعزیہ اپنے گھر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گوئندے نے کارنیگی صاحب جنرل کو مع کوتوال شہر میر محمود حسینخان کمیدان براونیشی حضور عالم کے گھر مین چلانے اسلحہ جب جو انھون نے بخوف آبرو کنوئین مین ڈالدیئے تھے سب نکلوا کر لے گئے اور ایک اقرارنامہ بھی نسبی احتیاطاً لکھوا لیا آگ دکی ٹوپیان کے سپاہی کی لگائی ہوئی تھی

۱۰ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ اپریل کارنیگی صاحب کپتان ہیز صاحب دو کمپنی لیکر آئے نواب محسن الدولہ کا گھر گھیر لیا اور ایک کاغذ جعلی بہ علت اتہام بلوائی شہر نواب کو دیا۔

دوسرے دن ہم صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئے اظہار حال کیا اور بہرصورت رفع غلطیان صاحب کیا کہ مین کبھی مدعی سلطنت کا تھا اور نہ ہون ہر خبر کا ایک قرینہ ہوتا ہے آپ خوب دریافت کیجیے اور یہ تعدادات لاطائل ہے کچھ کیا فائدہ تھا جو عبث عبث اپنی عافیت تنگ کرتا غرض ۶ رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت ہر صاحب غیرت یہ آشوب تازہ دیکھکر اپنی عزت کو ڈرتا تھا ایک تو تعطل روزی معاش سے نہایت تنگ تھی دوسرے نیرنگی آشوب سے کچھ نہ بن پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے ''

باب تیسرا

ہنگامہ فساد عظیم بلوائی عوام ہندوستان و مقدمات نماص بغاوت نمک حرامان سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست پایدار اجماعی مرزا برجیس قدر وغیرہ

خلاصہ اکنون سخن از کوب دیلا گویم دگر یم۔ جب خبر وحشت اثر فساد فوج کمپ میرٹ و ہنگامہ فساد شاہجہان آباد الجنٹ نواب گورنر جنرل سرہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودھ کو

پہونچی روز شنبہ ۱۲ - ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۳ھ کپتان ہنیر صاحب کارنگی صاحب کوتوال شہر
مع برقنداز سعادت گنج گئے اور نواب مصطفی علی خان کو فینس مین سوار نواب آصف الدولہ کے
امام باڑے مین لیگئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ مچھی بھون کیا کسواسطے کہ اس مکان کو مرزا خورم بخت
بہادر سے لیکر مثل قلعہ آراستہ کیا تھا اور ۲۰ ہزار روپیہ بعلت مکان اونھین دیے
تھے اور غربا سے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو مسمار کردیا تھا جابجا توپین لگائی تھین
دو توپین بہت بڑی زیر قلعہ گومتی کے پل پر نصب کی تھین حسن باغ ملوکہ نواب محسن الدولہ
باجازت اونکے لیکر ہموار کیا تھا امرا ے شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سپاہی اپنی حفاظت کو نوکر
رکھلو مچھی بھون نے تعمیل حکم کیا لیکن شہر مین بنظر مردم جنگ نادیدہ ایک تلاطم پڑ گیا تھا غربای شہر بسبب
اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی و بیکاری کو بھول گئے اور گرانی غلہ سے زیادہ تر موجب بلا
ہوگیا تھا کسواسطے کہ ہر قسم کا غلہ اور سامان جنگ لاکھون روپیہ کا قلعہ مچھی بھون مین جمع ہو کر غار
او رکھتی کھود کر رکھا گیا تھا اور زمین نقب و سرنگ کھود کر جابجا پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے
اس خیال سے کہ بروقت غلبہ دشمن انمین آگ دیدینگے نواب سرفراز محل ممتاز محل بیگم
محلے سے اوٹھکر شہر مین بکرایہ جاکر رہی تھین اولاد صاحبات محل نواب آصف الدولہ زرد محل
وغیرہ سے اوٹھکر شہر مین رہی تھین دو دن مین ٹیلیگراف کو مچھی بھون کے کوٹھے بالندر پر لگایا تھا کہ فوج
بیرون کا حال داخلہ معلوم ہو ۳۵ - لاکھ روپیہ خزانہ بیلی گارد سے مچھی بھون مین رکھا تھا صاحبان
عالیشان مع عیال و اطفال گورہ اور برقنداز نوابی اور ہندوستانی گولہ انداز نو ملازم و اکثر
قدیم ملازم شاہی پانچہزار سے زیادہ جمع ہوے مچھی بھون کی نہر سے پانی بھر دیا لیکن قرب دریا
اور رطوبت زمین سے انبار غلہ و اجناس و بارود خراب ہوگئی اس جہت سے ہزار ہا روپیہ کا
نقصان ہوا آخر خزانہ کو وہان سے بیلی گارد مین لے گئے ۔

چیف کمشنر نے کوٹھی ریزیڈنسی و اطراف و جوانب بیلی گارد کی جتنی کوٹھیان تھین سب کے گرد
دھس باندھکر مثل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپین نصب کین اور دور تک جتنے مکان سامنے
تھے سب مسمار کردیا اور درخت سامنے کے سب کٹوا ڈالے اور سب صاحبان عالیشان نے
مع بیان اطفال ملازمین متوسلین کے وہین مقام امن سمجھکر پناہ لی اور گرد ہر کوٹھی کے نقب دیکر

بیسے بارگ کے رکھوا دیے تھے جیمہ سو تین گورے جنگی چار سو دو صاحب اور اسیقدر ربیبان و
اطفال شاگرد پیشہ زندی مرد تھے اسلحہ حرب ہر قسم کا کوٹھہ شاہی سے نکلوا کر عموماً سبکو تقسیم
کر دیا صاحبات دفتر بھی اسلحہ باندھے تھے قواعد کرتے تھے ہر صاحب محکمہ داخل حصن حصین تھا کچہریان
سواے فوجداری سب بند چیف کمشنر کرنیل و بیر اور کئی افسر چھاؤنی منڈیاون مین رات کو
رہتے تھے علیہ آرا مرناخت فوج باغی نمک حرام دمبدم پہونچتا تھا

ایکدن چیف کمشنر و کمانڈر فوج نے ہندوستانی افسرونکو بلوایا اور بکمال عطوفت و تحمل سے
سبطرح کے نشیب و فراز و حقوق پرورش سرکار اور اونکا ادنی مرتبے سے درجہ اعلی پر پہونچ
سمجھایا کہ اگر سرکار کی روزگار سے تنگ ہوے ہو تو تنخواہ لو بلکہ اسلحہ حربی جو تمھارے پاس
ہے لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ہرگز سرکار تمسے کسیطرحکا مواخذہ نہ کریگی لیکن اون باغی اور سنگدلون
نے کسیطرح نمانا ایسا سب پر تسلط شیطان ہوگیا تھا اور سبب نے بالطلب کچھ نسمجھے ہر چند اہل
شہر من اپنے زعم ناقص مین بہت سے وارث ظاہری ریاست تجویز کیے اور ہمت سے ہاتھ پاؤن
مارے لیکن کسیکی جرأت نہ پڑی لیسے توہمات سے سرکار نے کئی وارث شخصہ کو احتیاطاً
اپنی حفاظت مین رکھا تھا فی الحقیقت یہ اونپر احسان کیا تھا اگر باہر رہتے اور فوج باغی کے
دم مین آجاتے تو اونکا بھی حال مثل بہادر شاہ یا امراے دلی ہوتا تھا عجیب و غریب معرکہ تحیر افزا
عالم آرا دپیش ہوا تھا بس معلوم ہوا جسوقت ایسا اتفاق اور سب یکدل ہو جائینگے پھر کسی
سے کچھ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا پر ہے جیسی اوسکی مصلحت ہوگی۔

فساد چھاؤنی منڈیاون رجمنٹ ۱۳-۴۸-۷۱-۷ رسالہ ترک سوم

غرض جب حکام عالیشان نظم و نسق شہر و استحکام قلعہ اے جدید و قصر و غیرہ سے مطمئن
ہر چند فوج باغی و نمکحرام کو منتہا کے نصیحت و پند سے بشفقت سمجھایا کچھ اثر نہوا بلکہ ساعت بساعت شعلہ
آتش فساد تمام ممالک مغربی و ہندوستان مین پھیلا آخر ۷ تاریخ شب شوال مطابق ۳۰ مئی ۱۸۵۷ع
۸ بجے تھوڑی سی فوج گورہ و سوار پنجابی کو حکم تاخت ملا کہ دفعتہ مع اسلحہ حرب کے کوٹھون پہ
جا پہونچ ناسپاہ بدیت [illegible] لیکن بمجرد دیکھنے فوج کے تلنگا خبر دار ہوشیار

ہوگئے اور بندوقین لیکر مقابل توپ کے ہوے جب توپ چلی بموافق قواعد کے زمین پر لیٹ گئے توپ
پر جا پڑا اور طرفین سے گولے چلنے لگے ۔ ساتوین رسالہ کے دو سو سوار بھی انکے شریک ہوگئے
برگیڈیر ہانڈسن کو نپ اوسوقت بھی کس شفقت پدری سے ان نامردون کو سمجھاتے تھے کہ
اب بھی تم اپنی حرکت ناشایستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پرورش کو دیکھو اپنی قدر
عزت بچاؤ تو ایک نامرد نے نہ سنا آخر گولی ماری زمین پر گرے بعد ایک ساعت کے دو تین
اور صاحب بھی مجروح ہوے بھی بھون مین پھر آئے چیف کمشنر اوسوقت گرچہ چھاؤنی
مین گھر نے ہوے تھے خدا نے اپنے گھر کی برکت سے گولے سے بچایا لکھنؤ تشریف لائے
اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پھیلے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب
انبگلے جلے اسباب بنگلون کا لوٹا اس لوٹ مین وہان کی رعایا بھی شریک ہوگئی تین ساعت
ہنگامہ رہا اور دو پٹالن تلیار ہوکر فقط تماشا دیکھا کین اس پلٹن کے شریک مقابلہ نہ تین حصہ
جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین پیشتر سے قسمیہ ہوچکی تھی کہ تین سو سوار بیرون شہر ناکہ چاند گنج
سے ہوتے ہوئے اور ان باغیون پر جا پڑے یہان تک کہ وہ سب سراسیمہ ہوکر بدحواس قیام الدولہ
بنر حنیا بخشی کے تالاب پہونچے جہان تک طاقت رہی بھاگے چلے گئے پیچھے پھر کر نہ دیکھا تو مین رستے
مین چل نہ سکین رنگین اور خرانہ جتنا کوٹھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کرانے تو سدان بھر
لیے تالاب پر پیاسے ... مصری و قند جو بنگلون سے لوٹا تھا گھولکر شربت پیا بھر
وہانسے سیدھا رستہ دلی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پیچھا نہ کیا خاطر جمع تھی کہ کہان
جائینگے راہ سے توپین لیکر چھاؤنی مین آکر اتوپین فتح کی سر کین ۔
اس عرصے مین مفسدین دکوتہ اندیش شہر نے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستعد شریک سپاہ
باغی ہوے چنانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج مشک گنج سے نشان محمدی اوٹھاکر عیش باغ
مین جمع ہونا شروع کیا اور سیکڑون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جاکر شریک ہون جب
خبر سب کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی ۔
منجملہ متمردین اجل برسر آغا مرزا ایک شخص مشہور کمبل پوش جو بسفارش حضور عالم بادشاہ کے
زرہ پوشون مین نوکر ہوا تھا سب سے زیادہ اجل اوسکی دامنگیر ہوگئی تھی کہ اوسدن صبح سے ہر طرف

لوگون کو عبرت دلا کر برانگیختہ کرتا تھا ہر چند ایک ہفتہ پیشتر ایک خداترس نے اسے درد دل سے سمجھایا تھا کہ خبردار زنہار تم کبھی ایسی حرکت نہ کرنا کبھی تمسے نہ بن پڑیگی سوا اسکے کہ تم بدلت مارے جاؤ لیکن اوسپر شیطان سوار تھا کب سنتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیجیےگا خلاصہ انکے ہمسایے مسٹر کرانی محافظ دفتر کنس صاحب فنینشیل کمشنر اودہ رہتا تھا اوسوقت وہ اپنے برآمدے مین بیٹھا ہوا تھا انکو متردد دیکھکر کہا آغا مرزا آج کس ہنگامہ فساد کی فکر مین پھرتے اگر ہمارے واسطے ہے عبث یہ تمھارا گمان غلط ہے کچھ تمسے نہ ہوسکےگا آغا مرزا نے جواب بدرشتی دیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک کتا آغا مرزا کا صاحب نے مار ڈالا تھا صاحب نے بھی جواب سخت دیکر گولی چلائی گولی خالی گئی آغا مرزا اور اوسکے ساتھیون نے گھر مین گھسکے اوسے مار ڈالا گھر کا اسباب لوٹ لیا یہ پہلی بسم اللہ ہوئی چھوٹے خان ایک رنگ پوش ساکن دوگانوان اور عوض علی وغیرہ کے بدمعاش اور ایسے ہی بہت سے سرشورش شامل کیے گیے۔

غرض عیش باغ مین جب تقریباً پندرہ سو آدمی جمع ہوچکا نشان محمدی اوٹھا کر چوک کو چلے اور نواب آصف الدولہ کے امام باڑے کی زیر دیوار ہو کر گاؤ گھاٹ کی راہ پر چلے راہ مین مجاہدین غل مچاتے ہوے مجمع عام سے گذرے انمین سے دسو بصورت سپاہ مسلح باقی کے پاس تلوار کسیکے صرف لکڑی اکثرون کے پاس بانس کے ٹکڑے بازار مین جس دوکان سے چاہا جو چیز اوٹھالی دوکاندار بسبب کثرت کے منھ دیکھکر رہ گئے جس مرد آدمی کو دیکھا جہاد کی ترغیب دینے لگے اکثر آپسمین گالیان دیتے ہنستے ہوے جاتے تھے برقنداز جو پہرے پر تھے اونسے ہتھیار چھین کر آپسمین بانٹ لیے میجر کارنیگی محمود خان کوتوال امام باڑے مین تھے چاہا کہ حسین آباد سے کمپنی بلوا کر انھین روک کر سزا دین مگر پھر تامل کیا

غرض قریب دوپہر جب شہد ے بے سروپا قریب چھاونی پہونچے وہان کیفیت لشکرون کے بھاگنے کی سنی شدت حرارت سے سب پیاسے ہوے جاتے پھر [illegible] باختہ ہوے بعض کی صلاح ہوئی موسی باغ چلو آخر گاؤ گھاٹ اتر کر حسین آباد آئے دکانون سے ترکاری لیکر کھانی شروع کی تلنگے جو متعین حسین آباد تھے نرمی سمجھانے لگے کہ یہان نہ ٹھہرو چپکے اپنے گھر چلے جاؤ یہ اجل گرفتہ انسے بھی بدرشتی پیش آئے تلنگون نے برگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر جمعدار تھے

حکم دیا خالی بندوق سے دھمکا دو بھاگ جاینگے ان نامردون نے اونپر یورش کیا تلنگون نے جھپٹ کر ایک باڑھ ماری مجروح ہوے مقتول ہوے باقی سب بھاگے بھاگکر حسین آباد کا بند کر لیا آغا مرزا اس قافلے سے پیچھے رہگیا تھا بندوق کی آواز سنکر جلد آیا اور پھاٹک کھول کنار تالاب جا پہونچا تلنگون نے جو کہ اسوقت ادھر ہی آتے تھے اور اس سبب سے کہ قریب کھڑا تھا اسپر باڑھ ماری اتفاقاً ایک گولی شانے پر دوسری سینے پر پڑی باحواس پھر کر بھاگ نکلا اور بند کیا اور سمجھا کہ اب میرا کام تمام ہوچکا اور زخم کو اپنی چادر سے باندھ کہین چھپ رہا سب بھاگے اس عرصے مین برقنداز بھی اکثر تلنگون کے شریک ہو گئے اتفاقاً تھانہ دار کی سازش سے کئی برقنداز مرزا مہدی چھوٹے بھائی حکیم آغا علی خان کے دروازے پر گئے وہ وہان کھڑے تھے باتہام اجماع معاش زیر تیغ خون ناحق کیا - دو دن دو رات تک ناگہانی تمام شہر اس فساد کی جہت سے خالی رہے تیسرے دن صبحکو کارنیگی کوتوال شہر منصور نگر سعادت گنج مین تحقیقات مفسدین کو آئے اکثرون کو گرفتار کیا لیکن طالب یار خان وغیرہ بانی مبانی مفسدین نہ ملے آغا مرزا بھی پکڑے آئے اور ایک صوبہ دار پلٹن مفرور جو برخصت اپنے گھر گیا تھا سیدھا باطمینان داخل چھاونی ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاتا تھا غرض پہلے دن شام کو صوبہ دار اور شیخ کو چھاونی سے باہر لائے دروازے سنگی جلوہ خانہ مین پھانسی دی ایک حلقہ برقنداز دوسرا گوردون کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہوتا تھا اور انکے افسر کھڑے ہوتے تھے باقی ہزارون تماشائی جسطرح زیر اکبری دروازہ بروقت گردن مارنے جمع ہوتے تھے ہوتے تھے دوسرے دن عوض بیگ آغا مرزا کئی تلنگون کو پھانسی دی عوض بیگ نے کہا مین عیسائی ہوتا ہون یعنی مذہب نصرانی مین اختیار کیے لیتا ہون مجھکو پھانسی نہ دو نہ سنا اپنی سزاے اعمال کو پہونچا غرض چودہ آدمی پھانسی دیے گئے باقی قیدیونکو تحقیق کرکے چھوڑدیا اوسکے بعد منادی ہوئی کہ اب سرکار نے تمام تلنگون کی تقصیر سے درگذر کرکے معاف کیا آئندہ کوئی قصور ایسا نکرے -

پھر اہل فوج کے واسطے متواتر اشتہار ہوے کہ ہمنے ان سپاہیون کو نسل اولاد کے پرورش کیا تعلیم و تربیت سے محترم تھے آدمی کام کا بنایا دون مرتبے سے اعلی مرتبے پر پہونچایا عزت دی داخل شورے کیا انھون نے اپنی فہم ناقص و زعم باطل سے حقوق سرکار کو ضایع کیا سر فساد پیچاپے ہو مرتکب آبرو ریزی صاحبان جلیل الشان و اطفال عورات بیگناہ کے باعث قتل ہوے

بہت جلد اپنی سزاے کردار اعمال کو پہونچینگے فوج ولایتی جو مندراس سے بندر بوشہر کو سمت ایران گئی تھی خنقریب سرکوبی مفسدین کو پہونچتی ہے یہ خبردار غلط نہ کرین کہ سرکار مین قلت فوج ہے دوسرے اشتہار مین یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے درگذر کیا لازم ہے کہ فوج بدستور سابق اپنے کام مین مستعد اور سرگرم رہے آیندہ ایسے امور لاطائل کا خیال نہ کرے اور اگر روزگار منظور نہو بسلامت ہر ایک ڈاک مین اپنے اپنے گانون چلا جائے کفالت خرچ راہ سرکار سے ہوگی اور کوئی شخص لفظ نمکحرام مفسد باغی وغیرہ نسبت انکے اپنی زبان سے نہ نکالے وگرنہ مجرم سرکار ہوگا -

مگر افسوس ہے ان نمکحرامون نے اپنی قدر نجانی سرکار کی اس عطوفت قدردانی پر درتشیا کا کچھ خیال نہ کیا آخر جہنم واصل ہوے اونکے ساتھ غرباے شہر بھی مفت برباد ہو گئے عزت و آبرو نرہی اور سرکار کے حکم اشتہار پر کسینے اعتبار بھی نہ کیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم ہوا ہی خاطر جمع رکہو ہمارے مالک سے کہان جائینگے ہم سمجھ لینگے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ -

نواب رکن الدولہ محمد حسنخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ مین گوشہ عافیت سمجھکر رہتے تھے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے اونھین سوار کرکے کوٹھی بھون مین رکھا اونکے سپاہیون کے ہتھیار لیے پھر داروغہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے اور نواب سے کہا کہ ہمنے یہ امر از راہ مصلحت کیا ہے آپ کو کسیطرح کی تکلیف نہ ہوگی -

دوسرے دن مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کارنیگی صاحب کوتوال مع برقنداز گئے پہلے ہتھیار جو کچھ تھے لیے اور سوار کرکے امام باڑے مین لائے پھر داخل قلعہ کیا اور نواب وزیر مرزا مرزا کیوان جاہ کے بیٹے کو مہمان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور ہوئی کہ انکا رسالہ شریک اہل بلوہ تھا انکے گھر مین چھپ رہا تھا جب انسے پوچھا انھون نے کہا مجھے معلوم نہین اتفاقًا از راہ ناواقفیت اوسیوقت انکے گھر سے نکلا گوئندے نے بتا دیا اور سب ہتھیار انکے بھی گھر سے لیگئے نواب سلطان عالیہ انکی پھوپھی نے شل اولاد شفقت پرورش کی تھی کمال مین بہت دل دہی اور کی کھانا نہ کھایا اوسکی صبحکو کوتوال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جوڑی تنچہ کی اور کچھ اور بھی زیادہ کارنیگی صاحب کے پاس گئی دو دن کے بعد بڑی جدوجہد و خرچ سے نجات پیدا ہوئی بسلامت گھر آئے

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع زیر راج زیر دامن کوہ متصل عملداری نیپال واقع تھا بخیال دور اندیشی یہ بھی بلا کے بحکمت عملی محصور اس مقام کے کیے گئے بلکہ بعض فوت ہوے اور رانی باغی ہوگئی اور وہ راج اب مہاراجہ سر جنگ بہادر کے جی سی ایس آئی والی نیپال کو کہ پیشتر سے یہی حق اعلی لیتے تھے بجمیع حقوق ملگیا اور علاقہ بالکسی و بعض والی نیپال نے لیا۔

ہنگامہ فساد شاہجہانپور وغیرہ از روی اخبار

غرض جب خبر انتقام یا داش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جابجا ہر چھاونی میں مشہور ہوی سب یاس کلی اپنی زندگی سی ہوئی آتش کینہ فساد دفعتہ مشتعل ہوئی اور ہر چھاونی میں ڈھنگ سے فتنہ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارۂ علاج ہر طرح بے ہوا اب باغیان سرکش مستعد بے انتقام لینے پر ہوے احوال مختلف ہر چھاونی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع نے لکھا یا ہی غالب ہی کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن لکھنؤ میں جہان جہان سے فوج باغی اکر جمع ہوی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلہ کتاب کے واسطے لکھا۔

شاہجہان پور میں جب بلوہ ہوا سب صاف فوج و تلنگامت جمع ہوکر ایک نیگلے میں آئے اور مستعد ہوی فی التحقیق جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاے استقامت نرہا مضطربانہ سمت علاقہ پوایان راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے قلعہ میں اور بعض صاحب ہر قصبہ و قریہ کی طرف چلے گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ رکس صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کا بھیا اسی فساد میں مارا گیا جب باغیون نے میدان خالی پایا زر نقد خزانہ خوب لوٹا اور کے اسباب جو کوٹھی اور کچہری کے بنگلون میں تھا لوٹ کر آگ لگادی اسمین رعایا سے شہر قوم پٹھان اجل گرفتہ شریک ہوگئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے ایمان سے سمجھے جو صاحب مقدور عزت دار پٹھان تھے وہ حاکم بن بیٹھے کل کی یا داش کی خبر نہ رہی اور تیلا ہر اپنے مذہب و ملت کے خدا و رسول پر افترا کرکے صورت جہاد کا لی کر عوام اس جال ایمانی میں جلد پھنس جائینگے۔

محمدی مین فقط دو کمپنی میں سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی لی یہان ۴ پلٹن ایک رسالہ تھا ایک صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان افسر کو چٹھی دی صاحب نے اوسکو سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میم صاحبہ کو فلان صاحب کے پاس پہونچا دو حسب الحکم مع میم صاحبہ اوس صاحب کے پاس پہونچا اونھون نے قبول نہ کیا جواب سخت دیا میم صاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کین جیسے یہ نوبت پہونچی کہا ہم حکم سرکار کے مجبور رہین بہرحال کارتوس سپاہیون کو تقسیم کرینگے ۔

صبحکو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہمنے خزانہ سرکار تمھین بخشا لوا ور ہمارے دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دو سری پلٹن سے ہوے وہ پیشتر سے آپس مین قسم و اتفاق کر چکے تھے فوراً بگڑ پڑے اور اپنے افسرونکو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی ہوے اس شقاوت قساوت قلبی سنگدلی بیرحمی کا بیان یا عورات بے گناہ اور اطفال خردسال سے سلوک کیا کس زبان سے بیان ہوسکے اور کیونکر تحریر کیا جاوے کپتان اندرسن نے اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین لکھا ہے واقعہ بالاتر ایک صاحب کا لڑکا چار برس کا حالت اضطرار مین معلوم نہین کسطرح اپنے ماں باپ سے چھٹکر ایک جنگلے مین رہگیا دو دن اور دو رات ہر کمرے مین گھبرا کر جاتا تھا کبھی ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نہ رہی غش کھا کر ایک کمرے مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن ایک نامردانہ لوٹ کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی ادھر پڑی لوٹ بھول گیا ایک کندہ بندوق اوسکے سر پر مارا جان بحق ہوگیا بس یہ ملعون ہمیشہ سپاہ کہتا تھا کہ مین نے ایسا کام کیا ہے اسیطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

غرض بیبیون کی یہ نوبت پہونچی کہ بھوکی پیاسی یا برہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلودہ بعض بچے گودی مین لیے جسطرح چاہا چلین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان سے راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کسی گانون مین بیبیان اس خراب حالت سے پہونچین زمیندار نے رحم کھا کر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو ماحضر تھا حاضر کیا صبحکو ایک چھکڑے پر سوار کر کے پاس ساتھ کر لکھنؤ پہونچا دیا بعض صاحب وہان سے جنگل مین ہوکر گورکھپور چلے گئے وہان سے بنارس پہونچے بعض کئی دن تک زمیندارون کی گڈھیون مین چھپے رہے ۔

گریشن صاحب کمشنر خیرآباد اونکا بنگلہ کنار دریا تھا اوسوقت مع کے مین مع میم صاحبہ گھوڑون
پر سوار ہو کر لکھنؤ چلے گئے پیچھے سے تلنگون نے بندوق ماری زمین پر گر پڑے میم صاحبہ
گر صاحب کی نعش سے لپٹ گئین دفعتہً اونپر بھی گولی پڑی اپنے خاوند سے جا ملین ایک
نے اپنے بنگلے مین پناہ لی بندوق دشمنونکو کمرے سے مارا کیے جب گولی بارود ہو چکی گھوڑے
سوار ہو کر لکھنؤ چلے تھوڑی دور جا کر گولی سے وہ بھی زمین پر گر پڑے ایک میم صاحب جنال
ہراسیمہ ہو کر بنگلے سے باہر نکلی چپراسی سے پوچھنے لگے ہمارا صاحب کہان ہے ناگاہ ایک
تلنگ نے گالی دیکر ایک لکڑی ماری دفعتہً ایک سوار دوڑ کر آیا اونھین اپنے گھوڑے پر سوار کر
جنگل کو چلا گیا پھر اوسکا حال نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی ۔
وہ صاحب راتکو ایک زمیندار کے مہمان ہوئے پانی پیا اور خشک روٹی کھائی کہنے لگے میں
میم ہے چھپکر تمہارے گانون مین آئی ہین تلاش کرو چوکیدار اونکو ڈھونڈھکر ایک دھوبی
کے گھر سے لے آیا لیکن اس عرصے مین صاحب گھبرا کر لکھنؤ کو چلے گئے بیبیان چوکیدار کے ساتھ
بہزار خرابی لکھنؤ پہونچین اکثر میم مجروح نیمجان چھکڑون پر سوار بھوکی پیاسی اس شدت گرما مین
لکھنؤ پہونچ جاتی تھین لیکن زبان طعن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھین ۔
فوج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۳ لاکھ ۱۲ ہزار روپیہ لیا اوسمین سے کچھ رعایا کے بھی ہاتھ لگا
بعد اسکے کدار ناتھ و میر اقد احسین کمیدان کو حاکم خیرآباد کر کے حکم دیا کہ بدستور زمان تم متعدد
سرگرم کار سرکار پر رہو ہر وقت ضرورت امسال رسد غلے سے غافل نرہنا ۔
فیض آباد پہلے دو کمپنی تلنگا اعظمگڈھ سے ٹانڈے پہونچی پھر گورکھپور جون پور سے
بھی پلٹن آئی اس ہنگامہ سے دو دن پیشتر گولڈنی صاحب کمشنر مع اور حکام نے ہندوستانی
افسران فوج کو بلوا کے سمجھایا کہ ہمارا ارادہ النا منظور ہے ہم اسلیکن اس سے تمھین کیا فائدہ ہوگا
اپنا مطلب دلی مفصل ہمسے کہو عرض کی ہم تابعدار سرکار ہین لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہین اگر ہم
سمجھائینگے پہلے ہمین مار ڈالینگے بہتر ہے حضور خود اونھین بلوا کر سمجھائیے جب سپاہ بہادر
آئی سب طرح سے سمجھایا لیکن اونپر تسلط شیطان تھا اور خون ناحق مین سرشار ہو چکے تھے
جواب بے ادبانہ سخت دیکر چلے گئے سرکار کے عہد و پیمان پر راضی نہوے ۔

اونکی صبح سب صاحب اور میم کوٹھی دلکشا مین جمع تھین ایک کمپنی سوسوار چھاونی سے آئے
ایک جمعدار دو تلنگے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہان ہے ہمین کنجیان
دین صاحب خزانہ نے پھینک دین کہا ہمین تم خود گنکر روپیہ دیدو صاحب خزانہ اونکے ساتھ
گئے تین لاکھ ۳۰ ہزار گنوا کر توڑے دیدیے صاحب نے کہا ہمین اسمین سے ۵ ہزار روپیہ برکات
احمد رسالدار نے کہا ۲۰ دیدو باقی سب کرانچی پر رکھ چھاونی لیگئے۔

پھر ایک دن کمشنر صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و میم صاحبات باتفاق چھاونی سے گئے
افسران ہندوستانی سے فرمایا ہم سب موجود ہین مارڈالو یا نکالدو سب افسر راضی ہوے
کشتیون پر سوار ہو کر چلے یہ خبر بسلامت نکالدینے کی سپاہ باغی نے سنی جو اعظمگڈھ وغیرہ سے
آکر ٹانڈہ یا اسکے زیر ٹانڈہ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجا کہ تمنے ان سبکو جانے
دیا ہم سپاہ سے مقابلہ کرینگے غرض جب کشتیان ٹانڈے سے پہونچین وہی تلنگے دوڑ پڑے
کمشنر نے خود طپنچہ مار کر دریا مین کود پڑے مرگئے اونکا سگ باوفا بھی اونکے ساتھ دریا مین کود پڑا
مرگیا داور ہی وفاداری میم صاحبہ بھی ڈوبکر مرگئین باقی اور صاحبون سے مقابلہ ہوا مارے گئے ایک
کشتی دوسرے کنارے کھچا بین تھی کرنل ٹپالن پول مع میم صاحبہ اور کئی لڑکے لیکر کنارے اترکر ادہر
کے کھیت مین بیٹھ رہے پھر وہان سے میر محمد حسنخان ناظم کو خبر بسلامت پہونچی اسکا ذکر جا بجا
بیان ہے آگے آئیگا۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا مندراج یا دکن کا کئی برس سے لکھنؤ مین گھسیاری منڈی
مین رہا کرتا تھا مشہور نقارہ شاہ اتفاقاً کسی ارادے سے فیض آباد گیا سرائین اوترا تھا کسی شخص
سے فساد کیا تھا قید ہو کر پول کی پلٹن مین تھا لیکن اپنے جذب جنون سے الفاظ شہدنی اور
لفظ قتل و غارت بکا کرتا تھا جب ہنگامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھکر چھوڑ دیا پہلے فوج نے چاہا
کہ اسے اپنا افسر کرین ہمارا سرپرست ہو لیکن اسکی باتون سے ڈرے کہ ہندو سے بہت
بہت بیزار و نفرت رکھتا ہے اکثر انتقام ہنومان گڑھی کا بھی کہتا ہے مبادا اسکی صحبت سے
ہندو مسلمان مین صورت فساد نکلے اس جہت سے افسر نہ کیا بعد اسکے مرزا ... پوتے
نواب شجاع الدولہ کو تجویز کیا بسبب سن پیری وہ بھی نہ ٹھہرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہرا

فیض آباد راجہ مان سنگہ کو دیکر لکھنؤ چلے۔

سلطانپور ۱۵ رسالے مین کرنل فشر صاحب تھے سید برکات احمد رسالدار نے پہلے
اونھون نے صاحب سے عرض کیا جہان آپ فرمائین ہم آپ کو بسلامت پہونچا دین پھر ہمسے کچھ
نہ ہو سکے گا نمک حرام ہوجا ئینگے سپاہ پر ہمارا اختیار و حکومت نرہیگی صاحب جلیل القدر نے
خلاف شرافت و شجاعت سمجھکر اسے قبول نہ کیا آخر اپنے بنگلے مین نامردون کے ہاتھ سے مارے
گئے اور متواتر کہتے رہے کہ اگر تم بہادر ہو ایک بندوق ہمین دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو کسیکی
نسا ایک آیا چھوٹے لڑکے کو گود مین لیے جاتی تھی ایک نامرد سوار نے گود سے گرا کر برچھی کی
انی سے چھبو چھبو مار ڈالا پھر چھاؤنی مین آگ لگا دی ہر بنگلے کو خوب لوٹا۔

بہت سے مسلمان اس رسالے کے اپنے تعصب مذہب بعلت خون مولوی سید امیر علی
آغا علیخان ناظم کی تلاش مین رہے نہ پایا وہ جان بچا کر رودلی مین جا کر چھپے مرزا حیدر مرزا کی
اونکے دونون بھائی جان بچا کر لکھنؤ آئے یا فیض آباد مین رہے لیکے بعد رسالہ فیض آباد آیا۔

راجہ بہرائچ قید تھا اس ہنگامہ مین بھاگ کر اپنے گھر گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب کمشنر
نے سبب نگاہداشت پوچھا کہا تحصیل ہمین سرکار سے معاف ہو جاوے یا فوج تحصیل کو ملے وگرنہ
زمیندار مالگذار روپیہ کیونکر دینگے۔ صاحب سنکر چپ ہو رہے۔

علاقہ سلون مین کرنل برو صاحب مع اور حکام فوج مین گھر گئے تھے راجہ ہنونت سنگہ
راجہ کالاکانکر وغیرہ اونھین اپنی حفاظت مین لیگئے اپنی گڑھی مین رکھا ہرچند وہ بدل تشفی صاحب
صاحب ممدوح کرتے رہے مگر صاحب بمقتضائے تاثیر وقت خائف رہے آخر بسلامت قلعہ الہ آباد
مین پہونچے اپنی رسید راجہ کو بہت شکر گزاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل زمرہ خیرخواہ
سرکار ہوے اگرچہ وقت داخلہ فوج اونکا جوان بیٹا مارا گیا یہی سبب تھا کہ محاصرہ بیلی گارد مین
زمیندار علاقہ سلون کے نہ آئے عذر کیا اور جب پلٹن متعینہ نے خزانہ سرکار لیا زمیندارون
نے مال سرکار سمجھکر مقابلہ کیا طرفین سے قریب ۶۰ آدمی مجروح و مقتول ہوے۔

بہرائچ مین فوج باغیہ خون ناحق صاحبون سے درگذری لیکن زمیندارون نے راہ ندی آجنے
زر دونون پلٹن نے اتفاق کیا اور خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئین۔

خلاصہ یہ ہے چھاونی میں فساد نے نیا رنگ پیدا کیا تھا اور زمیندار مالگزار تمام ممالک محروسہ نے
راہزنی اختیار کی تھی بجائے خود حاکم ہو بیٹھے رودولی میں تحصیلدار کو مار ڈالا کاظم علیخان کبنوہ تحصیلدار
موہان بھاگ کے ملیح آباد چلے گئے اپنی حکمت عملی سے آپ بھی بچے کپتان ولیٹن صاحب کو بھی بچایا خزانہ
سرکار بیلی گارڈ میں پہونچایا فی الحقیقت بڑا کام خیرخواہی کا کیا لیکن بعد رفع ہنگامہ فساد کے انکو
پنشن نہ ملی شاید اس جہت سے کہ زمانہ بدعملی میں وہ وکیل پیشوائے نمبردار راؤ کے ہوکر دربار
لکھنؤ میں حاضر رہتے تھے یا اپنے بچاؤ کی صورت نکالی تھی خود کہتے تھے کہ میں پرچہ اخبار سرکار
کو لکھتا تھا چنانچہ کرنل چمبرلین صاحب نے اسکی تحقیقات کو ولایت میں رسیٹن صاحب کو لکھا
اوسکا جواب آیا مگر کچھ اونکے مفید نہوا اکثر مقام پر تھانہ دار مارے گئے نمبردار جدید سے زمیندار
قدیم نے اپنی زمین چھین لی اور درپے انتقام یکدیگر ہوئے ۔

کپتان ہیز صاحب اور کپتان فیر صاحب کا مارا جانا

کپتان ہیز صاحب ملٹری سکرٹر کپتان فیر صاحب نے اور راہ جوانمردی و تھوری نمک حلالی
سردار جانکر والنٹیر یعنی ہراول لشکر ظفر پیکر ہوکر چار سو سوار رسالہ کپتان گال صاحب لیکر بسندہ اضلاع
مغربی لیواسطہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے مین پوری سے جب رسالہ دوراہے پر پہونچا کمان افسر
نے حکم دست راست جانیکا دیا سوار ٹھہر گئے دوبارہ حکم دیا نہ چلے آخر ایک صوبہ دار مقابل صاحب آیا
گالی دیکر طمنچہ مارا امان خان صوبہ دار میجر صف سے نکلکر اوس سے کہنے لگا تو نے میرے افسر
کو مارا میں تیرے افسر کو مارتا ہوں بعد اسکے سواروں نے افسروں کو قتل کر راہ شاہجہان آباد
لی رمضان خان نے کپتان ہیز صاحب سے مخاطب ہوکر شکایت لکھنؤ میں گالی دینے کی کرکے
تلوار ماری اور باقی سوار کپتان گال سے کہنے لگے کہ ہم آپ کی بدولت نوکر ہوئے آپکا نمک
کھایا اب بہتر یہ ہے کہ آپ ہم میں سے بسلامت چلے جائیے اور ہمیں جانے دیجیے کپتان لڑائی
سے منہ پھیر سیدھے لکھنؤ آئے مورد طعن و تشنیع ہوئے نام کٹ گیا اکثر اپنی حال پر دیا کرتے تھے
بیت گفتر ذکپتان فیئر صاحب کو عہدہ میجری رسالہ دیا بعد کئی دن کے گال صاحب کئی سواروں کو لکھنؤ کی کسر [illegible] دیا
پلٹن انعام و وردی سوار دی تھی میں اونکے ساتھ روانہ الہ آباد ہوئے بریلی کی سرحد میں آئے تھے وہاں جا [illegible] یا

سواردن نے پٹھانون کو خبر کردی مارے گئے بھڑک گئے اوسی رسالے کے دو سو سوار نے تنخواہ لی اور چھاؤنی منڈیاؤن مین نماز جمعہ پڑھکر روانہ شاہجہان آباد ہوے اس سال مین قوم رانگڑون کے قریب رہتی تھی اپنے بھائیون کا احوال سنکر چلے گئے۔

منشی رسول بخش قصبہ کاکوری کا پھانسی پانا وغیرہ

زبانی کرم خان صوبہ دار پلٹن نادری اس قصہ کا بیان کرتا ہے کہ ایک دن میر عباس تھانہ دار اور ایک حوالدار پلٹن مقرر چھاؤنی منڈیاؤن شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیر درخت نشستہ مشغول سمجھا رہا تھا کہ شل اور پلٹن کے فتنہ و فساد برپا کرنے مین تمہین تامل کیا ہے صوبہ دار نے جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہین مبادا نوکری ۶۵ روپیہ کی مفت ہاتھ سے جاتی رہی بدنامی دنیا کی امی حاصل ہوا اتفاقاً دو سپاہی اور اونکی سرگوشی کان لگا کر سننے لگے صوبہ دار ڈر کر چپ ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اوس وقت سے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونون سپاہی میری پلٹن کے ازراہ جاسوسی کپتان افسر سے جا کر کچھ کہدین اوس وقت سوا سے پھانسی پانے کے کوئی علاج میرا نہ ہوگا غرض اسی خلجان سے اوس نے افشاے راز اپنے ایک دوست سے کیا اوس نے کہا تو اسیوقت جا کر صاحب خبر کردے صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبحکو وہ دونون پھر آوین ہمارے گونیدے کے ساتھ تو اونکے گھر چلا جانا اوس نے کہا اگر نہ آوین تو آفت مجھپر آویگی کہا اس سے مطمئن رہو غرض صبحکو جب وہ دونون اجل گرفتہ آئے اونکے ساتھ مع جاسوسین بازار ٹکیٹ راے راجہ ہلاس راے کے مکان مین کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی رسول بخش کاکوری اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حوالدار اور دو آدمی مجموع بیٹھے ہین منشی نے صوبہ دار سے باتین اطمینان کی کین اور مستعد ہونے برپا کرنے فتنہ و فساد کی شروع کین اور تحریر خطوط بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال کمپنی تلنگہ برقنداز لیکر ہو بیچے گھر کو گھیر لیا اتفاقاً ہمسائے مین ایک ہندو کی برات بھی اوتری ہوئی تھی من الاتفاق میر خلیل احمد ابن زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس تم بیٹے کا احوال کلکتہ سنتے کو گئے تھے ضعف سن بیری سے تھک کر منشی نے پاس آکر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پیکر چلا جاؤنگا غرض اوس وقت

۲۲- آدمی مجرم و غیر مجرم جو وہان تھے دست بستہ قید ہو کر کوٹھی رزیڈنٹی مین گئے
چند روز بعد حضور صاحبان کمپنی بہ تفصیل سرگذشت بیان کی حکم ہوا منشی اور انکا بیٹا حوالدار یہ
تینون پھانسی دیے جائین مسٹر ینگی صاحب نے منشی سے کہا تو بہت بد ہے فتنہ و فساد اس سب ہنگامہ کا
ہوا ہے برسون تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرو روپیہ پیدا کیا اور میر عباس نے کہا تو وہی ہے کہ
جس نے مولوی امیر علی مین جہاد کی کمر باندھی چار ہزار روپے اوسے بہ فریب لیکر بھاگ آیا پھر
فضل علی مفرور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر ہمسے اجازت لیکر اوسکے قتل کو گیا اور راہ ہی
مین نامردی سے پھر کر چلا آیا لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد و بلوہ تیار رہا کرانی سرکار کو ناراض
اسی جگہ یہ ۲۲- آدمی پیادہ رزیڈنٹی سے مچھی بھون کو گئے ان چار یارنے بعد ایک دو دن کے
کے پھانسی پاتی باقی بندھے ہوئے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب ضعف
پیری کے بہت برا حال تھا گویا جان قالب سے نکل چکی تھی بعد پھانسی پانے کے اونکی نعش
تباہ میر محمد کے بیٹے پر حکم ہوا اگر وہ اور دو باقی مجرمین کو حکم امام باڑہ ہوا- صوبہ دار نے روبکاری
مین کہا کہ فقط میرے کہنے سے نوبت یہان تک پہونچی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ اس
ماجرے مین نہین واقف یہ سب بیگناہ قید ہوے ہین آگے آپ حاکم ہین اختیار ہے اوسکے
اظہار سے براتی بھی چھوٹے اور یہ برات سنگٹھا پرشاد نامی قوم کھتری ایک معزز شخص بنارس کی
تھی بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا جو بگیس گھنٹہ
کے بعد تم اس شہر سے چلے جاؤ وہ بمجبور جاکر رہے منشی کا اسباب لیا گھر کا نیلام
ہوا مرزا فرخندہ بخش شاہزادے کے داماد نے دو بارہ دام سے مول لیا کسواسطے کہ
وہ انکی ملک تھا- میر خلیل احمد کربلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا-
تھارن ہل صاحب ملیح آباد سے شکست کھا کر دو سوارون سے کاکوری مین قاضی
وصی علی خان کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگزاری سے بہت خوش ہوے بشرط رجعت حکومت
و تسلط سرکار وعدہ پرورش کیا وہان سے بسلامت لکھنؤ آئے جب ملیح آباد کے لوگون نے
منشی رسول بخش اور حافظ کی خبر پھانسی پانے کی سنی کاکوری مین اکر جبیدار درد و بر قندازون
کو مار کر چلے گئے جو باغ مین وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گئے لیکر تھانہ

بچ گیا دوسرے دن تھارن ہیل صاحب نے منشی رام دیال کو حکم دیا کہ وصی علیخان کو خط بھیجکر بلواؤ جب وہ
عذر کرکے نہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکمنامہ اونکی طلب کا لایا لکھنؤ مین روبکاری کو آنے حکم ہوا
دیا مگر ویلیٹن صاحب جو مدت سے ان کے حال سے واقف تھے سینہ سپر ہوکر انھین بچایا نجات
دلوائی اپنے گھر آئے۔

بلوۂ فساد کانپور

فی الحقیقت عجب طرح کی کالی آندھی آئی جسنے تمام کرۂ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلائق
کا ایک امر پر ہونا سوائے خالق کے کار بشری نہین ہے کسکو طاقت تھی کہ روبروے سلطنت سلیمانی ان
مور ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل اہل بصیرت ہے خلاصہ ۲ پلٹن ایک تیسرا
رسالہ کانپور مین تھا اور توپخانہ۔ جب منشی کی خبر پھانسی کی سنی سبکو اپنے قصاص لینے کا یقین ہوگیا
کچھ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعۃً وہان بھی بلوہ
کردیا بنگلون مین اگ لگادی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان خرد کلان چھوٹے بڑے بیبیان ولایتی
خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اوسی طرح سے پیش آئے جسکا بیان نہین ہوسکتا
بعض میم صاحبان جمال و فور عبرت و شرافت سے کنوؤن مین گرکر مرگئین نعش اطفال اور مقتولین سے
بڑا کنوان بھر گیا چار دن تک فوج باغی اپنے افسرون سے لڑی جب مغلوب کیا جرنل ویلر صاحب
مع اور افسر اور گورون نے دمدمہ اسپتال مین بناکر پناہ لی۔

شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو آذوقہ طعام تر و خشک بہت تکلف سے بھیجنا شروع کیا
رانا راؤ پسر متبنائے باجی راؤ پیشوا پونہ جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے ساز سے آگئے
آیا ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوگئی کئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل
اہل توپخانہ مثل سہ بندی نوکر رکھے ۲۰ دن فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی
آخر صاحبان محصورین نے از راہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسپر راضی ہوئے

صبح کو سب فوج رسالہ شہر تماشا بین جمع ہوئی جرنل صاحب نے سفید نشان امان کے گرد وادیے
اوسوقت صاحبان محصور ادھر ادھر سے افسر مع پیشوا جمع ہوگیا جیسے باہم عہد و پیمان قطعی

قطعی ہوا اوسکے بعد، کشتیون پر حلوہ مرب اسباب ضروری بار کرکے مع جنرل صاحب وا کلکتہ روانہ ہوئے
ہوے بالاجی راو سگے بھائی رانا راو نے ارادہ خیانت اور فسخ عہد کرکے حکم شلک توپ دیا اور
منع کیا کہ دغا موافق مذہب کے گنگک سے کرنا اچھا نہین اسکا انجام بہت برا ہوگا نما جب
چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بہہ گیئن بیبیان گود مین بچے لیے صاحب جو کنارہ دریا کشتیون پر
سوار ہونے کو باطمینان کھڑے ہوئے تھے سجھدن نے فرمایا دغا بلند کی اوسوقت سپاہ
باغی کا قتل کرنا ایک طرف تلوار برتا وار چڑتی تھی دوسری طرف سے گولیان برستی تھین ہر
پاس سے ہر ایک سے ملتجی ہونا ایک سے سہارا اور پناہ دھونڈھنا دہ بیان باہر ہے
ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی مارتا تھا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ کشتیون پر سے دریا مین
کود اڈوب گیا ادھر جو گیا پایاب تھا جرنل صاحب کی کشتی بسلامت الہ آباد پہونچی راہ مین فقط
دو کشتی کو زمینداروں نے لوٹا۔

نواب محمد علی خان عرف نھنے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹنا چاہتی تھی مارڈالین بسبب اس
کہ پہلے اونھون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو گھر مین چھپایا تھا لیکن پیشوا سے رئیس امیر جانکر
منع کیا اقربا سے نواب معتمد الدولہ کو مال الدار اہل وثیقہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت و جان بچا نے
کی انسے صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایا سے شہر کو امان دی خزانہ کلکٹری سے لاکھ روپیہ
لیکر فوج کو انعام دیا حکمنامی تحصیلدار و زمینداروں کو بدست بہ انتظام و حفاظت راہ کے بہ آ
کیے جب رانا راو اس مدت قلیل مین اپنی غفلت و نا اندیشی سے عیش و عشرت و لغویات لا طائل
مین مشغول ہوا فوج باغی بیدل ہوئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

فساد خاص لکھنؤ

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین چیف کمشنر مع ۲ صاحب ۲۰ سوار تلوارین کھینچے آدھی
رات کو نواب گنج پہونچے میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانے کی چیز ہے لا دو اور خود
کرسی اور مونڈھے پر بیٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم جا کر بنل گنج مین توپخانہ سے کو لے لینگے تحصیلدار نے
عرض کیا بیانسے چھاونی ۷ کوس ہے دریا سے گھاگرہ بیچ مین ہے ایک بجے جب کچھ کھا چکے

تھوڑی دور گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا اونکے شانے مین چوٹ آئی زمین پر گر پڑا
چار پائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج لے آئے تھوڑی دور اور چلے تھے ایک اور صاحب
گھوڑے سے گرے اونکا ہاتھ مجروح ہوا جب کنار دریا پہونچے صبح ہو گئی سب بے فائدہ آگے
جانا پار اوترنا سمجھا پھر آئے زبانی زبان بیگ جو تحصیلدار کے ساتھ تھے۔

کئی چھکڑے صاحبون کے اسباب کے چھاؤنی سکرورے سے نواب گنج کی سرا مین پہونچے
پاسی جو حفاظت کو ساتھ تھے بحیلہ عدم رسی تنخواہ اسباب چھکڑون سے لیکر چلے گئے۔

ایکدن کپتان ولیسٹن صاحب نے چاہا کچھ سوار لیکر فوج باغی پر شبخون مارین اپنی
ٹوپی دار بندوق کو چھوڑا زنگ چاٹ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد
سمجھکر بندوق ہاتھ سے پھینکدی فسخ عزیمت کیا۔

میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو ٹپالن سہ بندی نوکر رکھے فوج باغی کے شریک ہو کر نواب گنج
کے ایک باغ مین اوترے احمد اللہ شاہ فقیر بھی بارادۂ فاسد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ساتھ
تھا افسرون سے کہنے لگا یہ دونون ٹپالن بروقت پہونچنے لکھنؤ دغا سے تیرا کہین کیا کرینگے
پس چلے اونسے عہد و پیمان لیا ایک گارد تلنگونکا کمیدان کے بلانے کو گیا اتفاقاً وہ دو ہزار
روپے آگے رکھے سپاہ کو چھٹا بانٹ رہے تھے مع زر نقد اونھین کرکے لے آئے احوال پوچھا
کچھ تامل کیا دوسرا گارد گیا سپاہی اوسوقت بھاگے گارد اونکا اسباب ہتھیار لیکر پھر آیا آخر قرینے
سے معلوم ہوا کہ کسی امراے لکھنؤ سے میر اکبر علی کہ ہزار روپیہ واسطے نگاہداشت دو پلٹن
کے آئے تھے کہ ہم باغیون کے ساتھ آئینگے اونھین غافل پاکر لوٹ لینگے بعد تفصیل احوال کھلا
کمیدان کو سید غریب سمجھکے چھوڑ دیا بات بہت خوب تھی اگر بن پڑتی۔

چیف کمشنر کا قیصر باغ سے بادشاہی کوٹھون سے اسباب لانا

روز یکشنبہ ۳ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۵ جون سنہ ۱۸۵۷ع دوپہر کو چیف کمشنر
مع میجر بنکس صاحب اور کئی افسر رجمنٹ کمپنی گورہ دو توپین لیکر داخل قیصر باغ ہوئے اونواسطے
کہ بادشاہی کوٹھون سے جو اسباب عمدہ اور بیش قیمت کمیاب ہی لیجائین اور اپنی حفاظت مین رکھین

سپاہی حبشی جو دروازہ دولت پر حفاظت کو باہتمام حسام الدولہ تھے کہا کہ فوج فیض آباد عنقریب ہے اگر
انھین جلد خبر ہو پہنچے گی چلی آئیگی جبتک انھین ہم روک سکتے ہین انھون نے کچھ مناسب سمجھکر منع
کیا اور خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ چیف کمشنر نے منتاح الدولہ سے جائزہ جواہر خانہ لیکر
۲۲ صندوقچہ جواہر ۳ تاج شاہی مکلل بجواہر کئی توڑے اشرفی تخت شاہی ہتھیار بیش قیمت
پرتکلف مصرف شاہی منتاح الدولہ حسام الدولہ صحت الدولہ کو گورون کے پہرے مین لیکر چلے صاحب
محل نے اپنی ناداستگی سے شور واویلا برپا کیا ہے ہے بادشاہ کا گھر لوٹنے لیئے جاتے ہین
چیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے اپنی حفاظت مین لیے جاتے ہین ورنہ یہان
رکھنے مین احتمال بربادی وغارتگری کا ہے اور کسی سے اسکی حفاظت نہو سکیگی فی الحقیقت
یہ بڑا احسان چیف صاحب نے کیا ورنہ زمانہ برجیسی مین یہ سب غارت ہوجاتا اور اگر کلکتہ بادشاہ
کو بسلامت نہ دیا جاتا ۱۸ کوٹھیون کی طیاری آراستگی خاطر خواہ بادشاہ کا سے کو ہوتی اور
اسباب کے نیلام سے منشی صفدر کا کیونکر پیدا ہوتا خلاصہ منتاح الدولہ سے کو تحقیقات کوٹھیون کی
کی نگران تینون صاحبونکو اس قید سے توقع نجات نہ تھی گورون کے پہرے سے گھبرائے تھے
آپس مین بات نہ کرسکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ تھے آخر جب رہا ہوئی بستی آئے

معرکہ چنہٹ وخاص لکھنؤ

جب فیض آباد مین ہر چھاونی سے فوج باغی اکٹھی ہوئی زر خزانہ سرکار سے مالامال ہو گئی
ہر ایک نے چاہا سیدھی اپنی گھر کی راہ لے افسرون نے کہا کہ تم عملداری سرکار سے کہان بھاگ
کر جاؤ گے کسی دوسرے کی عملداری قریب ہی ہے آکر اپنی سزاے اعمال مین گرفتار ہو کر ہر ایک کسی
ذریعے کو روانہ کیا جائیگا مناسب یہ ہے کہ اپنا سنگرہ توڑ دو کمر ہمت باندھو بادشاہ
ہندوستان کے ظل حمایت مین چلکر وہ ہو کہ مرگ انبوہ موجب عافیت و نیکنامی اپنی حکومت و
اختیار بھی باقی رہیگا پس اکثرون کی صلاح ٹھہری کہ دلی چلو بعضون نے کہا کہ اگر دلی جانا منظور
ہی لکھنؤ ہوکر چلو اور ممالک محروسہ کے جتنے راجہ ہین وہ ان سب کو اپنا شریک کرنا چاہیے۔

چنانچہ انکا اتفاق ظاہری دیکھکر ہر ایک نے اطاعت کی اور باطن مین متردد رہے اور اپنی
حفاظت کو سپاہ گو ہار نوکر رکھی -

راجہ مان سنگہ نے عرضی چیف کمشنر کو بھیجی کہ مین مطیع و فرمانبردار سرکار ہون لیکن ان
باغیون سے طاقت مقابلہ نہین رکہتا جہان تک ممکن ہے اپنی جان و مال سے حاضر ہون کئی میم اور صاحب
کو ابھی تک چھپا رکھا ہے جیسا حکم ہو کستخط ہوئی کہ تمہاری خیرخواہی ثابت ہے جس وقت جہان جاہین چلے
جاوین چنانچہ انکی حفاظت مین ہر ایک عملداری سرکار مین بسلامت پہونچ گیا فوج باغی سنے
قرینے سے دریافت کیا کہ راجہ باطن مین سرکار سے موافق ہے کچھ سمجھکر چپ ہو رہی کہ یہ
زبردست ہین صاحب فوج صاحب مقدرہین شاید کوئی فساد تازہ برپا ہو جاوے ابھی
درگذر کرنا چاہیے جب اختیار کامل ہوگا سمجھ لینگے - حکومت فیض آباد دیکھ چلے آئے -
روز سہ شنبہ ۲۸ شہر ذیقعد مطابق ۳۰ - جون ایک گوئندہ نے چیف کمشنر سے خبر کی کہ
کمپنی تلنگہ دو توپ اسپی ایک رسالہ علی گنج معہ ہنومان مہابیر مین لکھنو سے دو کوس پر آپہونچا
ہے باقی فوج متفرق مع میگزین نواب گنج کو ایک دو دن کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریباً
۱۵ ہزار ہونگے کسواسطے کہ ۱۰ رسالہ ہندوستانی پلٹن پیدل والنٹیر و توپخانہ اسپی و نرگاؤ (؟)
۱۵ رسالہ ۱۲ رسالہ پلٹن ملازم شاہی کپتان میگنس بارلو بوری آرپلٹن تھمن گھوڑا اختری
نادری میر حسین کی یہ سب باتفاق آتی ہین چیف کمشنر نے سنکر تجویز کیا کہ ابھی تھوڑی فوج
قریب پہونچی ہے قبل از داخل شہر سے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھ ۱۲ سو برقنداز ۵
کمپنی تلنگہ و گورہ ۱۱ - بڑی توپ بیل ۶ اسپی ۵۰ - صاحب بہادر کا رنیگی محمود خان کوتوال باقی
کرانی اہل دفتر کے سب مسلح کچھ ہاتھیون پر باقی گھوڑون پر سوار پہر رات رہے رزیڈنسی کی
چلے جب نوبجے سکے پل پر پہونچے مسافرون سے حال تعداد فوج پوچھا دونون نے کہا تھوڑی
سی قریب باقی کثرت اونکی غل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوتی ہے آخر آپس مین یہ صلاح
ٹھہری کہ یہان سے پھر جائین مبادا صورت خلاف پیدا ہو آخر از راہ تہوری آگے بڑھے
دم صبح کو کرال ندی پر پہونچے وہان کچھ نشان فوج نپایا گوئندہ سے بہ خفا ہوے اوسنے عرض کی
وس باغ مین باغی اوترے ہین کہ نہاری کر رہی ہین بس یہ سنتے ہی تین گولے مارے اور شکست کا سامان دیا

گئے تھے اس آمد فوج سے ہم تین دم باقی نہ رہا تھا ایک دو دم ہم ملامت کر رہے تھے کہ یہاں مہاجر
تین نشان چڑھانے آئے تھے قریب تھا کہ تلنگوں کے پانوں اوکھڑ جائیں مگر جب یہ تینوں
تو پے سپاہ کے سر سے بلامت گذر گئے اسوقت تلنگوں نے جھے سب کے دل بہادر ہو گئے دفعۃً
سواروں نے ہمیں لیا اسے سبقت کی اب زبانی ہے کہ جب ہم مقابل ہوکر آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک صاحب بگھی پر سوار تارتی طرف چلا آتا ہے سوار ادھر سے جھپٹے اوسنے بگھی بھگائی دفعۃً
کچ بھگائی دفعۃً فوج جابری باہم لگی سرکاری تو پچی نہ چلنے پائی اب جنگ مغلوبہ ہوگئی صاحبان
عالیشان نے جب لکھنؤ کمٹ لکھایا چاہا کہ اسمعیل گنج میں بنا لیں وہاں نہ جا سکے اختلاف رائے
ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا دہنے بائیں پشت سے توپ بندوق چلنے لگی
جب پانوں نہ ٹھہر سکا اور انتظام فوج بگڑ گیا ہیکل رجعت کیا گورے تلنگوں کے پانوں گویا
زمین گیر ہو گئے باغی ہانکر پل سنگلاخ نے کے پل تک بڑا کھیت پڑا لاش پر لاش گرنے لگی کپتان
اندرسن اپنے رسالے میں لکھتے ہیں ۱۱۱ گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اور بھی ہوا
کہ راہ میں کہیں مقام ٹھہرنے کا نہ پایا سوار لے ہوئے دباتے چلے آتے تھے برقندازوں نے
نمک حرام کہیں معلوم دیے بڑی توپیں چھوڑ گئیں گھوڑے مشکل سے اونٹ میدا کیے
گئے صاحبان عالیشان بگٹٹ گھوڑے پھینکتے مرزا سلیمان شکوہ کے مکان سے دفعتہً
گھس بیلی گارد میں ہو رہے پھر کسی نے پیچھا پھر کر نہ دیکھا جو صاحب یا گورہ مجروح تھا مشکل سے پہونچا
راہ میں کسی طرح کی کمک نہ پہونچی ورنہ پل سے باغیوں کو تازہ دم ہوکر روکتے۔

غرض لوہے کے پل تک سوار پیچھا کرتے چلے آئے جب اسمعیل گنج کیطرف بڑے بیلی گارد
اور قلعہ مچھی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسیکا قدم نہ بڑھا جتنے نکل سکے شہر
میں پھیلے فوج باغیہ اور پلٹن کھانے سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ راہ میں بہت
سرگرم تھا پانوں میں گولی لگی بہت فخر مباہات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا رصدخانے
کی کوٹھی میں اترا اسوقت اہل تجربہ غلبہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ لوہے کے پل تک مرغ برج عقرب
میں اونکی تشیع برج سرکاری جب لوہے کے پل سے باغی بڑھے انکے منہ پر ہوا پھر
کیونکر صورت فتح ہوتی

جب عوام بیلی گارد نے یہ ہنگامہ شکست سنا اور باہر سے سب کو سراسیمہ داخل ہوتے دیکھا تو بے
کہ دونون مورچون سے چلتے دیکھا ہر شخص اپنی جان بچا کر ہر طرف حصار سے جسطرف سے ممکن ہوا
نکلکر بھاگا جو رہنے والے تھے رہ گئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گورے چار سو زیادہ
ہم اطفال خردسال انکے سوا تھے کسواسطے کہ اطراف اضلاع کی سیم پناہ سمجھکر لکھنؤ چلی آئی تھین اسی
طرح صاحبان اضلاع بھی جو پہونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرانی سکھ۔ پنجابی۔ کچھ تلنگے نمک حلال
کچھ سوار کچھ برقنداز اور شاگرد پیشہ رنڈی مرد۔ مزدور۔ کچھ گھوڑے بیل وغیرہ اسوقت
عجب طرح کا تلاطم ہو گیا تھا انگلشی سپاہی جنھین گھر سے بلا کر جابجا مورچون پر مامور کر دیا
تھا وہ سب اپنی جان بچا کر ہر طرف سے بھاگے۔

محمود خان کوتوال جمعیت برقندازون سے داخل امام باڑہ ہوا پھاٹک مین قفل دلوا دیا
برقنداز جو لڑنے گئے تھے اونھین نے لکھنؤ عیش باغ مین سوا انبد رون کی لڑائی کے دوسری
آنکھ سے دیکھی نہ تھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ پگڑی پٹکے کو پھینک سفید پگڑی رکھ لی جو
گھر سے لے گئے اور تنخواہ انعام پیشگی پا چکے تھے اور سرکار نے بندوق دیکر جنگی مشہور کر دیا
تھا اور جتنے کوتوال کے ساتھ تھے متقاضی تنخواہ پیشگی ہوے کوتوال نے دم دلاسے مین رکھا
شام کو گھبرا کے قفل توڑ باہر نکلے قریب پانچہزار کے نوکر ہوے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک
مہینا پیشگی پا چکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کوتوال کے ہوے تھے خطاب بہادری شمشیر دلاتی
کمر مین باندھنے کو ملی تھی کارنیگی صاحب نے اپنے رفع اشتباہ کو اونسے قسم قرآن شریف لی
تھی اونھون نے برقندازون سے دغا نہ کرنیکی قسم لی تھی تاقہ مستون سے سب طرح سے قبول کیا تھا
اسواسطے کہ ہر ایک اپنے گھر مین ایڑیان رگڑ رہا تھا دو پیسے پر کوئی نوکر نرکھتا تھا کوتوال نے
پیشتر سے اپنا نقد و جنس جنپر اعتماد تھا رکھوا دیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال مال منال جب ہونے کا سرکار
پر نہ کھلا کارنیگی صاحب یا منشی قربان علی کا حال کھلا تو کیا ہو ۱۶ اب دونون چین کر رہے ہین غرض
جب رات ہوئی پشت مسافرخانہ کی کھڑکی سے تبدیل لباس کر کے شکری محلہ پہنچا تھا اپنے مہاجن
کے گھر آئے وہان سے تیسرے دن نخاس مین اپنی رنڈی کے گھر رہے پھر کویلہ والون کے سر پر نوکر
رکھ شہر کے ناکے سے ملیح آباد پہونچے کرم خان پٹھان کے مہمان ہو۔ ایک مدت پوشیدہ کانپور بھی ہو آئے

جانتے تھے کہ جسدن عملداری سرکار ہوئی مین بدستور مامور ہونگا شہر والون سے اپنا انتقام لونگا
مگر اپنی اونپر ہنس رہی تھی من کی من مین رہی ـ

غرض جب امام بارہ ماتمخانہ سب خالی ہوگیا سرکاری اسباب جابجا پڑا رہگیا تھا کسیکا
خون ناحق نہ بہا ہر چند توپ آلات حرب سب جمع تھا پہلے دم صبح شہر کے شہدے لچے جا پہونچے خوب
لوٹا جسنے جو پایا لیا اتفاقاً ان شہدون مین سے رومی دروازے کے شہدے نے اپنے زعم
خاص کو گالی دیکر للکارا ابھی تم لوٹ نہ مچاؤ پہلے توپین کھینچکر مچھی بھون پر لگادو ورنہ ہم تم سبکا
برا نام ہوگا کہ ہم سے ناچیز حقیر ذلیل شہر نے کن سلیمان جاہ کا مقابلہ کیا سبھون نے قبول کیا اور جمع ہوکر
مستعد جنگ ہوے اور اہل شہر کو پکارے کہ خبردار میگزین کو کوئی ہاتھ نہ لگائے یہ کہکر چھوٹی توپ کو رسی سے
جکڑ ایک لاٹھی کا شستہ بنایا توپ کو سیدھا کر مچھی بھون پر لگایا اتفاقاً گئی گولہ انداز بھی لوٹ
کو آئے تھے اونکے شریک ہوگئے دو توپین نقارخانے کے کوٹھی پر لگائین جتنے تخت دوکاندار
کے تھے اونکی چھانکیان بنائین قدم بقدم بڑھنے لگے اب مچھی بھون سے جو توپ پڑتی تھی خالی
جاتی تھی انمین سے کوئی مجروح مقتول نہوا فقط ایک شہدے کا ہاتھ بیکار ہوگیا توپ کے پیاپے
پر الگو ٹھار کینے سے انکی توپ کے گولے متواتر مچھی بھون پر پڑتے تھے شب پنجشنبہ کو بعد آدھی رات
کے روئی کے اور کپاس بھوس کے آگے رکھکے اونپر آگ لگاکر شور و غل مچا کر دوڑکر جھپٹ
پھاٹک سے لپٹ گئے مچھی بھون کے لوگ کہتے تھے انکے اس شور و غل سے ہمنے جانا کہ تمام
آدمی شہر کا ٹوٹ پڑا ہے پھاٹک گراکر داخل قلعہ ہو جائینگے ـ

اس عرصے مین چیف کمشنر نے ایک گوئندہ کو ہزار روپیہ انعام دیکر ایک چٹھی قلعے مین
بھیجی کہ دو مقام سے لڑائی کا ہونا اچھا نہین بہتر ہے کہ تم سب آج نصف شب کو مع خزانہ
و عورات فوج و اسیر لیکر بیلی گارد مین چلے آؤ تو بہتر ہے اور اسوقت وقت چلنے کے سرنگ
مچھی بھون مین آگ دینا ـ اہل شہر نے پیشتر سے جب یہ خبر سرنگ کی سنی تھی کسی کے ہوش بجا نہ تھے
اس جہت سے فرنگی محل وغیرہ محلے جو قریب تھے اپنے گھر چھوڑکر سعادتگنج وغیرہ دور کے محلون مین رہنا اختیار کیا تھا ـ
غرض جب محصورین مچھی بھون چلنے پر مستعد ہوے پہلے مرزا حیدر شکوہ ـ ہمایون شکوہ نواب محمد حسن خان
راجہ تلسی پور نواب مصطفیٰ علی خان شاہزادے کو ایک گاڑی مین سوار کیا اس شاہزادے

والا تبار نے جانے مین کچھہ تامل کیا بہت چلا کر بات کرنے لگے از راہ غضب اس جنٹلمین
کی مشکین باندھ منھہ پر رومال باندھ دیا تھا یہ زبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا ہے [illegible]
اپنی مکان کے بھیجین غرض حسن باغ کیطرف سے جتنے محصور رہے تھے با انتظام [illegible] مین اونکے
آگے پیچھے رکھے نکلے اور ریم کو توپون کی میٹون پر بٹھا دیا تھا ایک آن [illegible]
کے مکان سکے دروازے سے داخل حصار بیلی گارد ہو گئے دفعتہ ایک توپ چلی تھی ۱۶۰ آدمی [illegible]
ونکو [illegible] جانکے خوف سے بھاگے ادمین دو چار رضا یا گورے بھی تھے [illegible]
اور [illegible] انکے نام مفصل نہین معلوم فوج باغی جابجا مورچون پر تھی منھہ دیکھتی رہی [illegible]
مین [illegible] تیر پڑی رہی اور بمجرد چلنے توپ کے سرنگ بھی بھون مین آگ دی ایک گوردہ تھا اپنی بہادری
رہگیا تھا فی الحقیقت برا کام کیا۔

جب گاڑی محبوسین کی زیر کوٹھی ضیافت رزیڈنٹی ٹھہری کئی گھنٹے تک کسنے خبر نہ لی [illegible]
[illegible] صاحب آگے ان سب کو بالاخانے کے کمرے مین لیگئے سب کیواسطے پلنگ بچھوائے [illegible] خاطر
دلجوئی کی انکے آدمیونکو حکم دیا کہ گودام سے مصرف ضروریات لے آیا اور انہین سمجھایا کہ یہ اقدام
فقط مصلحت سمجھکر کیا ہے وگرنہ معلوم ہے کہ تم سب بےگناہ ہو اور یہ بھی کہا کہ اپنے آدمی بھیجکر
اپنی اشیاے ضروری کو منگوا بھیجو چنانچہ پہلے نواب محمد حسن خان کا آدمی باہر نکلا وہ کب جاتا تھا
بعد اسکے ایک سید ملازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نہ گیا۔ انگریز صاحب کو
انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھہ مخبر یہان کی رانا لڑکے پاس بھیجی ہے اس خیال سے
انکے پاس نہ آئے دوسرے دن گورے ان سب کے پلنگ لے گئے بالاخانہ سے نیچے کے کمرہ مین
آئے وہ حقیقت مین محبس تھا تاریک ونہایت بدبودار۔ کئی دن تک اسی حال مین رہے
کوئی پرسان حال نہوا اتفاقاً میجر صاحب گولی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوے
وہ اونکے پاس آئے بہت بااخلاق پیش آئے پھر ایک صورت راحت پیدا ہوئی جب جنرل
اوٹرم صاحب داخل حصار ہوے ایک دن ان سب کے فاقے کی اور فی کس خرچ دیڑھ روپیہ روز [illegible]
ہر ایک نے اپنا لباس تکلف درست کیا گورے جو جنرل صاحب مرزا اسکندر حشمت کا گھر لوٹ لائے
تھے نیلام سے بکفایت ہر چیز ملی لیکن مقام تاسف یہ ہے کہ اس حالت یاس و گرفتاری مین بھی

بھی ہر بار رخسار میں موافقت نہ تھی ہر ایک تفاخر و ناز اسپنے خاندان عالیشان پر کرتا تھا یہ
بھی زبانی مرزا حیدر شکوہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان بعضی باتون اور آپس کی نااتفاقی
سے ہوتی چلی آئی ہے۔

جب مچھی بھون کی سرنگ مین آگ دی سارے شہر مین زلزلہ ہوا جیسا اکبرآباد کی بڑی توپ
کے چھوٹنے کا قدما ذکر کرتے ہین ہر شخص خواب غفلت سے چونکا دروازے کی زنجیر چولین ستون ہیاں
سے اپنے جوڑ سے جدا ہو گئین دہقان تختے مثل پتیون کے آسمان مین ہوا ہو کر اڑنے لگے
شیشے کے جھاڑ فانوس جہان آویزان تھے بلکہ امام باڑہ مرزا کیوان جاہ مین جو کربلا میر صدر بخش
مین کنار شہر کسقدر فاصلے پر ہے وہانکے سب جھاڑ ہلنے لگے چراغ گر کے بجھ گئے خاص قلعہ مین
جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سوا کوٹھی جدید جو مرزا خرم بخت نے بنوائی تھی گودام
مین جتنا ذخیرہ تر و خشک سامان لڑائی مثل وغیرہ مور سلیمان جمع کیا تھا سب برباد ہو گیا ایک
شاہ غفلت یا نشہ کی جہت سے رہ گیا تھا جل بھن کر کباب ہو گیا تھا کئی بیراسی تلنگے سے راہین
بھی گیئں ہندوستان کے گھر مین آئین وہان سرکار مین گئین زبانی کپتان شجاع الدولہ

جب صبح ہوئی پہلے شہر سے ڈرتے ڈرتے مچھی بھون کے پھاٹک پر پہنچے دیکھا
کہ سرنگ کے اڑنے سے ایک پٹ چول سے اکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے اندر
کے جانے کی راہ ہو گئی ہے شہر سے در آنہ داخل ہوئے ہر سلسلے سے شہر کے
ہر محلے سے پہنچے خوب لوٹ ہوتی جمعہ کی شام تک بعد اسکے سرکار سے کمپنی انگریز
کے سپاہی آ بیٹھے دسوین شہر ذیقعدہ تھی۔

فدا رزیل کے ناخن ندے بعد اسکے شہر سے اپنی خیرہ سری سے زیادہ بڑھے دو توپ
لیکر مقابل مورچہ بیلی گارد ہوا ایک مورچہ بھم کے تکیہ پر منشی التفات حسین خان کے بنگلے پر لگایا
دوسرا درخت املی کے نیچے مقابل ہسپتال اور سرگرم آتشبازی کے ہو ہر چند لڑائی لڑکون کی زیادہ
بیہودگی تھی مگر مقام حیرت سب کو تھا نہ شہر کا دماغ اور نشہ جرات آسمان پر چڑھا اور زبان طعن و تشنیع
ظرافت سے سب پر کھولی پھر باجازت سرکار اپنی قوم سے ایک پلٹن بھرتی کی شہر مین جس میر کے دروازے
پر گئے دھمکا کر نقد سے اپنی چندہ خور مدم کرنے لگے حلوا پوری مٹھائی دکانون سے لیکر کھاتے پھرتے تھے

سب کو طعن وتشنیع دیتے تھے آتشبازون سے باروت مہتاب لیکر جو چاہا کچھ قیمت دیدی پائین باغ کوٹھی اسکول مین ایک انبار گھاس کا تھا اوسمین جاکر آگ لگادی سارا شہر روشن ہو گیا میر باقر علی شاہ پکھپل پر رہتے تھے اونھین بڑے امام باڑے کے دروازہ پر لاکر تلوارون سے کچومر کردیا بظاہر اونکا قصور کسی پر نہ کھلا خون ناحق سید کا ابھر وبال ہوا ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر گلیون مین پھرتے تھے۔

جب سپاہ لوہے کے پل سے اپار نہ آسکی رمنہ شاہی سے بڑھی کوٹھی مین آئی پہلے جنرل مرزا اسکندر حشمت کے ۲ گھوڑے خاصہ سواری کے کھول لیے یاقوت علیخان نواب ناظر نے سپاہ کو منع کیا تو اونسے فراہم ہو صاحبان عالیشان زندہ گرد مال اوس کوٹھی مین تھا مرزا سے کنجیان لیکر صندوق کھولے جو اوسمین تھا سب لیا ایک اپنا مورچہ مقابل نقارخانہ ظفرالدولہ کے دروازہ پر لگایا باب فتح بخش وغیرہ منزل مین فوج آئی صاحبات محل نے رونے کا غل مچایا کہا ہم سرکار کی حفاظت کو آئے ہین تم نے کسطرح کا خوف نہ کیجیے رات بھر یہان رہینگے صبح کو چلے جاینگے اور باقی فوج بادشاہ باغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل کوٹھی رصدخانہ حضرت گنج میدان دلکشا محمد باغ مین اتری اور چارشنبہ کو گوہار راجہ تعلقدار گرد پیش لکھنؤ داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیر آباد و راجہ ہنوانواسہ راجہ صورت سنگہ چودہری سندیلہ حشمت علی ملیح آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان رسالدار کے گول پار سے آکر داخل شہر ہوے اور سرگرم اپنے مورچون پر ہوے۔

جب محسن الدولہ کو خبر داخلہ پہونچی منگل کے دن دوپہر کو نواب مرزا عالیقدر محبوب خواجہ گھوڑون پر سوار کئی خدمتگار سے سعادتگنج قصبہ موہان ہوکر قصبہ رجوراسی مین لال شاہ زمیندار کی کوٹھی مین جاکر اوترے ہرچند بہت سی تکلیف مالایطاق کئی مہینے تک مثل نظربندان اوٹھائی جبتک لکھنؤ فتح ہوئی گاردنوتی فوج باغی کے شر سے محفوظ رہے اس جہت سے کہ جناب عالیہ نے بسبب سفارش جنرل حسام الدولہ فوج کو منع کردیا تھا ہرچند کہ اونھون نے کئی مرتبہ وہان کے جانے کا ارادہ کیا مرزا عباس قلی بیگ نقل کرتے تھے کہ مین رات کو جسکی صبح فوج داخل شہر ہوگی نواب کے پاس حاضر تھا عرض کی یہ سب خاصہ سواری جو سر راہ بندھی ہین اگر کہین اور جاکر رہیے تو بہتر ہے

کچھ اعتناء نہ کی فرمایا یہ ہنگامہ طفلانہ ہے تھوڑی سی فوج جاکر انکا استیصال کردیگی بلکہ شہر سے باہر اونھین روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل اصطبل نواب ہوا گھوڑے سب کھول کر لیگیا اسیطرح روز چارشنبہ پہلے ہم آلنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے سپاہیون سے کہا پھاٹک کھولدو جب داخل دولتسرا ہوے اونکے ساتھ بچے فاقہ مست شہر فتوحات غیبی سمجھکر لوٹنے لگے جو نقد و جنس ہاتھ آیا خوب لوٹا اور یہ سب جہیز صاحبزادی حضور عالم تھا نصیب اعدا ہوا اور جو اسباب بیش قیمت کو اوٹھا نہ سکے اوسے توڑ کر خراب کردیا شیشہ آلات جھاڑ آئینہ فانوس کنول توڑ کر سڑک پر پھینکدیا ساری سڑک شجن دروازہ الماس تراش ہوگئی اور کئی دن پیشتر اس ہنگامہ کے نواب نے تین مکان نواب معین الدولہ کے سعادت گنج مین بہ کرایہ لیکر اوس مین عیال نواب عظمت الدولہ معز الدولہ مرزا محمد تقی خان بھانجے مع اپنی والدہ آکر رہے تھے امام باڑہ منعت تھا۔

جب عملداری سرکار ہوئی کارنگی صاحب آئے جتنا مملوکہ نواب عظمت الدولہ تھا سب لیکر چلے گئے ہرچند سوا ترسرکار مین اظہار حال کیا نہ سنا تقریباً کئی لاکھ روپیہ کا سب تھا بہادر موصوف اوسوقت فقط لنگی باندھی بیٹھے تھے کپڑا ایک گھوڑا تھا جب اپنا گھوڑا ا مونصاحب کے ہاتھ تیرا روپے پر بیچا کپڑا نصیب ہوا ا مونصاحب بھی آمین کچھ نہ بولے وگرنہ سرکار مین کہہ سکتے تھے۔

نواب منور الدولہ اپنے گھر مین متردد فتح و شکست بیٹھے ہوے تھے دفعۃً حال شکست لشکر تحصیر ہو پہلے باورچی ٹولہ مین مرزا سنہرہ حسن داماد مہیار الدولہ کے گھر مع افضل محل جاکر رہے بعد اسکے میرن صاحب عرف محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھرات کو چھپکر سعادت گنج مین جاکر رہے افضل محل تنہا قریب مینا بازار عربا محلہ کے گھر مین رہین بعد تین دن کے ڈولی مین سوار ہو کر رونا بہت منت سماجت سے خاطر خواہ مزدوری دیکر مرزا ابوتراب خان کے گھر مین گئین امجد علی نیاب آئے وہین جاکر چھپے حکیم میر علی میر محمد سنہرہ مین پھاٹک بند کرکے بیٹھے تھے اس عرصہ مین تلنگے ہو پہنچے پھاٹک کھلوا داخل ہو کہنے لگے تلاشی گھر کی دو یہان کوئی بی بی یا صاحب چھپا ہے یا نہین اونسے بہت گفتگو ہوئی اور دست ہمت کوتاہ دیکھکر لوٹ پر مستعد ہوے کچھ اسباب جو باہر تھا لیکر چلے گئے بعد کئی دن کے گھر سے بھیدی پھر اونھین لے آئے اکثر مقام جو اونھین معلوم تھے بتاے کھود اجو نکالا لیلیا کچھ اوسمین بڑا نکو بھی دیا اسمین البتہ زیادہ نقصان ہوا

دلیر الدولہ مرزا سید معیت ملازمین سے اپنے گھر مین مسلح و مستعد بیٹھے سب سے کوئی نہ آیا۔

نواب امین الدولہ کے گھر تلنگے پہونچے ۴ گھوڑے اصطبل سے کھول لیے بعد حضور منزل خاص مکان مین انکے اجناس زیور اسباب ہما وہ کہ اشرف الدولہ تھا سب لیا وہان بہت حفاظت سے رکھا تھا از انجملہ دو جلد قرآن شریف مطلا خط ولایت تھی اونکا بڑا افسوس ہے معلوم نہین کسکے ہاتھ لگین لیکن ایام جرن احمد علی خان بانع ہوئی مگر کون سنتا تھا صاحبات محل سے کنیزان ماما خیشہ مع اسمیہ چادرین اوڑھے سڑک پر نکلین شاہزادہ صفوی اپنے دادا دسکے باغ کو جاتی تھین اشرف الدولہ انکے آگے تھے تلنگون نے روکا کہا تم کہان بھاگے جاتے ہو اہل بازار نے منت سمجھایا ۳ - اشرفی لیکر چھوڑدیا دوسرے دن راجہ منوا نواب علیخان کی گوہار آئی جا بجا مکانون مین اترے فی الجملہ عافیت ہوئی پھر اپنے مکان مین آئے -

نواب ممتاز الدولہ پیشتر اس فساد کے اپنے قدیم مکان مین مع اسباب جا کر رہی تھی و رفقاے خاص سے مسلح رہتے تھے کہ دروازہ شارع عام پر تھا اور اپنی نیکنامی تمالیف قلوب سمجھکر شربت کی سبیل بھی کھولی تھی بعد کئی دن کے جب باغیون نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنی کامٹی مقرر کی افسران فوج سوار و پیادہ و توپخانہ تارا کوٹھی مین بیٹھے دکلاے امرائے شہر پہونچے سب نے داد بیداد غارتگری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے جہاد راہ خدا اور حمایت دین حق و حفاظت جان و مال رعایا پر کمر باندھی ہے صاحبان کمیٹی نے بموجب اپنے انصاف نادرست کے بہت رحم کھا کر موافق ہر ایک کی درخواست کے گارد سوار و پیدل ہر ایک کے گھر پر تعینات کیا چنانچہ نواب کی ڈیوڑھی پر بھی گارد سوار و پیدل مقرر کیا اونکا یومیہ خوراک ذربانیات لوٹ سے زیادہ تھی ایک دن تلنگے عنایت باغ مین آکے کچھ لوٹ کر لیگئے اوسکے بعد مرزا قاسم بیگ داروغہ جاکر ضریح نقرہ لک روپیہ کی جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہوکر آئی تھی اور جعفر محلدار منزل نے نواب ملکہ زمانیہ کو عنایت فرمائی تھی اوسے توڑ کر لاکے بیچ ڈالا دیگر تلنگون نے کچھ اسکے سوا اور اسباب بھی لے آئے معظم الدولہ نواب باقر علی خان نواب مجاہد الدولہ کے گھر سے خوب لد سرخ و سفید اسباب لوٹا بلکہ لونڈیون سے زیور نقرئی بھی لیلیا

نواب ملکہ جہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر روز ہندو مسلمان کو کھانا

پکوان مٹھائی بہت کثرت سے بھیجتی تھین کچھ زر نقد بھی بنت دیا خلاصہ اگر تفصیل ہر گھر کی لوٹ کی لکھی
جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے سیاہ باغی ذکیہ کی گھر کو بھی ارباب بھی غلط خواہ لیا چوک مین جو کاندارون مین تاکید دکان کھولنے کی کرتے تھے جب
وہ کھولتے تو جو چیز چاہتے لیا یا کسی کو کچھ خیرات سے دیدیا اسکے سوا رعایا شہر پروانت بسکر رہ جاتے تھے کہ
یہ بڑے خیرخواہ لیا انگریز ہین ہمارے جہاد راہ خدا مین شریک نہین ہوتی خلاصہ ہر گلی کوچہ
مین طرفہ ہنگامہ فساد برپا کر دیا تھا اس کے سوا جتنے افسر تھے اکثر ارباب نشاط سے گرفتار
ہو گئے تھے بعض لونڈون سے گرفتار ہو گئے تھے

کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوش باش ہم قلمبند ہوئے اکثر حسب الحکم چیف کمشنر بیلی گارد
مین جا کر چھپے بعض وہان رہکر نکل آئے اونکی قضا باہر لائی چنانچہ تامس ہیرسر دفتر رزیڈنٹی
جسے جرنل سلیمن نے موقوف کیا اور کرنل بیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوئے تھے کئی دن بیلی گارد
مین رہکر نکل آئے تھے انکا گھر سڑک پر تھا سنا جب متفرق ہو کر بھاگے بی بی کہین گئی بیٹیان
کہین گئیں آپ خود کئی دن کے فاقہ سے عیش باغ مین کہار رہتے تھے تلنگے پکڑ لائے روپیہ
مانگنے لگے انہون نے میر امام علی بساطی کے پاس کچھ امانت رکھی تھی اونکا گھر لے گئے اونہون نے
تلنگون کے خوف سے انکار کیا گولہ گنج سے جاتے تھے چوک سے کسی مہاجن سے دلوادین
جب آتو جی کی مسجد کے پاس پہونچے کچھ سوار و تلنگے نانبائی کی دکان پر بیٹھے تھے آپسمین اشارہ
کر کے گولی ماری دو تین زخم تلوار ماری گر پڑے خاکروب نے پانون مین رسی باندھ نالے
مین پھینکا کپڑے اتار لیے انکی بی بی بیٹیان جب رات کو گھر سے باہر نکلین پہلے اہل محلہ نے
جو کچھ پاس تھا لے لیا بہزار خرابی بی بی کی جان بچی بعد فتح بیلی گارد پچاس ہزار کا نوٹ اونکے
شوہر کا تھا ملا اوسی پر بسر اوقات کرتی رہین آخر مر گئین مذہب عیسائی اختیار کیا تھا
قوم رزیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوایا تھا لوٹ کے بہانے سے گیا
ایک بیٹی کسی پٹھان کے گھر مین رہی دوسری بالمن انگریز ملازم محسن الدولہ سے
بفریب بیاہی گئی اوسنے جلا جلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسیکے پاس رہا اوسنے
شاید مسلمان کیا مگر مفقود ہے۔

جوزف شائرٹ سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ [illegible]

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل اسلام تھا حسین بخش کے مکان مین آکر رہے فوج نے گھر لوٹکر چھوڑ دیا وہ خوف سے شہر مین روپوش ہوگئے جوزف جوانس انکا داماد مع اپنی بی بی کو توالی مین قید ہوا اسکے بیٹے کئی برس کے راہ مین چھپٹ گئے اوسکی دائی اپنے گھر لے گئی بہرا کچ ابی ملی اسکے بعد یہ بھی کہین روپوش ہوا –

لیٹل نامے کرانی چند برادر ملازمان دفاتر پل بازار مہاراجہ جھاؤلال پر انکی بھی ایک چھوٹی سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی یحیی نامی ایک ہمسائے سے نہایت اتحاد تھا اور سلوک بھی کرتے تھے اور گھر پر ان سب کی و مرد کی وضع مسلمانی رہتی تھی مولوی یحیی نے آن کہا کہ چونکہ ہملوگ دلی دوست اور ممنون انواع پرورش آپ کے ہین آپ سب ہمارے زنانے مین آرہین ہم کسیکو آپ سے مزاحم نہ ہونے دینگے یہ لوگ باعتبار اتحاد اون اہل فساد کے انکے مکان مین رہ گئے اور اپنا گھر مال اسباب وست معتمد جانکر اونکو سونپا تھا بلوہ ہوتے ہی مولوی نے مع اپنے بیٹون کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سر کاٹکر باغیون کو بنظر فروغ جہاد اپنے دیدیا اور سب اونکے مال اسباب و مکانات پر بڑی خوشی سے متصرف ہوا ایک لڑکا اونمین سے کیطرح بچا تھا اوسنے بعد غدر اپنا بدلا پایا

عملہ نظامت سرکار جابجا پہلے روپوش ہوا جب فتنہ و فساد بڑھا اور ایک کا تجسس زیادہ ہوا ہر ایک تبدیل لباس و شکل ہوکر شہر سے باہر نکلا قصبات دیہات جنکے دس بارہ کوس پرتھے پیادہ پا ہوکر بھاگے جان بچی منشی رام دیال وغیرہ بیلی گارد مین تھے بعض نے اپنی جان بچانے کو باہر نجا سکے فوج باغی سے آشتی کی اور باطن مین گوئندہ سرکار رہے کچھ خبرین جھوٹ سچ ملاکر سرکار کیطرف سے بھیجتے تھے اس خیال سے کہ تا دیدہین بمضمہ برآر دبرو بال – بعد فتح بعض کامیاب ہوے بعض ناکام رہے –

کتب انگریزی ہزارہا ہر کوچہ و بازار مین مثل خس و خاشاک پڑی رہتی تھین کسیکی مجال تھی جو اوسے اوٹھا سکے باتمام انگریزی مارا جاتا تھا خصوصًا کتب خانہ جرنل مارٹن کالج اور ہزارہا سلطانی جلد بھی جلا دیا تالاب مین ڈلوا دیا ایک لڑکا یہودی کا گلے مین اپنے باپ کی نعش سے بندھا ہوا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا رہا کسینے خوف سے نہ دیا آخر دھوپ مین سسک کر مر گیا

کپتان سیوبری داماد جنرل مالی آلہ آباد صاحب پنشن دو صد روپیہ بہت قابل تحریر انگریزی مین کئی برس سے مسلمان ہو گئے تھے صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی جاتی تھی اگرچہ ناگوار تھا اس شکل سے دیکھنا مگر کچھ کہہ نہ سکتے تھے بہت زبان آور تھے تلنگون نے گرفتار کیا ہر چند چاہا محضر اسلام بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لے چلے راہ مین مار ڈالا گھر کئی دن تک لوٹا۔ غرض ایسے سوانحات فلکی کو کہان تک بیان کریگے دل اہل درد تاب نہ لا سکے گا۔ اعوذ باللہ من قہر الکفار و من غضب الجبار الواحد القہار۔

مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہزادہ حضرت سلطان عالم

خلاصہ احوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو ملازمین شریک حال سے شروعًا معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالامال ہو چکی اور داد بیداد مظلومان شہر صد سے گذری اور پہلے سے کوئی شخص تھا یا شہر سے ازروے خصوصیت جہاد ایمانی یا بالطمع لوٹ فوج باغیہ کا لایہ امر بسبب تعصب مذہب کے اونپر بہت ناگوار و شاق گذرا مثل شاہجہان آباد سب شریک ہو گئے تھے وہان اہل سنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہوئے لکھنؤ مین کثرت شیعہ کی انکے مذہب مین جہاد بغیر امام کے حرام تھا کیونکر شریک ہوتے اور یہان کے اہل سنن بھی باہمت انکے جہاد خود رائی و خود پسندی سے شریک ہوکے واقف ہو چکے تھے پھر کو دیکر شریک ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک نہیں ہوتے خیر بروقت سمجھ لینگے اب متوجہ امر ریاست ہوے کہ کسیکو مستحق ریاست سمجھکر نام حاکم کرنا چاہیے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچین بلکہ بظاہر نیکنام ہوجائین چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگھ اور امرت سنگھ مہاراجہ غالب جنگ کا حسب الطلب فوج حاضر ہوا اونسے افسرون نے اپنے گھر لٹنے کی شکایت کی اوسکی بابت خاطر جمع کی کہ اب دو چند تمہارا بھلا ہو جائیگا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد نواب سعادت علی خان کو مسند وزارت آبائی پر بٹھانا چاہیے جو اصل اس خاندان مین گذرے ہین مگر رکن الدولہ نواب محمد حسن خان اسی توہمات سے داخل بیلی گارد ہو چکے تھے پھر راجہ سے افسرون نے کہا تم قدیم رئیس نمکخوار سرکار خیرخواہ تمہارا باپ بڑا کارگزار تھا یہ کام دین مذہب کا ہے اسمین جی چاہیے بدل و جان

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سر انجام ہو اور ایسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جس سے انتظام شہر ہو جا بجا بغرض
اصلاح گارد بھیجکر مرزا علی رضا کو توال شہر کو میر نادر حسین صاحب داروغہ کو بلوایا تاکید کی کہ تم
بندوبست شہر بدستور سابق کر دو اور اسی طرح مستعد و سرگرم رہو فوج بہادر سے تنخواہ پاؤ گے
انھون نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کی فوج بہادر ایک طرف شہر کو لوٹتی پھرے ہم انتظام شہر کرین
جب تک کہ کوئی حاکم قرار نہ پائے کس صورت سے انتظام ہوگا کہا ہم فوج کو منع کر دینگے بعد
اسکے ایک دستہ فوج کا دس تلنگے دو افسران کے ساتھ کر کے عہدۂ کوتوالی پر مامور کیا
اس خیال سے کہ یہ اکسٹرا اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شاید مصلحتاً جیسے ملے ہون باطن مین
انگریزون سے اس جہت سے محمد قاسم خان کو افسر کلان کیا ایک کمپنی پچاس سوار بھی متعین
کیے انھون نے چار و ناچار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہ جی
اولوالعزمی سے شہر مین بندوبست طفلانہ کر چکے تھے جا بجا تھانے بٹھائے تھے شہر کے منافق
محتاج ناعاقبت اندیش نے قبول کیا تھا بقول مرتا کیا نہ کرتا۔ اب تلنگے متعین ہو جا بجا کے
تھانے اوٹھا دیے شاہ جی تخت دست کیکر چلے ہو رہے مگر انکی بساط نوچیدہ
تارا کوٹھی کی اولٹ دی اسباب لوٹ لیا شاہ جی کو زیر حماق کندہ رکھکر نکال دیا وہ ننگے
پانون بھاگ کر گھنا تھ سنگہ امراؤ سنگہ کی پلٹن مین جا کر چھپ رہے۔
غرض پارلیمنٹ مین صلاح ہوئی کہ صاحبو تم بن سر کا بندوبست چاہتے ہو کبھی دنیا مین ایسا
نہین ہوا اور اسکے پیشتر اولاد جنت مکان کو تجویز کیا تھا یعنی نواب ملکہ عہد صاحبہ کے بیٹے
مرزا دارا سطوت کو بٹھائیے اونسے نذرانہ ۲ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب
اونھون نے دیا نواب شجاع الدولہ انگریزون سے مقابلہ نہ کر سکے ہمسے کیا ہو سکے گا عبث
عبث ہم اپنی عافیت تنگ کرین افسرون نے پھر راجہ سے کہا تم سب طرح سے واقف کار ہو کسی
بادشاہ کے بیٹے کو تجویز کرو جو سب طرح سے لائق اور قابل ریاست ہو مثل واجد علی شاہ غافل نہو
چوتھے دن بعد داخلہ فوج ہمو کو بہت سویرے صبحکو راجہ نواب خاص محل کی ڈیوڑھی پر
آکر کہنے لگے کہ مرزا نوشیروان قدر بڑے بھائی مرزا ولیعہد بہادر کے کہان ہین افسران فوج
چاہتے ہین اونھین مسند نشین ریاست کرین شمشیر الدولہ داروغہ نے جواب دیا کہ وہ لڑکے

سب طرح سے سند ریاست ہے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کیونکر جرات
ایسے امر کی کر سکتے ہین ۔

غرض یہ خبر پہلے محمود خان شیخ احمد حسین نے سنی انھون نے راجہ سے مرزا حسین قدر
کیواسطے کہا اوسنے جواب دیا فوج کو یہ منظور رہے کہ اگر بالاتفاق سب بیگمات محلات شاہی
راضی ہون تو البتہ ممکن ہے اوسوقت ممو خان راجہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لایا میر
واجد علی کو بھی بلایا اور سب بیگمات وہان جمع ہوئین ذکر ریاست شروع ہوا بعض نے کہا
ہمکو کیا غرض اور مطلب اگر واجد علیشاہ ہوتے تو کیا مضایقہ تھا بعض نے جواب شافی دینے مین
تامل کیا اور سکوت حضرت محل نے سب سے ہاتھ جوڑکر کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم سب مناسب
حال جانو نواب خرد محل نے از راہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے راضی نامہ پر مہر کردین کلکتہ مین
انگریز واجد علی شاہ کو مار ڈالین تو کیا ہوا اور یہ بھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رئیس نہو جیسا تم خود مناسب
وقت سمجھو کرو ۔ راجہ رخصت ہوکر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئین ممو خان نے پھر راجہ سے
سمجھا کر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کرین تو دوسری صورت نکالی ہے یعنی ایک خط حضرت محل
کیطرف سے افسران فوج کی طلب مین بھجواتا ہون چنانچہ اوس خط کا جواب یہ آیا کہ ہم کل آئینگے لڑکے
کو دیکھین کس لیاقت کا ہے ۔

۱۲ ۔ تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ ۔ جولائی ۱۸۵۷ع اتفاقاً اوسدن بانی سے
سے برس گیا تھا بعد ۲ بجے شام کو افسران فوج راجہ کے ساتھ قصر النخاقان مین آکر بیٹھے مرزا
رمضان علی خان الملقب مرزا برجیس قدر بامیان سوار حضور عالم پر سوار مسند جلوس خبث آگاہ
پر آکر بیٹھے افسرونے باتین شروع کین کوئی کہتا تھا لڑکا ست چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے اس سے
کیا کام ہوگا کوئی آواز کرنے لگا تم عیش عشرت سے محو ہوکر غافل نہو جانا ہم تمکو سلطنت دیتے ہین پھر کہنے
لگے ہم کئی سوال کرتے ہین اگر وہ مقبول ہون تو ہم رئیس کرین ۔

پہلے یہ کہ بادشاہ دہلی کو تم امر باب خاص مین عرضداشت کرتے ہین بشرط منظوری وہان کے
یہ رئیس ہونگے خواہ بادشاہ رکھین یا وزیر تابع فرمان شاہ دہلی رہے ۔

دوسرے ہماری تنخواہ دوچند یعنی تلنگہ ۶ پاتا تھا اب اوسکے ۱۲ ہون ۔

تیسرے جو پلٹن رکھی جاوے اوسکا افسر ہماری تجویز سے ہو۔
چوتھے نائب و دیوان بھی ہم اپنی تجویز سے کرینگے اوسکی بحالی موقوفی ہمارے اختیار مین رہیگی اور کوئی امر بے صلاح و تجویز ہماری کورٹ کونسل کے نہونے پائیگا۔
پانچوین جو ہماری تنخواہ سرکار انگریزی مین چڑھی رہ گئی ہے وہ بھی ہم لینگے۔
یہ سب قلمبند ہوئین مہر مرزا برجیس قدر منگائی حکیم حسن رضا لینے گئے مگر اوسوقت پہلا شگون نیک یہ ہوا کہ اس ہنگامہ مین وہ مہر گم ہوگئی قرار یہ پایا کہ یہ کاغذ چھوڑ جاوے کل مہر ہوکے تمھارے پاس پہونچیگا افسرون نے کہا کہ ایک کاغذ کافی نہوگا چاہیے کہ ہر افسر فوج کے پاس اوسکی نقل رہے چنانچہ مہر مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور سب اہلکارون کی ہوئی اوسکے بعد افسرونکو دیا گیا پھر افسرون نے کہا آج ہی رئیس کرو بعضون نے کہا کیا جلدی ہے فوج نے کہا کچھ احتیاج نہین ممون خان کو اوسدن کے رئیس ہونیکا یقین تھا مگر افسرون نے ایک کھیل طفلانہ سمجھکر اوسے پسند کر دیا ہرچند مفتاح الدولہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ آج شب دوشنبہ قمر در عقرب بھی ہے اگر ساعت نیک جلوس ہو تو بہتر ہے ممو خان نے کہا تم ہر امر مین اسیطرح کی حجت ایک شق نکالتے ہو اور وسوسہ ڈالتے ہو بہرحال چند دقیقہ اوسوقت غروب آفتاب مین باقی تھے اہل تنجیم نے کہا پس انکی مدت ریاست بھی چند دقیقہ رہیگی غرض شہاب الدین اور سید برکات احمد رسالے کے رسالدار نے ٹھاکر سنگھ مل مرزا برجیس قدر کے سر پر رکھی مبارکباد دی افسرون نے تلوار نذر دکھائی جیسا دستور افسری جہانگیر بخش صوبہ دار توپخانہ فیض آباد نے اوسیوقت ۲۱ توپ سلامی کی سرکی شہر مین ایک غلغلہ مسند نشینی کا

زائچہ جلوس

زائچہ حسب تقاطع

قوس — دلو — عقرب — جدی — حوت — میزان ذنب قمر — حمل مشتری راس — سنبلہ — سرطان — آفتاب مریخ عطارد زحل — ثور — اسد — جوزا زہرا

زائچہ حسب صور ہندی

قوس — دلو — عقرب — جدی — حوت — میزان ذنب قمر — حمل مشتری راس — سنبلہ — سرطان — زہرا جوزا — اسد — جوزا — آفتاب مریخ عطارد زحل

اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے واللہ اعلم - بضرورت لکھا-

غرض اوسوقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مرزا برجیس قدر گھبرا کر اودھر کھڑے ہوئے تامجان
پر سوار باہر محل آئے تلنگے بجائے سلامی جنگی کارتوس داغنے لگے مرزا برجیسقدر خوف سے داخل
محل ہوئے آواز بندوق سے ایک تہلکہ پڑ گیا تلنگہ سینہ زوری سے چاہتے تھے محل مین چلے جائیں
قاسم خان نائب رسالدار نے پیرہ کر دیا اسپر بھی کسینے نمانا گھان کمپنی گھمنڈی سنگھ صوبہ دار
کی کلمات لاطائل بکتی ہوئی کہ کس نے اونھین گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہین
مسند نشینی کے وقت ہمارے صوبہ دار کو کیون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور
اسی غصے سے اپنا مورچہ بیلی گارد سے اوٹھا لیا ہر چند افسرون نے سمجھایا نہ مانا آخر
بہت منت وسماجت سے سمجھا کر کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمہارے صوبہ دار بہادر کو
راضی کر دینگے پھر شہر مین منادی ہوتی کہ خلق خدا ملک بادشاہ دلی حکم مرزا برجیسقدر کا
کا اب کوئی کسیکو شہر مین نہ لوٹے ورنہ سزا پائیگا ادھر یہ منادی ہوتی اودھر بدستور لوٹتی پھرتی تھی

دوسرے دن شہر مین منادی ہوئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خانہ
نشین معطل ہو دردولت پر حاضر ہو اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور بحال مامور ہوگا اسمین جتنے اہل
وثایق وصاحب نپشن قدیم وجدید سب کے سب مسلح ہو کر دردولت پر جان نثاری کو حاضر
ہوئے اگرچہ ہر ایک بظاہر محض اپنی جان وآبرو سے آیا کچھ سپاہی جو بیلی گارد سے باہر رہ گئے
تھے مثل سپاہ انگلشی وہ بھی بخوف شریک حال ہو گئے چنانچہ افسران فوج جدید نے
فتح سے پہلے ایک اقرار نامہ لیا گیا کہ جب تک تسلط انتظام کلی نہو کوئی تنخواہ سرکار سے
نہ مانگے چنانچہ توپخانہ کے لوگ اکثر مورچہ پر مامور ہوئے انھون نے جابجا توپین تیسرے سے لگا دین
اور دل کھول کے مستعد جانفشانی ہوئے اور بڑی توپ نانک متہ کی چار باغ کے توپخانہ
سے ۴۸ جوڑی بیل سے کھینچکر لے آئے گولہ گنج کے مورچہ پر لگائی اسمین بڑا فخر
کیا کہ یہ توپ ہمسے چلی آئی انگریز اسے نہ لا سکے ایک دفعہ دو تین گولے اوسی سے مارے
اوسکے بعد پھر نہ چلی - شاید اوسکے پر کنٹے سے نکمی ہو گئی تھی-

---

تجویز نائب و دیوان و تقسیم خدمات وغیرہ و احکام کورٹ

الغرض باب نیابت و دیوان مین کورٹ ہوا کسی نے جنرل حسام الدولہ کا نام لیا
کسی نے نواب منور الدولہ کا انکے نام پر سب کنمنا سے گرانسے ہمین ابھی سمجھنا ہے نواب
شہنشاہ محل نے مفتاح الدولہ سے کہا کہ تم سب طرح سے لیاقت رکھتے ہو اس عہدے کے
سزاوار ہو کیون نہین قبول کرتے عرض کی مجھے منظور نہین پھر فرمایا عہدہ جرنیلی قبول کرو
تمہارے چچا اقبال الدولہ آگے جرنل بھی ہو چکے ہین تمسے زیادہ کون واقفکار ہوگا جب اسکا
بھی انکار کیا پھر مشورہ پوچھا کہ تمہارے نزدیک کون اس عہدہ کے لایق ہے عرض کی شرف الدولہ
محمد ابراہیم خان سے بہتر کوئی اور سزاوار اس عہدہ جلیلہ کا نہین ہے خلاصہ جب کورٹ مین
نواب شرف الدولہ کا نام لیا سب نے باتفاق مانا کہ انکی کارگزاری البتہ بہ نیکنامی مشہور ہے
جواہر علی خان نے کہا وہ سنی ہے اونکا نائب ہونا اچھا نہین قاسم خان نے تعریف کی
خلاصہ جبکہ جب شرف الدولہ آئے ممو خان اسپر بگڑے کہ بے مرضی میری کیون بلایا پہلے مجھسے
عہد و میثاق کی شایعت ہو جاے تو کیا مضایقہ اس عرصہ مین سب ملکر گھمنڈی سنگھ صوبہ دار
کو لے آئے جو کل خفا ہو گیا تھا بعد عذر معذرت ممو خان سے صفائی ہوئی اور جب عہد و پیمان ہو چکا
ممو خان شرف الدولہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لائے اونھون نے خبا لیا کو ۱۱ -
اشرفی نذر دین نواب حسام الدولہ نے اوٹھکر بیگم صاحبہ کے ہاتھ مین رکھدین سید برکات
احمد قاسم خان اونکی تعریف کرنے لگے کہ یہ بڑے خیر خواہ سرکار اور کارگزار ہین انسے بہتر کوئی
اور ہماری نظر مین نہین سماتا آگے آپ کو اختیار ہے۔

شرف الدولہ نے عرض کیا کہ مین قدیم سے اس گھر کا دولتخواہ ہون کاروبار سرکار بجا
لاؤنگا مگر خلعت نیابت نہ لونگا یہ کہکر رخصت ہوے وجہ اسکی یہ تھی کہ اس ریاست و حکومت مستعار
کے انجام و مآل کو اپنی مآل اندیشی سے خوب سمجھے ہوے تھے کہ یہ سب نقش بر آب و بے ثبات
ہے لیکن صورت نجات اور اپنی عافیت بھی نچاہتے تھے اور کمال تشویش سے متردد تھے اور خوف
آبرو دوسری سرکار کا غالب جانتے تھے کوئی تدارک و تدبیر کسیطرح کی بن نہ پڑتی تھی دوسرے دن جب
حاضر ہوے مرزا برجیس قدر نے خلعت منگوا کر عنایت کیا مجبور ہو گویا یہ خلعت آخرت تھا۔

خلعت دیوانی مہاراجہ بالکرشن کی بہ صورت ہوئی کہ دوستون نے پہلے بہت ساعذر پیش کیا کسواسطے کہ وہ اور روسے رقم سیاق نسبت نواب کے زیادہ ترخوفناک تھے اور اپنی عافیت اور تحون آبروسے افسران فوج کو بہت کچھ دے چکے تھے اس جہت سے اونکا گھر لوٹ سے بچ رہا تھا مگر جب انکا نہ لینا خلعت دیوانی کا افسر دنیر کھلا سمجھے کہ یہ انگریز سے ملے ہوے ہین خلعت کو ٹالتے ہین بس آج بہر صورت انکو خلعت دینا چاہیے اگر نہ لین گھر لوٹ لیجیے یہ خبر مہاراج کے ایک دوست نے مفصل آن کر کہی غرض جب دربار مین آئے افسرون نے کہا یا خلعت دیوانی کو قبول یا انکار کر دو ہین صاف جواب دیجیے انھین کچہ بن پڑا سوا خلعت پہننے کے۔

تیسرا خلعت کوتوالی مرزا علی رضا بیگ۔ چوتھا میر نادر حسین مہتمم رونڈ کو۔ پانچوان خلعت جرنیلی حسام الدولہ بہادر کو بعہ اہل دربار نے مرزا برجیس قدر حضرت محل شہنشاہ محل کو نذر دی۔ منشی کچہری خاص امیر حیدر داروغہ ڈیوڑھیات میر واجد علی ممو خان الملقب علی محمد خان بہادر داروغہ دیوان خاص ہو کے بعد چار دن کے اور چار خلعت نکلے ایک اخبار ملکی دوسرا اخبار ڈیوڑھیات تیسرا حضور تحصیل چوتھا دیوانخانہ کا واسطے ممو خان کے چنانچہ اخبار ملکی محمد حسین خان داماد نواب شرف الدولہ کو حضور تحصیل محمد یعقوب خان بڑے بیٹے نواب کو اخبار شہر۔ میر واجد علی سے آغا کیف نے باصرار تمام اخبار ڈیوڑھیات لیا۔

حکمنامجات ۔ تعلقدار زمینداروں کے نام اس مضمون سے جاری ہو کہ ملک آبائی ہمارا خدا نے پھر ہمکو عطا کیا دفع کفار فرنگ اب لازم ہے کہ باہم شریک ہو کر باقیماندگان بیلی گارد کو قتل کرو دادبہادری دو انشاءاللہ تعالی بیشتر سے زیادہ پرورش ہوگی انعام و جاگیرات وغیرہ ملیگا بلکہ جو انکو قتل کریگا نصف جاےوسکے علاقے کی معاف ہو جائیگی۔

جرنل حسام الدولہ کو حکم بھرتی ۱۲ پلٹن نجیب کا ہوا کہ فی پلٹن پانسو کچھہ نجیب بھرتی ہون چنانچہ خان علی خان جرنل کے بڑے جائزہ دیکھتے تھے اونکی تفصیل یہ ہے۔

خان علی خان دو پلٹن پیارے صاحب بیٹے میر یوسف داروغہ میر جعفر علی ۔ ا ۔ محمد تقی خان میر نادر حسین ۔ جواہر علیخان ۔ بلال ۔ اعتماد علیخان ۔ قایم علی ۔ بہادر مرزا ۔ اصغر علی ۔ محمد حسن خان پہلے ۴ پلٹن جو نوکر ہوئین ۔ ممو خان نے کئی کمیدان موقوف کر کے اپنے متوسل بھرتی کیے۔

بیلی گارد کے مورچون کا ذکر

غرض چھہ دن اور رات تک طرفین سے مینہ گولے اور گولیون کا برستا رہا جمعہ کے دن وقت
عصر احمد اللہ شاہ نے دھاوا کیا بیلی گارد کے زیر دیوار پھاٹک پر جا پہونچا اوسوقت محصورین
بیلی گارد کہتے ہین کہ اوسوقت ہم سبکو یقین اپنی ہلاکت کا ہو گیا کسواسطے سپاہی گوری ہندستانی
جتنے مورچون پر تھے کئی دن کے علی الاتصال لڑنے سے تھک گئے تھے ہاتھ پانؤن کی سب
کی سکت جاتی رہی تھی خصوصًا میم کا حال اضطرار و سراسیمگی اسوقت کا بیان سے باہر ہے
سب کی سب تہخانہ جنرل لو صاحب مین خوف سے جاکر چھپین اور موت ہر ایک کی نظر مین پھر
گئی شاہ جی پھاٹک کی آڑ مین اپنے مجاہدین کو پکارا کیے کہ بس اس حملے مین ان سب کا کام
تمام ہے مگر کسیکی جرأت قدم سے قدم بڑھانے کی نرہی - دفعۃً ایک بم کا گولا اوپر سے آیا لاچار ہوکے
ہوئی شاہ جی بھاگے بس محصورین کو یقین اپنی فتح و نصرت کا ہو گیا پھر مورچون پر سب کا دل پٹھا ہو گیا تازہ دم ہو گئے
بعد کئی دن کے فوج باغی نے عذر اپنے صرف میگزین ہمراہی کا کیا اگر ہم سب دفعۃً اوڑا دینگے
بروقت ضرورت ایسا ہمین میسر نہوگا اور نہ کچھ کام بن پڑیگا بہتر یہ ہے کہ اب سرکار سے ہمین ملے
پس اب عذرات بار دہلوہتی کے شروع ہوئے اور ہر روز وقت بے وقت تلنگے غول کے غول بم
بھادیو کہتے جاتے تھے خاص بازار کی دوکانون مین جابجا مقامات امن مین متفرق بیٹھے تھے
ڈفلی دایرہ بجا کر بھجن گاتے تھے زبان سے سبکو گالیان دیتے تھے بہت سے جمع ہو کر ڈیوڑھی
پر آتے تھے مرزا برجیس قدر کو محل سے بلا کر تلنگے گلے لگاتے تھے کہتے تھے تم کنھیا ہے باپ کیطرح
غافل نہو جانا ان اپنے شملہ والون سے ڈرتے رہنا وگرنہ تم خراب ہو جاؤ گے -
ایک دن تلنگے تیس روپیہ کا اسباب کہین سے لوٹ لاتے ممو خان نے لیا سو روپے انعام دیے
آفرین و شاباش کہی اوس لوٹ کو داخل سرکار کیا اسیطرح نواب ممتاز الدولہ کے گھر سے لوٹ کر
تقریبًا پچاس ہزار روپیہ کا لائے ممو خان کو دیا اور کہا یہ ہمنے شہدون اور ساور گھرون سے لیا ہے اسکا
بھی انعام ملا مال خانہ مین رکھوا دیا بعد اسکے نواب افسر بہو صاحبہ کے گھر کا اسباب لائے چند صاحبات
محل نے سمجھایا کہ تلنگے پہلے اونکا گھر لوٹ چکے ہین یہ قدرے قلیل اونکی اوقات بسری کو رکھا ہے ممو خان نے سنا ندیا

انتقال چیف کمشنر بہادر

جنرل لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اول درجۂ قدیم کوٹھی رزیڈنسی مین مشغول تحریر تھے صاحب سکرٹر کو صاحب
کچھ تحریر دکھا رہے تھے قلی باہر کے دوڑی پنکھے کی کھینچ رہا تھا کہ دفعۃً ایک گولہ قلی کے سر سے صاحب کے
دونون پانون پر سے ہو کر گوشت اعصاب لیتا چلا گیا باہر گر پڑا اس صدمہ ناگہانی سے تین دن صاحب جیتے
رہے آخر ا - جولائی ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا گبنس صاحب کو اپنا قایم مقام کر کے کہتے ہین کہ وقت آخر صاحب
نے اپنے ملازمین کو بلا کر اپنا چشم ذعیط چاہا اور رخصت کیا گرجا مین دفن ہوے بعد ہفتہ عشرہ آمنی صاحب
جوڈیشل کمشنر ایک صبح کو مورچے دیکھتے پھرتے تھے ناگاہ ایک گولی قضا کی آئی مر گئے - محصورین بیلی گارد
کو بڑا صدمہ اور حالت یاس ہوگئی کسواسطے یہ دونون صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے میجر بنک صاحب نے چیف کمشنری
گبنس صاحب کو قبول نہ کیا کسواسطے کہ وقت محاصرہ صاحب فوج مستحق وزرا اور عہدۂ جلیلہ ہوتا ہے
صاحب سول یعنی نظامت نہین ہوتا چنانچہ طرفین سے کئی چٹھیان رد و بدل اس باب خاص مین لکھی
گئین آخر گبنس صاحب مصلحت وقت سمجھکر مستعفی ہوے میجر صاحب مستقل ہوے -

دھاوہ بیلی گارد وغیرہ سوانحات

ایک دن مشہور ہوا کہ کل یا پرسون فوج باغی بیلی گارد پر دھاوا کریگی صاحبان محصور کو زیر تیغ
کریگی اور وہان کی زمین کو کھود کر برابر کر دیگی اور جب تک یہ نہ کریگی دوسرے کام پر متوجہ نہو گی اپنا
کھانا پینا حرام کیا ہی کسواسطے کہ دس دن کے عرصہ سے بیلی گارد فتح نہین ہوتا یہ تو ایک گھڑی
کا کام ہے جب یہ خبر گوشزد صاحبات محل ہوئی آپس یون کہنے لگین کہ جسوقت یہان سکو قتل کیا
جتنے کلکتہ مین ہین اونکی جان کا ہیکو رہیگی ایک نے کہا اوپر کیا موقوف ہے ہم تم بھی نہ بچینگے
کسواسطے کہ انگریزونکا حال مثل گھاس کی جڑ کے ہے جتنا کاٹو اتنا ہی بڑھتی ہے غرض نواب
فخر محل مہندی بیگم بندی جان نواب سلیمان محل نواب شکوہ محل نواب فرخندہ محل - یاسمین محل
محبوب محل - اور کئی محل سب جمع ہو حضرت محل سے کہنے لگین اور نواب خورد محل

نواب سلطان جہان محل بھی انکی شریک تھین کہا کہ تم سب طرح سے اچھی رہین تمہارا بیٹا بادشاہ
ہوا ابھی نکلا مگر ہم سب بے وارث ہوئی جاتی ہین کل فوج کا یہ ارادہ سنا ہے اب تمھین لا معاف
کریگی پھر بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتہ مین ہین زندہ بچین گے یا سب پھانسی دیے جاینگے
ایسی سلطنت کو چولھے مین ڈالو جناب عالیہ نے برہم ہو کر جواب دیا معلوم ہوا تم سب ہمارا
برا چاہتی ہو بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے جلتی ہو مختصر یہ کہ اوسوقت اپسمین ایسی چلی
کٹی ہوئی کہ جناب عالیہ برجیسقدر کو لیکر اندر کے دالان مین چلی گئین۔

دوسرے دن جب افسرون نے یہ خبر سنی بگڑے کہا یہ سب محلات انگریزون سے ملی
ہوے ہین یکبارگی سب جمع ہو کر ڈیوڑھی پر آئے کہ ہمین کچھ عرض کرنا ہے جناب عالیہ چلمن کی
پاس آئین حاضر الوقت نواب شرف الدولہ ممو خان میر واجد علی مولوی میر مہدی مولوی
محمد حسن جواہر علی خان مفتاح الدولہ تھے اور دو ناظر دروازے پر آنے جانے کے مانع کھڑے ہوے
افسرون نے عرض کیا یہان کے سب آدمی انگریز سے ملے ہین اوسمین ہماری تمہاری خرابی ہے کمپنی
پھر کا نہین اب جسطرح بنتا ہے دھاوا کر کے بیلی گارد مین گھس جاینگے رام چاہے تو کل انگریز
نہین یا ہم نہین جب تک بیلی گارد فتح نہ کرینگے تنخواہ نہ مانگینگے مگر شربت پانی دھاوے کے وقت
پہونچنا ضرور ہے ہمارے برہمن پنڈت اپنے علم نجوم سے کہتے ہین کہ برجیسقدر کی سلطنت کلکتہ
تک ہے بڑا صاحب اقبال ہے اچھی ساعت مین گدی پر بیٹھا ہے اوس ساعت سے پچاس برس تک
ترقی اقبال ہے زوال نہین جناب عالیہ نے فرمایا چپکے چپکے باتین کرو اور محل بھی یہان موجود ہین
اونمین سازش انگریز کا پایا جاتا ہے اونھین اونکا محل ناگوار ہے افسرون نے کہا جو ایسے محل ہون
اونھین محل سے نکالدو کسواسطے اونکا دوست ہمارا دشمن ہے فرمایا بعد فتح تدبیر مناسب اونکے واسطے
کیجائیگی ابھی موقع نہین ۳۰۔ جولائی ۱۸۵۷ء افسرون کے نام حکم پہونچا کہ سب افسر مع اپنی پلٹن
کے کل چار گھڑی رات رہے بقواعد سکن بستہ بیلی گارد مین جاپہنچین اور اپنی اپنی کمپنی کا افسر سپاہ سے
آگے وقت دھاوا رہے جو مارا جاے تلنگہ لاش اپنے عزیز کی نہ اوٹھائے کہار ڈولی پیچھے رہین وہ اوسے
اوٹھا لینگے اور جیتنے مٹھائی کے ٹوکرے وقت دھاوے کے ساتھ رہین مثل بازار ہر چیز موجود رہے
۳۱۔ جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر دھاوے کو تیار ہو کر چلی شاہ جی کو آگے نقیب لیتا جاتا تھا

اونکا ہوتا ہوا جب مورچونپر پہونچے روئی کے گٹھے جابجا رکھے تھے اونکی آڑ مین دھاوا کیا اور
دیوار بیلیگارد پہونچکر دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہونگے جب ادھر سے بم کے گولے
مینھہ برسنے لگا ہزارہا قیمہ ہوکر ملکر بھاگے پھاٹک پر بیلی گارد کے ہزارہا آدمی پہونچے سرکار مین دفعتہ
ایک ہرکارہ خبر لایا دھاوا اپنا ہوگیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گورے ایک مکان
مین چھپ کر گولیان مار رہے ہین اسباب سب وہان کا لٹ رہا ہے کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب
لوٹ سے بچے ارکان دولت یہ خبر سنکر بہت خوش ہوے آپسمین عید سمجھکر گلے ملنے لگے نامرد
تلوار پکڑکر اکڑنے لگے موچھونکو بل دیتے بیلی گارد کو چلے آپس مین مبارکباد دینے لگے کوئی
کہتا تھا اوسے کھودکر بڑا تالاب بنا دیجیے کوئی ممو خان سے کہتا تھا اسکا فتح باغ بنوا دیجیے گا۔
دوسرا فتح گنج کہتا تھا کوئی کہتا تھا جس گڑھے نام رکھیے گا دوسرا بھاگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی تلاطم
پڑ گیا ایک دوسرے کے بھاگنے مین اولجھکر گرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چارپائی کے نیچے چھپنے لگا
جب حکم جناب عالیہ دروازے قیصر باغ کے بند ہوگئے گورون کی سد راہ کو توپین لگائین ملنگے
بحسب بیان سے زیادہ مارے گئے بہت سے جھنجھلاتے غصہ کرتے گالیان بکتے شہر کو چلے
کسیکو گوئندہ کسیکو وثیقہ دار کہکر لوٹنے لگے دکانین سب خاص بازار کی لٹنے لگین سپاہی
کوتوالی کے جو محافظت کو تھے اونھین گوئندہ کہکر قید کر دیوانخانے بھیجدیا مٹھائی جو گئی تھی
کھاتے جاتے تھے اور کہتے تھے شہر والے سب وثیقہ دار ہین انگریزونکو خبر دھاوے کی پہونچاتے
ہین ہمکو جادو سے بھگواتے ہین اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارد مین نہ پہونچاتے انگریز فاقون سے
مر جاتے خیر کل ہم بیلی گارد خالی کروا لینگے کہان جاتے ہین اودھر طرفہ ماجرا یہ تھا کہ افسر لٹنا لوٹکر
منع کرتے تھے گالیان دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اونسے لیتے تھے ۔
جب لوگون نے خبر لوٹ مرزا برجیس قدر سے عرض کی ایک دن سب افسر اور تلنگونکو بلوایا آپ
گھوڑے پر سوار ہوے ۲۱ توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ سمجھانے لگے کہ اے بہادرو ہم تم سے
بہت خوش ہین خوب لڑتے ہو مگر ہمین ایک بات کا رنج ہے کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اسے موقوف
کرو ورنہ سب رعایا بد دعا کرےگی افسرون نے دست بستہ عرض کی جناب عالی اب شہر نہ لٹنے گا
مانگے جو اوسوقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے پیٹ کی خبر نہین لیتے کہان سے کھائین تنخواہ دو

ورنہ اس سے زیادہ شہر لٹے گا اور جو اشرافون کی شکل مین سب خفیہ انگریز سے ملے ہین انکو ہم بیشک پہلے مارڈالینگے غرض کچھ نہ سنا ۲ مہینے تک شہر ہر روز لٹتا رہا ۔

تعلقدار راجہ جو کمک کو آئے تے

سب سے پہلے فوج بدمعاش کے ساتھ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علی خان تعلقدار محمود آباد سات ہزار گنوار سے آئے چکر والی کوٹھی مین اترے ورنجیت سنگھ تعلقدار ہونا ئیہ یا نسو سے بموجب حکمنامہ مذکور منشی محمد حسین قدوائی ۳ سو راجہ اٹو بجے کا ۴ سو میر اولاد حسین زمیندار رسید پور ۴ سو سے آئے ۔

پھر افسران فوج نے حکمنامہ زمیندار تعلقدارون کو بھیجا کہ جو سرکار مین مع اپنی فوج کے حاضر ہوگا زمینداری اوسکے پشت کو ملیگی فوج پہونچکر اوسکی رنج و بنیاد کو شادیگی اور جو حاضر نہ ہوگا علاوہ معافی مستمرہ بعد فتح بیلی گارد جاگیر پائیگا ۔

طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ خانہ نواب علی نقی خان وغیرہ

جناب عالیہ کے پاس زر نقد ۴۲ ہزار روپیہ تھا جب وہ خرچ ہوچکا مفتاح الدولہ سے طلب خزانہ کیا عرض کی مین پہلے عرض کرچکا ہون اور حسام الدولہ ممو خان کو کوٹھہ بھی دکھادیا ہے خزانے مین سوائے چاندی سونے کے اسباب زر نقد نہین ہے پھر بھی وقت خیرخواہی ہو تمہارے بزرگون سے خیرخواہی ہوتی چلی آئی ہے اگر یہ سلطنت قایم ہے روپیہ بہت سا ہوجائیگا بہتر ہے اسوقت مین کام آؤ خزانہ بتاؤ ورنہ ممو خان بہت تنگ کریگا عرض کی میری جان و مال سب سرکار کا ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہین ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۴ لاکھ کے ہوجائیگا وہ حاضر ہے آیندہ سرکار قید یا قتل کرے ہر صورت مین حاضر ہون پھر جناب عالیہ نے بہت سا سمجھایا آخر کنجیان اونسے لیکر یہ صلاح ہوئی کہ ٹکسال جاری کرو مگر سکہ کس کے نام کا پڑے کسی نے واجد علیشاہ کسی نے بہادر شاہ کسی نے جوان بخت کا نام لیا ۔ یہ ہے سکہ نصاریٰ پہ قہر خدائی گرا جوان بخت سلطان دہلی ہوا ۔ بعض نے یہ کہا میان سکہ بہ نجیبی بنا ہے ۔ وہ یہ ہے

سکہ زد بر سیم و زر چون مہر و مہ + نیر دین میرزا برجیس قدر ؛ ایضاً سکہ زد از فضل حق بر مہر و مہ ؛ اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر + خلاصہ خوشامد سے بہت سے سکے ہوے مگر افسر و تخت نمانا کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑیگا پھر صلاح ہوئی کہ نہین معلوم وہان کسکا اور کونسا سکہ پڑا ہے بہرحال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہیے پہلے اوسکے مہتمم مفتاح الدولہ ہوے بعد اسکے آغا نجف کشمیری داروغہ نواب معشوق محل نے ۶ ہزار پر اجارہ لیا نواب معشوق محل کا اسباب فوج اور اہلکارون نے ملکر خوب لوٹا۔

جب قلت خرچ روپیہ کی ہوئی شہر مین مالدار گھرتا کے پہلے وزیر خان محمد بخش داروغہ حضور عالم پکڑ آئے اونپر سختی کی کہ روپیہ بتاو جواب دیا کہ تمام گھر نواب کا ملٹن نادری اختری نے لوٹ لیا ہماری دانست مین اب کچھ نہین ہے غرض یہ دونون قید ہوے پھر گوئندے گھر کے بھیدی خبر لائے کہ ہم نواب کے گھر کا حال خوب جانتے ہین جہان روپیہ ہے ممو خان راجہ جے لال یوسف خان حیدر خان بھائی ممو خان کے مخبر کے ساتھ نواب کے گھر گئے محاصرہ مین ایک جگہ کو کھدوایا پانچ لاکھ روپیہ نکلا۔ ہاتھی چھکڑہ پر رکھکر لے آئے جناب عالیہ سے ممو خان اور راجہ نے عرض کی ہمسے زیادہ کون آپکا خیرخواہ ہوگا۔ ابھی اس سے زیادہ خیرخواہی کرینگے بہت خوش ہوئین تعریف کی خلعت دیا راجہ محروم رہا ممو خان نے گوئندے کو ایک کوڑی بھی نہ دی اپنے عزیزونکا وہان پہرہ کردیا اسمین سب کے سب مالامال ہوگئے اور نواب کے متوسلین کا نقد و جنس بھی سرکار مین ضبط ہوکر آیا جسکی تفصیل موجب یادداشت مفتاح الدولہ یہ ہے مگر بعد فتح کے ان سبکو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہین اس چوری سرزوری کا روپیہ کیا ہوا۔

نواب کے گھر کا نقد و جنس وغیرہ۔

نقد ۴ لک اشرفی ہمہ طلا ۲ سیر ظروف نقرہ وغیرہ جواہرات دو لک۔

متفرقات

اچھے صاحب داماد نواب

میر احسان علی خان داروغہ دیوانخانہ نواب

نھالے بیگم خواہر نواب — عـــ

محمد بخش داروغہ ۔ — صـــ

چندی سہای گرسہای ۔ دیوان و منشی نواب ۔ — صہ لک

اہل شہر سے بدفعات ۔ — وسہ لک

خلاصہ یہ روپیہ بیلنجیطر فوج وغیرہ بین منت صرف ہونے لگا اور سرکار کو اوسکے بے تکلف نکلنے سے بڑی خوشی ہوئی مومنعاں کی بھی بڑی قدر اس جہت سے ہوتی کہ مالک سیاہ سفید ہوے اسلیے روپیے بین خدا کیونکر برکت دیتا

زمیندار تعلقدار مالک محروسہ مع فوج جو کمک کو آئے

زمیندار تعلقدار اطراف لکھنؤ مع فوج کہار حاضر دردولت ہوے ۔

راجہ دیبی بخش سنگہ گونڈہ کا راجہ ۔ — ۲ ہزار

آندی اور خوشحال وغیرہ زمیندار تعلقدار گوسائین گنج ۔ — ۲ ہزار

راجہ سکھدرشن زمیندار سمروتہ ۔ — ۱۰ ہزار

سبھرام بخش زمیندار سمروتہ وغیرہ ۔ — ۲ ہزار ۲ ضرب توپ

راجہ لال مادھو سنگہ بہادر تعلقدار گڈھرا امیٹھی ۔ — ۵ ہزار ۴ ضرب توپ

رانا بینی مادھو بخش سنگہ بہادر ر ر بیسواڑہ ۔ — ۵ ہزار ۵ ضرب توپ

حشمت علی چودھری سندیلہ ۔ — ۲ ہزار

منسب علی چودھری رسول آباد ۔ — ہزار

رگھناتھ سنگہ تعلقدار بھورگا نون علاقہ ملو بریلی — ۱ ہزار ۴ ضرب توپ

گلزمان کا رندہ تعلقدار نیارہ — ۱۰ ہزار

راجہ مان سنگہ بہادر کو کئی قطعہ حکمنامے اس مضمون سے گئے کہ تم انگریز سے ملے ہو بہت سے انگریز تمنے چھپائے تمام اسباب زر نقد جواہرات ادنکا تمہارے پاس ہے فوج سرکار آتی ہے تمہاری بیخ و بنیاد اٹھا دیگی ورنہ جلد سرکار بین حاضر ہو ۔

جواب - راجہ نے معرفت ماتا پرشاد اپنے مختار کے کہلا بھیجا کہ کئی شرائط سے حاضر ہوتا ہون پہلے یہ کہ شراکت تلنگان کی نہووے مین تنہا بیلی گارد فتح کرلونگا دوسرے کوئی تلنگہ بجبر دست اندازی کرے کسواسطے میرے بعینامہ مین بہت سے تلنگے رہتے ہین مجکو یقین اونکی خلش کا ہے تیسرے اپنی فوج مین لاؤن سرکار اسکا روپیہ اور خرچ دے اسکے سوا دو تین باتین وقت حاضر ہونے کے خفیے (?) مین عرض کرونگا -

حکم ہوا بروقت حاضر ہونے کے موافق تمہاری مرضی کے عمل مین آئیگا قصہ مختصر راجہ سات ہزار سپاہ گوہار معتمد سے حاضر ہوے ۵ ہزار دور سے راج کمار مجرے بہادر رہتے ہین فقط تلوار باندھتے ہین اور دو ہزار پانچسو نجیب وغیرہ زمیندار ساتھ تھے اکثر آلات حربی مثل توڑے کے تھے اوسکی صورت یہ ہے کہ کمہار مٹی کو مجوف بناتے ہین وہ جیسا ن پہونچا ہے پھٹ جاتا ہے بارود بھر کر ایک طرف فلیتہ لگاکر گڈھی پر پھینکتے ہین اوسکے ٹکڑون سے آدمی زخمی ہوجاتے ہین جھنٹ پر اکر ٹھہرے جب فوج اونکے مضمون عرضی اور شرائط سے واقف ہوئی بگڑی بہت برا بھلا کہنے لگی اور کہا کہ اگر بے مرضی وصلاح ہماری آویگا ہم سیدھے دلی چلے جائینگے اور گھنگے کر جو لوگ انگریز سے ساز رکھتے ہین وہ سب برجیسقدر کے پاس جمع ہین اوسوقت راجہ نے اپنا وکیل امراؤ سنگہ نیپال سنگہ رگھناتھ سنگہ گھمنڈی سنگہ کپتانون کے پاس بھیجا ۵ ہزار افسر اور سید برکات احمد رسالہ دار کو جو جرنل فوج تھے بھجوا دیے -

پھر کورٹ ہوا آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے لال سنگہ نے پڑھا کہ اگر آویگا سوا اطاعت کے وہ ہمارا کیا کر سکتا ہے اوسے بھی کوئی مورچہ دیدیا جائیگا شہر مین آنے دو غرض راجہ اپنی دھوم دھام سے در دولت پر آئے حاضر حضور جنابعالیہ و مرزا برجیسقدر ہوے ۱۱ اشرفی نذر دین خلعت دوشالہ رومال ملا - راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تیسرا نہو کچھ عرض کرون جنابعالیہ نے کہا ممو خان میر واجد علی میرے خیرخواہ ہین خلاصہ عرض کیا یہ تلنگے بیلی گارد نہین خالی کرسکتے یہ فقط میدان کی لڑائی جانتے ہین ہملوگ گڑھی خالی کروانے مین مشاق ہین ہمنے سیکڑون گڑھی قلب خالی کروالی ہین بیلی گارد کی کیا اصل ہے ایکدن مین خالی کروا لونگا بشرطیکہ کوئی میرے ساتھ دھاوا کو نہ چلے مگر دو شرطین ہین اول یہ کہ بیلی گارد کے ایک طرف میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ فیض آباد

نے مجھے لکھے یہ باتیں از راہ فریب بیگم صاحبہ اور ممو خان کے تھیں اسواسطے کہ میل ساز انگریزون سے بنا ہے جناب عالیہ نے فرمایا مین اسکا جواب صاف کرکے دونگی مگر شرط نمک حلالی یہ ہے کہ مستعدی و جانفشانی سے ان کافرون کو قتل کرکے جلد بیلیگارد خالی کروالو اسوقت دہونڈی گردگی بلکہ اس سے زیادہ اسنے مین کئی کپتان بھی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہان آئے ہو اپنا مورچہ ساتھ لگاؤ۔ چنانچہ راجہ کا مورچہ شہر دروازہ اور اصطبل شتر خانہ آہنی پر ہوا۔

حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈی سندیلہ وغیرہ

تین پروانے اس مضمون کے روانہ ہوے کہ بفضل خدا سے بتاریخ بہتر روز نیک ماہ دولت و اقبال نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا اکثر تعلقدار اطراف و جوانب مع اضراب توپ و سپاہ واسطے قلع قمع انگریزون کے درِ دولت پر حاضر ہوے لہذا انھین بھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز مع فوج اور اہلکار کسی گھاٹ سے تمہارے علاقے مین اترنے نپاوے جسطرح سے ہو مقابلہ کرنا اور بمجرد دیکھنے حکمنامہ ہذا مع فوج و توپ درِ دولت پر حاضر ہونا تاکید جانو۔

چنانچہ ایک پروانہ نرپت سنگہ باغی تعلقدار رودہیا۔ دوسرا ہردیو بخش سنگہ تعلقدار کٹیاری پرگنہ سانڈی ضلع ملانوان تیسرے نیا سنگہ تعلقدار راجپور پرگنہ ضلع مذکور کو گیا نرپت سنگہ نے دور و پیہ دعوت دس انعام اور عرضی سپاہی کو دیکر روانہ کیا کہ پروانہ کرامت نشانہ حضور مشعر اجلاس فرمائی آیا سرفراز و ممتاز کیا اللہ تعالے مبارک کرے اور اوج ارادت دلی پر فائز کرے خانہ زاد کی گڑھی سے علاقہ انگریزی قریب ہے فقط دریاے گنگ درمیان ہے اکثر سرکار سے خبر عبور انگریزونکی سنی جاتی ہے خانہ زاد کا آنا مصلحت وقت نہین ہے انشاء اللہ اگر کفار قصد عبور گنگ کرینگے اقبال سرکار سے مقابلہ کرکے قتل کرونگا۔ واجب تھا عرض کیا۔

ہردیو بخش نے ۱۱ روپیے دیے تین دن تک سپاہی کو رکھکر رخصت کیا ماکھن سنگہ زمیندار باکرمئو میر غلام جعفر زمیندار عثمان پور میر عالم علی زمیندار بانون علاقہ سانڈی بھیکن خان زمیندار بھیلی علاقہ سلون وغیرہ حاضر ہوے وجہ اونکی غیر حاضری کی معلوم نہوئی اور بعض راجہ مغل لال ہنونت سنگہ ... کانکربا بوکلا بسنگہ تعلقدار نرول علاقہ سلطان پور وغیرہ ہمراہ جگلہ داروں کے ہوکر

فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج کو لیکر لکھنؤ آئے اپنے پاس سے خوراک دیتے تھے بعض کو سرکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار تعلقدار راجہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار یا پچیس تھی اگر درحقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے بہت تھے بشرطیکہ سپاہ باغیہ موافق ہوتی اور وبال رعایا ہوتا۔

بھیجنا فرمان بہادر شاہ دلی اور انتظام کورٹ فوج باغی وغیرہ

۸ تاریخ شہر ذیحجہ چہارشنبہ کو فرمان بہادر شاہ دلی درجواب عرضداشت سپاہ باغی آیا کہ تمنے مرزا برجیس قدر کو مسند وزارت پر بٹھایا اچھا کیا مدولت بہت خوش ہوئے حسب مشورہ توپ سلامی چلی اوسی دن سپاہ کو اپنے افسرونکو کچھ بنظنہ سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس جہت سے بعد قیل و قال صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار و توپخانہ کے بھی داخل کورٹ ہوا کریں اور ان سب جماعت سے ہم اشخاص مشخصہ کو اختیار کلی دیا جاوے کہ جس باتکو یہ چار یار باتفاق کہیں وہ حکم جاری ہو چنانچہ اس اجلاس میں ایک صف میں افسر دوسری میں سپاہی وسط میں جرنیل اور نوابصاحب بیٹھے تھے ایک دن صاحبان پارلیمنٹ نے یہ حکم دیا کہ جسوقت حکم جنرل بیلی گارد کے خالی کرنیکا ملے ہمیں ہزار یا نسو ملیدا ہیلے اوسکی صبحکو ہم خالی کروا لینگے۔ دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام پر مارا جاوے بیٹے اوسکا وارث اوسکے بدلے نوکر ہو اور اگر نہو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار ہو اور اگر کوئی شہر میں لوٹے حکم کورٹ سے مارا جاوے یا اگر رعایا مارڈالے کورٹ سے اسکا مواخذہ نہو نوابصاحب اور جرنل نے ان سبکو بطیب خاطر قبول کیا۔

ہر روز گوئندے بیلی گارد کے طریق مختلف سے پکڑے جاتے تھے اگرچہ تبدیل لباس و ہیئت صورت سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپا کر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے اشتباہ سے بھی گرفتار ہو جاتے تھے اور طمع زر سے اپنی جان پر کھیلتے تھے۔

۹ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر اور مجاہد الدولہ میان احمد علی مہتمم حسین آباد کے قریب پچاس نفس میانہ ڈولی کے باغ علی گنج تر روانہ ہوئی کچھ لوگ کہار

ملنگ حسین آباد کو توالی سپاہی ساتھ تھے کسی گوئندے نے خبر مفصل فوج سے جا کر کہدی بیچارے
سوار کو حکم ہوا اسکو گرفتار کرکے در دولت پر لے آو جب سوار پہونچے سپاہی جتنے ساتھ تھے
صورت دیکھتے ہی بھاگے زنانی سواری کو در دولت پر لائے احمد علی اور کوتوال قید ہوئے جب
کورٹ مین روبکاری ہوتی سب عیال کے باہر بھیجنے کا پوچھا کہ اگر بخوف انگریز کیا تو مرگ
انبوہ سے کون سی صورت نجات عافیت کی نکالی تھی یا درحقیقت تھین اونسے باطن مین سا
ہے اپنے بچاؤ کو حاضر رہتے ہو کچھ جواب شافی ندیا اور جب تلاشی اسباب کی ہوئی کچھ سرقہ
سرکار نپایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب غازیان فوج ہو گیا دو تین دن کے بعد
جناب عالیہ اور نواب کی سفارش سے دونون پھر کام پر بدستور مامور ہوے مگر فوج کو انسے کھٹکا ہو گیا۔

روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور وہانسے لکھنو پھر آنا

جب موج باغی مسند نشینی مرزا برجیس قدر سے مطمئن ہوئی اور فرمان شاہ دلی در جواب
عرضداشت فوج اس باب خاص مین آچکا افسران فوج اور ارکان دولت مین صلاح ہوئی کہ دلی
قدیم سے دار الخلافت ہے لازم ہے کہ کوئی شخص معتبر معقول سرکار سے تجویز ہو کر مع عرضداشت
اور کچھ ہدیہ بھی لیکر باعزت روانہ ہو چنانچہ جناب عالیہ نے مفتاح الدولہ سے تجویز شخص معقول فرمایا۔
اونھون نے اس فقیر حقیر مولف کتاب سے کہا مین نے کہا مجھے کچھ تماشا دکھانا منظور ہے آپ
جانتے ہین نہ دیکھون حالانکہ اس سب کا مآل کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر بنظر رفاہ و فلاح
میرے یہ امر دوسرا ہے آپکو معلوم نہین عباس مرزا بیٹے میر احمد کے داماد میرزائی بیگم تعرف
جناب عالیہ تجویز ہوے ہین وہی جاینگے چنانچہ یہی صورت ہوئی بسفارش مرزائی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا دوشالہ
رومال خلعت ہوا اور کہا تمھین معتمد اپنا سمجھکر بعہدہ سفارت شاہ دلی بھیجتے ہین پہلے اونھونے نظر باسباب
ظاہر عذر کیا مگر پھر مرگ انبوہ سمجھکر قبول کیا نواب شرف الدولہ نے بالو پرنجندی سے عرضداشت لکھوائی۔

حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

اس خاکسار عقیدت نہاد نے کافران فرنگ کو تیغ بیدریغ کیا چند کفار بدنہاد بیلی گارد مین باقی

ہین وہ بھی مارے جاتے ہین مگر امیدوار عنایت خسروانہ کا ہون کہ جو مہربانی سرکار حضور سے
میرے بزرگون کے ساتھ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق مین بھی چاہیے اور کچھ تحفہ
واسطے خدام ذوی الاحترام کے گو کہ لائق حضور نہین ہے مع عرضداشت گذرانتا ہون سو

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تحویل مفتاح الدولہ سے ایک کیسۂ زرین سربمہر مین ایک تاج مرصع عہد حضرت خلد منزل
قیمتی عــہ مالہ مروارید گلو صــہ جوڑی نورتن صــہ دھکدھکی صــہ دستبند مرواریدی
عــہ کنٹھ مروارید گلو عــہ جمع ...

ایکسو ایک اشرفی یہ سب سپرد سفیر ہوا اور کہا جب خطاب مرزا پر مبیقد کا لاؤ گے خلعت
۲۰ پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گے دو ہزار روپیہ خرچ راہ ملے ۱۲۵ سپاہی پلٹن حیدری
کمیدان ۲۵ سوار دو چپراسی دو چوبدار آٹھ ہرکارہ اخبار دو شترسوار ۱۶ کہار ۴ فراش
مع خیمہ وغیرہ یہ سب عملہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے مینڈو خان رسالدار جھجھن پر روانہ
شاہ دلی اخبار نویسی لکھنو کا آچکا تھا وہ بھی بسفارش نواب ساتھ ہوئے ۔

۲۳ تاریخ شہر ذیحجہ سنہ ۱۲۷۳ھ خیرآباد کی راہ سے روانہ ہوئے ۲۷ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ دہلی
پہنچے راہ مین ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے مارے جانے کا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط
ہو گیا تھا راہین سب طرف سے بند قریب مراد آباد بریلی ولیمن صاحب کے چھاپے کا بڑا
خوف تھا چنانچہ ڈپٹی ولایت حسین خان نے مراد آباد مین اپنے رسوخ و خیرخواہی سرکار کے واسطے
سفیر کو دوستانہ صلاح دی کہ تم ولیمن صاحب سے ملاقات کر لو داشتہ آید بکار سمجھا اسکا نتیجہ
اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمہاری سرکار کے واسطے ہی نکلے سفیر نے جواب
دیا کہ یہ خیانت مجھ سے نہو گی مگر وقت مراجعت البتہ مضایقہ نہین کہ اپنی موکل سے جاکر عرض کرون

غرض ان دونون صاحبان عالیشان سے لڑائی بہاری پر ہو رہی تھی فوج باغی کو بڑا ہراس
ہو چکا تھا مستعد بھاگنے پر ہو رہی تھی اہل شہر کو یقین قتل و بربادی کا ہو چکا تھا یہ تا قلعہ کہنہ کا
سیلی شاہدرے مین اترا ایک شخص کو دلی بھیجا جب بادشاہ کو خبر ہوئی کچھ فوج و جلوس کو استقبال
سفیر کے واسطے حکم ہوا سفیر بڑی دھوم دھام و تجمل سے راہ مین گولے گولی سے بچکر داخل شہر ہوئے

اور بسبب تعارف لکھنؤ نواب مظفر الدولہ جو فرنگ کے گھرانے سے ہیں بہانہ قتل نواب کا ہوا شہرت
شہرت ہوگئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آراستہ ہوا ارکان دولت حاضر ہوئے
سفیر نے سفر خستگی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دوپہر تک منتظر رہے [illegible] اپنی طبع افسانہ
سے چہ بتا تھا کہ دربار شاہی میں تین واسطہ سفیر ہوں آخر نواب نہیں مکل سکے [illegible] پیشے سے
نکلے میں ملازمت سفیر ٹھہری [illegible] دربار تمام [illegible] سفیر [illegible]
بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دو پیلے کا کرتہ پہنے ڈالی اور سفید آداب سلام
بجا لایا نذر دی عرضداشت اشرفیاں نذر کی گذرانیں بادشاہ نے [illegible] سے عرضداشت مزین
بدستخط خاص فرمائی کہ فرزند ارجمند مرزا برجیس قدر بادشاہ اودھ آفرین ہو کہ چھوٹے سے سن میں
تمنے بڑا کام نام کیا آئندہ بھی تمہارے واسطے مہر خطاب بھیجی جائیگی خاطر جمع رکھو جو ملک تمہیں ملا ہے
اس سے زیادہ عطا ہوگا نیز اسکے وہ عرضداشت و خلعت عنایت ہوئی [illegible] کیا دوسرا ملازمت میں
اسباب باقیماندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی کو سمجھا اور [illegible] ملکی دیگر بڑی خرابی یہ ہوئی
شب سہ شنبہ رات کو فوج انگریزی نے اس کثرت سے شہر کے دولون کا [illegible] کہ
اہل شہر کو مایوسی کلی ہوگئی دو گھڑی دن چڑھے منگل کو گوروں نے کشمیری دروازے سے دھاوا کیا
داخل شہر ہوگئے بیگم شمرو کے باغ میں مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھر آہستہ آہستہ شہر پر قبضہ
کیا ہوئے جب یہ صورت ہوئی فوج باغی اوک دم سی بھاگی اہل شہر نکلے انکے ساتھ سفیر بھی اپنی جان
بچا کر بھاگے۔ ۲۰ محرم ۱۲۷۴ھ بادشاہ قلعہ سے مقبرہ ہمایون [illegible] اسکا ذکر تفصیلی معرکہ دہلی میں آئیگا۔
غرض سفیر لکھنؤ ہزار خرابی بعد طے منازل خوف و بیم بسلامت لکھنؤ آئے جناب عالیہ
کی حضور میں رسید اسباب مرسلہ دی اور جو کچھ بچا لائے تھے وہ داخل جواہر خانہ ہوا
غرض کیا دہلی کا خاتمہ ہوچکا ممو خان نے کہا اسکا ذکر نہ کرو فوج بے دل ہوکر بھاگ جائیگی

قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور اون کی رہائی

نواب منور الدولہ کے گھر کا اسباب ظاہری جب تھوڑا بدمعاش لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

بچا کر نکلے بہ محلے مکان در مکان چھپتے پھرے بظاہر بدمعاشوں سے جان بچنے کے لالے پڑے منشی میر قمر علی نے مفتاح الدولہ سے جا کر کہا کوئی صورت نواب کے جان و مال بچنے کی ان تلنگوں کے ہاتھ سے نکالیے ورنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہوئے جاتے ہیں کب تک اونکے چھپتے پھرنے کی کہاں جا سکتی ہیں اونھوں نے اپنی رمدلی نیک نہادی نیک نامی سمجھ کر سید برکات احمد رسالدار کو سب طرح سے سمجھا کر کچھ دیکر رضامند کیا جب خاطر جمع ہو چکی منشی جی سے کہا نواب سے کہیے اپنے گھر چلے آئیے دوسرے دن بعجلت رسالدار کو اپنے ساتھ نواب کے پاس لے آئے پھر نواب کو دردولت پر لائے جناب عالیہ کو نذر دلوائی خلعت و دوشالہ و رومال بہت سی تشفی فرما کر رخصت کیا دربار میں شغل و امرا جانے لگے فی الجملہ بظاہر باغیوں کی زیادتی شر سے صورت عافیت معلوم ہوئی مگر فالیت و ترسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھات میں لگے ہوئے تھے ۔

جب رسالدار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوئے کہ جو کچھ دیکر رسالدار سے صورت عافیت کی پیدا ہوئی تھی گئی ۱۲ ذیحجہ روز سہ شنبہ نواب تالیف قلوب سمجھکر تقریب سوم رسالدار میں مع رفقا با اسلحہ جا کر شریک فاتحہ خوانی ہوئے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور ملالت باطن سے موقت پاکر پہلے دھاڑی سے چھیڑ شروع کی تقریر پڑھی آخر افسر کہنے لگے ہمیں خوب معلوم ہے کہ تمھارے مورچہ اشمعیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈالی قلمی آم کی بھی ہیلی گارد میں جاتی ہے تمنے اپنا مورچہ اسیواسطے وہان کیا ہے بظاہر ہمیں دھوکا دیتے ہو اسی قیل و قال سے نواب کو گرفتار کر بذلت پیادہ پا اپنی پلٹن میں لیچلے اوسیوقت اونکی خوش نصیبی سے جناب عالیہ کو خبر پہونچی چوبدار نے آکر کہا انھیں اور کہیں نہ لیجاؤ دردولت پر لے آؤ جب تک وہان پہونچیں راہ میں بہت نخوت ملامت پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ چھوڑا وہ بپالانش بن آگئے جناب عالیہ نے فرمایا انھیں ہمارے مکان میں رکھو غرض جہان نما کے نیچے مکان میں رہے پھر سے تلنگے کے پیچھے بہت افسران سے گفتگو لاطائل ہوا کرتی تھی لاکھوں مانگتے تھے رفقا سے جان نثار جو ساتھ تھے سب بھاگ گئے فقط منشی جی اصحاب نمار رہ گئے مگر یہ نہیں جانتے تھے اگر نواب سے جدا ہو جاؤنگا جان بھی نہ بچیگی افسر سے کچھ ساز کر لیا تھا ورنہ لال باغ میں ایک گھڑی بھی خوب لٹتا نواب افسر دکھو بوا پا ضطرار دیتے مربوحی سے دیتے تھے منشی اپنی چال پر بناکر جواب دیتے تھے گو ہو وہ مصلحت آمیز ہوتا تھا .

اگر نواب پر شاق گذرتا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری بھلائی کو کہتے ہین نواب شرف الدولہ بھی
بالظاہر دوست اور باطن مین لئے کینۂ دیرینہ سے طرح دئیے تھے ارکان دولت بھی اونکو ایک
رقم سمجھے ہوئے تھے فی الجملہ اگر یہ سب رفقا جیسے اوپچی ظاہری بنے گئے تھے اگر مرنے پر کمر
باندھتے خوب ہوا چلتی بڑا گھمسان پڑتا۔

ایک دن تلنگون نے بہت سخت سست کہکر روپیہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر پلنگ کا
پایہ رکھکر تلنگہ چڑھ بیٹھا۔ کہتے تھے ہم تجھے اسی سختی سے مار ڈالین گے سبطرح سے عافیت
تنگ کی تھی حالت یاس ہو گئی تھی کہ انسے جان نہ بچیگی۔ ہر چند تلنگون کو ہر روز بہت کچھ دیا کرتے
تھے آخر شرف الدولہ جرنل ممو خان اور چھوٹی امت کو نجباب رسدی دیکر مستعد سفارش خباثت
سے نجات دلوائی۔ نواب نے بود و باش مرزا ابو تراب خان کے گھر مین اختیار کی دوسرے
تیسرے دن جناب عالیہ کے سلام کو جاتے تھے۔

جب سپاہ باغی نے مردم آزاری ظلم و تعدی سے ہاتھ اوٹھایا سکو یقین ہوا کہ
ابھی لیسے خالی نہوگا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھکر پا لیتے ہین وگرنہ یہ فوج جنگی تلنگہ سوار
توپخانہ پچاس ہزار گورہا ممالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار یا نسوکئی مہینے سے اُکھڑی
ہوئی ہین ہر مشکل کو مثل مشکل داخلہ جینٹ دھاوا کرکے رہ جاتے ہین اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہ جی
علم جہاد پر باندھکر رہجاتے تھے اور بدھ کے دن بیلی گارد سے دھاوا ہوا کرتا تھا ہزار ہا مظلوم
بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور ہر روز دھاوے پر ایک نیا غدر پیش ہوتا تھا کہتے تھے کہ ہم کیا
کرین سب انگریز سے ملے ہین اور ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص مالا مال ہو چکا تھا مگر ایک کو نصیب
نہ ہوا جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا دوسرا اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے گانون چلا راہ
مین مارا گیا اگر گانون مین پہونچا زمیندار نے چھین لیا فوج نے چار لاکھ روپیہ نذرانہ مسند
نشینی ٹھہرایا تھا اگرچہ یک مشت نہ ملا مگر کوٹھے شاہی جو چتر منزل مین تھے جمین اسباب
چاندی سونے کا فقط بھرا ہوا تھا مثل حوضہ نالکی پالکی پلنگ مسہری پنجبافہ وغیرہ
ہر قسم کا تقریباً ڈیڑھ کروڑ کا ہوا اوسے کئی مہینے تک لوٹا کیے سرکاری پہرے
کو وقت لوٹ باہر نکالدیتے تھے وہ سب لاکر آپسمین تقسیم کرتے تھے خزانہ سرکار جو ہر ضلع کے

لائے تھے ادسے پہلے آپس مین تقسیم کر لیا اسکے سوا فی تلنگہ ۱۲ روپے سوار ۳۰ روپے کپتان بجاے کرنل پانسو اجیٹن رسالدار ہزار روپے ماہواری لیا کرتے تھے اسکا حساب کچھ نہین ان وجوہات سے محاصرہ بیلی گارد کا طول محض اپنا فتوحات سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ بعد خالی ہوجانے کے سرکار کی غرض ہمسے کچھ نرہیگی تلنگون کے پاس فقط بندوق توسدا ن افسرون کے پاس فقط کرچ کر مین رہ گئی تھی ان بلاءون کے سوا شہر پر ایک اور آفت سماوی نازل تھی کہ ابتدائے ماہ شوال سے وباے ہیضہ اس شدت سے ہورہی تھی کہ کبھی پیشتر اسکے نہوئی تھی اور اس ہنگامہ مین کئی سبب سے بڑھگئی تھی ایک کثافت شہر کوچہ و بازار تنگ کے متصل ہوے شہر کی بیلی گارد سے شہر پر چلی آتی تھی نعش مقتولین چوپایہ مردہ تمازت آفتاب برج اسد اور بارود کی بو اور بے احتیاطی عوام ماکولات مین نکمیون کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام وبا کے ہوگئے تھے مگر قدرت خدا کو دیکھا چاہیے اور تصور کرنا لازم ہے کہ اگر بالفرض بیلی گارد مین یہ فوج باغیہ داخل ہوتی غالب ہے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دریا بہتا اور خدا کی قدرت سے تسلط صاحبان عالیشان ہوجاتا توقع تھی کہ رعایا جیتی بچتی یہ غبار نہ نکلتا اور بنیاد شہر کی رکھتے یا برابر زمین کرکے ایسی صورت کرکے کہ کبھی گھاس تک نہ جمتی یہی مصلحت جناب باری تھی کہ محصورین مبتلاے مشقت نکل گئے خدا نے غربای رعایا اور بے گناہون پر رحم کھا کر یہ صورت دکھائی اور حکمت و فعل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بصیرت اس امر خاص مین بغور و تامل دیکھین کہ کیا ہوتا ہے۔

گرفتاری مرزا محمد تقی خان نبیرۂ نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان مرحوم

فوج بدمعاش نے پہلے لوٹ اہل وثایق و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۵ ذیحجہ روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۳ھ جوزف سائرٹ بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور جوزف جو ہلنس دیا داماد جو دہ سب زن و مرد کو مرزا علی رضا کوتوال محمد قاسم نے قید سے چھوڑ دیا وہ دولت گنج حسن علی تھانہ دار کے مکان مین جا کر رہے رائٹن صاحب بھی اوسی مکان مین تھے پوشیدہ پہلے حسین بخش چیلے کے مکان مین تھے تلنگے خوب لوٹ چکے تھے مگر جان سے بچے تھے پھر وہان سے مرزا محمد تقی خان

کچھ دنبالہ اپنے گھر مین لے آئے تھے منصور نگر مین اور لطیع دنیا قریب اپنے مکان رہنے کو دیا
تھا مگر وہ مفلس ہو چکے تھے کچھ اسباب زیور بیچکر بسر اوقات کرتے تھے محمد تقی خان کو بھی کچھ دیتے تھے
دستگیری انکے بڑے بیٹے نے جوزف سارٹ سے کچھ مانگا جب ملا میر یوسف علی سے جا کر سارا
احوال مخفی کہدیا کہ ہمارے محلے مین انگریز آکر چھپے ہین انھون نے ممو خان سے کہا تلنگے بدل کی
پلٹن کے اوسکے ساتھ ہوے اتفاقاً محمد تقی خان بھی اوسی مکان مین آکر بیٹھے تھے سبکی مشکین باندھ
کر چوک ہجوم عام سے در دولت پر لائے انکا بیٹا جانتا تھا کہ میرا باپ بچ جائیگا مگر چاہ کندہ را چاہ
در پیش ہونا ہی اسواسطے وہ علیحدہ ہوکر اپنے گھر مین چھپ رہا۔
غرض جب یہ اسیر صف بستہ روبروے جناب عالیہ جا کر کھڑے ہوے تلنگون نے چاہا کہ سبکو گولی
سے اڑادین مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ جوزف سارٹ جسکے بھائی سلطان مریم بیگم محل حضرت
خلد مکان کے ہین حاکم وقت کسی رئیس و عالی خاندان کو قتل نہین کرتا بلکہ حفظ آبرو و ناموس
کرتا ہے سارا شہر جانتا ہے کہ یہ مسلمان ہین ہمیشہ سے انکا طریق ظاہری لباس وغیرہ موافق اہل
اسلام رہا ہے پھر انکی بی بی کا ہاتھ پکڑکر روبروے جناب عالیہ لے گئے کہ ملاحظہ فرمایئے انکا لباس مثل
ہندوستانیون کے ہے یا نہین بعد اسکے ہاتھ دستگیری کو جناب عالیہ کے ہاتھ مین دیدیا
دریا اکی مشکین کھول و قید کر میر واجد علی کے سپرد کر دا انھون نے ایک مکان مین لیجا کر
رکھا یہی غنیمت سمجھے کہ اب حمایت سرکار مین رہنا بہتر ہے وگرنہ شہر مین پھر خراب ہون گے مرزا
محمد تقی خان کو مرزائی بیگم نے اپنا عزیز بتا کر چھوڑوا دیا مفتاح الدولہ کے پاس رکن رکین جانکر آیا
کرتے تھے ممو خان کے پاس بھی جاتے تھے بلکہ امیدوار کسی عہدے کے بھی رہے مرزا برجیس قدر
کو ایک تعویز مثل حرز جواد خاندانی انکے پاس تھا اور مختص فتح و فیروزی کا۔ خوشامد سے نذر دیکر
گلے مین ڈالدیا کہ آپ کی فتح ہوگی ایکدن چھوٹی تلوار نذر دی شاعر تھے قصیدہ بھی اونکی شان
مین گذرانا تھا ایکدن عرض کیا میرے پاس کوئی بندوق نہین وگرنہ مین بھی کسی مورچہ پر جاتا مفتاح الدولہ
کر کم ہوا مگر نہ ملی۔
میر واجد علی نے ان اسیرون کی جان بخشی کا ایک حیلہ مشہور کیا کہ جوزف جو ہانس بندوق کی
ٹوپی بنانا جانتے ہین اوسکی صورت یہ تھی کہ اپنے پاس سے کئی سو ٹوپیان سرکار مین دیا کرتے تھے

اکہ پانکی تباہی ہین اور مکان کرایہ مین اپنی حفاظت مین رکھا ان سب نے اپنی داڑھیان بڑھا دی تھین کرتہ شایخی
پیش گریبان پہنتے تھے سیہ عمامہ برادای ہاتھہ مین تسبیح زتیون بڑے دانون کی بہرصورت جان بچی

احوال دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی چاہا کہ مثل نواب منور الدولہ دلیر الدولہ کے بھی گھر کو لوٹیے یہ پہلے باخبر ہو کر مع
اپنی رفقا اور ملازمین تن بیرگ دیگر مسلح گھر مین بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہی یہ
سامان دیکھکر پھر کسیکی جرأت نہ پڑی کاش کے منور الدولہ بھی یہی صورت کرتے وہ تو انسے زیادہ شکاری
تھے مگر مرنا بہت مشکل ہی ہر شخص سے نہین ہو سکتا بعد اسکے حسب الطلب سرکار مین گئے چنانچہ ہر روز دیکھے
مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جہان اور امرا اہل وثیقہ صاحبان نشین بیٹھے تھے جنابعالی نے انکے واسطے نظامت
صوبہ الہ آباد تجویز فرمائی تم فوج لیکر جاؤ وہان کا بندوبست کرو اونھون نے عدم واقفیت مالی و
ضعف ستے ہوا سن پیری دریپش کیا موقوف رہا بعد اسکے جب جنرل اوٹرم صاحب دھاوے کو آتے
اسکے سات دن بیشتر انھین خلعت جرنیلی پلٹن نجیب ملنیکا تھا جب بھی اونھون نے عذر کیا تھا کچھ پیش نہ
ہوا۔ خود بھی کسی مورچے پر نہ گئے اور نہ کوئی افسر نذر دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہرحال بچایا

احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ مین آئی نواب ممتاز الدولہ مصلحت وقت سمجھکر عنایت باغ جو گولہ گنج
مین قریب بیلی گارد تھا وہان سے اپنے قدیم مکان گنگنی سکل کے تالاب پر مع اسباب جاکر رہے چند روز
روپوش رہے تلنگون کے شر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑتے عنایت باغ سے کچھ اسباب لوٹ کر
لیگئے بعد اسکے نواب نے کچھ خرچ کرکے افسران فوج سے ایک گارد سوار اپنی حفاظت کو متعین کر دیا اور
خرچ یومیہ اونھین ملتا تھا دروازے پر سبیل شربت تندکی رکھوا دی تھی مجاہدین مردان خدا
بخوبی سیراب ہو جاتے تھے مرزا قاسم بیگ داروغہ عنایت باغ ضرع نقرہ لاکھہ روپے کی توڑ کرے آئے

آخر تلنگون نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی جو انکے مکان جرنیل صاحب مین آتے جاتے تھے یعنی نیچے نواب کے کانپور سے بھیجا ہے کہ تم مفصل احوال نواب منور الدولہ و ممتاز الدولہ کا لکھو کر کیہ نکر رہے ہین اس علت میں کہ نواب ممتاز الدولہ کو از ام دیگر گرفتار بلا کیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر واجد علی نواب کے بڑے ساعی ہوے جناب عالیہ نے کپتانون سے سفارش کر کے بڑی جد و جہد سے چھوڑوا یا جب نواب صاحب حضور جناب عالیہ و مرزا جعفر ہوی دو اشرفی نذر دی نواب سعید الدولہ نے اپنے بیٹے سے بھی نذر دلوائی دو مہر دن چھوٹی ولایتی نذر کی اور ایک تلوار مرزا جعفر کو دی چند روز مین فضل خدا سے جناب عالیہ سے ایسی موافقت ہوگئی کہ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوگئے ممو خان کو بڑا ناگوار گذرا جناب عالیہ نے انکی بیٹی کی نسبت مرزا جعفر کی تجویز کی مگر نوبت رسم عرفی مقرر ہونا زبانی جمع خرچ رہا اور سارے شہر میں حال موافقت و نسبت کھل گیا ایکدن کئی انگرکھے کئی رومال تحفہ لائی اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے ممو خان نے انتہائی موافقت ناگوار بلکہ خار سمجھکر آنے جانے مین فرق کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کر کے کہین بھیجدیا چاہیے مگر جناب عالیہ نے نجانے دیا بدستور اپنے پاس رکھا کہ جب ممو خان کو خلش زیادہ بڑھی اور بہت خار جگر کھٹکنے لگا جناب عالیہ کو سمجھایا یہ بڑے دغا باز ہین انسے بھی کچھ لیجیے وگرنہ مجھے اب کام چلتا نہین معلوم ہوتا جب نواب کو یہ کھٹکا ہوا انسے بھی راہ رسم دنیا سازی بڑھایا چنانچہ ممو خان جب کچھ علیل ہوے نواب نے جا کر انکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوی اپنے گھر بلایا ایک ولایتی بہت عمدہ ایک جوڑی تنچے میر واجد علی کو دی اور بہت دنیا داری سے کہا ہمین تم اپنا جانو تلنگے ہمارے دشمن جانی ہین انکا کہنا نہ سننا کچھ سوار ہمارے ساتھ کردو ممو خان نے دس سوار تعینات کر دیے بہر صورت بچے۔

فوج انگریزی کا الہ آباد سے پہونچنا شکست رانا راؤ کا ہونا

رانا راؤ پیشوا کا نیور مین عیش و عشرت ناچ و رنگ مین مشغول تھے اور دس بارہ ہزار سوار پیادہ مثل سہ بندی خوگیر کی بھرتی جنگ نا دیدہ ناقدر شناس تھے [illegible] لکھنو کچھ اطراف جوانب کے بھیجی تھی فوج جنگی سوار پیادہ والا شاہی بھی تھا انکی غفلت و حرکات خلاف دیکھکر پیدل و سوار بیدل و دل شکستہ خاطر ہو چکی تھی بلکہ منظور تھا اگر بیٹھے نواب یا کوئی اور صاحب حوصلہ اولو العزم ہاتھ لگجاوی تو اوسے اپنا حاکم

مستعار کرین مگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ الہ آباد سے آن پہونچی ہے اسکا سبب
ہوا تھا کہ قبل از داخلہ کمپنی سو میم بچے وغیرہ اُنکے دام بلا مین گرفتار تھے اور جبتک کسیکو قتل
نہ کیا تھا فقط بند زندان مین رکھا تھا اگر اپنی حفاظت مین رکھتے کیا عجب ہے روز بدنہ دیکھتے
بلکہ ایکدن ان سب کے لباس کثیف دیکھکر حکم کیا دھوبیون سے اکا لباس سفید دھلوا دو
مگر میم کو نیدرن سے ہاتھ ہر طرح سے باخفا چٹھیان اپنے احوال گذران کی لکھکر بھیجتی تھین نیا
ایک دن دو گونیدرے مع چٹھی پکڑے گئے بس یہی ان سب کی قضا کا باعث ہوا بالا راؤ مع
فوج جنگی و نو ملازم مقابلہ فوج گورہ آنہ جو میان رانا راو نے جھنجھلا کر ان سب اسیرن بیگناہ
کو بخوار ذلت زیر تیغ لیا اس جرم پر کہ تمنے اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا وگرنہ ہم تمھین قتل
نہ کرتے قید مین رکھتے میم نے حالت یاس مین بہت سا عذر بیجا جت کیا کسنے نہ سنا اور نہ
کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت مذہب مین جائز ہے اور بالفرض اگر
قتل بھی ہوئے تو لندن خالی نہوگا اپنی موت یا باسے اس سے زیادہ تر مرجاتے ہین یہ بھی نہ سمجھے
کہ امیر دوست محمد خان کابل نے کسطرح اپنی حفاظت مین عورات کو رکھا مردینہ تھا فقط کردیے تھے
اسی طرح اگر یہان بھی صورت شفاکی ہوتی کیسی نیک نامی ہوتی اور صورت زفاہ بھی حسب دلخواہ
ہوتی پس جبتک صورت نہوئی مگر سکے حق بجانب ہوئی جتنا غصہ اسکی یاد اس مین سب کے واسطے کرتی بجا
غرض مابین فتحپور و سرسول مندراجی گورنمنٹ کی سے مقابلہ ہوا ایکساعت تک لڑی اد سکے بعد فوج
جدید جنگ نا دیدہ پسپا ہوئی اور مرہٹے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہین رکھتے خلاصہ
کانپور سے ۱۲ کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصہ مین بالا راؤ کے پانون
مین گولی لگی تو مین چھٹ گئین کانپور مین پہونچکر قدم نہ ٹہرسکا بتھور کو بھاگے اس بہانے سے کہ وہان
سے اپنی ہمقوم لیکر آتے ہین یہان فوج مین تلاطم پڑگیا جانا کر راناراؤ بھاگ گیا سمجھون نے بیری
گھر کی بلکہ جو بتھور تک چلے گئے انھون نے راناراؤ کا گھر لوٹا اودھ نے جب یہ صورت فوج
کی دیکھی کچھ نہ بن پڑا گنگا سے اوتر کر فتحپور چوراسی مین اگر ٹھہرا و دھری کے میان جو فیما
بتھور چوراسی کے تھے —
جب فوج مفرور باغی گھر لوٹ کی ہر گھاٹ سے عبور کرنا شروع کیا اسوقت گھاٹ پر

ہرشخص پانچ پانچ روپیہ ملاح کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتار دے کسواسطے کہ یہ سب نامرد فاقہ مست لکھنؤ کی لوٹ سے مالامال ہوچکے تھے جانتے تھے اپنے بچون مین پہونچکر چندے آرام سے روٹی کھائین مبادا راہ مین لٹ جائین۔

فوج انگریزی کانپور تک چھاپا کرتی چلی آئی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے تالاب آکر مقام کیا احمد علیخان وکیل عدالت کانپور اور کئی مہاجن شہر خبر لیکے ہولاگ صاحب کے استقبال کو گئے سڑک پر کھڑے ہوے سلام کیا مہاجنون سے استفسار حال کرکے حکم رسد رسانی کا دیا اوسکی صبح فوج بٹھور گئی رانا راؤ اور بعض گھرونکو لوٹ کر آگ لگا دی از بسکہ گورے خستگی راہ سے بہت بھوکے تھے اشیاء ماکولات بازار پر گرے اوسکی قیمت بھی دی یہ شکست رانا راؤ ۱۵ جولائی ۱۸۵۷ء کو ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالیشان نے بندوبست شہر کانپور کیا بس ہنگامہ پھانسی سے گرم ہوا جسے پایا بے تحقیق روبکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسواسطے کہ شعلہ نار مقتولین بیگناہ نے بھڑکا دیا تھا کئی ہزار کی نوبت پھانسی کی پہونچی اکثر اپنے تئین بے قصور جانکر رہ گئے بھاگے ہزارون گرفتار ہوکر پھانسی دیے گئے ازانجملہ اعظم علیخان کو لوگ باتفاق کہتے ہین بے قصور تھے شریک باغیون کے نہوے تھے اور اپنے بے قصور سمجھکر بھاگے نہ تھے پہلی باتشی جو کچھ لینا تھا لیا نقد وجنس سے بعد اسکے پھانسی دی ہرچند داد و بیداد اپنی بے حرمتی کی کی نہ سنا اب سرکار نے ازراہ عدالت کواعذ نوٹ جو اونکے عیال کے نام تھے دیے کہ اپنی بسر اوقات کرین۔

فتحپور مین پھانسی شروع ہوئی کسواسطے کہ وہانکی رعایا اور ناعاقبت اندیشون نے اپنی اجل آپ بلائی تھی اور چودھری جبا سنگہ کے بھی زمرے مارے گئے۔

بنارس مین پلٹن والنیٹری اور فوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکرور مین لیکن راجہ کی جہت سے صورت امان ملی مگر استیصال باغیونکا ہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی اپنی گردہ باغی ہو ملگئی الٰہ آباد مین سب سے زیادہ پھانسی ملی کہ ایک مولوی نے محمدی جھنڈا اوٹھا کے تمام رعایا کو باغی بنا دیا پہلے حکام فوج قلیل سے قلعہ بند ہو فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹکر سیدھی راہ دلی کی لی دریا باد کے پٹھان رعایا وغیرہ نے بلکہ کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر باندھ مقابلہ کیا مثل مشہور کمزور مار کھانیکی نشانی نسمجھے ہم کس سے مقابلہ

سرکار سے کرتے ہین آخر فوج نے قلعے سے نکلکران سب کا ستیاناس کردیا گرد شہر کے آگ
لگادی بعد تسلط ۷ ہزار کو پھانسی دی بعض اولوالعزم اپنی حماقت سے لکھنو کمک لینے کو آئے
مگر قضائی ادنعین جانے ندیا کہ مین خود تمھارے پاس حاضر ہون اتنی دور کا ہیکو تکلیف راہ اوٹھا کر
آئے بعض لکھنو کی صاحب بھی آمادہ الہ آباد کے ہوئے بشرطیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی -

نقل عجیب

جب کانپور مین ۳ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزارون بھاگے ہزارون بچ رہے ہر ایک
کی صورت نجات مختلف ہوئی ازانجملہ بسبیل مذکور ایک سقہ رہنے والا لکھنو کا وہ بھی بیکار تھا
سب کے ساتھ جاکر نوکر ہوا جب شکست ہوئی ایک شخص کے گھر مین چھپ رہا بعد کئی دن کے صاحبخانہ
نے کہا تم میرے گھر سے چلے جاؤ ایسا نہو کوئی گوئیندہ سرکار مین خبر کردے مجھے تمھاری حجت سے پھانسی
ملیگی یہ سقہ مضطر ہو کر نواب گنج کی سڑک پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب اکیلا سوار نواب گنج
سے آتا تھا اوسنے پوچھا کون ہے کہان جاتا ہے اوسنے کہا لکھنؤ مین میان احمد علی کی سبیل کربلا
پر نوکر تھا فرخ آباد مین میرا بھائی ہے اوسکے دیکھنے کو جاتا ہون کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو راناکا
نوکر تھا ہر چند اوسنے عذر کیا اوسنے اپنے ساتھ لاکر گورون کے پہرے مین دیا کہا تم آج کے
تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اوسنے کہا میرا قصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہماری میم
بچونکو بیگناہ مار ڈالا ہے اسنے کہا مینے تو نہین مارا کہا ہم تمھاری سب قوم کو پھانسی دینگے
ایک کو بھی نچھوڑینگے اگر تیرے خدا مین کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھوڑا لیگا اوسنے کہا بس ہے
اب میرا آسرا اور بھروسا یہی ہے غرض اسکی مشکین باندھ کر املی کے نیچے درخت کے بٹھا دیا کھانا
کھانا پانی کچھ نہ دیا تیسرے دن مینہ شدت سے برسنے لگا اوسوقت بیگل کوچ ہو جتنے گورے
سکہ تھے متوجہ تیاری سفر ہوئی اوسوقت سقہ نے منہ اپنا آسمان کیطرف اوٹھایا اوسکے ہاتھ کی رسی
ڈھیلی ہوکر گر پڑی یہ بہزار خرابی شیشم کے درخت پر چڑھکر ایک ٹہنے سے لپٹ کر بیٹھ گیا جب گورے
اسے آکر ڈھونڈھنے لگے نہ ملا مایوس ہوکر چلے گئے تھوڑے دیر مین ایک سائیس کسی صاحب
کا اوسی درخت کے ٹھہرا اپنا سر اوٹھایا اوسے دیکھکر کہنے لگا یہ کوئی سڑی سودائی ہے

یہ کہکر چلا گیا سقہ نے جانا اپنا تو یہ لشکر مین جاکر خبر کردے اسنے تئین چھپا کر درخت
کے جڑ اور نواب گنج کو سیدھا بھاگا بھور کے گھاٹ اُترا ایسا آیا مدد اسکی جب اوس صاحب نے کہا تھا

اسیطرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرتا ہے کہ جسدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوتی تھی مین
گوشہ سڑک پر رسوئی تیار کر کے چاہتا تھا کہ کھاؤن کہ دفعۃً ایک صاحب گورا آیا میرے پاس
کہنے لگا ہم بہت بھوکا ہے ہمین اپنا کھانا دو مین نے دال روٹی سب اوٹھا دی پانی پیکر
مجھسے کہا تا وہ میم کہان ماری گئین ہے کچھ خوف نکرو یہ کہکر رونے لگا کہا ہماری میم بھی
ماری گئی ہے مین نے کہا اوسطرف جہان وہ کنوان ہے یہ سنکر صاحب اوسیطرف چلا گیا۔

اولاد نواب معتمد الدولہ

نواب محمد علی خان عرف ننھے نواب کا گھر پہلے فوج باغی نے خوب لوٹا گرفتار کیا۔
چاہتی تھی مار ڈالین بعلت ساز دچھپانے میم و صاحب کے مگر نانا راؤ نے سردار امیر سمجھکر فوج
سے بچایا جب انتظام کانپور ہوا بہزار خرابی بہت سی روبکاری کے بعد چھوٹے اپنی بیری سب طرح
سب طرح سے ثابت کی وثیقہ بدستور جاری ہوا اور آنہ عتبات عالیات ہو کر بجا ورت اختیار کی بعد
کئی برس کے وہین انتقال کیا گھوڑ دوڑ کا بڑا شوق تھا ہر سال بمبئی مین آیا کرتے تھے پھر چلے جاتے تھے

نواب دولہ خویش اور بھانجے نواب معتمد الدولہ اس جرم پر دھرے گئے کہ انکے دروازہ پر
ایک میم ماری گئی تھی مگر بروقت روبکاری سب اہل بازار نے باتفاق گواہی دی کہ یہ اوسوقت
کانپور مین نتھے اور کسیطرح شریک فوج باغی نہین ہوئے غرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا

نواب نظام الدولہ سید علیخان اس ہنگامہ مین لکھنؤ چلے آئے تھے جب کانپور گئے بہزار خرابی
بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا۔ ایک وجہ اور بھی تھی کہ یہ فرمشن بھی تھے اس جہت سے اس
فرقہ خاص مین طریق حق برادری ایک دوسرے پر بشرط اختیار لازم ہوتا ہے۔

نواب باقر علیخان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سب کے ساتھ جان بچا کر بھاگے تھے
بروقت امان لکھنؤ سے گرفتار ہو سواری اونٹ بہزار ذلت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد روبکاری کے
قید کیا گھر کا اسباب ضبط ہو کر نیلام ہو گیا کئی مہینے تک قید ہی بہت سی تکلیف اوٹھائی ابھی قید مین

انکا بیٹا بھی مرگیا تھے نواب نے چاہا کچھ مدد کرون اپنی غیرت سے قبول نہ کیا پھیر دیا اور کسی غیر کے شرمندۂ احسان نہوے ایک مہاجن انکا بقدر کفاف یومیہ دیا کرتا تھا بہ امید انشاء اللہ اسی مین اپنی گذران کیا کرتے تھے اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہونے سے صورت نجات مشکل معلوم ہوتی تھی آخر احمد علی خان وکیل عدالت اور منجر صاحب نے ایک صورت نکالی اس عرصہ مین نواب خورد محل نے کربلا سے جوشش محبت مادری سے ۶ ہزار خرچ کو باب رہائی مین بھیجے بعد کئی مہینے کے روبکاری کی بحکم صدر کچھ تخفیف زندان ہوئی آخر بے جرمی ثابت ہوئی صاحب عدالت کو بسبب نافہمی مقدمہ الزام ہوا مستحق پانے اپنے وثیقے کے ہوے ایک لاکھ کئی ہزار سب ملے پھر سامان امارت درست ہو گیا خلاصہ پھر مشرف بعتبات عالیات ہوے پھر لکھنؤ آئے اپنے دونون بیٹون کی شادی مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کے دونون بیٹیون سے کرکے چلے گئے مزاج مین تمکنت و غرور امارت بہت تھا اور اپنی قابلیت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے تھے آخر انتقال کیا دو بیٹے ہین آپسمین بہت اتفاق رکھتے ہین ایک صاحب کربلا بھی مشرف ہو آئے صحبت بہت معقول ہے لوگ انکے چلن کی ہر طرح سے تعریف کرتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اس ہنگامۂ فساد مین سب برخود غلط ہو گئے تھے تسلط صاحبان عالیشان کا یقین نہ تھا اب جسطرح سے چاہین بیان کرین

خبر شکست رانا راؤ وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۳۰ - جولائی سنہ ۱۸۵۷ء خبر آئی کہ رسالے اور پلٹنین کانپور سے بھاگے چلے آتے ہین نانا راؤ نے شکست پائی فوج انگریزی عقب فوج مفرور چلی آتی ہے غالب ہے کہ داخل نواب گنج ہوئی ہو اسکے پیشتر ایک سوار یلغار کانپور سے چلا آیا سیدھا نواب کے پاس حاضر ہوکر چپکے سے خبر شکست کہی کسیکو یقین نہوا احتمال کذب رہا جب برچۂ اخبار آیا یقین راجہ جے لال سنگہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج تلنگہ وغیرہ ناکجات شہر پر تعین تھی گورون کی آمد سارے ڈر کے بھاگی چلی آتی ہے لیکن جتنی میرے ہمراہی تھی وہ ٹھہری ہین اس صورت مین کیا عجب ہے شام یا صبح کو گورے داخل شہر ہو جائین پس یہ خبر سنتے ہی ایک

ماتم پڑگیا سبکے دل کانپنے لگے جنرل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلایا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت بدحواسی
سے یہ حال تھا کہ کہا کچھ چاہتے تھے منہ سے نکلتا کچھ تھا پھر افسر طلب ہوئے انکو سب سے زیادہ حواس باختہ
تھے مگر بظاہر دلجوئی کو کہنے لگے رانا راؤ اور اوسکی فوج نامرد تھی شہر مین نہ آنے پائے ہین کچھ خوف
نہین ہم اسی دن کی خوشی مناتے تھے کہ گورے میدان مین ہمارے مقابلے مین آئین جیسا چہٹ
پٹ مارا ہے اوسیطرح ایک روز مین مارلینگے لوہے بہت ہو رہے ہین لعنت خدا کی فوج جنگی کا ہم
سے بھاگ آئی نواب اور جناب عالیہ نے فرمایا یہ تو سب باتین ہین اب گورے قریب شہر آ پہونچے
اسکی کیا تدبیر ہے کسیکو اونکے روکنے کو بھیجو خنگ پلٹن نے جان چہڑا کر کہا ہم تو خواہ مخواہ جائینگے
مگر نظامت کے لوگ مثل پلٹن نادری اختری بادلو وغیرہ خیرخواہ سرکار ہین انکو بھیجو کہ یہ اپنا
کام تو ہین دکھائین ہماری ہر بات مین برابری کرتے ہین اور ہمتا لیا اور ۱۲ روپے تنخواہ مانگتے
ہین نظامت والون نے کہا کہ تم چپکے رہو تمہارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمہارا کام ہے ہمارا کیا جب تم
جواب دے دو گے اوسوقت ہم جائینگے ہم اس گھر کے قدیم نمک خوار ہین جان نثار سرفروش
ہین غرض اسیطرح کی تکرار کرکے باتین بناتے رہے جاتا کون تھا آخر نصرت جنگ راجہ جیلال سنگھ
بمجبوری اپنی پلٹن لیکر ناکہ شہر پر گئے اور جابجا باغ حوالی شہر مین لوگ بٹھا دیے رات دن [illegible]
بھرنے لگی مگر فوج بہادر ایسی غیرت دار تھی اون مین سے ایک بھی نہ گیا کوئی کہتا تھا جنگی جائین
کوئی نظامت ۔

ہرکارہ مفصل خبر لایا کہ پلٹن لمبوزن زفل ڈفل کا سٹر گلس فدا حسین رسالدار دو ملتر کسلو ڈ کا سامان
توپین آئین سب قریب شاہزادہ کانپور سے اکر ٹھہرے ہین اور گورے ابھی دریائے گنگ اسپار نہین آئے ہین
اسپر یہ نامرد کہنے لگے بھائیو اگر کل دہاوا کرکے جائیگا روک لیا انگریزونکو مار لیا جان انکا ان سب
بچیگا ورنہ جب اونکی کمک کانپور سے آجائیگی پھر کسی سے کچھ نہو سکیگا افسرون نے جواب دیا ہم
حاضر ہین ہمکو کسیطرح اپنی جان عزیز نہین پھر سب نے باتفاق قسم لی مسلمان نے قرآن ہندو نے
گنگا ۔ برہمن گنگا جل لے آیا مسلمانون نے قرآن اوٹھایا ہندو نے گنگا ۔

الغرض اوسکی صبحکو دہاوا ہوا ابھی افسر تارے والی کوٹھی مین سب جمع تھے کہ دفعتہ بیلی گارد
سے ایک بم کا گولہ آیا کوٹھی کی چھت پر ٹوٹا افسر کھڑے ہوگئے سر پر پانون رکھکر بھاگے

اوسوقت تماشائی طعنہ زن ہوے کیسی قسم تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا کل کے دھاوے
پر بھی اسیطرح بھاگو گے دوسرے دن ہر پلٹن و رسالہ اپنی جگہ پر تیار رہا سید برکات احمد خیرل فوج
باغی مع اپنے رسالے و فوج بیلی گارڈ پر تلے ہوے چلے بوگل بجا ہوا تلنگون نے جاتے
ہی بیلی گارد کو گھیرا ہر طرف سے شاہ جی بھی برے سیر سوار ہوکر آئے کہنے لگے یہ دھاوا ناحق
ہوتا ہے جب تک مین نہ کہونگا پیش نہوگا یہ کہکر چلے گئے تلنگے بم مہادیو کہتے ہوے بیلی گارد
پر چلے مگر سوار و توپ خانہ خدا کے فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کہ دفعۃً توپ دھاوے
کی چلی اور سبھون سے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب توپ چلے سب دفعۃً دھاوا کرین اور سرنگ مین آگ دین
مگر نہ اوڑی اور تلنگے قریب دیوار بیلی گارد جا پہونچے دیوار کھودنے لگے کچھ تلنگے گرمہ کیطرف
سے کچھ خزانے کیطرف سے آگئے ممو خان کے پاس ہرکارہ خبر لایا دھاوا پیش ہوگیا گورون
سے سنگینین چل رہی ہین خزانے و میگزین پر تلنگون کا قبضہ ہوگیا سب گورے سمٹ کر امیر
مرزا ولایتی محل کے بھائی کے مکان مین چھپے ہین مدد جلد بھیجیے ایک کمپنی اول کی پلٹن کی
اندر رہے اور سب تلنگے بم کے گولون سے بھاگے چلے آتے ہین ایک جمعدار اسی پلٹن
کا ممو خان اور شرف الدولہ کو گالیان دیتا ہوا آیا کہ یہ سب ملے ہوے ہین ہم کیسے جاتے
ہین وہان کوئی نہین جاتا یہان مسند پر بیٹھے تکیہ لگائے یاد رہے ہین ہماری کمپنی کے
تلنگے اندر پھنسے ہوے ہین یہ کہکر روتا تھا معلوم ہوا وہ بھی بھاگ کر آیا تھا اسکا منشا یہ تھا
کہ کچھ روپے اس فریب سے ملے اوسوقت میرزا احمد علی نے بیس روپے اوسے دیے
اور کہا کہ علی محمد خان اور نواب صاحب بھی دھاوے کو جاوینگے اور مدد بھی جاتی ہے اب تم
بہت لڑ چکے آرام کر دکھاو جا کر یہ سنکر وہ چلا گیا اتنے مین خبر آئی کہ گورون سے تلوار چل رہی
ہے اور صوبہ سنگھ کپتان کے تلنگے اندر ہین مدد نہین جاتی بھوکے پیاسے تلنگے لڑ رہے ہین
نہ باہر نکل سکتے ہین اور نہ ٹھہر سکتے ہین اور کہہ رہے ہین میگزین اور خزانہ ہم مر کر بھی نہ چھوڑینگے
اسکو اسمین سے حصہ نہ دینگے جنہنے جان دیکر یہ خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو چلے خزانہ و میگزین لیلو حصہ ملیگا
بعض گالیان دیتے تھے ہم کیون دین ہم لڑنے کیواسطے ہین اور ہرکارے دمبدم خبر لاتے تھے
سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہ گئے ہین وہ ادھر سے گولیان برسا رہے ہین ممو خان نے کہا

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہی تھے کہ آج شام تک بیلی گارد خالی ہوا جاتا ہی وگرنہ
پہر رات تک تو کچھ فرق نہین جنابعالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور رنج بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر
بھیجے ہوے ہین دیکھیے کیونکر نکلتے ہین صبحکو میر واجد علی نے اپنے معتبر مخبر کو بھیجکر مفصل خبر منگوائی کہ
نہ کوئی تلنگا اندر ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا پہنچے ہین میر صاحب نے
یہ خبر جنابعالیہ سے کہی اونھین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے بعد اس
تحقیقات کے تلنگون کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا زخمیون کا پرچہ آیا ۲۲۰ مارے گئے۔ لاشین
پھنسگئین ۱۰۵ اسسک رہے ہین بس اس دھاوے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوے جی سب کے چھوٹ
گئے اور کہتے پھرتے تھے جب تک جرنل صاحب ممو خان نہ چلینگے ہم اکیلے دھاوا نہ کرینگے ہمین
کٹوائے دیتے ہین آپ گھر مین چین کر رہے ہین۔

ایک شخص یہ خبر لایا کہ پلٹن لمبون ڈفل ہوٹ وغیرہ آمد کانپور کہتی ہے کہ اگر سرکار ہمین
طلب فرمائے اور دھاوے پر بھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرتے ہین جسقدر شرمندگی سے دھوکا
کانپور مین اوٹھایا ہے وہ سب مٹ جائیگا ایک دم مین انگریزونکو قتل کرینگے بیلی گارد لیلین گے
اوسوقت سرکار ہمکو تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بیلی گارد سے بھاگی آتی تھی اوسکے کان
کھڑے ہوے جنابعالیہ سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہین جتنی فوج کانپور سے بھاگ آئی ہے آپ نے
بلوایا ہے اوسمین دغا ہے کسواسطے ہمنے سنا ہے کہ انگریز نے اونھین اپنی فوج ملا دی ہے کہ
ہم پہلے بھاگنا فوج از خود بھاگ جائیگی جب وقت پانا ریاست پر قبضہ کرلینا ایسا نہو وہ پلٹنین
انگریز شریک ہون ہم اونھین شہر مین نہ آنے دینگے ہم سبکو مار ڈالینگے اور اگر وہ صاف ہین پہلے ہمسے
قسم اقسام کرین ہمارے پاس آوین یہ بات سنکر سب کے کان کھڑے ہوے جنابعالیہ کو اسقدر اندیشہ
و خلجان ہوا کہ مرزا برجیسقدر کا باہر کا نکلنا موقوف کردیا غرض قاسم خان رسالدار ۱۵ رسالے کا
اونکے پاس گیا کہا اگر تم صاف ہو پہلے افسرون کے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چنانچہ وہ سب راضی
ہوکر تارے والی کوٹھی مین آئے قرآن گنگا اوٹھی کہ ہم بدل و جان تمھارے شریک ہین انگریز
سے ہرگز سازش نہین رکھتے پھر وہان سے حضرت باغ مین چاندی والی بارہ دری مین آکر تنخواہ کا گوشوارہ
ہوا کہ ہم ۶ روپیے تنخواہ تمھین دینگے افسران آمد کانپور نے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران لکھنؤ نے کہا ہمنے

مسند نشین کیا ہے اسوجہ سے ۱۲ لیتے ہین تمنے ابھی کچھ کام نہین کیا انھون نے کہا ابھی ہم کچھ نہ لینگے بعد فتح کے ۱۲ لینگے مگر ہمین نوکر نہ رکھوگے ہم دفعتہ شہر لوٹ لینگے بعد اوسکے اونکا ڈیرا حسین آباد شیش محل و تنگی کی کوٹھی کا ان میں

نانا راؤ کے وکیل کا مع خط آنا

نانا راؤ کا وکیل آیا ایک خط اس مضمون کا لایا اگر اجازت ہو ہم تمھارے شہر مین آوین جناب عالیہ نے اجازت دی راجہ جے لال سنگہ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۱۲ اونٹ ۹ چھکڑے ۱۰ گاڑیان بیس پچیس ہاتھی لیکر تھوڑا سا جوراسی کو جاؤ نانا راؤ جیا سنگہ چوہری کی گڑھی سے عین شدت بارش مین مع عیال شہر کو چلے نصرت جنگ دو سو سوار دو ہاتھی ہودہ نقرہ دو شتر سوار سے پیشوائی کو گئے اور بحکم جناب عالیہ دولتخانہ شیش محل مین اوتارا اوسے آراستہ کردیا تھا اور شطرنجی دس چاندنی دس پلنگ کئی کرسیان شیشہ آلات وغیرہ بقدر ضرورت مع تصویرات بھیجدیا ہ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ھ نانا راؤ داخل شہر ہوے ۱۱ ضرب توپ سلامی ہوئی حسب الحکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دو شالہ رومال خلعت پایا اور کہا ہماری ۲۱ ضرب کی سلامی ہوتی مضایقہ نہ تھا وگرنہ کچھ احتیاج سلامی کی نہ تھی اونھون نے کہا ۲۱ ضرب کی سلامی فقط بادشاہ کیواسطے معمول ہے یہ کیونکر ہوسکتا خلاصہ اسیوجہ سے سلامی موقوف رہی جناب عالیہ نے پھر خلعت تجویز کیا خلعت خانے سے نکلا ۲۵ ہزار روپے دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے قباے زرین شمشیر و سپر مالائے مروارید دھکدھگی مرصع الماس کنٹھہ مروارید نورتن مرصع دستبند مروارید دوشالہ رومال پرتن زرین کار لبادہ کمربند شال اسپ مع ساز زرین نقرہ ہاتھی ہودہ نقرہ اس سب کو پہلے جناب عالیہ نے دیکھ لیا ۔

خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے

اس عرصہ مین ہرکارہ متعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنبوٹ مین سوار اس پار دریا کے آئے گھاٹ اپنی فوج کے اتر نیکا دیکھکر چلے گئے تدبیر فوج کے اوتارنے مین [illegible]

سنتے ہی محلات اور فوج باغی مین ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا جرنل حسام الدولہ کو حکم ہوا کہ تم فوج بیگم گھاٹ پر سد راہ کو جاؤ جرنل بہادر ہر افسر فوج سے کہتے تھے ایک دوسرے پر ڈالتا تھا غرض اسی حیلہ و غفلت سے دن گذری آخر بہزار خرابی دو توپ خانہ چار پلٹن چلنے پر مستعد ہوئی وہ بھی چلنے مین آج کل کرتی تھی اس عرصہ مین محمد مرزا کمیدان کا تھانہ بشیر گنج مین تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی چہ کنار دریا درست کر کے پل باندھکر اس پار اترا چاہتی ہے اوسکے روکنے کو جلد فوج جاے تو بہتر ہے چنانچہ جنرل بہادر خود تشریف نہ لیجا سکے مگر نواب حراز الدولہ اسسٹنٹ و کمانڈنگ فوج تھے بجاے اپنے روانہ کیا ہر چند وہ کچھ علیل بھی تھے اور اس سفر مین خیمہ سے باہر نہین نکلے فقط اپنے بھائی کے کہنے سننے سے گئے ۔ میر فدا حسین کپتان اور اونکے بھائی میر محمد حسین کمانڈر عبد الہادی خان قندھاری رفیق خاص نواب اپنے جوش جہاد ایمانی سے سب سے تیز و تند وحیت ہو کر گئے اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی ۔ سپاہ بے سرو سامان خوب ابتر ہوئی اودھر فوج انگریزی نے فرصت پا کر چہ بخوبی باندھ لی اودھر سے پہلے ایک بڑی توپ لگائی تھی اوسکے گولے سے چہ نہ بندھ سکتی تھی اور شرف الدولہ اور غلام رضا خان کو حکم رسد رسانی کا ہوا ۔ بعض بعض حکم ممو خان امراد مرزا مقرر ہوے

پھر پرچہ اخبار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایک ساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب مینھ شدت سے برسنے لگا فوج پسپا ہوئی مگر اسپر بھی گرتی پڑتی لڑتی ہوئی دہی کی چوکی پر دو کوس گھاٹ سے ہٹتی چلی آئی ایک باغ مین آڑ پکڑ کر خوب لڑی پھر مینھ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج مین کچھ حال نہ رہا جا بجا متفرق ہو گئی اسمین گوری بہت ماری گئے دھاوا کر کے گرد وارہ گانون مین پہونچے پھر اولٹے گھاٹ کو چلے گئے ۔

فوج باغی کے جب پانون نہ ٹھہر سکے فوج سب طرف بھاگی جسقدر رہ گئی مع افسر بشیر گنج مین ٹھہری اور جا بجا باغات مین اپنا پڑاؤ کیا حراز الدولہ اپنے خیمے مین اترے جانتے تھے کہ مین بنام انکے ساتھ آیا ہون اب لڑائی کا انکا کام ہی جائین جاہین نجاہین دوسرے دن ایک گوندے نے فوج سے کہا کہ فوج انگریزی ابھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جب تک یہ فراغت اپنی روٹی کیون نہین کر لیتے یہ سب اوسکے فریب مین آکر او غنیمت سمجھکر نہانے روٹی پکانے لگے اور باطمینان

روٹی کر رہے تھے کہ دفعتہً سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی ۔ آگے پیشتر وکنی سو مویشی رکھے
آن پہونچی زیر چھرہ توپ سبکو رکھ لیا افسران جنگ نا دیدہ وغیرہ منتظم نے سامنا سڑک کا
چھوڑ کر توپونکو سڑک کے دہنے بائین کھینچا ۔ اس خیال سے کہ ہم دونون طرفسے اونپر مارینگے
وہان دونون طرفسے پانی سے دلدل ہوگئی تھی پہیے توپون کے جاکر پھنس گئے اور پھنس گئین اس
عرصہ مین گورے سرپر آپہونچے یہ سب سر پر پانون رکھکر بھاگے انسے پہلے سوارون کے
پانون اوکھڑ گئے اور جو سڑک کے اصطبل مین اگر دم لیا تھوڑی سی فوج انسے ہٹکر کچھ فاصلہ پر آمادہ
کارزار ہوئی جب آگے کے اونکا یہ حال دیکھا یہ بھی سب ملکر بھاگے نواب جراز الدولہ نے جب یہ حال
دیکھا نیمس مین سوار ہو داخل دولتسرا ہوے تھوڑی سی فوج جنگی اپنی چال سے دم لیتی ہوئی لکھنؤ
پہونچی عبد الہادی خان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی حرارت جہاد ایمانی سے
سیدھے دلی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوے فرمایا خان صاحب تم بھی بھاگے
جہاد راہ خدا سے منہ پھیرا چودھری میر منصب علی مع اپنے جان نثارون کے پھر آئے ۔
زمینداروں کی گھات سب سے پہلے پہونچی لشکر مجاہدین مین آ نا جونی انتظام رسد رسد کیسکو جاے
ٹکے سیر بھی میسر نہوا اگرمحمد حسین کلکٹر خان علی دس ہزار سپاہ سے نواب گنج مین رہ گئے ۔
فوج انگریزی نے اونام اجگین مکروارہ اور گانون جو قریب سڑک تھے خوب لوٹا اور قتل
قمع کیا ہرچند غریب رعیت بے جرم سمجھکر ہر گانون مین کچھ رہ گئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی
جب یہ صورت ہوئی افسرون نے کہا جلد تدبیر اسکی کیا چاہیے وگرنہ شہر ایکدم مین آکر
لے لینگے پھر سب منہ دیکھتے رہجاینگے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوے دم بخود رہ گئے
میر واجد علی نے اونسے کہا تم عجب بات کہتے ہو جسکا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک تدبیر
کرینگے کسواسطے تم سب جنگی ہو لڑنا لڑانا تمھارا کام ہے اسکی تدبیر تم کر سکتے ہو ہمنے مدت عمر
کبھی ہتھیار نہین باندھا نہ لڑائی دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب غرت تمھارے ساتھ ہے
داروغہ نے کہا تم کپتان ہو یا نسو باتے ہو اپنے جرنل فوج کو ساتھ لو یا خود جاؤ لڑو
اگر ہم جاوین تمکو کسواسطے نوکر رکھا ہے جسکا جو کام ہے وہی خوب کرتا ہے اسے سنکر
افسر بہت بگڑے کلمات بیہودہ اہلکارون کو سنانے لگے ۔

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کیطرف چلے گئے مگر وہ آکر مین ٹھہرے ہین وہان دھس بناتے ہین جب وہ بن چکے گا پھر کچھہ نہو سکے گا کسواسطے کہ پہلے سے سخت تھا اب اور بھی سخت و دشوار ہوجاے گا حکم ہوا فوج جاوے وہ دھس بنانے نپاوین - الغرض پلٹن اختری نادری صوبہ سنگہ خان عالیجان نواب ہرا زالدولہ توپخانہ میگزین اور سب پلٹن نجیب لیکر روانہ ہوئے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہوگیا تھا کہ ناگاہ ادہر سے تلنگے ہزارہ شتر قطار اور نجیب شتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے مموخان نے ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہان تک آئے اور یہ فوج کہان تک جا پہونچی اگر راہ مین ہو کہنا جلد بشیر گنج پہونچو اونسے عالم باغ مین افسرونکو حکم پہونچایا کہ ابھی یہان سے روانہ ہوجاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جب تک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لیجایگی ہم مرنے نجائینگے مموخان یا بیگم صاحبہ خود جائین -

بعد اسکے مموخان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی اوسے مموخان نے لاچار ہوکر ۲۰ ہزار روپے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کلکٹر نے علی الحساب سبکو کچھہ تقسیم کردیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم ہوکر جایگی - چنانچہ بعد ۸ دن کے روز چہارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین چھٹ گئین گورے مکرر وار کیو پھر گئے الغرض اسی طرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھہ لڑتے بھی تھے مگر صوبہ سنگہ کی پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے -

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ادھر بھاگی ادھر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک راجہ کسیطرف سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بہادر لڑنیوالون کے پیچھے بھاگنے والون کے آگے کرنا رہے کوئی اسباب جو گورے چھوڑکر چلے گئے تھے لوٹا دھس کی لکڑی توڑکر دہی کی جوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلی اور یہ عقیدہ ہے کہ گورے از خود کانپور بھاگ گئے بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہے ہمنے اونکو ہٹا دیا بعض کہتے تھے بھاگ چلو جلد گورونکو مارکر کانپور نکالدو بعض کہتے تھے بھاگے کا پیچھا نہ کرو ایسا نہو کہین وہ چھپے ہون اور ٹھکر مارلین غرض وہانسے پھر آگئے

کسی کی جرأت نہ پڑی باجے بجاتے مع اون چھ توپ کے جنمین گورے توڑکر چھوڑ گئے
تھے شہر مین لاف وگزاف بکتے ہوے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۸۵۷ء مین ہوا
جب بدمعاش اپنے زعم باطل مین بشیر گنج کی لڑائی فتح کرکے آئے پہلے بیلی گارد کے دھاوے
کا ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمعیل گنج پر کچھ توپ بہت بڑی قریب
مسجد پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے دمدمہ جھانکی باندھکر لگائی اوسکا لقبہ
وگولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران وپریشان ہوکے مارے گئے
ہین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ وزمیندار وغیرہ نجیبون کی جمعیت سے بہت سخت
ہوگیا تھا امجد علی خان بلوچ نے اپنا پڑاؤ میر حسن کے مکان مین کیا تھا اور خبرگیری تمام اپنے
مورچہ ہای قریب کی ہردم لیتا تھا نواب علیخان کی گمار کا پڑاؤ سلطن علی داروغہ کے مکان
مین تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی قریب
پانسو کے ہر وقت صبح وشام حاضر رہتے تھے اور سبکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آنے پر بھی
ایک دن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آئے یہ سب کے سب بھاگ
کچھ بدحواس ہوکر دریا مین ڈوبے کچھ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑکر چھپ رہے چنانچہ
دس آدمی داروغہ مذکور کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسی نے ہتھیار نہ پکڑا گورون
توپ کو توڑ ڈالا تیس گولا انبار مارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بابو پور چند کے مکان
سے آڑ مین گولیان مارین گورے زخمی ہوکر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی
لاش مع ٹوپی پڑی رہگئی تھی اوسکا سر امجد علی خان نے کاٹ کر فوراً آکر نواب سے کہا کہ سب بھاگ
بھاگ گئے مگر غلام نے چار رفیقون سے جاکر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگے
یہ سر انگریز کا ہی نواب نے انکی مستعدی وبہادری پر تعریف کی لیکن امجد علیخان نے سرکار سے
اپنے نوکرون کو ہتھیار دلوائے اوسی دن شہر مین غل ہوگیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل
پڑے کچھ توپ کو توڑ ڈالا ایک گردہ توپ کا اوٹھا کر لے گئے اب ارادہ قیصر باغ مین آنے کا ہی
بس یہ سنتے ہی قیصر باغ مین ہلا گلا پڑی غول کے غول تلنگے اپنا اسباب باندھ بھاگنے لگے جنابعالیہ نے
حکم دیا پھاٹک قیصر باغ کے سب بند کرو جب اہین بند ہوئین صاحبات محل سر کھولکر دعا مانگنے لگین غرض کئی

بھاگتا تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد بزدل تلوار تول کر بکتا تھا کہ اگر یہاں گورے
آئینگے ہم بھی دل کھول کر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علی خان کو تین مہینے
نجیب ملین خلاصہ اسیطرح کی لڑائی ہوا کرتی تھی سرنگ بھی اوڑائی جاتی تھی کبھی ادھر سے بھی کئی
مہینہ تک یہی سوانگ رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہان یہ فوج منتظم برسون تعلیم یافتہ
یون غیر منتظم ہوجاے پھر وہانکی حالت کیا کہی جاے اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے
تسلط تمام ہندوستان مین کیا بلکہ یہی فوج سواے ہندوستان کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی
تھی دودسرے سب کے ایمان سے ہاتھ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی سب نے ست چھوڑ دی تھی وہ لگی
وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی -

ایکدن تلنگون نے ممو خان سے کہا ہمسے اور انگریز سے سرنگ مین خوب باتین ہوئین اسطرف سے ہم سرنگ
مین جاتے تھے اوسطرف سے وہ سرنگ لگاتے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ برابر ٹوٹی اومین ایک دفعہ
تھا ہمنے کئی بندوقین مارین اوسکے نہ لگین اوسنے کہا اے نمک حرامون ہمنے تمکو مثل فرزندون
کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسون قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنایا تم قاتل
ہماری میم اور بچے کے ہوے ہمنے تمھاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقت تم سچ کہتے ہو مگر از
راہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان مین جس سے مقابلہ ہوا جو تمنے
کہا ویسا ہی کیا صدہا ملک فتح کیے کبھی کچھ غدر نہین کیا اب تم اپنے قول سے پھر گئے ایمان لینے کے درپے
ہوے چربی کے کارتوس ہماری خرابی ایمان کی منگوائی ہمپر جبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی اوس وقت مجبوری ایمان کے
واسطے بگڑ گئے پس خطا ہماری یا تمھاری ہے اسیطرح گفتگو ہی آخر پانچ چار سرنگ کھودینگے وہ فنا لیکر چلا گیا -

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی درجواب عرضی مخدوم بخش کپتان لایا اس مضمون سے عرضی تمھاری
متضمن قتل کفار فرنگ ملاحظہ اقدس مین گذری ما بدولت واقبال بہت شاد ہوے لکھنو کو صاف کرکے
کرکے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا کافرون کے فریب مین نہ آنا یہ سنکر سب توپخانون
مین حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلی یہانتک کہ توپخانہ پر جیسی
بھی سلامی چلی فوج مین جشن ہر خیمے مین ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آپس مین گلے ملتے تھے کہتے
تھے فیصلہ بیلی گارد کرکے سیدھے الہ آباد چلے چلو واہ - تو کارزمین رانکو ساختی +

یہ باتیں تھیں کہ پھر خبر آئی گوروں نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آگے جاتے ہیں اور اسپار گوروں کا پکٹ کھڑا ہوا ہے راہ گیرون سے مزاحمت کرتے ہیں کوئی آنے جانے نہیں پاتا توپ اس پار ہماری جھاڑی مین لگی ہے اوسکا گولہ اوسپار نہین جاسکتا اور حکمنامہ بنام کاشی پرشاد عامل ہنڈیہ کے گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے نہ دو فوج مقابلہ مین رکھو وہ ابھی تک نہین آئے لیظاہر حیلہ کرتے ہین اس پار فوج کم ہے گورے جب آئینگے مقابلہ نہ کر سکینگے جلد اور فوج روانہ ہو ورنہ جب گورے اتر آئینگے پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

اسبات کا کئی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پلٹن جاوے کوئی یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی کہ سید حسن نامی ساکن موضع عبور علاقہ دہریرہ کا وکیل نبکہ کئی انگریز اور میم اور ایک منشی بطریق تحفہ پکڑ لایا ہے اس تفصیل سے ۱۶ - نومبر ۱۸۵۸ع کپتان پاٹرک آر اور اونکی میم اور بیٹی مس جی جکسن صاحب مرسونٹ اشارٹ جکسن صوفیہ بیٹی کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد - لفٹنٹ جی جی سرجنٹ میجر ای مارٹن وغیرہ ۸ - آدمی تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا - سلنگے پکڑ لائی ہین اور راجہ ہر پرشاد ناظم نے پکڑ کر بھیجدیا ہے اور اپنے بھائی کو ساتھ کردیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ سچ امر ہے جانتی پرشاد اونکا بھائی پکڑ لایا ہے اور وکیل راجہ یہ مجبوری اونکے ساتھ ہے -

جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کئی ڈولیان مہل میالون مین ۸ - انگریز کو در دولت پر آئے تلنگون نے ہجوم کیا کوئی کہتا تھا ابھی مار ڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مار ڈالا ہوتا معلوم ہوا یہ راجہ دھریرہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب آدمی کا رہنے والا کوٹھی شکر کی رکھتا تھا ایک گورہ چار کرشان ایک میم ایک مس جکسن چیف کمشنر لکھنو کی سگی بھتیجی ہے ان سبکو میر واجد علی دارغہ نے ایک مکان مین اوتارا پہرہ خفگی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان میر فدا حسین کا بھائی رگھناتھ سنگہ امراؤ سنگہ کپتان بارو صاحب نواب ممو خان میر واجد علی ایک جانب تھے - نواب شہنشاہ محل نواب خردمحل نے از راہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب ماجرا ہے کہ واجد علیشاہ مع اہل و عیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونھین عزت و توقیر سے رکھتے ہین تم ان اسیرون کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور بدلت قید رکھا ہے بس تم خود قتل واجد علیشاہ چاہتے ہو نواب نے کہا بہتر ہے بالفعل قتل نہ کرو باعزت و آرام سے رکھواے سب افسرون نے بھی قبول کیا او

حکم دیا مکان عمدہ مین بیچاؤ اور بانون کی بیڑیان کٹوادو۔
غرض داروغہ میر واجد علی نے نگینہ والی کوٹھی تجویز کی مرزا حسین علی داروغہ چاہی خانہ کو بلوایا سامان چاے پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب مزدوری انگریزی رکھوا دیا تلنگون نے اپنا پہرہ نہ اوٹھایا ہرچند داروغہ اس تدبیر وفکر مین رہا کہ انکا پہرہ اوٹھ جاے یا قایم رہے اسکی بدلی نہوا وہین کچھ دیگر سوانق کریا جایگا مگر یہ تدبیر نہ بن پڑی تلنگون نے نہ مانا۔
پھر غل ہوا کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اترا چاہتی ہی فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن احمد علی نائی ڈول گاسٹر وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گھار زمیندار پلٹین بھر مار وغیرہ میر محمد حسین خان علی خان کے ساتھ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی بھی ہوئی آخر ساری فوج وہانسے بھاگ کر بنی مین آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ مین چلی آئی اس خبر سے شہر مین تہلکہ پڑا منادی کی گئی کہ سب رعایا عیسائی کیجائیگی چاہیے کہ سب ملکر عالم باغ مین جمع ہون کافرون کو مارین کسواسطے کہ یہ معرکہ دینی ہے مگر شکر خدا کا کہ اہل شہر سے کوئی نہ گیا مگر افسوس مقام تحیر ہے کہ بعد تسلط سرکار ظالم ومظلوم ایک گھاٹ اترے۔
ایک اور اشتہار دیا گیا کہ سب خاص وعام بگوش ہوش سنین کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہان کسیکو جیتا نچھوڑا میرٹھ۔ دلی۔ کانپور وغیرہ مین انکے بچے سیم مارے گئے اسیطرح تمھارے بھی بال بچے مار ڈالے جائینگے پس یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھون کے سامنے عورات بچے مار یجائین ذلیل ہون ابھا دردیہ گورے پانسو سے زیادہ نہین اگر انھین مار لو پھر تمام عمر چین سے رہو ۱۲ اشتہار جا بجا شہر مین لگا دیگئے اور پلٹین لول ڈلن ٹیر مع توپخانہ روانہ ہوئی۔
جب گورے قریب نواب گنج آپہونچے شدت بارش مین اور ۲ پلٹن جنگی کی نجیبون کی ۱۲-۱۳-۱۴- رسالہ روانہ ہوا اور اوسی شدت بارش مین ممو خان جرنل حسام الدولہ یوسف خان ایک گاڑی پر سوار مع پانسو سوار اردلی فوج کی دیکھنے کو مسجد عالم باغ مین جاکر ٹھہری ممو خان نے میر واجد علی سے کہا تم بھی چلو اونھون نے کہا مجھے تلنگون کی گالیان سننا منظور نہین اگر لڑنیکو چلتے ہو چلو مین بھی چلتا ہون اور اگر بھاگنے کو جاتے ہو مین نہین جاتا ممو خان نے کہا مین فوج کا جایزہ لینے کو جاتا ہون آخر وہی ہوا کہ ملنگے جنرل ممو خان کو ہزارون گالیان دیتے چلے جاتے تھے یہ انسے چھپکر مسجد مین جا بیٹھے تھے۔

اتنے مین قریب بنی کے توپ انگریزی چلی تلنگے جو ادھر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ بھاگے
ممو خان اونھین گالیان دیکر غیرت دلاتے تھے اوسوقت تلنگے چپکے سر جھکائے چلے جاتے تھے
جب یہ صورت ہوئی ممو خان اور جرنل صاحب اپنے گھر آئے فوج انگریزی نے قریب بنی مقام کیا
اور اس فوج نے بھاگ کر عالم باغ مین پڑاؤ کیا۔

اس خبر سے شہر مین قیامت برپا ہوگئی رعایا مایوس ہوکر بھاگنے لگی تلنگے سب پہلے بھاگ گئے پر مستعد ہو جانا
نے دلاوری ان کو بلایا پھر کورٹ ہوا اسکو ڈنکا شاہ فقیر ۱۲ رسالے نجیب زمیندار وغیرہ بمقابلہ فوج انگریزی
کو پہنچے جب پہونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا مقابلہ
رہا۔ جب شاہ جی اور ۱۲ رسالے نے دھاوا کیا کئی کرانچیان ایکجا کھڑی تھین اونپر سوار جا پڑے
اگرچہ کرانچیون کے جو لوگ تھے بھاگ گئے سوارون نے لوٹ شروع کی۔ کرانچیان کھولنے لگے کئی
گورے آڑ مین کھڑے تھے گولیان مارنے لگے دو تین سوار گرے سب کے پانون اوکھڑ گئے
شاہ جی ایک نالہ پر کھڑے تھے اوسمین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ مین آئے گورون نے پیچھا کیا مگر
زمیندار اور تلنگون نے روکا بول کے تلنگے خوب لڑے تقریباً پانچسو تلنگ سوار مارے گئے مگر مورچہ قایم رہا۔

قتل اسیران عیسائی و ممو دخان کوتوال وغیرہ

قبل از روانگی فوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسی دن در دولت پر قربانی ۲۵ یا
۲۷ اسیرون کی ہوئی جنمین کئی میم اور صاحب اور ممو دخان کوتوال وغیرہ تھے ان سب کو
رسی سے باندھ جلو خانے مین لائے تھے ایک باڑھ ماری اوسکے بعد زیر تیغ بیدریغ کیا
ایک شخص کہتا ہے اونمین ایک میم ولایتی عجب صاحب حیا تھی کہ جب اوسکے سلوکے کا دامن
ہوا سے اوڑتا تھا جھک کر اپنی ساق پا کو ڈھانک لیتی تھی از انجملہ اس گلہ قربانی مین ایک
سید بھی اسیر دام بلا ہوکر آئی تھی اوسکی گولیان مارین ایک نہ لگی سب اوچٹ گئین ہرچند او
داد بیداد کی کہ مین سید ہون اور بیگناہ قتل نہ کرو ایک نہ سنا تلوارین مار گرا دیا درجہ شہادت پہونچی
زبانی ثقہ مین دوبارہ افسوس اوسکا تھی فوج مین دشمن بھی سید تھی جو گولیان اثر نکرتی اور سبکو قتل کرتے

محمود خان کوتوال کو ۲۵ محرم ۱۲۷۴ھ مطابق ۴ ستمبر کنول ہار سے مع اونکے ہمراہی میرزا درحسین صاحب رونہ جاکر پکڑ لائی ہاتھی پر سوار ہمرہ چوک تشہیر کرتے در دولت پر لائی وہ بھی شریک انھین اسیرون کے تھی اور یہ ایک نجیہان کے گھر جاکر چھپے تھے دو بھائی تھی ایک ذی طبع زر دنیا سرکار مین خبر کی محمود خان متعصب مذہب تھا شہر کے شیعون کا دشمن جانی تھا اور اپنی حکومت مستعار مین بہت سی ذلتین دی تھین اور بے فحش منہ سے کوئی بات نہ کرتا تھا اپنی حکومت پر نازان تھا اور بہت سا مال دنیا شہر کی طرح سے لوٹا تھا مگر اس روز بد کی خبر نہ تھی انکا حال بہت چھپ چکا ہی ظالم کا انتقام اسی دنیا مین ہو جاتا ہے۔

محاربہ عالم باغ و داخلہ فوج انگریزی شہر مین و مکانات شاہی وغیرہ مین

غرض ۲ تاریخ شہر صفر روز چارشنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء بعد دو ساعت زوال شمسی سے جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہوے لاک صاحب جنرل نیل صاحب بہادر سے بیارہ برو کے میدان مین فوج باغی سے مقابلہ ہوا ادھر کثرت سپاہ مجموع جنگی دنو ملازم گما بعض زمیندار راجہ تعلقدار وغیرہ سوار پیدل توپخانہ ناکہ چار باغ سے عالم باغ اور میدان جنگ تک تقریباً ۴۰ ہزار سب تھے طرفین سے پہلے بڑے زور شور سے توپ چلنے لگی جب جنرل اوٹرم قریب پہونچی دھاوا کیا توپ اودھر سے ادھر سے سست ہوکر چلنے لگی ۵ بجے عالم باغ تک پہونچے کہ دفعتہً ابر سیاہ نے ساری آسمان کو گھیر لیا اندھیرا ہو گیا بڑے زور شور سے مینھ برسنے لگا کہ جل تھل سب بھر گئے توپ طرفین سے چلتی رہی پس پیادے تلنگے اور سوار و نکے پانون اوٹھے سب بھاگے اور نواب اور ممو خان اور جتنے افسر تھے سب نے میدان سے ہٹکر ناکہ چار باغ لیا اور حیران ہوکر راجہ مان سنگہ بہادر کو بلوایا وہ جمعیت ۸ یا ۹ ہزار سے آئے مقابلہ کیا نوبت تلوار پہونچی گورے بھی مارے گئے ادھر بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا اور ظلمت ابر سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور مینھ بھی نہ تھما فوج انگریزی مین ہوگل قیام فوج ہوا میدان وسیع مقابل عالم باغ کنوسی جلالپور کربلائے الماس علیخان تک احاطہ فوج کیا اور باطمینان ہر طرف بکٹ کھڑے ہو گئے خیمے برپا ہوے رات بھر شبخون سے محفوظ رہے۔

شام تک ہزارون نجیب سوار جنگی نوملازم جنگ نادیدہ کربلای میرخدابخش سو کنار نہر ہوکر سیدھے اپنے گھر کو چلے کسواسطے ناکہ چاربانع پر توپ لگی تھی اور حکم قطعی تھا جو ادھر سے بھاگ آئے اوڑادو - جنابعالیہ نے راجہ مان سنگ بہادر کواس جانفشانی وجان نثاری پر خطاب فرزندی دیا خلعت دو شالہ رومال اور ملبوس خاص اپنا دوپٹہ عنایت کیا اونکی بہادری کی بہت تعریف کی اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر دیکر خوش کرونگی اونھون نے عرض کی کہ مین قدیم نمک خوار اس سرکار کا ہون مین بھی چاہتا ہون کہ روبرو حضور تصدق ہوجاؤن اور حق نمک سے ادا ہون اوسی دن شام کو گورون نے دھاوا کرکے عالم بانع لیلیا رات کو فوج بھی وہان رہی یہان کی فوج جتنی وہان تھی سب بھاگ کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم بانع ہے جسے فوج پھر نہ لے سکی بہت دنون تک ہاتھ پانون مارے -

۵ - صفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضر کھا چکے فوج تیار ہوئی دو بزن ایک پست چاربانع سا تھ کے جنگل کیطرف گیا جسکے ساتھ جنرل اوٹرم صاحب تھے دوسرا اسد ھا ناکہ چاربانع کو کئی سو سو ویشی پیشیرو رکھے یہان جنرل حسام الدولہ صراط مستقیم چاربانع پر مع رفقائے خاص و افسران فوج جنگی سوار و پیدل لیے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن کے فاقے سے مورچے باندھے ہوئے تھے جتنے پونڈون کے کھیت دونون طرف نہر کے تھے سب صاف کر ڈالے تھے ہر سپاہی کا پیٹ پھول مشک ہوگیا تھا جب کھیت والون نے بہت سی داد بیداد کی جرنل بہادر نے بڑی ہمت فرماکر تین سو روپے اونھین عنایت فرمائے غرض یہ سب اجتماع کثیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن سمجھکر بیٹھے تھے اور جانتے تھے کہ ہم ہزارون اور اس تنگ کوچے سے کیونکہ بسلامت گورے بچکر نکل جائینگے اسیطرح امین آباد تک دونو طرف کے کوٹھے مکان پر سرراہ سپاہ اور افسران نامردی بھرے ہوئے اور رفقا مات امن سمجھکر بیٹھ رہی تھی کہ جب فوج ادھر سے آئیگی دونون طرف سے مار پڑیگی اور دو بڑی توپین ناکہ پر پل کیطرف لگائی تھین ایک پر میر نجف علی داروغہ توپخانہ دوسرے پر مرزا امام علی بیگ صوبہ دار توپخانہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ دفعتہً سامنے سے تین گورونکا نمود ہوا ادھر سے دونون توپین چلین گوری موافق اپنے قواعد کے رنجک کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے گولے اونپر سے گذر گئے اور بعد فیر کے گوری مثل عقاب جھپٹ پڑے تیسری چلے مین مثل بادصرصر

توپون پر آ پہونچے گولانداز سب بھاگ گئے مگر یہ دونون افسر اپنی توپون سے نہ ہٹے داد مردانگی
دیکر مارے گئے گورون نے توپونکو کھینچکر نہر مین گرادیا - جنرل بہادر نے جب یہ حال دیکھا ناچار
سوار ہوکے سید دولتسرا کو تشریف لے گئے افسرون نے بھی اپنی راہ لی باقی سب فوج ہر طرف منتشر ہوگئی
گورے پہلے عدم بلدیت راہ سے عیش باغ کی سڑک پر چلے غلام حسین کی مسجد پر
نبی بخش خان سگے بھائی ہادی حسنخان زمیندار بھٹوامئو اپنے جان نثار ہمرہیون
سے وہان تھے مقابلہ ہو خوب تلوار چلی طرفین سے خون ناحق خدا کے گھر مین بہا آخر وہین
لڑ بھڑ کر سب مارے گئے ایک نام کر دیا تجمل حسین خان اونکے بھائی زخمی ہوکر بچے اس
معرکے مین پانسو اودھ کے مارے گئے اور سوا اودھ کے بس شہر مین تلاطم ہوگیا بازار
مین دوکانین بند ہوگئین رعایا نے اپنے گھر کے دروازے بند کرلیے پھر گورے گھبرا کر عیش باغ
سے سڑک آمین آباد پر آئے تیلیون کو مارا تلنگون نے دونون طرف سے گولیان مارین
مگر وہ چلکے ٹوپی باندھے چلے جاتے تھے اتفاقاً اودھر سے ممو خان گھوڑے پر سوار ننگی
تلوار ہاتھ مین کھینچے کئی سو سوار کمک کو آتے تھے ہرچند فوج گورون کا سامنے توپ بھی لگائی بہت سا
دھمکایا گالیان بھی دین ایک نہ سنا سب کے پانون اوٹھ گئے گورون نے جب بھیر سوارون کی
دیکھی گھبرا کر توپخانے کیطرف چلے ممو خان نے اونکا پیچھا کیا اکثر گورے ہاتھیون پر تھے گولیان مارتے
جاتے تھے جب گورے برف خانے کے پل کے قریب دوڑے حسین گنج پر پہونچے جنرل ادرم
صاحب دوسری سمت سے بہبری پورن داروغہ ساکھو کے جنگل سے چلے آتے تھے وہان دونون
نے ملکر قندھاری باغ کی راہ لی برف خانیکو آگ لگا دی راہ مین جو سامنے آیا شکار کیا رعایا نے
چھپکر ڈھیلے پتھر مارے گورون نے مسجد [illegible] کپتان مین پہونچکر کھانا کھایا تھوڑے سے توشخانہ سلطانی
مین گئے جتنے شیر جانور وغیرہ تھے سب کو مار ڈالا نبی بخش داروغہ کو گولی ماری ایک مادہ شیر نے گورے کو
زخمی کیا بھاگی چلی گئی فوج باغیہ کے سوارون نے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے سیکڑون خزانہ سب وہین
رہگیا گورون نے آگ لگائی پھر جو پڑے کے اصطبل مین آتے جتنی چھاؤنی تھی سبکو جلا دیا بہت سے سوار
تلنگے گھبرا کر دریا مین ڈوبے ایک کشتی عبور اس کثرت سے چڑھے کہ اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبے
راجہ مانسنگہ بہادر نے ہرکارے سے سنکر ساکھو کے جنگل کی راہ لی تھی اس خیال سے کہ اکیلی زمین

بڑا نام و نمود ہوتی ہی جب راہ مین مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گورے حضرت گنج کے پورب پھاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص برداروں نے دار اب علیخان نواب ناظر کے حکم سے دونون طرف کوٹھون پر چڑھکر خوب مینھ گولیون کا برسایا چھم کا پھاٹک بہت استحکام سے بند کر دیا تھا گورے وہان سے اولٹے پھرے خوب مار پڑی پھر حضرت مکان کے امام بارے مین آئے سمجھے کہ بڑا پھاٹک یہی در شاہی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی لولا انداز بھاگ گئے تھے مفتاح الدولہ نے اپنے اردلیون کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو پہیئے کو گھسیٹ لا دو جب گورے مقبرے مین آئے ایک شخص نے کہا کہ یہ قبرستان ہے مردے گڑے ہین قیصر سلطانی آگے ہے گورے وہان سے باہر نکلے کچھ اس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ ہم آج ہیلی گارد مین جا کر کھانا کھائینگے۔ کئی ساعت تک موتی محل مین ٹھہرے پھر دھاوا کیا کچھ گورے قیصر منزل مین آئے ایک پلٹن نجیب وہان بھی تھی بھاگی کچھ سپاہی دریا مین ڈوبے کچھ ہر جگہ چھپ رہے یہان بھی قریب دو سو کے مارے گئے

بارگاہ سلطانی سے گولے پڑ رہے تھے جنگی سب بھاگے مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک دھاڑی کا لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی نوملازم توپ کو کھینچکر اور ایک خلاصی نے ملکر توپ مارنی شروع کی جب چینی بازار سے آتے تھے اوسی طرف مارتے تھے جو چوپڑ کے اصطبل سے آتا تھا وسے نشانہ کرتے تھے یہان تک گراب مارے کہ گورونکو آنے نہ دیا پھر گورون نے پشت سے آکر توپ کو لیلیا در دولت پر دو توپین تھین اونکے پیالون مین کیلین ٹھونک دین اور وہ لڑکا بھاگ کر بچگیا نجیبون نے بڑی جرأت سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب در دولت مارا گیا غرض ہر طرف ہر مکان شاہی مین ہنگامہ کارزار گرم تھا سب گورے رمنہ شاہی سے مکانات شاہی مین پھیل گئے یہ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل ہویلاک صاحب بہادر داخل بیلی گارد ہوے محصورین کو راتکو گونیوں سے آمد داخلہ معلوم ہو چکی تھی اوس وقت سب کا مارے خوشی کا عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجا لاتا کوئی آپس مین مصافحہ گورے جا بجا ناچتے تھے باجے بجاتے تھے۔

مفتاح الدولہ کہتے ہین کہ مین بروقت داخلہ فوج انگریزی ۲۵ ستمبر جنت آرامگاہ کے کوٹھی پر

چھپکر تماشاے قدرت خدا کر رہا تھا تقریباً تین سو گورے دو توپین آگے تین افسر گھوڑون پر
دو کالی کرتی ایک سرخ کرتی پہنے سب سے آگے تکسن باندھے دونون طرف بیگاری شاگرد
پیشہ وغیرہ رسن بستہ ایک دوسرے سے ملے ہوے قدم بقدم کس اطمینان سے
چلے آتے ہین پیچھے کرانچیان سیگزین گودلیان مجروحین کے واسطے تھین اور جلو خانے
کے کوٹھے سے دونون طرف سے مینھ گولیون کا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر
جھکائے بندوق ہاتھ مین لیے چلے جاتے تھے جب مقابل در دولت پر پہونچے ۲
گولے مارے دیوار جلو خانہ پھٹ گئی اوسوقت سبکو یقین داخلہ قیصر باغ
ہوگیا ارکان دولت جناب عالیہ کو سمجھا کر محلسراے جو لکھی ہین لیگئے کہ مقام امن ہے
خلاصہ احوال روز جمعہ تا زوال روز سہ شنبہ جو گذرا قابل بیان نہین اگر جنرل اوٹرم جس طرح
عیلی گارد کو جاتے تھے بعد ان تین گاوون کے قیصر باغ مین چلے آتے اوسی دن میدان خالی
اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہین کیا وجہ تھی اور کس جہت سے یہ خیال نہ گذرا خلاصہ قیصر باغ مین
سوائے ۶۰ آدمی اور سپاہی کے دوسرا نتھا صاحب محل سر و پا برہنہ باہر نکل پڑے ہر چند جناب عالیہ
نے منع کیا کسنے نمانا اور نہ سنا پردہ کہان رہا تھا پھر جناب عالیہ نے صاحب علی خزانچی سے فرمایا کہ
برجیسقدر کو سوار کرکے موٹے کپڑے پہنا کر اپنے گانون ادھریہ مین لیجاؤ نواب نے منع کیا
کہ ابھی مناسب نہین ہے سب بیدل ہوجائینگے جناب عالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھین کہ خداوندا
ہم بیگناہ ہین تو خوب جانتا ہے تو ہی ہمین اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے
داروغہ سے سواری منگا رہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہین چلے جائین اوسنے کہا سواری کا کسے ہوش
ہے اور کہار کہان ہین کوئی کہتا تھا سر و پا برہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غش مین پڑی تھی کوئی سکتے
سے حیران تھی انھین مین بعض پہلے سے نکلکر پانچ کوس گانو مین رہی تھین غرض ہر طرف سے آہ و فریاد
و بکا کی دھوم مچی تھی ممو خان کو گالیان کوسنے دیتی تھین کہ خدا اسے غارت کرے اسنے ہم سبکو
تباہ اور غارت کروایا کوئی دل کھول کر جناب عالیہ کو طعن و تشنیع کر رہی تھی کوئی آپس مین
گلے ملکر رو رہی تھی جناب عالیہ نے مضطر ہوکر محبوب خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگی جاتی ہین
انکو تلاش کرو اور باقی جو رہگئی ہون وہ ہرگز باہر نجانے پاوین جب ہم بھاگینگے ہمارے ساتھ

چلین اور اس امر مین سب حیران تھے کہ اسدن گورے قیصر باغ مین نہ آئین جہان میدان سب طرح
سے خالی ہوا اور دوسرے دن چلے آوین جہان ہزارون ہون چنانچہ اوس دن خان علی خان وغیرہ سی تلوار
چلی چونکہ ظاہر ہے منتقل الدولہ کہتے ہین جب ہمنے دیکھا کہ قیصر باغ بالکل خالی ہے اوسوقت ملاپور کے راؤ کو
بلوا بھیجا اوسکی سپاہ کے جابجا پہرے کردیے۔

دوسری صبح کو تین توپین جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھین گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر ایک
لڑکا جوان سیدزادہ فقط اپنی ہتوری سے توپ کے تخت کے نیچے چھپکر رہگیا تھا اور توپ بھر چھوڑ
دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آئے نواب بھی کمال دلیری سی مع اپنے جان نثاران خاص کوٹھے
سے اوتر کر اون توپون پر آکر کھڑے ہوے تھے اوس لڑکے نے تینو نکو داغا برابر سے چلین
چھرے سے کئی گورے گر پڑے سکن ٹوٹا اور لٹے موتی محل کو پھر گئے اوسوقت ایک ہلکی سی
گولی نواب کے بازو پر لگی نواب نے دو شالہ رومال اوس سید کو دیا اور آپ منہ مین ہوا یہ دولتسرا پہونچے
یہ امر گاہ باشد کہ کود کے نادان مین حساب کیا جاتا ہے

جنرل اوٹرم صاحب نے گونیدے سے فرمایا کہ ہمین تمام راستہ بیلی گارد کا بتا دو وہ نا واقف تھا
قیصر دروازے سے ہوکر لیچلا اور زخمیون کو منشی کے امدیال کے مکان مین چھوڑا جنرل آگے آگے گھوڑے کے
سوار پیچھے گورے سکن باندھی چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہوکر چلے عجب کام دلیرانہ
و مردانہ کیا کہ باوجود راہ تنگ دونون طرف سے گولی برس رہی تھی کسی جگہ نہ رکے سیدھے بخط مستقیم
چلے گئے۔ فی الحقیقت بہادری و جوانمردی بہ سیدانون کی یہی ہوتی ہے جب قریب مکان عظیم اللہ خان
پہونچے کپتان بارلو کی پلٹن کا مقابلہ ہوا اوسکا وہین مورچہ تھا خوب لڑائی ہوئی دوسو تلنگے
پچاس گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیلی گارد کے پھاٹک پر پہونچے باواز بلند پکارے خبردار
گولی نہ مارنا ہم اوٹرم ہے آپہونچا یہ سنکر گورون نے جھٹ پٹ کس سرعت سی ٹٹی ہٹا کر ایک
پٹ کھولا جنرل بہادر داخل بیلی گارد کس شان و شوکت سی ہوے اوسوقت محصورین کی خوشی
کیا بیان ہو تازہ جان سب مین آئی باجے بجنے لگے شادیانون کے سبھون نے باتفاق
کھانا کھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ محصورین کہتے تھے کہ جسدن جنرل
لارنس صاحب مارے گئے عجب طرح کا سناٹا تھا گویا سارا احاطہ ماتم سرا ہوگیا تھا اور سبکو یاس

اور افسردگی ہوگئی تھی اوسکے عوض روز داخلہ جنرل بہادر گویا صبح نوروز اور روز عید تھا اور سب کے لوگون مین طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا۔

اوسیدن مورچہ جو ظفر الدولہ کے مکان کیطرف اور کوٹھی کارنیگی صاحب مین تھا بیلی گارد سے دھاوا ہوا اودھر گیا چتر منزل مین عمل ہوگیا صبح کو جنرل اوٹرم صاحب کے ساتھ سے موتی محل مین ہوگیا تھا اوس سے گولی چلنے لگی۔ ہنگامے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب اوتر کر کھڑے ہوے توپ منگوائی اودھر گورون نے توپ لگائی طرفین سے گولے چلنے لگے ایک بم کا گولہ توپ پر گرا گولہ انداز زخمی ہوے باقی بھاگ گئے نواب از راہ بہادری آگے بڑھے گورے دوپہر کے ہوتے سے ٹھہر گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ مارے دہشت کے بن مارے مر گئے دن بھر یہ لڑائی رہی اودھر مرزاولی کوٹھی سے گورے مارتے تھے دروازہ کی توپ سے ایک ہوش انگریزی ٹوٹ گیا قریب اصطبل شاہی میدان مین رکھیا ایک توپ قریب قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی ہوش کو تلنگے صوبہ سنگہ کے اوٹھا لائے عجیب دوسری توپ کے لانے کی فکر مین تھی جب جھپٹ کر قریب توپ کے جاتے تھے گورے گولی مارتے تھے کوئی تدبیر نہ بنتی تھی عجب تماشا ہو رہا تھا اسیطرح رات بھی گذری جبدن جنرل اوٹرم صاحب دو لاکھ فوج جنگی منت تعلقدار راجہ کے بیچ مین سے داخل بیلی گارد ہوے تقریباً دس ہزار بدمعاش دریا مین ڈوبکر مر گیا بیس ہزار سوار و پیدل رعایا شہر سے بھاگ کر دس کوس جاکر دم لیا اور سب کو یہی خوف تھا کہ فوج انگریزی ہمارا پیچھا کرتی چلی آتی ہے۔

فوج انگریزی مجموع مکانات شاہی مین مثل سیل پھیل گئی مثل مرزاولی کوٹھی موتی محل نصرت باغ تیر برا فرح بخش بارہ امام امام باڑہ نواب قدسیہ محل کمرہ سرراہ جناب عالیہ کوٹھی شکل سین۔ امام باڑہ منظفر الدولہ حسن علیخان کوٹھی عظیم اللہ خان اصطبل سنجہ آہنی اور مکانات جو ملے ہوے تھے جب گورے جینی بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب نوملازم نے جرأت کر کے ایک صاحب کو برابر سے تلوار لگائی گھوڑے گر پڑا سر اوسکا کاٹ کر علی محمد خان کے پاس ہدیۃً لایا ۲۔ اشرفی انعام دیا کمیدان صاحب نے اپنا حق سمجھکر لیلیا جب رد بکاری ہوئی سپاہی نے داد بیداد کی انصاف یہ ہوا کہ کمیدان کی تنخواہ سے کاٹ کرا سے دیدیا۔

گرفتاری صاحبزادہ ہاے جنرل مرزا اسکندر حشمت

گورے جب جنرل مرزا اسکندر حشمت کی ڈیوڑھی پر آئے سپاہیون نے پہلے پھاٹک بند کر لیا
تھا جب حملہ جانے مین آئے طرفین سے گولی چلنے لگی صاحب میر داروغہ خواجہ سرا حبشی
محمد مرتضی خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش تمندار وغیرہ یہ سب بلا تامل
و رفیق جنرل صاحب مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوئے مگر تین آدمی دریا کے کنارہ
کی کوٹھری مین چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر
نکلے دریا مین کود پڑے گولیان ہر طرف سے پڑنے لگین یہ تیر کر اوس پار ہوئے ایک گولی بھی نہ لگی
سپاہیون کے مورچے پر دھرے گئے در دولت پر آئے بعد تحقیقات چھوٹ گئے باقی سپاہی بھاگ
کر دریا مین گرے گورے داخل محلسرا ہوئے دونون شاہزادے اور صاحبزادی اور سینہ بیش
لاڈو خانم داروغہ محل اور خواص یہ سب ۲۴ تعین کیے جان نہ مارا جنرل اوٹرم صاحب کے سامنے
لیگئے اونھون نے شاہزادون کی بہت تشفی و دلجوئی فرما کر کوپر صاحب کے سپرد کیا اونھون نے کارنیگی
صاحب کے حوالے کیا انھون نے میجر بنکس صاحب کے خانساماں کے گھر مین بغیر پہرہ رکھا اب
سرکار عالی کی ہمت مردانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس عدل
وانصاف کو بخلاف سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار برجیسی ـ

غرض یاقوب علیخان نواب ناظر روتے ہوئے جنابعالیہ کے پاس آئے عرض حال کیا
جنابعالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مانسنگہ سے جا کر کہو اسکی کچھ تدبیر کرین داروغہ
نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیر دروازہ پر سے دھاوا کیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی
جرات و بہادری کر چکے ہین اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہین اسوقت کیونکر جائینگے اور کیا
کر سکتے ہین فرمایا تم حکم پہونچا دو جب راجہ سے کہا جواب دیا مجھ سے کیا ہو سکتا ہے نہین معلوم دیکھین تو
کیا یا مار ڈالا اب کس کی مجال ہے جو وہان سے لاوے ـ

جب حوالات کے سمجھانے سے شہزادون نے کھانا نہ کھایا آخر لاڈو خانم اور ددھری باجازت باہر آ کر
کھانا لینے کو نکلا مین رہون سے بچکر جنابعالیہ کے پاس آئین مفصل سرگذشت بیان کی کسی ذی شان

لاڈو خانم بیا بھی اپنے گھر جا کر بیٹھ رہی ایک مہری کہ ہمت مردانہ باندھکر کھانا لیگئی دوسری خوف سے
نیگئی حسینہ حبش کو حکم ہوا تم بھی اپنے گھر جاؤ جواب دیا مین نے ان شاہزادون کو پالا ہے انکے پاس ہونگی
یہ قصور جنرل بہادر کے خاص محل کا تھا اگر وہ اپنے پاس شاہزادون کو رکھتین کاہیکو آفت
آتی گھر سکی ہان نہ تھین آپ سوار ہو کر چلی گئین اپنے ساتھ انکو کیون نہ لیگئین ۔

جب دوسری رات موتی محل مین ہوئی جنرل اوٹرم نے حکم دیا تھوڑے آدمی ہین مع رسد و
میگزین و اسباب سب بیلی گارد مین چلے جائین حسب الحکم جتنے گورے تھے بیلی گارد مین چلے گئے
سپاہ بہادر نے جب یہ حال دیکھا اور سنا کہ فضل الٰہی سے رات بخوبی کٹ گئی اور ابھی تک سب
قیصر باغ مین بیچے ہوے ہین باوجود اس اقل قلیل سپاہ خاص بردار اور کچھ لوگ راجہ مانسنگھ
اور راجہ گوربخش سنگھ کے مرشل ڈڈنی کے آگرے اور خجالت سے اور خجالات سے معذرات بارز
پیش کیے جناب عالیہ اور ارکان دولت نے مصلحتاً طرح دی اس خیال سے کہ موجب شکستہ دلی کا ہوگا
اس معرکہ مین ۱۱ افسر ادھر کے مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوے باقی مجروحین و مقتولین
کا حساب نہین اور بعض امراے معزول خانہ نشین بھی بعد دریافت خبر وانیست وقت سہپہر اپنی سگھر بھلانے
سے حاضر حضور جناب عالیہ ہوے اور سپاہ بہادر بدستور اپنے مورچون پر قائم ہوئی اور مقابلہ عالم باغ
کا کبھی خیال نہ کیا کہ وہی ناکہ کانپور ہی بلکہ اکثر یہ کہتے ہین کہ وہ میدان مین ہے اوسے گھیرے کھڑے
لے لینگے البتہ بیلی گارد کا مشکل ہے کہ وہ شہر مین ہے مگر تعجب اس امر کا ہے کہ سب مورچون سے بھاگ
گئی تھی قیصر باغ مین سواے ۶۰ آدمی کے دوسرا نہ تھا ۔ صاحبان عالیشان نے کیون ایسے وقت مین
غفلت کی کچھ مفصل معلوم نہین یا جناب عالیہ کو توفیق ہوئی اوسوقت خود بیلی گارد مین چلی جاتین
یا خود اوٹرم صاحب کو بلوا بھیجتین کیا خوب بات ہوتی مگر بشرطیکہ ممو خان اُنپر تسلط نہوتا تو کیا
عجب ہے کوئی صورت نکلتی ۔

۶ ۔ تاریخ ماہ صفر سنہ الیہ ۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ جی کو خبر ہوئی کہ گورے بیلی گارد مین چلے گئے
خود دیکھ و تنہا اٹھا کہا تم سب میان ٹھہرو مین اکیلا دھاوا کرونگا اپنی کرامات آج دکھا کر انکو بھگا دونگا
یہ کہکر موتی محل مین گیا مکان خالی ملا ایک گورہ زندہ نتھا مگر ایک مردہ گورے کا ملا اوسکا سر کاٹ لیا
جب فوج نے سنا کہ شاہ صاحب نے اکیلے دھاوا کیا پیچھے سے پہونچی شاہ جی کے ہاتھ مین وہ سر تھا

لاف زنی بڑھ بڑھ کے کرنے لگا کہ دیکھو جب اپنا ارادہ ہوگا اسیطرح بیلی گارد کو بھی خالی کرادونگا فوج مین چرچا
شاہ جی کی کرامات کا ہونیلگا اعتقاد ضعفا سست ایمان کا دوچند ہوگیا تلنگے مثل مہادیو ڈنڈوت کرنے
لگے سوار اپنا خلیفہ ایمانی جاننے لگے باہم یہ چرچا ہوتا تھا کہ اگر شاہ جی نہوتا گوروں نے شہر لیلیا تھا اب کچھ نہو سکیگا
بس تین سو گورے باقی تھے اور یہی دلی کا پنور تنجیور وغیرہ مین پہلے پھرتے تھے وہ بھی جبر منزل مین بند ہین شاہ جی
اقرار کیا ہے کہ کل کے دھاوے مین سب گوروں کو مارلونگا بس گوری اور انگریز اسی رات کے مہمان ہین کل سب آئے جاوینگے
دوسرا بولا شاہ جی نہین کوئی اوتار پیدا ہوا ہے اسپر کوئی گولہ گولی اثر نہین کرتی ہی غرض اسیطرح کی تعریفین
وہ دن گذرا اونکا دماغ عرش پر پہونچا لاف زنی زیادہ بڑھی جاہل نذاہب ڈنڈوت سجدے پر جھکے
کپتان رسالدار نذر دی قدم پر سر رکھا شاہ جی نے اپنی ولولہ جوش وخروش مین یہ شعر پڑھا ؎

چون شود در عہد ایشان جور و بدعت را رواج | شاہ غزنی بہر قتلش خوش عنان پیدا شود
درمیان این و آن گردد بسے جنگ عظیم | قوم عیسی را شکست بیگمان پیدا شود

یعنی وہ شاہ غزنی مین ہون انکے قتل کو پیدا ہوا ہون میرا کوئی ہمسر نہین ہے جسقدر کیا اصل ہے شاہ
دلی میرے رتبہ سے کم ہے مجکو حکم الہی ہے میری ہاتھ یہ فرقہ نصارا تباہ مین انکی بیخ وبنیاد اوکھاڑونگا مین
ظل اللہ خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ ہون لندن میں جا کر لڑونگا شاہ دہلی نے نمانا اوسکی سلطنت پھر
گوروں کے حوالے کردی اب پھر اپنی عرضی میرے حضور بھیجی ہے پھر کچھ قسمت اوسکی اچھی ہے پھر چوبدار کو
حکم دیا ممو خان کے پاس جاؤ ابلاغ حکم پہونچاؤ کہ اب آنکھین کھول کر ہوش مین آؤ اسقدر بیہوش نہو جاؤ
آج تمھاری فوج اور زمینداروں سے کچھ نہو سکا مین نے چار آدمیون سے موتی محل
چھین لیا اگر تم چاہتے ہو سر گوروں کے لوٹ سے بچے اور بیلی گارد ہاتھ آجاوے
تو مین اسی پانچ ہزار روپیہ نقد دعوت فقرا بھیجدو نیز جسقدر میری اطاعت
کرے۔ آج رات کو بیگم میری بیعت کرے اور درصورت عذر کل گوروں کو قیصر باغ مین
بلالونگا اور اس لونڈے کو ریاست سے اوٹھا دونگا چوبدار نے ممو خان سے جا کر
کہا ۔ ف شدہ یہ خبر جناب عالیہ تک پہونچی اونھون نے مفتاح الدولہ ۔ مشرف الدولہ
ممو خان ۔ میر واجد علی کو بلایا سب نے کہا شاہ جی کوئی امام نہین یہ سب باتین
کفر و الحاد کی ہین اپنا رعب جعلی فقط دھمکا کر بٹھاتا ہے کسینے کہا خیر فقیر ہے جبر سے بدہ

ورولیشن را میر واجد علی نے کہا ایسی باتون سے یہ اورسر جھینگا بکتا ہے یکبنے روپیہ مہا
مان سنگہ اور ہر پلٹن کے کپتان سے مشورہ کیا بعض نے کہا جو وہ کہتے کر دونی ہے بعض نے
کہا اوسکی اصل کیا ہے اوسنے ہمنے سنایا ہے رام نے چاہا تو کل ہم دھاوا کرینگے تب منزل
بیلی گارد کو خالی کروا لینگے ایسی باتون سے نہ ڈرو غرض ابا بانع حکم دھاوے کا جاری ہوا کہ ایک
طرف گوہار دوسری جانب سردار تیسری جانب تلنگے چوتھی طرف نجیب ہون چنانچہ اوسوقت حکم
اس مضمون کے جاری ہوے کہ صبح کو تیاری دھاوے کی ہو افسر اپنے بستر پہ چلے گئے

دو گھڑی رات رہی افسر اپنے ہمراہی مورچون پر گئے چار و طرف جھوٹ دھاوے کا
عمل کر دیا کہ عنبر منزل بیلی گارد کو گھیر لیا ہے مگر جب اودھر سے مار پڑنے لگی منہ پھیر لیا پھر گورے
جناب عالیہ کے کمرے سر راہ سے خاص بازار کی جانب گولیان مارتے تھے اور سفر مینا کے سپاہیون
نے رات بھر کے عرصہ مین اوسکے نیچے سرنگ تیار کی تھی بارود اوسمین رکھ چکے تھے دفعتہ سرنگ کو
آگ دی مع کمرہ گورے اڑ گئے ایک دھنی کمرے کی سیدھ میدان سی لگی - مر گئے افسرون مین
اپنا نام کر گئے محمد سعید خان ملازم برجیس قدر مارے گئے اور بہت سے آدمی کام آئے گورے بھاگ کر
تلنگون سے چھپا کیا دو گورون نے بندوق ماری نامرد باغیون نے گولی کھائے اپنا حال تباہ کیا مورچے
چھوڑ کر بھاگے گورون نے اوسی راہ سرنگ پر اپنا مورچہ قائم کیا -

جب لال بارہ دری کیطرف نجیبون نے دھاوا کیا لال جی محمد امین کمیدان خواجہ سرا نے افسرون
مین بڑا کام کیا کہ راہ کی مصیبت جھیل کر بارہ دری لی پہلے گورے بھاگے پھر دھاوا کیا لال جی
ایسا بہادر مارا گیا اوسکی نعش اوٹھانے پائے ہمراہی بھاگ گئے اوسکے عزیز نے نعش اوٹھانیکا
ارادہ کیا وہ بھی کام آیا کمیدان کی جورو پانسو روپے نعش اوٹھانے پر دیتی رہی ایک کی جرأت
نپڑی گورون نے پہلے بارہ دری لی نجیب بھاگے دھاوا اینٹس نہ کیا کچھ سپاہی تہ خانے کی آڑ
پکڑ کر رہ گئے تھے بہت سے مارے گئے اوس دن بھی بڑا کھیت ہوا گورے تقریباً ۵۰ تلنگے نجیب پانسو
مارے گئے افسر جلیل القدر بھی کام آئے دھاوا پھر آیا -

الغرض یہی صورت سے ہر روز گویا گھر مین لڑائی ہوا کرتی تھی جیسے دن بہت سے لوگ فوج انگریزی
سے بھاگ آئے تلنگے اور بعضے گوئندہ لشکر تلنگے اور بعضے گوئندہ کمر بندہ باغیون سے پوچھا کرنے لگے عالم باغ مین اب

رسد نہین رہی اسواسطے ہم بھاگ کر نکل آئے ایک ادمین گوئیندہ بھی پکڑا گیا ایک چٹھی انگریزی جوف پر کے قلم مین لاکھ سے بند اوسکے پاس تھی عالم باغ لیے جاتا تھا ایک شخص نے اوسے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ہمنے پہلے راستہ سامنے بیلی گارد کے پل پر ہوکر آنیکا لیا مگر بدمعاشون کا بہت مجمع تھا دونون طرف سے مارتے تھے اوسوقت ہمنے دہنی طرف کی راہ گوئیندے کے ساتھ لی حضرت گنج سے داخل موتی محل ہوے وہان سے جب بیلی گارد کو چلے راہ مین بڑی لڑائی ہوئی ایک بڑا جنرل کپتی صاحب بہت سے گورے مارے گئے سب مجموع پانسو کام آئے جنرل اوٹرم زخمی ہوے اونکے بازو مین گولی لگی ہڈی بچی وہ چٹھی ممو خان نے میر واجد علی کو دی اور چوبدار کو حکم دیا کہ اس گوئیندے کی ناک کٹوا کالا منھ کرکے گدھے پر سوار کر تشہیر کرو چوبدار نے قاسم خان کو ابلاغ حکم کیا وہ افسر کوتوالی تھا عمل مین لایا ولایت حسین منشی جنرل اوٹرم کا عالم باغ سے رسد لینے کو نکلا تھا پاسی پکڑ لائے انکی بھی ایک پلٹن بھرتی ہو چکی تھی ممو خان نے اونسے احوال پوچھا کہا ۲ ہزار گورے جنرل اوٹرم الہ آباد سے لائے ہین بھی اسواسطے بیٹھکے چلا آیا ممو خان نے کہا یہ اصل گوئیندہ ہے کل پانسو گورہ تھا یہ فقط ہمارے ڈرانے کو زیادہ کہتا ہے اسکا کالا منہ کرکے گدھے پر سوار تشہیر کرو میر واجد علی دارونمہ نے کہا انکا اظہار مین لیلون پھر آپ کو اختیار رہے دارونمہ نے اونکی شکل شرافت پہچانکر نرمی اونسے کہا اتنی گوری نہ بتاؤ ورنہ حیرانی مین پڑ جاؤگے اونھون نے کہا مجھے کیا معلوم تھا مین پانسو بھی کم بتاتا مگر سچ یہ ہے کہ فوج انگریزی پیچھے سے اور آتی ہے اور یہان مشہور یہ ہوا ہے کہ جنرل اوٹرم مارے گئے غلط ہے وہ مع فوج داخل بیلی گارد ہوے میر واجد علی نے موافق مرضی ممو خان قلت گورون کی جنرل بہادر کا مارا جانا لکھوا کر انھین تشہیر سے بچایا۔

جنرل حسام الدولہ طلب نواب معین الدولہ اور جرنیلی مظفر علی خان

جب جنرل حسام الدولہ معرکہ عالم باغ سے چلے آئے افسران فوج نے جنابعالیہ سے اونکی شکایت کی حضرت محل نے آزردہ ہوکر بہت کلمات سخت فرمائے وہ سنکر اپنے گھر بیٹھ رہے دربار مین نہ آئے جنابعالیہ نے نواب معین الدولہ میر عنایت علی ماموے حضرت جنت مکان کو طلب فرمایا وہ کبھی

کبھی بخوف جان و مال دربار مین آیا کرتے تھے نموخان نے عہدہ جرنیلی کو اونسے کہا اونھون نے انکار کیا جواب دیا معلوم ہوا تم بدخواہ سرکار ہو کیون دو مہینے تک اپنے گھر بیٹھے رہے مرزا ہر جسقدر کو نذر دینے بھی نہ آتے انھون نے کہا مین اقربای شاہی سے ہون بے طلب نہ آیا جب طلب کیا حاضر ہوا موخان نے کہا سرکار نے تمھارے واسطے پہلے دارونگی توپخانہ تجویز کی تمنے انکار کیا کہ میرے لایق یہ عہدہ نہین ہے اب سرکار نے جرنیلی تجویز کی ہے اس سے زیادہ کونسا عہدہ بالاتر ہے کیون انکار کرتے ہو خلعت لو اونھون نے کہا کچھ احتیاج خلعت نہین اور نہ تنخواہ کی ضرورت ہے بہر حال اسیوقت مہر جرنیلی حسام الدولہ سے طلب ہو کر انکے سپرد ہوئی مجبوری بخوف کام کرنے لگے کہ اسی حیلہ سے جان و مال بچے اور مثل فوج نجیب سنگہ شاگرد پیشہ جو آتی تھی گنگا پرشاد متصدی حسام الدولہ دکھاتا تھا یہ دستخط سل کر دیا کرتے تھے کبھی کبھی حاضر حضور جناب عالیہ بھی ہوتے تھے مگر کچہری مین ہر روز جاتے تھے نواب شرف الدولہ سے انسے مخالفت سلطنت سابقہ چلا آتا تھا کبھی صفائی سے نباہ نہ ہوا صورت نفاق باطنی چلی گئی آخر شرف الدولہ نے تنگ ہو کر جناب عالیہ سے عرض کی کہ کار جرنیلی بہت ابتر ہے اسکی تدبیر مناسب ہو تو بہتر ہے فرمایا جو مستعد اور صاحب لیاقت لایق جرنیلی ہو اوسے مقرر کرو معین الدولہ اوسکی نیابت مین کام کرینگے نواب نے مرزائی بیگم مقرب خاص کو محل مین گانٹھ کر مظفر علیخان اپنے بھانجے کو ۱۲ پارچہ کا خلعت جرنیلی دلوایا وہ کاروبار کرنے لگے معین الدولہ کبھی اونکی کچہری نہ گئے ہر چند جناب عالیہ نے سمجھایا نمانا عرض کیا مجکو تمنا اور احتیاج روزگار کی نہین ضعیف ہو گیا ہون کبھی کبھی فقط سلام کو حاضر ہونے کا امیدوار ہون اسیوجہ سے وہ اپنے بیٹون اور کسی رفیق یا امیدوارون مین سے کسیکو دربار مین نلیگئے اور نہ ایک کوڑی تنخواہ کی لی کسواسطے انجام سب کا خوب سمجھے ہوے تھے فی الحقیقت عجب حالت ضیق مین تھے کچھ نہ بن پڑتا تھا۔

ایک دن جنرل منصوب وقت صبح بود علی شاہ کے تکیے پر کنار شہر گئے اوس فوج کے دیکھنے کو جو دلی سے بھاگ کر آئی تھی فوج مین سلامی توپ کی ہوئی کربلای سیر خدابخش اور الماس علیخان مین جتنی مقابلہ عالم باغ پڑی ہوتی تھی سمجھی کہ گورے اس ناکے سے شہر مین داخل ہوے سب بھاگنے پر مستعد ہوے جب مفصل ہرکارون سے سنا جان مین جان آئی۔

غرض جب اس سلامی کا پرچہ سرکار مین آیا پچاس روپیہ جرمانہ توپخانہ والون سے ۔ اشرفی
جنرل سے تعلیم الین پھر کورٹ مین چار جنرل تجویز ہوے کہ وہ کمانڈر انچیف کے اسسٹنٹ سوار پیدل توپخانہ
مین رہین چنانچہ بنام نواب جرار الدولہ دلیر الدولہ معین الدولہ وغیرہ مقرر ہوے مگر اجراے احکام ایک سی نہو نام ہر
معرکہ عالم باغ سے تمام شہر مین راجہ مانسنگہ بہادر کی لڑائی کی بڑی شہرت ہوگئی اکثر تعلقدار کہتے
تھے ہمارے سپاہی بہت مارے گئے کسیکا نام ایسا ہم مین سے نہوا راجہ فقط ایک مورچہ عالم باغ
پر گئے نام اونکا مشہور ہوا سرکار سے خطاب فرزندی بھی ملا پس ہر تعلقدار جو یا اپنے نام ونمود
کا ہوا کوئی تنہا ہوکر نہ لڑا جس سے نام ہوتا۔

پہونچنا کمانڈر انچیف کا کانپور سے عالم باغ مین وغیرہ سوانحات

۹ نومبر کو سرکالن جی سی بی کمانڈر انچیف کانپور سے گنگا کے اس پار اترے منزل بمنزل
آکر بنی مین ۷ کوس لکھنؤ سے خیمہ کیا اونکے ساتھ فوج اس تفصیل سے تھی۔
۸ توپین کپتان پیل برگیڈ جہازی۔
۱۰ ۔ اسپی ۶ میدانی بھاری توپخانہ شاہی
۹ ۔ رسالہ گوردن کا ۔ ۸ ۵۳ ۷۵ ۹۳ رجمٹ پیدل
۲ رجمٹ ٹانگہ پنجابی ۔ سائی پر زمینیں گھوڑے یہ سب ۲۷۰۰ پیدل اور ۷۰۰ سوار
پنجابی ہندوستانی ۔
۱۴ ۔ نومبر روز شنبہ ۱۸۵۷ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ داخل عالم باغ ہوے
کئی ہزار اونٹ کرانچی چھکڑے کئی سو ہاتھی ساتھ تھے اونام بشیر گنج ۔ نواب گنج بنی مین جا بجا
تھانے بٹھاتے آئے اور تار برقی بھی جا بجا درست کردیا راہ مین جتنے گانون قریب سڑک
تھے خوف سے وہان کی رعایا بھاگ گئی تھی
جب خبر آمد کمانڈر انچیف بہادر آئی کہ اس کثرت سے فوج ظفر موج اور سامان سیگزین وغیرہ سے
قریب لاکھ آدمی کی جمعیت سی چلے آتے ہین فوج کو حکم ہوا آگے بڑھکر روکے ادھر بڑھنے نہ پاوے

یہ سنتے ہی راجہ مادھو سنگہ بہادر تعلقدار گڑھا امیٹھی دو ہزار سپاہی اپنے لیکر بطور رودھا کے
جا پہونچے اور فوج باغیہ ابھی کچھ نہ کرنے نہ پائی تھی کہ بنی اور فیروز گنج کے میدان مین لال
مادھو سنگہ سے لڑائی شروع ہوئی سرکار مین خبر آئی کہ لال مادھو سنگہ نے دو پلٹن گورون کے
کاٹ ڈالے بڑی بہادری کی ایک پلٹن رہ گیا ہے دم پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مار لیا جاتا ہے
کوئی امر ہراس کا نہین ہے۔

الغرض یہ خبر سنتے ہی بہت تحسین و آفرین کی اندر باہر دھوم مچی اور در اصل وہان یہ
حال گذرا کہ کسی گانون مین آڑ پکڑ کر راجہ کے لوگون نے لڑنا شروع کیا تھا گورون نے
چار طرف سے گھیر لیا راجہ مادھو سنگہ جماعت قلیل سے راہ مجبور سے بھاگ کر چلے گئے بعض
کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑ رہے ہین بعض کہتے تھے وہ غیرت سے مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰ آدمیون
سے اپنے گھر گئے ہین اگر سرکار سے کمک نہ جائیگی کسیطرح زندہ نہ آسکین گے یہ خبر سنتے ہی راجہ مان سنگہ
بہادر نے ازراہ دوستی ہرکارے خبر کو بھیجے اثناے راہ مین دیکھا کہ راجہ دو تین آدمی سے چلا آتا ہے
وہ لوگ راجہ مانسنگہ کے مکان پر لے آئے مادھو سنگہ نے قسم کھائی کہ جب تک مین گورونکو نہ
مارلونگا نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا ۔ آخر سبھون نے سمجھایا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ دودھ پی لو جب طاقت
نہوگی تلوار کیکے زور و قوت سے لگاؤ گے غرض خیالات سے دو دن تک کچھ نہ کھایا دہشت اسکی یہ تھی
کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے رعب اور خوف سے حواس درست نہ تھے اور پردے سے کہتے تھے کہ پھر لڑنیکو جاؤنگا
سب گورونکو مارلونگا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نہ کی سچ تو یہ ہے کہ جو زمیندار تعلقدار پہلے آیا خوب لڑا
دوبارہ لڑنے سے جی چورایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ سے اور کمک کو پہونچی تو مین چھین لین پھر کمک
داخل شہر اور کمانڈر انچیف عالم باغ مین داخل ہوے۔

تھوڑے سے گورون نے جاکر قلعۂ جلال آباد مین دخل کیا وہان پلٹن نجیب سہندی تھی
اپنی جان بچا کر نکل گئی گورون نے کئی دن تک قلعہ مین دھس باندھنے کی تیاری کی پھر معلوم نہین
کس جہت سے موقوف رہی۔

پھر ممو خان کو خبر پہونچی کہ آج گورے دو سو کل تین سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہین
اس خبر پر نواب اور ممو خان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سر انگریز کا لاوے سو روپیے انعام پائیگا

اور گورنمنٹ کا پرپاس اور حکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہین سب گرا دیے جائین اور نہر پر باندھ باندھے اور پلٹن نجیب تلنگہ کو حکم دیا کہ گرد باغات عالم باغ مین اپنا پڑاو کر کے مورچہ قایم کرو۔

محاربہ دھاوا عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دلکشا سے آنا

۱۵- ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کئی رسالے جنگی پلٹن تلنگہ و نجیب نظامت ملازم قدیم و جدید کلکٹر راجہ جے لال سنگھ کے آگے کربلاے میر خدا بخش الماس علیخان باغ داروغہ عاشق علی نواب خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا مہدی علیخان کے باغ مین جو بارہ کے کانون مین ہے اور کنارہ نہر پشتہ باندھ رندکشی کی اور جابجا توپین لگائین۔

۱۶- روز دوشنبہ صبحکو فوج باغی تیار ہوکر کنوہی جلال پور کے میدان مین مقام عالم باغ جاکر ٹھری ہوئی تھوڑے گورے ادھرسے دو توپ اسپی لیکر نکلے دو ساعت تک دور سے کچھ رد و بدل ہوا کی آخر ناکام پھر آئے ۱۷- سہ شنبہ کو اوسی طرح پھر سامنا کیا فی الجملہ نسبت کل کے اچھے رہے اور گورے بھی حد زیادہ نہ بڑھے اب قرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو تاکہ کربلا سے داخلۂ شہر منظور نہین کسواسطے کہ بیلی گارد تک شہر سے گذرنا مشکل ہو جائیگا۔

۲۵- ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹- نومبر عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دلکشا ہوکر بیلی گارد کو رستہ شاہی سے یا شارع عام سے جاے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھتے آتے ہین فوج باغی پیچھے ہٹی آتی ہے راجہ مانسنگہ نے تصدیق خبر کو اپنا ہرکارہ بھیجا وہ بھی خبر لایا سچ ہے فوج بہادر بھاگتی چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ نے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا ہر دولت پر تلاطم ہوگیا ممو خان نے ہر چند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک ہرکارہ خبر لایا کہ محمد باغ گورونے لے لیا وہان کی فوج سب بھاگ آئی اور جہان انگریزی تلنگے ہین وہ سب کچھ توپین بھی لگائین جب گورے انکی طرف بڑھے اونکی صورت دیکھکر بھاگے کوئی سامنے ٹھہر سکا یقین ہے دوپہر تک یہان اور شہر مین گورے داخل ہوجائین یہ سنکر ممو خان نے نجابت الدولہ احمد علی خان عرف چھوٹے میان کو بلوا کر کہا کپ نصیر آباد جو دلی سے آیا تمھارے سپرد کیا تھا وہ کسکے افسر ہو چلے وہ لوگ سات روپیہ کی تنخواہ پر راضی نہ تھے اب اونسے ۱۲ روپیہ کا

اقرار کیا ہے چار ہزار واسطے پہنچنے کے دیگر جلد روانہ کرو احمد اللہ شاہ سے بھی دھماؤ کو کہلا بھیجا اونہون نے بھی جواب دیا میرے سپاہی بھی بھوکے ہین دو ہزار اونھین بھی بھیجدو وہ بھی چلین اس عرصہ مین گورے میدان دلکشا مین آ پہونچے مقابلہ ہوا امجد علیخان نے پانچ آدمیون سے دھاوا کیا بڑی بہادری کی جب نوبت تلوار و سنگین پہونچی یہ سب مارے گئے احمد اللہ شاہ اور احمد علی نے بھی دھاوا کیا پیش نہ گیا اوسوقت تلنگون نے کہا یہان کے کارتوس مین بھوسی بھری ہے اور بدلے گراب کے گرنج بھر رہے ہین یہ سبب ہے کہ سب اہلکار انگریز سے ملے ہین جو توپ ہم مارتے ہین اونپر کچھ اثر نہین کرتی اونکی توپ سے ہمارے سب سپاہی مرے جاتے ہین اوسیوقت در دولت پر آ کر داروغہ میر واجد علی کو گھیرا اونھون نے اپنی حکمت عملی سے ٹالا وہ سپاہی جو ڈلی سے آتے تھے چپکے چلے گئے پھر ممو خان کو گھیرا بھوسی گرابون مین کتنے بھری ہے بتادو اونھون نے میر محمد علی کارندہ کاظم علی داروغہ میگزین کو بتایا محمد علی جو گراب بناتا تھا اوسکا سامنا کردیا اوسنے کہا دستور گراب بنانے کا یہ ہے کہ اوس مین بھوسی پڑتی ہے تلنگون نے کہا یہ سب جھوٹ ہے تم سب انگریز سے ملے ہو ہم تم سب اہلکارونکو مار ڈالین گے غرض پھر جناب عالیہ کے حضور گئے ممو خان کو اپنے ساتھ لیے گئے اور گالیان دیکر کہا یہ انگریز سے ملا ہے اور سب اسکے کارندے اوسوقت روبرو جناب عالیہ نواب ریکاری ہوئی ممو خان کو بچایا اور کہا جسپر تمھارا شبہہ ہو اوسے مار ڈالو تلنگون نے میر محمد علی اور ایک متصدی جو گراب بنواتا تھا سنگین باندھ سڑک پر لیجا کر مار ڈالا اس امر مین تلنگون کا گمان غلط نہ تھا یہ کارروائی اپنی عاقبت اندیشی سمجھکر کرتے تھے کہ اگر عمل انگریزی ہوجائیگا ہم اسی خیرخواہی کو پیش کرینگے۔

بعد اسکے احمد اللہ شاہ نے اسیر اور لون مرمین لگا تیز کیا کہ یہ گونے اور گراب آر صاحب کے نیواتے ہین جسے سے دو صاحب تین میم ایک مس کے ساتھ متولی کے راجہ لونا سنگھ نے بھیجا ہے مار ڈالو وہ چاہتا ہے ہماری شکست ہوجاے انگریز کی فتح اور اہلکار جسقدر ہین معرفت اونکے ساز کیا چاہتے ہین اسیواسطے آر صاحب وغیرہ کو جان سے نہین مارا بلکہ راحت آرام سے رکھا ہے اپنے بچاؤ کے واسطے چنانچہ تلنگے بگڑ کر صاحبان موصوف کے تلاشی در دولت پر آئے۔

مشورہ بچانے اسیران فرنگ کا پھر اونکا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی ہمراہ کمانڈر انچیف بہادر دیوان انت رام وکیل راجہ مانسنگھ
اور داروغہ میر واجد علی مین مشورہ ہوا کہ جب تلنگے بھاگینگے غصہ مین آکر بادہ ضعیف سمجھکر
آر صاحب وغیرہ کو ضرور مار ڈالینگے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ قیصر باغ سے اونھین
نکالدو وجہ اسکی یہ ہے کہ جب آر صاحب کی پلٹن متعین علاقہ راجہ بہادر تھی دیوانجی سے کمال
خصوصیت سے دوستی ہوگئی تھی اس جہت سے از راہ حق دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ
اونکی رہائی کے ہوے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہین جاتی - غرض یہ دونون ممو خان کے پاس گئے
اور کہا تمکو آر صاحب کا مار ڈالنا یا بچانا منظور ہے جواب دیا حتی الوسع بچانا میر واجد علی نے
کہا کہ اس مکان سکونت مین تلنگون نے صاحب کو دیکھ لیا ہے ایسا نہو کہ زبردستی چھینکر لیجا کر
مار ڈالین دوسری جگہ رکھنا چاہیے ممو خان نے کہا اسمین جو تم مناسب سمجھو اوسوقت داروغہ نے
نجیب جو پہرے پر تھے کہا کہ تمکو ہم سو سو روپے دینگے اونکو دوسرے مکان مین لیچلو وہ راضی ہو
اور دیوان انت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب قیصر باغ سے یہ نکل آوین تم گڑھی شاہ گنج مین
انھین بھجوا دو وہان سے الہ آباد - چنانچہ داروغہ نے تا ل اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکالدیا
اور پانسو آدمی راجہ کے قریب امام باڑہ نواب ملکۂ زمانیہ آکر کھڑے ہوے اور یہان
دو ڈولیان تیار رکھین اسباب بھی لد چکا فقط اسیرون کے سوار ہونے کی دیر تھی بنجے خان سپاہی
ساکن خیر آباد نے کہا شاید راہ مین کوئی تلنگہ ہمین ٹوکے ہم ڈولیون کے ساتھ نہ جائینگے اور
اوسنے خفیہ جا کر ممو خان سے یہ ماجرا کہدیا کہ آر صاحب کی تدبیر نکالنے کی ہو چکی ہے آپ سے از راہ
خیر خواہی عرض کیا ہے کہ اس بے حیا نے تلنگون سے جا کر یہ راز کہدیا ممو خان نے کہلا بھیجا تم
کیا کر رہے ہو تلنگے سب بڑائے ہوئے ہین ایسا نہو اسی حیلے سے ہم تم سب کو زیر تیغ لے ڈالین
اونھون نے جواب دیا کہ ہمنے بموجب تمھارے اجازت کے انھین قیصر باغ سے علیحدہ رکھنا چاہا تو ممو خان
نے کہا آج ملتوی رکھو کل لیجانا بعد اسکے شاہ جی کو مفصل یہ خبر پہونچی اوسنے تلنگے بول پلٹن کو بھجوا دیے
اونھون نے آکر نیبدہ قیدین ممو خان اور شرف الدولہ پر رکھدین اور کہا آر صاحب کہان ہے داروغہ

میرزا احمد علی منصور نگر مین نواب خدمل کے پاس اسی بندوبست کو گئے تھے وہ تو اوسوقت اپنی
قسمت سے بچگئے اور جا بعالیہ اور نواب نے بھی اس امر مین بڑی کد کی مگر شاہ جی نے نہ سنا
کہ ایسی رعایتون سے فتح مین دیر ہوتی چلی جاتی ہے غرض اوس دن تلنگے صبح سے آ گئے
تھے آخر آر صاحب بہادر کو شاہ جی کے پاس لیگئے صاحب موصوف نے جانا کہ تلنگے آپہونچے آپ دس
مکانات سے از راہ تھوڑی ... نکل آئے شاہ جی نے آر صاحب سے کہا تم تندرست اور بہت تیار ہو کچھ
قید مین تکلیف نہین ہوئی ورنہ دُبلے ہوجاتے اور مکان بھی سب طرح سے میز کرسی اسباب
سے آراستہ تھا تمھین کون اسطرح کے آرام سے رکھتا تھا اوسکا نام بتاؤ صاحب نے کہا مین نہین
جانتا لیکن ایک شہودار وغرا اور جمعدار تھا وہ اکثر میرے پاس آیا کرتا تھا تلنگون نے کہا بہتر یہی
ہے سچ بتاؤ ورنہ ہم تمکو مار ڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی پہونچے اور شاہ جی بھی
متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو مین گولی ماری اور کہا اب بھی خیر ہے
تم نام اوسکا بتاؤ تمھین ہم چھوڑ دینگے ورنہ مار ڈالینگے صاحب نے کہا مین مطلق نہین جانتا
خلاصہ چارون صاحبون کو محاذی صحن کوٹھی قریب سرک شارع عام واقع دروازہ سیاہ تیلی
قیصر باغ کے مار ڈالا کپتان آر صاحب اوسوقت بڑی بہادری سے کلمات سخت تلنگون کو کہتے
جاتے تھے وہ بیجا ظالم ابھی ایک گولی مار کر ٹھہر جاتے تھے کہ انھین بہت سی تکلیف زخم ہو آخر
گولیان کھا کر گرے اوسکے بعد کئی دن تک میر واجد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہو گئے تھے
دیوان انت رام چھپکر جان بچا کر بھاگے شہر مین پھرتے پھرتے ایکدن عیش باغ پہونچے جہان راجہ
بہادر کے لوگونکا ڈیرا تھا اور صاحب بھی سیدھے چلے گئے تھے ورنہ تدبیر یہ ہوچکی تھی کہ ایک وقت
خاص مین بہ سبب کہارون کی ڈاک مین شاہ گنج روانہ ہوجاتے اور غیر متعارف گومتی کے گھاٹ
سے اوترتے چنانچہ دوسو روپیہ کی کشتیان بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہ گنج تک برابر
ڈاک کہار اور سپاہ کی بٹھا دی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ باسیون سے عقب کوٹھی نواب روشن
سرنگ دلوا کر ان اسیرونکو بے تکلف نکال لیجائین مگر اجل نے راز نہانی کو کھول دیا مگر اوس نیکی و حسن خدمت کا
ثمرہ بقدر مقسوم قلیل یا کثیر سرکار سے نیکنامی اور باعث عزت حاصل ہوا چنانچہ دیوان جی کو اس جلدو مین ۱۲ گانون معاف
ہوئے اور نام نیک خیر خواہی سرکار مین مندرج کتاب اور زبان زد حکام ہوا - میر واجد علی نے بانسو روپیہ کی

اشرفی شاہ جی کے پاس اور ایک عرضی بھیجی کہ تمھارے تلنگے ناحق در پے میری جان کے ہو گئے ہین چاہتے ہین کسی حیلہ سے مار ڈالین محض مجھپر بہتان کرتے ہین بغیر آپ کی عنایت کے میرا بچنا دشوار ہے امیدوار ہون ایک پروانہ امان عنایت ہوا و سکے وسیلے سے میری جان بچیگی شاہ جی نے پروانہ بھیجا پھر اگر اپنے کاروبار مین مشغول ہوے پھر تلنگے متعرض نہوے شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشرفی ہر طرح سے لیا مگر نہ اونکا خرچ معلوم ہوا اور نہ اوسکا قیام کسی کے پاس معلوم ہوا سب مظلے اپنی گردن لیگئے

محاربات مکانات شاہی

جب فوج انگریزی میدان دلکشا مین پہونچی راتکو پورن داروغہ کے مکان مین ٹھہر کر شتہ اور پل نہر کا باندھکر مچھا و نواب مبارز الدولہ کے مکان پہونچی جو کچھ وہان رہگیا تھا لوٹا اور نواب منشیہ اس ہنگامہ کے شہر مین چلے گئے تھے گانون اور محلے جو قریب نہر تھے سب مین آگ لگادی سارا شہر روشن ہو گیا تھا اور باغی ہر مورچے سے کچھ لعنت بھیج رہے تھے کا بھاگتی اور ٹٹی چلی آتی تھی اور ہر جگہ غالب ہوتے جاتے تھے۔

جب صبح ہوئی نئی شرک جو گورون نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگون سے لڑائی شروع ہو گئی جب گورون نے سکندر باغ لینے کا ارادہ کیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار پڑنے لگی سکندر باغ مین اور شاہ نجف مین دو ہزار تلنگے نجیب سکہ ٹھہرے تھے باڑھ بندوق کی اور موتی محل سے گراب توپ کا پڑنے لگا مگر گورون نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو گھیر لیا اور پھاٹک سے اندر باغ کے دھاوا کیا تلنگے جب گھر گئے راہ کسیطرف سے بھاگنے کی نپائی حوض مین گر گر کر مر گئے اور جو دیوار سے پھاند کر نکلے مارے گئے مگر بڑا الکھیت پڑا ۱۲۲ افسر ہندوستانی جان مارے گئے ۲۴۵ زخمی نیم جان بچے انمین سے تھوڑے زندہ رہے باقی مر گئے اور ۱۶ نومبر تک ۱۱۰ افسران سے اور ۲۲۳ زخمی ہوے اور کماندر انچیف بھی زخمی ہوے اور جنرل نیل کٹا کے بھی گولی لگی۔

پھر فوج انگریزی چوتڑ کے اصطبل پہونچی حضرت گنج نہ گئی اس جہت سے کہ دھاوے کے سپاہی ہر طرف

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دُور دُور لڑتا رہا حضرت گنج مین ٹکڑا گولے کا
اوسکے دستے ہاتھ مین لگا زخمی ہوکر بھاگے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل مین آئے
جنرل اوٹرم بہادر نے اپنی فوج سکندر باغ (سبز بیلی گارد) سے دھاوا کیا موتی محل تک میدان صاف کر دیا
چھتر منزل کے مکانات گورے کو جا بجا ٹوٹا لیتے ہین اور جیسے باغیون کے اوٹھ گئے جب چھتر منزل مین آئے ادھر
سے کمانڈر انچیف ہیولاک صاحب بہادر فوج سے گرد پھر کر پہونچے دونون جنرل سے ملاقات ہوئی
اوسدن بھی عجیب معرکہ طرفین سے ہوا اور چھتر منزل سے دلکشا تک کمانڈر انچیف کے لشکر کا پڑاؤ
پڑا انصرت باغ کو کھود کر سڑک لب دریا نکالی کہ ایک درجہ مابین فرح بخش اور چھتر منزل دریا مین
رہتا تھا ہموار زمین دوسرا درجہ ہوگیا اور رستے واسطے بچاؤ گولہ قیصر باغ کے ہموار کر دیے تین توپین
چھانکی باندھکر موتی محل مین لگائین اور گراب مارنا شروع کیا پھر میدان قیصر باغ تک کوئی نہ ٹھہر
سکا گولے بم کے موتی محل اور یار کی کوٹھی سے قیصر باغ مین علی الاتصال آنے لگے فوج باغی جو
ہر طرف پھیلی ہوئی تھی جا بجا متفرق ہوکر گوشہ امن ڈھونڈھنے لگی۔ صاحبان عالیشان کو منظور
یہ ہوا کہ بچون اور میم کو بیلی گارد سے نکال کر لیجا دین گورے ایک دفعہ یورش کرکے در دولت پر
آئے پکار کے کہنے لگے پھاٹک کھولو ہم آپہونچا ایک توپ دروازے پر لگی تھی اوسکے گولنداز بھاگ
گئے اتفاقاً بشیر الدولہ کی دوکانون مین ایک بھٹیارا رہگیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہوگیا
یہ حال دیکھکر وہ توپ جو بشیر سے بھری ہوئی تھی اوسے دور کر مہتاب دی دفعۃً سامنے سے گورے
کرگئے ان دونون نے پھر چھرّہ توپ مین دیکر داغدیا اسغلک کا کچھ خیال نہ کیا ناواقف تھے
حرارت آگئے سے توپ پھٹ گئی خود بچ گئے تیسرے چھرّے مین گورون کے منہ پھر گیے اِس
عرصے مین حضرت گنج سے ایک پلٹن جو سب کے پہلے دلی سے آئی تھی آپہونچی اوسنے پیچھے
سے کمر ماری گورے سیدھے رمنہ مین چلے گئے

دوشنبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیون کا دیکھا اپنے جان نثارون سے نشان محمدی قیصر باغ
سے اوٹھاکر بقصد جہاد ایمانی باہر نکلے ہندو مسلمان کو غیرت دلائی کہ جسنے حمیت غیرت مذہب ہو وہ
اسوقت مین اپنی جانکو عزیز نہ کرے جب باہر کے جلو خانے علم لیے آتے تھے الا قلیل من عبادی
الشکور ایک بھی نہ تھا بلکہ جتنے تھے سب جنرل صاحب کے دولتخانہ کی کھڑکی سے سیدھے سر جھکائے

باہر چلے گئے کسینے پیچھے پھر نہ دیکھا آخر ہزارون گالیون کے چھرے پڑنے لگے وہ سب سنتے چلے گئے کسیکے کانون پر جون بھی نرینگی -

جب صاحبات محل نے عازی مردون کا یہ حال دیکھا پا برہنہ سراسیمہ پریشان حال دامن بڑے پائنچون کے اپنی تیلی کمرون سے محکم باندھے ہوے بارخفیف مثل پاندان وغیرہ اشیاء بیش قیمت بقدر تحمل وقت بدا اوٹھائے ہر شخص سے پوچھتی تھین کیون بھائی جب گورے محل مین آئین ہم کس دروازے سے کسطرف کو جائین جناب عالیہ نے اوسوقت حالت یاس مین مرزا برجیسقدر کو تبرکاً پوشاک سبز پہنائے اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھین کہ ہمین فوج جنگی چھوڑ کر چلی گئی پھر ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر جناب عالیہ یہان سے شہر مین جاکر کسی مکان مین رہین تو بہتر ہے مگر خود جناب عالیہ نے نمانا ثابت قدم رہین باہر کے پھاٹک مین قفل دلوادیا اور سبکو یقین ہوا کہ جسوقت صاحبات محل قیصر باغ سے باہر نکلین بے شبہہ فوج باغی سب کے سب گھر دا کے گھر کو لوٹ لینگے ایک تنکا نہ چھوڑینگے -

غرض صبح دوشنبہ سے شام چہارشنبہ تک حالت سکرات رہی سہ شنبہ کو علی محمد خان نے پھر علم اوٹھایا اور قرآن شریف کو مثل جنگ صفین یادسمین باندھکر اوٹھایا ایکساعت تک کلمات یاس فہمائش سے کہتے رہے کوئی مسلمان تعظیم قرآن کو بھی اوٹھا آخر آبدیدہ ہوکر قرآن اور علم کو حجرے مین رکھدیا کیا سب کے دماغ مین خلل آگیا تھا کہ اونمین سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگر یہ سب فوج مطیع حاکم وقت ہوتی اور عدل وانصاف سے پرورش رعایا سے ہاتھ نہ اوٹھاتی تو کیا عجب ہے کہ یہ روز بد نہ دیکھتی ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد -

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورے جو موتی محل سے بم کا گولہ برسا رہے تھے جنرل صاحب نے حکم دیا تھا کہ اس تعداد پر گولے لگاتا اگر قیصر باغ خالی ہوجائے بہتر ورنہ دست بردار ہوجانا اسکا شاہ مال خود گورنر کا کلام ہے کہ انھون نے پکار کر میان کے سپاہیون سے کہا کہ ہماری بات یاد رکھو کل ۱۰ بجے ہم قیصر باغ مین حاضری کھائینگے یا اپنی ولایت چلے جائینگے اگر سننے سے صاحبات محل کو یاد ہو منظور ہے اب قدرت خدا کو دیکھنا چاہیے کہ بم کے گولون سے دیوار دولتخانہ قدیم مثل غربال ہوگئی تھی اور اگر قیصر باغ مین ہر مکان پر مینہہ برس رہا تھا ہوا مین تھوڑا بلند زمین سے رہ کر پھٹ جاتا تھا اور

آدمیون کے مجمع مین گر پڑتا تھا زمین مین دھنس جاتا تھا یا کوٹھے کی چھت یا دیوار پر گرتا تھا مگر
اس کثرت بارش مین فقط ۲ آدمی مجروح اور دو وہان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پہونچا اوگو بیدلے
انگریزی ہر روز بہر طریق سے پکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زرنقد روپیہ اشرفی اونکے پاس ہوتا
تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کو تلنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گو مید سے کو چھتر منزل مین
خلاف مشاہدہ صاحبان عالیشان جو دوربین سے دیکھ رہے تھے تکذیب خبر پر گولی سے مار ڈالا
اسے لوگ کرامات سمجھے تھے یعنی اوسنے خبر دی کہ قیصر باغ مین بہت شہدہ لوگ رہ گئے ہین اور سب بھاگے
جاتے ہین اور چھتر منزل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پر دوربین سے نظر آتے ہین
یہ امر ازغیبی تھا کسواسطے کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموع ۶۰ آدمی سب
رہ گئے تھے واللہ اعلم۔

تلنگے سوار بھاگ کر عیش باغ آغا میر کی سرا لیح آباد۔ گنتائین گنج پہونچے۔ احمد اللہ شاہ بھاگ کر
نواب علی نقی خان کے مکان گاؤگھاٹ مین گئے باقی تلنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے
شاہ جی نے اسباب بارہ دری نواب پر قبضہ کیا اور فقیری ٹر مار کر نواب سے کہنے لگا سب قتل سب
قتل۔ بعد اسکے انگریز قتل۔ مطلب یہ تھا کہ مین صاحب کرامات ہون فوج نے برجیسقدر کو بادشاہ
کیا مجھے نہ کیا پہلے سب فوج قتل بعد اسکے رعایا کہ میرے شریک دین نہ ہوئی۔ برجیسقدر نے
میری بیعت کی بعد اسکے مین اپنی کرامات سے سب گورے اور انگریز سے قتل کر دیتا جو میرے
شریک ہوتے وہ بچ جاتے اگر کوئی افسر یا مانگ شاہ جی سے کہتا تھا کہ آپ وہاں دیکھو چلین تماشا کہتا
تھا جب برجیسقدر اور اوسکی ماں میرے قدم پر سر رکھیگی بیعت کریگی اوسوقت جا کر سبکو اک
دم مین قتل کر دونگا واہ۔ تو کارے زمین را نکو ساختی۔

جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی لے لی قیصر باغ سے فوج بھاگی محلات شاہی
مین تلاطم پڑ گیا جناب عالیہ نے اوسوقت مرنے پر کمر باندھ کر سید الشہدا کا ماتم حلقہ عورات مین
شروع کیا جب نواب نے یہ حال سنا علم لیکر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے
اوسوقت قیصر باغ مین تقریباً ہ سو آدمی تھے اونمین دو سو مرنیکو تیار ہوئے میر صفدر علی نے نواب سے
عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ مین ہونا چاہئیے میر رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہے بہادر بھی ہے چنانچہ علم نواب نے

لیکر میر فدا علی کو دیا وہ پچیس تیس قدم آگے بڑھا جاتا تھا نواب مع اپنے جان نثار پیچھے چلے جاتے تھے بشیر الدولہ کے مکان کی طرف سے ارادہ دھاوے کا کیا اودھر سے گراب توپ چلی پھر کسیکا آگے قدم نہ بڑھا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار پھر کر چلے آئے

جناب عالیہ نے اپنی سواری دبرجیسقدر کی منگوائی تیاری بھاگنے کی کی اوسوقت ممو خان اور افسرون نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر مین فتح کیے لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین آپکے چلے جانے سے سبکو ہراس ہوجاویگا گھر سب لٹ جائیگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی -

صاحبان عالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے لیلیا تھا کچھ بجیب مقبرہ جنت آرامگاہ مین رہگئے تھے اور گزے بم کے محل مین متصل چلے کرتے تھے چنانچہ بم کے گولے محل مین مُونے باقی کا شمار نہین اوسی رات کو ہرکارہ خبر لایا کہ مقبرہ کے نیچے سرنگ آتی ہے جتنے سپاہی مورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہین بلکہ سب بھاگ گئے پھر میر مہدی اوستاد اور احمد حسین اتالیق بتصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز سنکر بھاگے محمد قاسم رسالدار رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئے اب یقین سرنگ کے آنے کا ہوگیا پھر سائیس بہیرن کے سپاہیون نے اوس سرنگ کو کاٹ دیا گورے نے اودھر سے بندوق ماری ادھر سے تلنگون نے گولیان مارین دونون گر پڑے محل مین ہلچل پڑگئی رات بھر بم کے گولے برستے رہے ہوتی محل کے سامنے جو انگریزی توپین لگی تھین انہون نے فوج باغی کا ناک مین دم ہوگیا تھا ادھر قیدی وغیرہ مورچہ بناتی تھی ایک دم مین اُڑجاتے تھے توپین ادھر سے بھی تیھائی باندھکر لگائی تھین ایک توپ جسکا رخ ادھر کالا کچھو تیسرا کالاناگ - چوتھی کوہ لرزان جو انکا گولہ بھی برابر چلا کیا ملکہ گولہ انداز برابر گولہ مارتے تھے چنانچہ ایک گولہ انداز نے سشت باندھکر ایسا گولہ لگایا کہ دولت کی تصویر پر جو کی تصویر تھی اوسکا ہاتھ اوڑ گیا صبح کو ہرکارہ خبر لایا کہ گوردن نے تار رسید والی کوٹھی سے لی محمد قاسم یعقوب خان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھڑاؤ اگر یہ کوٹھی نہ چھوٹی پھر کسی سے پیدا نہ ہوسکے کا سب کارخانہ درہم برہم ہوجائیگا اگر اسمین کوشش کروگے بہت سا انعام پاؤگے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر خدا جانے کیا ہوا گورے از خود کوٹھی چھوڑ کر چلے گئے جب باغیون نے بالکل قبضہ کرلیا اوسوقت گوردن دھاوا کرکے باغیونکو گھیر لیا ایک

تھا پس گیا تھا وہین رہا اور دفعۃً غل ہوا کہ گوروں نے تلنگونکو گھیر لیا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ زیر زمینہ
برآمدہ کوٹھی ایک گڑھا ایسی حکمت سے کھودا تھا کہ جو تلنگا اوپر سے نیچے اترا وہ مارا
گیا یہان تک کہ ۰ ۵ تلنگے وہین ایکبار مارا گیا اور کوٹھے پر ۲۶۴ کام آئے اور جو بھاگ کر نیچے
وہ شاہ منزل پہونچے اب سبکو یقین ہوا کہ عنقریب قیصرباغ بھی لے لینگے اوسوقت فوج جنگی بھاگ گئی
بہرحال ۲۷ ربیع الاول مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۵۷ء صاحبان عالیشان کی فتح ہو چکی تھی کسواسطے
کہ ساری فوج بھاگ گئی قیصرباغ مین ششدر رہ گئے تھے راجہ مانسنگہ راجہ مادھو سنگھ عیشباغ مین پڑے تھے۔ خلاصہ
ادھر باغیون کا یہ حال تھا ادھر صاحبان عالیشان کا بیم اور بچون کے لیجانیکا ارادہ تھا۔ شاید اسیوجہ سے
تامل کیا ہو ورنہ خوب یقین ہو چکا تھا اور ان بہادرونکی ساری قلعی کھل چکی تھی کہ جب جاینگے انکو نکالدینگے

خالی ہونا بیلی گارد کا

خلاصہ صاحبان عالیشان نے قبل از خالی کرنے بیلی گارد ایک اشتہار چھتر منزل مین لگایا کہ ہم
مکانات شاہی بیلی گارد وغیرہ مقبوضہ و مفتوحہ کو نہ اس فوج باغی کے ڈر سے اور نہ اس حاکم وقت
کے خوف سے چھوڑتے ہین بلکہ محض اپنی خوشی خاطر سے مناسب وقت سمجھکر جاتے ہین جس
جوانمرد بہادر کا جی چاہے اپنی بہادری سے ہمارا سدراہ ہو اور ہماری لڑائی کا تماشا دیکھے
اور اسی مضمون کا اشتہار کانپور مین بھی سکے گوشزد کر دیا تھا کہ ادھر جمعیت مخالف لاکھون
ہے اور اسکے بیشتر مجموع خزانہ اسباب تحفہ میگزین وغیرہ ہاتھی اونٹ چھکڑے کرایکی پر بار کر کے
کنار دریا موتی محل کے رستہ سلطان گنج سے احاطۂ کوٹھی جنرل مارٹن مین باطمینان تمام
چلا جاتا تھا بعض اہلکار ذوی الاقتدار نے مقابلہ اور سدراہ ہونیکو سرکار کو سمجھا کر منع کیا تھا کہ انکا
پیچھا کرنا مناسب وقت نہین یہ تو از خود چلے جاتے ہین اور باطن مین اپنا رسوخ اور خیرخواہی سرکار
انگریزی ثابت کیا چاہتے تھے بلکہ مستحق انعام و پنشن قرار خورحال تھے مگر دنیا سے ناکام چلے گئے
اور سیدن شاہ جی نے کچھ تقریر سے دریافت کر کے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ بیلی گارد عنقریب
خالی کر کے انگریز خود چلے جاینگے کسیطرح آپکو نقصان نہوگا چنانچہ بیلی گارد موتی محل خالی کر دیا فی

توپین مورچہ کو بدستور رکھا جب آدھی رات گئی بان اور بم کے گولے متصل برسانے لگے
گر آپ بھی خوب چلا سامان تک کہ جتنے سپاہی پہرے پر تھے سب بھاگ گئے میر واجد علی اپنے بنگلہ
پر سوتے تھے اوٹھکر بچشم خود دیکھا یقین ہو گیا کہ گولے اندر چلے آتے وہان سے وہ
بھاگ جہان بیبیان قید تھین آکر کھڑے ہوئے کہ انکو بھی بچائیے اور آپ بھی اونکے بدولت
بچیے خاص مکان کے سب مکاندار بھاگ گئے خزانے کے پہرے والون نے روپیہ لوٹ
لیا بھاگ گئے جو قیصر باغ مین تھے وہ محل مین جاکر چھپے رنڈی مرد سب ایکجا ہو گئے نہر دالان
باغ سے باہر بھاگ گئے علی محمد خان بدحواس ہوکر بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھہ رہے اس
عرصہ مین گولہ گولی از خود موقوف ہو گئی لڑائی تھم گئی بیکی جان مین جان آئی واہ ری بہادری
۴- ربیع الثانی روز یکشنبہ مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۵۷ء اوسی راہ کنارہ دریا سے بموجب
حکم جنرل صاحب دفعۃً بیبیان اطفال صاحبان فوج پیدل و سوار توپخانہ بیلی گارد سے
۸ بجے صبح کوسنگر باندھے نکلے اور اپنا اپنا اسباب بقدر برداشت ہر صاحب کے
کندھے اور سر پر تھا اور جسے نہ اوٹھا سکے اوسے بموجب حکم وہین چھوڑ دیا تھا اور ادھر
جابجا پچاس ہزار آدمی کا مورچہ تھا اور ہر طرف سے گولیان برستی تھین مگر سب کے سب محفوظ
رہے فقط ایک میم کے پانون مین گولی لگی تھی اور یہ سب منہہ دیکھتے رہگئے ایک بہادر کی جرأت
روکنے کی نہ پڑی اگرچہ بظاہر حکم سرکار سے ٹال کیا تھا اوسی حیلہ کو غنیمت سمجھے۔
غرض اوسدن قافلۂ بیلی گارد احاطہ جنرل مارٹن کوٹھی دلکشا مین رہا بدہ کے دن عالم باغ
مین اور جب بیلی گارد سے نکلے تھے اوسکے پیشتر توپون کو خراب ناقص کرکے زمین پہ ڈالدیا
تھا بارود کے پیپے صندوق جابجا کنوؤن مین ڈالدیے تھے پنجشنبہ شرک شارع عام سے
سیدھے کانپور گنبس صاحب کے ساتھ گئے راہ مین شبخون سے بھی محفوظ رہے
شاہزادہ مصطفےٰ علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ مرزا جہانقدر وغیرہ صاحبزادہ مرزا
سکندر حشمت جنرل صاحب عالم باغ تک لائے جتنی میم تھین سب کلکتہ پہونچکر ولایت ہیبین
اور ہندوستانی آیا وغیرہ جیسی حسن خدمت مع انعام فراخور حال لیکر رخصت ہوکر چلی آئین۔
۲۵- نومبر ۱۸۵۷ء جنرل ہیولاک صاحب بہادر بسبب محنت و مشقت شاقہ عالم باغ مین مر گئے

بعض کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا بہرصورت اس صاحب عالیشان کے مرنے سے صاحبان عالیشان کو بڑا صدمہ ہوا بڑے بہادر خیرخواہ دلسوز سرکار تھے اور سرفروش جناب نواب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے انکی بی بی کیواسطے ہزار پونڈ سالانہ یعنی دس ہزار روپیہ مقرر فرمائے اور انکے بیٹے کپتان ہنری ہارڈنگ ہیولاک جو اپنے باپ سے خوبیون مین کم نہین پنشن سالانہ دو ہزار پونڈ مقرر ہوا فوج مین میجر اور مرتبہ امارت مین بارنٹ ہوے از روے اخبار۔

روز دوشنبہ ۵ - ربیع الثانی مطابق ۲۹ - نومبر ۱۸۵۷ع قبل از طلوع آفتاب سپاہی جو مقابل بیلی گارد مورچے پر تھے اونھون نے سوافق معمول گولیان ماری اودھر سے جواب نہ آیا بلکہ ایک سناٹا معلوم ہوا پہلے حیران تھی مگر کسیکی جرات آگے قدم بڑھانے کی نہ پڑی ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگا اسخیال سے شاید کہ پلنگ خفتہ باشد آخر ایک پاسی تری نواز جرات کرکے جا کودا - وہان پہونچکر تری بجائی بس یہ آواز صور اسرافیل سنتے ہی جتنے نامرد تھے سب مورچون سے غل مچاتے مثل مور و ملخ بیلی گارد مین پھیلے اور رعایاے شہر محتاجین بامید دستیابی قسمت آزمائی سمجھ کر گھٹنے لوٹنے لگے ہرچند وہان سواے لیس خوردہ اور فضلہ اسباب کے کچھ نرہا تھا مگر اونکے نزدیک یہ بھی داخل فتوحات غیبی تھا - گوداموں مین غلہ نکمہ ناقص کیڑون سے پڑا سڑ رہگیا تھا وہ سب مال مفت سمجھکر لوٹا توپین چھوٹی بڑی جابجا مورچون پر یا زمین مین گاڑکر ناقص کرکے چھوڑ گئے تھے ہر پلٹن کے سپاہی نے پہچان کر اوٹھالین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے لائے تھے ہزارون گولے گولیان شیشہ کی اور پلین لین اور کئی آلات غیر متعارف ڈاک گھر مین تھی یہ سب داخل سرکار ہے کھودنے صندوق باروت اور بم کے گولے نکلنے لگے اس احتمال پر کہ شاید روپیہ ہوگا لطیفہ یہ ہے کہ ایک تلنگے بم کا گولہ اپنے دونون پانون مین رکھکر رکھانی سے توڑنے لگا اتفاقاً چوٹ سے لو دیکر آگ دی دفعتہ وہ پھٹا پہلے وہ تلنگہ کرہ نار مین اوڑگیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوے - بڑی صندوقچی توشہ خانے مین سامنے برآمدے کے اور بہت سے ٹاٹ کے بورے پیسون کے بھری ہوئی تھین - روپیہ سمجھکر آپس مین لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے - پائین باغ مین اسباب چوبی وغیرہ نکمہ و فضول جان کر جلا گئے تھے اوسکا خاکستر دور تک دورہ مین دکھا اور ہر کوٹھی مین متفرق اسباب چوبی میز کرسی - کوچ تپائی - الماری شیشہ آلات ظروف چینی مسی آہنی ٹین جو رہگیا

تھا وہ سب لٹا ہزارون کتابین انگریزی لین فی من ایک روپیہ آتشبار اور پنپاریون نے لیلین دو تین لاشین جابجا پڑی تھین اور احاطہ گرجا مین مقتولین کی قبرین تھین ایک بڑی سرنگ سمت شمال جانب دریا پہلوے کوٹھی رزیڈنٹی سے اور آگے چلے گئے تھے وہ فقط ملکر رہگئی تھی بلکہ پہلے بیخبر سپاہی جو لوٹ کو دوڑے جاتے تھے ۱۵ آدمی اوسکے اوڑنے سے اوڑ گئے تھے اوسیدن لوٹھے سلطانی جو چتر منزل فرح بخش وغیرہ مین تھی سپاہ باغی نے شمول بیلی گارد کرکے لوٹنا شروع کیا ہرچند سرکاری لوگون نے منع کیا ایک نے نہ سنا مثل خیمہ پشمینہ وشیشہ آلات ظروف چینی مسی نقرہ طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جاکر کہا کہ یہ مال سرکاری ہے کیون لوٹتے ہو گولی مارنے کو مستعد ہوے ۔

جب فوج باغی کوٹھون کا اسباب بھی لوٹ چکی رزیڈنٹی کی کوٹھیون کے کھودنے پر مستعد ہوئی کئی مہینے تک وہانکی لکڑی کھودکر جلائی شہر کے تماشہ بین خیرخواہان سرکار وصاحبان دقیقہ رس جوق جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیان اور مکان احاطہ رزیڈنٹی مین تھی سب گولے اور گولیون سے غربال ہوگئی تھین مگر کوٹھی گنبس حسب تمامیجر بانس اور ایک درجہ کوٹھی بخشعلی خان کی انتہا لائق سکونت معلوم ہوتا تھا اور اس کوٹھی کے تہخانے مین وسعت اور گنجایش ہزارہا آدمی کی تھی قبضہ سامان رسد وغیرہ خراب نہیں ہوا تھا اور گردہر کوٹھی کے خندق وسرنگ بھی دی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت ہے کہ اسی احاطہ رزیڈنٹی مین ایک دن نواب منتظم الدولہ کے چھپانے اور حقہ کی ممانعت ہیڈک صاحب نے کی تھی اور زمان سابق مین اسی احاطے سے مرزا وزیر علیخان نواب ناظم محمد تحسین علیخان نکو نہ لیجا سکے تھے آج اوسی احاطے کی یہ صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہین کل کونسی صورت دکھائیگا ۵ مہینے تک صاحبان عالیشان مع کثرت میم واطفال وغیرہ اس بندیخانہ مین رہے اور پھر کس عظمت وشان بہادری سے لاکھون مین سے بسلامت نکلے چلے گئے ۔ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسنخان ۱۲ - صفر ۱۲۷۴ھ مطابق نومبر ۱۸۵۷ء مرض اسہال سے دہلی مین مرگئے اور زمیندرخت برگد برابر قبر شہید مرد گڑے اونکی قبر جیارا دن نے پورب دیکھر تھوڑی تھی فوج باغی نے اوسے دفینہ خزانہ سمجھکر کھود ڈالا تھا لاش کفن مین نظر آتی تھی کئی دن تک

تھر کھلی رہی اہل شہر نے تیرے نیچے سے پہچانا تھا اوسکے بعد اونکی اولاد نے بنوادی اونکا پنشن بھی سرکار
سے جاری ہوا مرزا حیدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن مین فی الجملہ طبیعت
ٹھہر گئی تھی صاحب مہتمم سے یخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھون نے ایک ران بیل کی بھیجدی مین نے
منع کیا کہ از برائے خدا اسکی یخنی نہ بنوانا مانا اوسی گوشت کی یخنی پی بعد چند دقیقہ کے کہنے لگے زمین
و آسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوئے۔

راجہ بلسی پور بیمار تھے وہ اپنی قضا سے دلکشا مین مر گئے اوسی صبح کو گنگادین ہرکارہ بیلیگارد
کے خالی ہونے کی خبر سرکار مین لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہین سب سے فوج انگریزی چلی گئی
ہے ممو خان نے اوسے روپے انعام دیے میر واجد علی مقبرۂ جنت آرامگاہ پر گئے دیکھا کہ
ہزارون آدمی بیلی گارد کو لوٹ رہا ہے۔

نانا راؤ نے قبل از داخلہ فوج انگریزی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیلی گارد سے
اسطرف بڑھے مجھے خبر کرنا اور اپنا اسباب چھکڑے دینہ بار کرکے مستعد بھاگنے پر ہو رہے تھے۔

اوسی دن نا عاقبت اندیش غافلون سے اخبار مختلف مشہور ہوئے کوئی ممو خان کوئی جناب عالیہ
سے عرض کرتا تھا انگریز خوف سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنؤ کا ارادہ نہ کرینگے جنرل لیگ صاحب
نے اسیطرح قلعۂ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک چٹھی جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی
ولایت سے آئی کہ بمجرد دیکھنے حکم چٹھی کے لکھنؤ کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راؤ فوج لیکر کانپور
گیا ہے اسیواسطے یہان سے چلے گئے کوئی کہتا تھا معجزہ ہوا افواج سبز پوش غیبی کے دیکھنے
سے چلے گئے خوشامد سے کہتے تھے سب جناب عالیہ یہ تائید خدا انگریز پر قہر خدا ہے اب کبھی ادھر
کا رخ نہ کرینگے یہ اقبال حضور ہے آپ چین سے سلطنت کیجیے۔

تیسرے دن یہ خبر آئی کہ جنرل مارٹن کی بیبیون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے
اور اسباب وہان سے جمع کر کے لیے جاتے ہین اگر کوئی سدراہ ہووے سب مال چھین لاوے ممو خان
نے سبکے سب افسران فوج باغی سے کہا جو یہ اسباب اور سبھونکو پکڑ لاوے چہارم اسباب اوسکا ہے
سوائے معافی جاگیر و انعام کے اوسوقت منشی گلاب رائے منشی ستیل سنگھ اجیٹن پلٹن نادری جو بطفیل
سکھ الدولہ تھانہ دار کے ساتھ تھے اونسے عرض کی کہ اگر ستیل سنگھ کو حکم ہو وہ فوراً تعمیل حکم سرکار

کریگا جب اوسکو یہ حکم پہونچا وہ ۴ کمپنی ایک کمپنی کچھ سوار ایک توپ لیکر چلے تین طرف گیا
دو اونٹ بادہ گاؤ پچاس بھیڑین پکڑ لائے اور ظاہر کیا کہ مین نے انگریزون کو مارا
گورے لاشین اوٹھا کر لے گئے باقی جو ملا لے آیا اب پھر جاتا ہون ایک دوشالہ ایک ہار دل
بانسو روپیہ نقد اور جو اسباب لائے تھے اونکو دیا گلاب راے اپنے اجیٹن کی بری بہادری
لہ رہا تھا حالانکہ وہ اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود مول لے لیا تھا۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ نانا راؤ نے کانپور پھیر لیا اور یہان آیا چاہتے ہین عالم
باغ سے بھی تھوڑے سے گورے چلے گئے ہین ارکان نو دولت نے یہ صلاح کی
کہ اب عالم باغ کو خالی کر لیجیے کسواسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور بیبیون کے الہ آباد
گئی ہے چند گورے زخمی بیمار سکھ وغیرہ ایکسو کئی شمار مین رہگئے ہین پھر قصد کانپور کا
کرنا کہ وہ ملک قدیم سرکار کا ہے ہاتھ سے نجانے پاوے البلاغ حکم بنام تعلقدار زمیندار اطراف
اضلاع جو چند بریلی رسول آباد وغیرہ جاری ہوا کہ فضل خدا سے بیلی گارد فتح ہو چکا چند
چند انگریز گورے جان بچائے مع جواہرات و زر خطیر لیکر کانپور کیطرف بھاگے ہین جو انکو
زندہ یا سر لائیگا جاگیر و خلعت و انعام بہت سا پائیگا اور ایک سال کا بقیا بھی معاف ہوگا

نانا راؤ دولتخانہ مین اوترے تھے اونھون نے نگاہداشت فوج شروع کی
چنانچہ فوج مفرور دہلی وغیرہ مراد نگر کیمپ نوکر رکھکر قریب دو ہزار یہان آئے تھے
اور صرف تنخواہ وغیرہ اس روپیہ پر تھا کہ قریب لاکھ کے جواہر رہن اور فروخت
لکھنؤ کے مہاجنون کے ہاتھ ہوا تھا اور دو بڑی توپین اور کچھ فوج اس سرکار
سے طلب کی جب نہ ملی ناخوش ہوئے اور اکثر اونکی سپاہ نے شہر مین لوٹ شروع
کی اوسوقت سرکار سے حکم پہونچا کہ تمھاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے شہر سے
باہر رکھو اونھون نے جواب دیا ہماری تمھاری دونون لوٹتی ہے یہ بات خلاف طبع
سرکار ہوئی اسکا کورٹ ہوا کہ آج اونھون نے یہ بات کہی ہے ایسا نہو کل کوئی فتور
ریاست مین ڈالین انکا رہنا مناسب نہین افسرون نے کہا اوسکی کیا اصل ہے نکال
دیجئے جاوینگے مگر مہمان سرکار ہین یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملتوی رہا۔

نقل عجیب سانحۂ خاص شہر

جب فوج انگریزی نرہی سے داخل مکانات شاہی ہوئی رعایا غربا جو وہان رہتی تھی سب بھاگ کر شہر مین جابجا جاکر رہی آنفاقا ایک غریب اپنے مکان مین رہگیا تھا دن کو گورون کے ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل کر گیا ہم گورے اوسکے گھر مین چلے آئے عورتین ایک دالان مین کھانا پکاتی تھین گورون نے دیگچی سے خشکا۔ روئی۔ گوشت ساگ دال اپنی کرتی کے دامن مین رکھا ایک کونڈے مین گرم گرم پیچ چاولون کی تھی اوسے ایک گورا اوٹھا کر پھینکنے لگا کہ دفعۃً فوج مین ہو گل ہوا گورے دوڑے چلے گئے اوس گورے کی پاکٹ ہمیانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اوسے اوٹھا لیا ۱۲ اشرفی اور کئی روپے تھے شکر خدا بجالائی جب گھر کے میان آئے اونکے ساتھ رات کو شہر مین آ گئی۔

اسیطرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو تلنگون نے اوسے گوئندہ کہکر پکڑ لیا ہر چند اوسنے داد و بیداد کی نہ سنا مختصر یہ کہ دو روپے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اوسکے پاس تھا دیا دوسرے روپے کو گولہ گنج لیچلا صاحب علیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے پہونچے ایک تلنگے کے گولی لگی گر پڑا دوسرا اوٹھانے کو جھکا اوسے دوسری لگی اوسنے دونون کی کمر سے ۱۲ اشرفی کئی روپے لے لیے اور بندوق دونون کی لیکر اپنے گھر آیا صبح کو نخاس مین ۸ روپے کو بندوق بیچا اور اپنے گھر آکر چین سے رہا۔ ایک دن گورے گھبرا کر بیلی گارد سے نکلے نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین آئے جو سامنے آیا نشانہ تفنگ کیا ایک نیل گاؤ کئی بط لیکر باہر نکلے فیلخانہ زردبختی سی کئی ڈکاندار مارے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھکر راہ گیر ونکو گولی مارنے لگے۔

ایکدن گورے گولہ گنج مین چلے آتے دوکاندار بھاگے انکی دوکان سے جو چیزین کھانیکی تھین لیکر بیبی کنین کی مسجد پر بیٹھکر خوشیان کین آپسمین ہنسنے لگے میان محزم کے گھر سے بہت مرغ مرغی پکڑ لائے محبوب علیخان نواب ناظر اپنے گھر مین رہگئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے۔

بھیسون کی پلٹن جسکا ڈیرا نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین تھا گورون کے آنے سے دنکو بھاگ جاتی تھی رات کو پھر اپنے ڈیرا پر آ کر رہتے تھے ایکدن سپاہیون نے اسباب فراش خانہ وغیرہ پر

باشندہ نمان کیا اسکی سرکار مین نالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے ادن کے کمیدان کو موقوف کروا دیا۔

اس عرصہ مین جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھاکر نواب منور الدولہ کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلامت گھر آئے دوسرے تیسرے دن خائف و ترسان ہوکر دربار جناب عالیہ مین سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابوتراب خان اپنے داماد کے گھر مین رہتے تھے۔

کاغذ نوٹ سرکار جنکے پاس تھے اکثرون کے کارندون کے بہکانے سے فی صدی بیس روپے پر بیچے کلکتہ مین لکھنو اور جہان جہان فساد ہوا تھا وہان کے نوٹ لینے کی سرکاری ممانعت ہو گئی تھی اسپر بھی بہت سے مہاجن لکھنو کے اسکی خرید مین ساہوجی بنگئے اور مالک محتاج ہو گئے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا سمت کانپور والہ آباد بیبیون کے ساتھ جانا

جب جنرل اوٹرم صاحب تافلہ بیلی گارد لیکر کانپور پہونچے اوسوقت تاتیا راؤ نے گوالیار سے مع فوج کمپ مرار کانپور پہونچکر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرفین سے چل رہا تھا دمدمہ کو گھیر لیا تھا بیبیان یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئین کہ عجیب ماجرا ہے ایک بلا سے خدا نے نکالا دوسری بلا مین پڑے اوسوقت بیبیون کو اس پار دریا کے اوتار دیا یہ خبر سنکر راناراؤ فتحپور چوراسی پہونچے وہان لوگ جمع کرکے مع فوج شیوراج پور کے گھاٹ اترے جو قریب کانپور ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی نمبر کیے ایک پورب۔ دوسرا پچھم۔ تیسرا تھا ال مین رکھا جب مقابلہ دونون نمبر مین ہوا پہلو سے مارنا شروع کیا تاتیا راؤ تاب مقابلہ جنگ نہ لاسکا مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر کچھہ تفصیل سے اپنے مقام پر آئیگا غرض جب ہر طرف فوج بھاگی راناراؤ قریب پانچہزار سپاہ کے یہ خبر سنتے ہی بھاگ کمصاحب سنگہ چودھری کی گڈھی مین آگے اور فتحپور مین پڑے رہے اور کمپ مرار مع بخت خان سپہ سالار تین توپین اور پلٹن جانسن

مع ایک توپ لکھنؤ آیا رانا راؤ نے محبت نامہ مرزا برجیس قدر کو لکھا کہ ہمارے تمھارے کچھ غیریت نہین ہماری فوج بھاگ کر یہان آئی ہے اونسے توپین لیکر ہمین بھیجدو اس امر پر سرکار مین شورا ہوا کہ توپین کسیطرح دینا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ اوسسے قوت ہوجائیگی اسکا جواب گیا کہ ہمارے تمھارے کچھ مغایرت نہین ہے آپ یہان آئیے متفق ہوکر عالم بلغ پر دھاوا کریکے انگریزون کو مارین بعد اسکے فوج کشی کانپور پر ہو تمھارا قبضہ وہان کردیا جائیگا اس جواب سے رانا راؤ منغص ہوا اوسنے شیوہی نے ۶ ہزار فوج نوکر رکھی -

قاسم خان رسالدار رسالہ جو فوج منفرد مرار کے لینے کو فرخ آباد لیا تھا وہان کی ریاستی فوج باغی کی بدولت خاک مین مل چکی تھی بروقت مراجعت رانا راؤ نے اپنی اسی ناخوشی خاطر ارادہ اونکے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کرکے توپین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو کی او مستعد مقابلہ ہوا رانا راؤ نے طرح دی خان مع فوج ہمراہی داخل لکھنؤ ہوا کمپ مرار مین ۱۲ ہزار تلنگے ۰۰ توپین تھین بارہ دری کوٹھی مین پڑاؤ ہوا اور رزہ سپرد عبدالہادی خان قندھاری رسالدار ہوا اور اونکا مورچہ تلوہ جلال آباد مین مقرر ہوا

بعد اسکے جب شہر مین لوٹ ہونے لگی درچودھری مہاجنون پر ممو خان نے تاکید کی کہ مہاجنون نے دس روپے سیکڑا نوٹ مول لیے ہین اور یہ لوگونکو دم دیتے ہین کہ کلکتہ مین بھی انگریز نہین ہین اور کلکتہ مین بدلنے پر اسی روپے پر بیچ لیتے ہین انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کروڑ روپیہ اونسے لینا چاہیے ورنہ سب کو لوٹ لیا جائیگا جب سب مہاجن جمع ہوے عذر کیا کہ روپیہ نہین ہے جب کسیطرح سے مفر نہ دیکھا تب لاکھ روپے کے سب نے ملکر دیا مگر اسپر بھی تاکید طلب رہی گئی اہل وثایق سے بھی روپیہ طلب ہوا اور رہنا لوالیہ کا حال یہ تھا کہ تمام کوٹھون مین گرد قنات لگا کے اور محلون مین بھی خود چلی جاتی تھین جو روپیہ چاندی سونا اسباب ہاتھ لگتا تھا محل مین بھیجدیا کرتی تھین اور باہر شہر کے بھی ممو خان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ مچا رکھی تھی غرض رعایاے شہر ہر طرح سے لوٹی گئی جنکی تفصیل جسقدر زبانی یاد تھی نہ مندرج ہے

۱- آغا علی خان ناظم آغا حسن خان کے سگے بھائی - لک

۲- قیام الدولہ بخشی راجہ بیجر چند متوفی اشرفی سمیت زر نقد لک - جواہر

۳ دیوان چھیدی لال مع جواہر۔	لک
۴۔ منشی جانکی پرشاد نقد و جنس۔	[illegible]
۵۔ منشی راجہ کندن لال۔	[illegible]
۶۔ مسیح الدولہ	[illegible]
۷۔ حسین آباد مع چاندی سونا۔	[illegible] لک
۸۔ قلق مصاحب خاص سلطان عالم۔	[illegible]
۹۔ آغا علیخان پسر انجم الدولہ۔	[illegible]
۱۰۔ انجم الدولہ۔	لک [illegible]
۱۱۔ رفیق الدولہ۔	لک [illegible]
۱۲۔ مہاجنان لکھنو بطور رسدی۔	[illegible] لک
۱۳۔ بشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن کے بیٹے سے ۵ لک طلب وصول نوٹ۔	[illegible]
۱۴۔ بیجانہ کیا نکھے ل غیرہ دلالون کے پاس جمع رہے۔	[illegible]
۱۵۔ اہل حرفہ شل گوٹے والے تمباکو والے بنگ فروش باقی اور رعایائے شہر۔	[illegible] ۱۰ لک
۱۶۔ آمدنی ملک ہمگی۔	[illegible] ۱۶ لک [illegible]
۱۷۔ اسباب کوٹھہ جات سلطانی نقرہ و طلا وغیرہ۔	[illegible] ۱۵ لک
۱۸۔ بشیر الدولہ۔	[illegible]
۱۹ دیانت الدولہ۔	[illegible]
۲۰۔ احسن الدولہ۔	[illegible]
۲۱۔ داروغہ عاشق علی۔	[illegible]
۲۲۔ یاسمن محل۔	[illegible]
۲۳ فخر محل۔	[illegible]
۲۴۔ بدر عالم۔	[illegible]
۲۵۔ معشوق محل۔	[illegible] لک

۲۶ - خاص محل — سہ لک

۲۷ - دلدار محل — صہ لک

۲۸ - دلدار محل — دو لک

۲۹ - خورد محل — [illegible]

۳۰ - سلطان محل — [illegible]

۳۱ - خورشید محل — [illegible]

۳۲ - ملکہ جہان — [illegible]

۳۳ - تاج محل — لک

۳۴ - مونس سلطان — [illegible]

۳۵ - اچھے صاحب مصاحب خاص محل — [illegible]

۳۶ - منجھو صاحب مصاحب ملکہ کشور — [illegible]

جمع — [illegible] لک [illegible]

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہوکر اکثر مہاجن و رعایاے شہر اس ظلم وستم سے احمد اللہ شاہ کے پاس فریاد کو گئے کہ ہمپر یہ جور وظلم ہو رہا ہے اگر راہ صاف ہوتی کہیں اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہین جواب دیتے ہین کہ ممو خان کے کام مین مجھے کچھ دخل نہین اگر اونکے پاس جاتے ہین کوئی شنوائی نہین کرتا بجز طلب زر کے اب کہان سے روپیہ لادین پہلے تلنگون نے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے فقیر نے جواب دیا کہ اگر کوئی نوکر ممو خان - یوسف خان کا دوڑ لائے جسکے مکان پر وہ فوراً ہمین خبر دے یہان سے تلنگے جاکر گرفتار کر لائینگے اور سپاہی نے پچاس ہرکارے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جاے فوراً خبر کرے چنانچہ دس دن یا ایک مہینے تک یہی صورت رہی کہ جب کہین دوڑ جاتی تھی تلنگے پکڑ لاتے تھے اور یوسف خان خود تلنگون کو دیکھکر بھاگ جاتا تھا آخر ممو خان نے فوج سے صلاح کی کہ یہ دو عملہ اچھا نہین شاہ جی مقدمات ملکی مین دخل دیتے ہین تحصیلدار وغیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہین انکے اخراج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسطے کہ الٰہی بخش اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسطے تحصیل زر محصول بٹھون کے

روانہ کیا ہے اسواسطے تم سے صلاح کیجاتی ہے کہ تم اپنی فوج لیجاکر زندہ یا شاہ جی کا سر لاؤ چنانچہ
احمد علی داروغہ حسین آباد مع اپنے کمپ اور کئی ضرب توپ لیکر گئے جہان شاہ جی اوترے
ہوئے تھے اونسنے بھی توپین لگاوین اور حکم دیا کوئی آوے تم بھی مارو اندر نہ آئے وہ جب افسران
نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا اسمین ۵ گھنٹہ تک لڑائی توپ بندوق کی طرفین سے
رہی کسی افسر کو حوصلہ دکھانے کا نہ ہوا غرض گیارہ دن تک محاصرہ کرکے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا
رسد اندر پہنچانے پاتی تھی بعد اسکے تلنگے جو محاصرہ کیے ہوے تھے افسرون سے منحرف ہوکر رات
کو شاہ جی شیش محل دولتخانہ قدیم مین لائے دو دن تک وہان ٹھہرے پھر مورچہ متصل گڑھی کنوہ
اور کنوتی پر کیا ممو خان نے فوج سے کہا ہم تمھاری تنخواہ بند کینگے یہ تمنے بہت برا کیا اسپر تھوڑے
سے تلنگے اور سوارون نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو وہان سے چکر والی کوٹھی مین لیگئے
شاہ جی کا ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا

تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

ایک دن سورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہوکر کہنے لگے برجیس قدر بادشاہ ہین اور
تفضل حسینخان نواب فرخ آباد مرد لڑتے ہے رانا راؤ بھی واہی ہے کانپور فرخ آباد اس ملک
اودھ مین شامل تھا وہان کسی تحصیلدار کو بھیجنا چاہیے اگر وہ از خود ندین قتل و قمع کرکے
لینا چاہیے چنانچہ خان علیخان تحصیلدار نظامت تجویز ہوے اور ایک کمپ کامل مع ۵ ضرب توپ
اونکے ساتھ ہوا - ۴۸ پارچہ کا خلعت پاکے روانہ ہوے اونکے ساتھ ۱۰ ہاتھی ۱۲۰ اونٹ و نشان پر
ایک خیمہ دو چوبدار دس چپراسی مقرر ہوے جب وہ سانڈی پہونچے ہردیونجش تعلقدار کتاری کو
طلب کیا وہ ابتدائے بلوے سے شریک رنج و راحت صاحبان عالیشان ہر امر مین رہے تھے اور
احوال لکھنو کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہے تھے خان مذکور نے سرکار مین
عرض کیا کہ یہ تعلقدار انگریزون سے ملا ہے اور بہت سی میم و انگریز فرخ آباد کو موضع کھسوہ اپنے
عوض زمینداری مین چھپائے ہین اونکی حفاظت کو شیو سنگہ لال تانجبن اپنے چچا کو مقرر کیا ہے

اور ہر طرح سے اُنکا مددگار ہے اور تمام مال واسباب انگریزونکا اپنی حفاظت مین رکھا ہی اونکا وکیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال شہر وظاہر دیو بخش کو لکھتا رہتا ہی فدویکو ایسے آدمیون کے نزدیک رہنا خالی از نقصان نہین لہذا اوسکا وکیل گرفتار کیا جاوے اور اوسکا تدارک واجب اور لازم ہی اور قصد خانہ زاد کا پہلے اوسکے قتل و قمع کا ہی بعد اسکے قدم آگے رکھونگا یہان سے حکم ہوا بہتر چنانچہ جب فوج تعلقدار مذکور پر گئی اونھون نے لڑنا مناسب نہ جانا کچھ روپیہ خان علی خان اور محمد مرزا چکلہ دار سانڈی کو نذرانہ دیکر رفع شر کیا

تسلط مستعار میر محمد حسن خان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسین خان ناظم گونڈہ وبہرائچ زمان شاہی کو تسلط مستعار گورکھپور پر محض یاوری اقبال سے ہوا مگر افسوس یہ ہی کہ وہ اپنی قدر ومنزلت نہ سمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اونکی خود پسندی اونھین خراب کیا اصل صورت یہ ہوئی کہ جب لکھنؤ مین ہنگامۂ فساد پھانسی و اہتمام و انتظام مفسدین اور تحقیقات ہر بانی مبانی مبدء فساد اور صاحب ارادہ اولوالعزم کے شروع ہوے میر مذکور خائف وترسان ہو کر لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا کوئی مجھے بھی جاسوس سرکار مین کسی حیلے سے گرفتار کروادے لہذا اسنا وقت ہجرت بہتر ہے چنانچہ جب مانڈے پہونچے وہان اپنی اُلوالعزمی اور خیالاتی سے مہاجنون سے از راہ معاملہ یا کچھ دھمکا کر روپیہ لیکر کئی سو سپاہی نوکر رکھکر گورکھپور کا میدان خالی دیکھکر چلے اور وہان کی رعایا ہمیشہ سے غریب اور رکمزور رہی ہی اور جب سے عملداری سرکار ہوئی ہی کئی پشت سے ہتھیار حرب کے نام بھی بھول گئے ہین بلکہ یہانکا دستور یہ ہی کہ جتنے آلات قلبہ رانی کشتکاری کے ہین دن کو کام کر کے شام کو شمار کر کے سپرد تھانہ کر دیتے ہین غرض پہلے ناظم ڈک ڈوی اپنی گانون مین کنارہ دریا جا رہے اتفاقاً جب بول کی پلٹن نے فیض آباد مین بلوا کیا تھا کرنل لننیتیھ صاحب مع بیبی اپنی میم اور تین بچون خرد سال مع ایک خدمتگار کسی حکمت سے بدمعاشون سے بسلامت پار دریا کے اوترکے ارہر کے کھیت مین چھپ کر بیٹھے تھے سبحان خان نامی ایک سہ تبدی ملازم ناظم اودھ سے گذرا جاتا تھا صاحب کو تنبیہ مارے اسواسطے کہ سرکار سے

موافق اشتہار کے انعام پائیگا ناگاہ میر علی حسین داروغہ اور میر احمد علی نامی نے میر مہدی حسین خان نے
یہ ماجرا دیکھکر ناظم سے بیان کیا وہ ایک باغ مین بیٹھے ہوے تھے حکم کیا اوس کو جلد میرے پاس پکڑ لاؤ
اور صاحب کو اپنے ساتھ لے آؤ اون دونون نے سبحان خان کو بہت سخت سست کہکر وہان
سے ہٹایا صاحب سے کہا آپ کو ناظم بلاتے ہین ہمارے ساتھ چلیے صاحب سمجھے کہ کوئی
نواب ہے جسنے ہمین بلایا ہے غالب ہے کہ وہ اپنی ناموری سمجھکر ہمین قتل کریگا غرض صاحب
ناظم کے پاس آئے میم اور بچونکو علیحدہ چھوڑا اتفاقاً صاحب نے دیکھا کہ ناظم اور میر مہدی حسینخان
دونون بیٹھے ہوے ایک تلوار کو تھوڑا میان سے کھینچکر دیکھ رہے ہین اوسوقت زیادہ یقین قتل
ہوگیا جب قریب آئے اپنے ہاتھ باندھ بہت خوف سے کہا ہمارے واسطے کیا آپ نے حکم دیا
ہے ناظم نے کرسی منگوائی کہا آپ بیٹھیے اور اوس تلوار کو صاحب کے ہاتھ مین دیکر کہا ہم چاہتے
ہین کہ اس تلوار ولایتی کو تھوڑا اوتروا ڈالین آپ کے نزدیک کیا مناسب ہے صاحب نے کہا
ہماری ولایت اسکی قیمت سات سو روپے سے کم نہین ہے اگر اوتاری جائیگی بالکل خراب ہو جائیگی
ناظم نے تلوار کو اپنے گھر بھیجدیا صاحب کی جان مین جان آئی بعد اسکے ناظم نے ایک پیالہ مین
سیویان اور دودھ جو اوسوقت تیار تھا منگوا کر صاحب کو دیا اور میم کو بھی بھیجا صاحب نے
کہا کہ یہ ہم بڈھون کے کہانے کی چیز ہے بعد اسکے ناظم نے صاحب سے کہا آپ ہمارے پاس
با طمینان تمام رہیے کسیطرح کا اندیشہ نکیجیے ایک مکان خاص رہنے کو دیا اور کپڑے ہندستانی
زنانے مردانے بھجوا دیے اور جتنا سامان مہمانی ممکن ہو سکا مہیا کر دیا فی الجملہ تسکین خاطر
صاحب ہوئی مگر باطن مین خایف و ترسان بھی رہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بعد سات
دن کے زمیندار و تعلقدار گرد و پیش نے ایک ہنگامہ برپا کیا کہ ناظم نے انگریزونکو چھپایا ہے
و اونسے موافقت رکھتا ہے ناظم نے از راہ عاقبت اندیشی لوگون کے رفع الزام کے واسطے
راتکو ایک شخص کو میم صاحب کے گھر دوسرے کو صاحب کے پیچھا کرا نے گھر سے نکالدیا اور پکار کر کہا مجھپر سب کو شبہہ
و الزام تھا مین نے سب کی سامنے صاحب و میم کو اپنی گھر سے نکالدیا جہان چاہین چلے جائین اب کوئی مجھپر اتہام کرکر
تھوڑی دور جاکر وہ دونون شخص انگریزی اوتار کر چلے آئے اوسکے بعد ناظم نے صاحب سے کہا کہ اب
آپ جہان فرمائین ہم ایک بسلامت پہونچا دین صاحب نے کہا ہماری ایک چٹھی اعظمگڑھ دوسری گورکھپور پہلے بھجوا دیجیے

جواب ایسکا ہم کہین گے چنانچہ جب جواب باصواب آیا ناظم نے پالکیون مین سوار کرا اپنے سپاہیون کی حفاظت مین قریب اعظم گڑھ پہونچا دیا وہان سے بسلامت اعظم گڈھ پہونچ گئے۔ چٹھی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچہزار روپیہ انعام۔ ناظم نے وہ پانچہزار روپیہ پھیر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین اس روپیہ کی کچھہ احتیاج نہین۔

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے برڈ صاحب ڈپٹی کمشنر گورکھپور مطلع ہوے انسے کہلا بھیجا کہ سات لاکھہ روپیہ ہمارے خزانے مین موجود ہے تم یہان چلے آؤ اسے لیکر سارے علاقے مین اپنا بندوبست کرو۔

بہرحال سرکار سے مطمین ہے اونکو اس ثروت ناپایدار بے ثبات دنیا کا ایک نشہ بے فروغ ہوگیا تھا اوسکا جواب کچھہ بے اعتنائی سے لکھہ بھیجا اوسوقت صاحب کو اونسے ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ ہمسے صاف نہین جب ناظم نے پانچہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھپور کو کوچ کیا خلیل آباد دس کوس وہان سے پہونچے برڈ صاحب مضطر ہوکر ۲ ہزار فوج اور کرانچی خزانہ لیکر راہی اعظم گڈھ ہوے راہ مین مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی برڈ صاحب خزانہ چھوڑ کر ۲ کوس لشکر سے ہٹکر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیون پر گری کہ پہلے اس روپے کو غازی مردون پر تقسیم کرلین کہ یہ حق غازیان ہے اور دشمن کمین سے مطمین ہوگئے صاحب نکی خبر غفلت سن ایک آن واحد مین آپڑے بڑا کشت وخون ہوا۔ ۶ سو سپاہی ناظم مارے گئے صاحب مع خزانہ اور نعش مقتولین لیکر چلے گئے۔ ناظم یکہ سوار فوج انگریزی مین گھر گئے کسی طرف راہ گریزگاہ نپائی فوج انگریزی نے اوہین مطلق نہ پہچانا ورنہ اوسیوقت انکا کام تمام تھا غرض جب فوج انگریزی خزانہ لیکر اپنے لشکر مین آئی ناظم بہزار خرابی اپنی فوج کذائی سے آکر ملے۔

جب وہان سے گورکھپور مین آے یہان میدان خالی ہوگیا تھا رعایا غریب بھی انھون نے اپنا بندوبست کیا جیلخانے کے بندھوونکو چھوڑ دیا اونکے پانؤن کی بیڑیان کٹوا دین انھون نے کہا ہم سب آپکے پسینے پر اپنا لہو گرائینگے اومین سے اکثر کبھی تھے سیکڑون قاقین نمایچے سوتی اونی بنتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اوسی پر مامور ہوا جیلخانے مین میگزین رکھا مجموعہ م یا ۱۰ اونکے ہوگئی یعنی اور ۲۵ ہزار بندوقچی نوکر رکھے اور کئی سو سوار ۲۶ ہزار روپیہ یومیہ

چھٹے سپاہ و خیرات وغیرہ پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ شیشہ آلات۔ ظروف چینی۔ چای پانی اور کھانے کی
فرش قالین اسباب چوبی ہزارہا کتب انگریزی جو ہر صاحب کی کوٹھی مین تھا چھکڑون پر بار کرکے
فیض آباد بھیجا اوسمین سے کچھ ناظم کے گھر یا راجہ مانسنگہ لوٹ کرلے گئے گھر لے لیگئے باقی جتنا اسباب تھا
سب لٹا مگر بعد رفع فساد بھی استقدر اسباب کا کہین نشان بھی نہ ملا معلوم نہین کہان گیا کسکے پاس
گیا رعیت کچھ بھی سبکے روپیہ پھیلے بے منت دیا جب ناظم نے عرضی سرکار برجیس مین بھیجی خلعت
سرفرازی مع خطاب متقرب الدولہ عنایت ہوا سیکڑون شرفا محتاجین لکھنو فاقہ مست جا پہنچے
ہر ایک کو خدمت دی حضرات مغلیہ مفلوک کالی لبنی ٹوپی سر پر رکھہ دلایتی کمر مین باندھ دھکے
یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا دن چاہتا تھا موافق دستور ولایت ہر کہ شمشیر سکہ بنامش خوانند
ناظم نے انھین بہت عزت سے نسبت ہندوستانیون کے رکھا حالانکہ مقدمہ معرکہ لکھنو نواب شجاع الدولہ کا
بھی مشہور معروف تھا اور تیاری میگزین وقاعدہ دودھس کی ہونے لگی ہزار فرد ورکی روئی ہوئی
اب ناظم کا نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل دماغ سے بڑھا اور اپنی صحبت مین اکثر کہتے تھے
کہ صاحب شمشیر اپنی قوت بازو سے صاحب تخت تاج ہو گئے ہین خدا نے حالت یاس مین
میرے واسطے ایسی صورت نکالی ہے اس عرصہ مین متواتر چاہا کہ وکیل مہاراجہ سر جنگ
بہادر وزیر اعظم و سپہ سالار ملک نیپال سے کوئی صورت موافقت نکلے مگر نہوئی
اب اوسی یاوری اقبال نے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور جتنے فرنہ نو ملازم
تھے سب نے باتفاق رعایاے غریب و مظلوم پر دست تعدی دراز کیا آخر غربا نے حالت
یاس مین رجوع حاکم منتقم حقیقی سے کی ہرچند ناظم نے اسکا تدبر و لبست ضد نا ممکن تھا کسیا
ایک نے نہ سنا۔

جب ونیگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرایچ نے یہ حال دیکھا اور راجہ درگیجے سنگہ بلرام پور کی
سے فوج باغی کے ہاتھ سے مع چند صاحب نجات پاکر بانسے گئے ۳۲ کوس گورکھپور سے اور
مہینے بھر تک مہمان راجہ رہے بہت احسان مند ہوے ازانجملہ ایک خیرخواہی و نمک حلالی راجہ
کی یہ تھی کہ مدت بلوے مین کاغذ نوٹ خرید کرکے باعث زر اقساط سرکار الہ آباد کیے اس سبب سے
زیادہ تر وثوق اور مقبولی اور معززین سرکار بنزاول مین ہوا اور بظاہر شراکت فوج باغی کو

بلطایف الحیل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ طعنہ زن ہوتا تھا کہ تم رعایائے شاہی تھی شل اورونکے
شریک حال نہوسے جواب شافی دیا کہ بادشاہ جسکے ہم ماتحت تھے اونسے ابتدائے عملداری
انگریزی مین ہمین سپرد سرکار گورنمنٹ کرکے حکم قطعی دیا کہ زنہار سرکار غیر سمجھکر کسی طرح کی بغاوت
نہ کرنا پس ہمنے سرکار کی فرمانبرداری کی اسکا حال گبنس صاحب نے اپنی کتاب مین مفصل
لکھاہے مگر دلیل راجہ بھی دربار برجیسی مین دریافت حال کو حاضر رہتا تھا۔

خلاصہ جب گورکھپور مین یہ ظلم رعایائے غریب پر ہوا اور اسکی داد بیداد اور راجہ نیپال تک پہونچی
مہاراجہ جنگ بہادر مختار کار سپہ سالار سے صورت استعانت قرار پائی وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ
مہاراج جنگ بہادر کئی برس اسکے پیشتر لندن جاکر وہان دستور سلطنت سے خوب واقف تھے اور
مہمان مفرد جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوئی تھی انکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کلکتہ مین
چھپی ہے غرض دو کمپ تلنگہ مع توپخانہ لیکر شریک حال سرکار دولتمدار ہوے اور عہد پیمان
حد دو دانڈہ ملک اودھ مع نقد و جنس لوٹ وغیرہ سرکار سے اونکا مقرر ہوچکا تھا چنانچہ
ونیگفیلڈ صاحب کمشنر بہرائچ اور برڈ صاحب کلکٹر گورکھپور کہ پیشتر سے پانچ افسر جان نثار مہاراجہ
بلرام پور مع دوسو جوانمردان دلسوز نہایت جری و سرفروش اونکی محافظت کو اور ہر طرح
مدد دہی کو ہر وقت و ہر حال اونکے شریک کوشش و ہمراہ تھے مع کمپ مہاراجہ جنگ بہادر
گورکھپور سے مقابلہ و استیصال فوج باغی شروع کیا بہرکیف جب ناظم کی فوج کنڈائی سے
مقابلہ ہوا کئی جگہ تھوڑا بہت حرکت مذبوحی سے لڑے پھر بھاگے ناظم قلعے مین آئے وہان
بھی نہ ٹھہر سکے ہرچند اوسے کچھ درست کیا تھا بس ایک تلاطم حشر برپا ہوا جتنے ملازم تھے
سب لوٹ پر جھکے ناظم ہاتھی پر سوار دریا کے پار اترے کنار دریا تک فوج جنگ بہادر پیچھا
کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالمون کے ہاتھ سے جلی ہوئی تھی اسنے کوٹھون سے
پتھر مارتی تھی ان سب کے حواس کھو دیے تھے بھاگنا مشکل پڑا تھا ہزارون دریا مین ڈوب
کر مرگئے سیکڑون اس کثرت سے کشتیون پر سوار ہوے کہ سکولے ڈوبے ہزارون روپے کا
مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھنو سے لیگئے تھے چھکڑے اونٹ پر بار رہگیا تھا جہان تھا وہین رہا
دونون طرف دریا کے لاشون کا شمار نہو گیا تھا تیسرے چوتھے دن جان بچاکر فیض آباد

دگوش وکیک بنی سے پہونچا راہ مین زمیندارون نے شکار کیا ناظم ڈکدوے مین آسکے
وہان بھی نہ ٹھہر سکے ٹانڈے آئے۔

جب خبر شکست سرکار مین پہونچی نادر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتمدار بصحبت میر دوست علی
سگے بھائی ناظم چار رجمنٹ تلنگہ جنگی ایک رسالہ توپخانہ مع راجہ مان سنگھ بہادر اپنی کمک کو لیکر
روانہ ہوئے کہ فیض آباد سے سامان جنگ درست کرکے استیصال فوج انگریزی و نیپالی
کرینگے وہان راجہ کے ورغلانے سے فوج نے تنخواہ مانگی گھیر لیا کئی دن تک ناظم گرفتار و نظربند
رہے آخر بہزار خرابی کچھ لے دیکر صورت معاملہ ٹھہری اور تیاری امروز فردا مین رہے جبتک
کہ کام تمام ہوگیا بھیلون نے سیدھا راستہ اپنے گھر کا لیا کئی دن تک ناظم مع نادر مرزا شریک حال
جناب عالیہ بونڈی مین جاکر رہے جب یہان بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ پہاڑ کیطرف
بھاگے جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اوسوقت منفرد ہو
مایوس ہوکر دخیل امان سرکار ہوئے اوسوقت میر مہدی حسن خان ناظم۔ میر دوست علی بھی
حاضر ہوئے اپنی خیر خواہی کرنل صاحب مذکور سے بیان کی۔ کلکتہ سے اونکی چٹھی بھی آئی بعد
تحقیقات کے کئی مہینے روبکاری بعد لکھنو سے نجات پاکر روانہ ہوئے ہرچند حکام اودھ سے
انکی رہائی بہت دشوار تھی مگر اوسیقدر نیکی انکے کام آئی ورنہ پھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا
کوئی جلاوطن کی ہوتی کرنل صاحب سینہ سپر ہوئے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب
مین بہت کچھ لکھا۔

میر مہدی حسن خان کے واسطے اوس جلدوے وحسن سلوک کے دوسو روپیہ ماہواری
کا پنشن مقرر ہوا مگر حکم محکم یہ بھی ہوا کہ مع میر محمد حسن خان جاکر اپنے وطن مین رہین کہین اور نجانا۔
نادر مرزا کیواسطے حکمنامہ طلبی کیا جب نہ آئے وثیقہ دائمی ضبط سرکار ہوا پھر آملے درخواست
وثیقہ کی روبکاری کلکتہ مین ہوئی۔ استحقاق ثابت مگر انکی بےجرمی نہین ثابت۔ نادر مرزا
کی تقریر یہ تھی کہ انگریزون کی جان بالخطا تو شاید بخش بھی دون مگر اون ہندوستانیون کی جان
بخشی ہرگز نہ کرونگا جو کسیطرح انگریزون کی سازش مین مشتبہ بھی ہونگے لہذا پھر نکالا آخر نوبت
بولایت پہونچی وہان بھی وہی صورت خاص ہوئی مایوس ہوکر رامپور رہگئے نواب [illegible]

انکی خدمت کی بہت عزت سے رہے جب رخصت لیکر لکھنؤ آئے انتقال کیا انکی بہنین نا کتخدا جوان ہوگئی تھین اونھون نے دعویٰ کیا انگریزی سرکار نے التفات بھی کیا مگر نادر مرزا نے لکھا کہ یہ ہمسے باقی تھین انکا حصہ بھی اجرا نہوا۔ منضبط رہا۔

وھاوا عالم باغ

ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورٹ کیا کہ کل دھاوا کرکے عالم باغ کو لیلو ہندو مسلمانوں نے قرآن شریف اور گنگا اوٹھائی صبحکو نواب میان احمد علی بڑی تجمل سے مع اپنے جان نثار نشر ناکہ کربلا سے ہاتھی پر سوار چلا پیور زیر دیوار کربلا پہونچے وہان سے تامجان پر سوار ہوکے گرد حلقہ جان نثاران تھا توپ کے سورچے پر پہونچے خوشامد کرنیوالون نے تعریف بہادری کی شروع کی اور ہر قدم پر زیادہ الفاظ خوشامد کہتے جاتے تھے اور پیشقدمی کو روکتے تھے کہ ہم آگے نجانے دینگے ہم جان نثار دنکا صفر تماشا۔ مرفہ دوستی کا دیکھیں اور بالطبع اپنا بچاؤ منظور تھا کہ ہم نشانہ گلہ ہوجائین۔

غرض جب ادھر سے صف سپاہ آراستہ ہوکر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی ادھر سے ایک کمپنی و توپ چند سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلتا رہا جب ادھر سے سوارون نے دھاوا کیا کئی سوار گرپڑے اودھر کے سوار بڑھے ادھر کے بھاگے توپ بھی بند ہوگئی ۱۱ بجے نواب خاص کی نیس پر سوار کربلا کے دروازے تک آئے پھر وہان سے ہاتھی پر سوار ہوکر دولتسرا پہونچ گئے ملنگے۔ سوار۔ جو میدان سے پھرا اہلکارون کو نام بنام گالیان دیتے ہوے اپنے ڈیرا پر پہونچے نواب معین الدولہ بھی مع جماعت مومنین احاطہ کربلا مین سبیل پر بیٹھے رہے جب تماشائیان بند دھوپ نواب کو اپنی حاضری دیکر گھر گئے ہزارون خوانچہ والے مالولات تر و خشک سے لدا برف والے بھی ہانڈی برف کی لیے مورچے پر پکارتے پھرتے تھے یہ حال دیکھکر ملنگے تعجب کرتے تھے کہ دلی سے تیسرے فاقہ سے نکلے چھٹانک بھر آٹا میسر نہوا یہان ہر مورچے پر بازار لگا رہتا ہے

اللہ یار خان خیرخواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا اونھون نے ہم اور صاحبون کی خدمت کو مقرر کردیا تھا اوسنے فوج باغی کے ۳ سو جوڑے جوتہ تولایا جب بھاگی تھی

اور اوسکا نیلام کیا پھر اوسین سے مول لے لیا۔

دوسرے دھاوے مین جب فوج باغی پسپا ہوکر چلی خدا یار خان نے ناکہ کربلا پر سبیل شربت کی رکھی تھی جو بھاگ کر پہونچا خوب شربت پی کر اپنے پڑاؤ پر گیا اوسکی ہمت پر بہت متعجب ہوتا تھا اور تعریف کرتا تھا یہ جواب دیتا تھا یہ تمھاری جوتیون کا صدقہ ہے یعنی جسکا مین نے نیلام کیا ہے۔

جب صاحبان عالیشان کا قیام مستقل عالم باغ مین دیکھا اوسکا دھاوا ابھی کئی مرتبہ پیش کرسکی اہالیان سرکار کو یہ خیال ہوا کہ مبادا صاحبان عالیشان اسطرف کے آنے کا قصد کرین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے کوٹھی جنرل نارٹن اور کربلای تال کٹورے کے پل تک دھس خندق اور کوچہ بندی ہو جائے تو بہتر ہے اور دروازون پر پیچ نہین اور جو مکان سرراہ ہون اونمین رند نہین سیرما بد بتوسل مموخان اوستاد اونکی لڑکو نکے اونکو کلدار سنہری منڈی حضور تحصیل بھی ہوتی تھی وہ سیر عمارت کے سبب ہوئی چنانچہ ایک خندق جنرل کی کوٹھی سے ظہور بخش کی کوٹھی تک دوسری چوکی سے روشن علی خان کے مکان تک تیسری بگھی خانے سے ظہور بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے سڑک خاص بازار تک چوتھی دروازہ کوٹھی قیصر پسند جانب غرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کوٹھی منگل سین کے نیچے بصلاح پلٹن سائیپرس منیرس یعنی نہیر کہ اگر سرنگ بھی آوے تو آنے نپاوے اور رد رگا سنگ کپتان اس پلٹن نے کئی سرنگ مخفی نکالی یقین کہ جب کوئی انگریز مع فوج آوے اوڑا دیا جاوے اونکے نزدیک یہ گویا سد سکندری ہوائی تحقین حالانکہ ہزارہا روپیا سمین صرف ہوا اور لڑنے کچھ نہوسکا۔

تفصیل سرنگ

۱۔ سرنگ جانب دروازہ چینی بازار

۲۔ زیر دروازہ کوٹھی تارے والی

۳۔ طرف مکان بشیر الدولہ

۴۔ جانب دروازہ لال بارہ دری

۵۔ جانب دروازہ تاج بیگم۔

۶ - جانب مکان انجم الدولہ -

۷ - جانب مکان روشن علی خان -

۸ - طرف دروازہ رکاب گنج -

۹ - طرف پل آہنی -

۱۰ - طرف پل پختہ -

۱۱ - عقب بیلی گارد سرنگ کھودی پہراد سے پاٹ دیا -

غرض یہ سرنگین مع بارود تیار ہوچکین حکم ہوا جہان جسکا بہرہ ہے وہان خندق دمس بسج رندہ دیکر تیار ہون اوسکا روپیہ سرکار سے ملیگا چنانچہ ہر پلٹن کے کپتان نے تعمیل حکم کیا افسر اور تلنگے یہ لاف زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ مین ہے ہمارا کیا کرسکتا ہے اگر پانچ لاکھ آوے اونسے بھی کچھ نہو سکیگا رالیسے دھس وغیرہ تیار ہوگئے ہین اور اس تیاری مین معرفت میر عابد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالدار اور کپتان کو ملازم خرچ ہوا اسمین بھی خوب خرد برد ہوئی -

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن بون نے اظہار کیا کہ من ہنومان ہون عالم باغ کو فتح کرونگا اوسنے اپنا نام بجرنگ بلی مشہور کیا کہنے لگا مہابیر نے مجھے خواب مین کہا ہے کہ تو ہی سب گورون کو ماریگا اور ہر جبس قدر جہان ہر وہان درخت پر ایک جھنڈی لگا دے گورے کبھی وہان نہ آئینگے غرض اوسنے دو دارکا داس کے باغ مین مقام کیا اوسکی لوئی بڑی دھوم سے نکلنے لگی ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کمپنی لے کر دھاوا کیا اتفاقاً عالم باغ کے دروازے پر پہونچ کر زخمی ہوا تلنگے سرکار مین رو آئے کہ ہنومان جی عالم باغ مین پہونچ گئے گورون نے مارلیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی پر رکھدی آخر معلوم ہوا وہ گوئندہ تھا اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگادی تھی فی الحقیقت اوسی مقام پر گولے برستے تھے -

اسیطرح ارکان دولت نے کئی پنڈت بنارس کے نوکر رکھے اونھین قیصر باغ کی مقام وزارت کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ حساب کیا کرتے تھے انھون نے بھی ایک

جھنڈی ایک تعویذ باندھکر لٹکائی تھی اوسی نشانے پر گولے آتے تھے آخر اوس جھنڈیکو ون
سے اوتار لیا وہ بھی درحقیقت گونیدے کامل تھے مگر میان اسیر بھی کسنیے کچھ خیال نہ کیا
ایکدن ہرکارہ خبر لایا کہ فوج فرخ آباد کی بھاگ گئی اور فیروز شاہ بخت خان رسالدار بھی
مع فوج کمپ بھاگا فتح علی کے تالاب پر پہونچا ہے ممو خان او رجناب عالیہ نے میر مہدی داروغہ
اخبار ملکی کو بلا کر کہا کہ کمپ بخت خان ایسا قریب پہونچا تمنے خبر نہ کی ہم کیا جانین کہ یہ فوج
نمکحرام ہے یا ہمارے شریک ہونیکو آیا ہے ایسی غفلت اچھی نہین ہزار ہا روپیہ اخبار پر کیون خرچ ہوتا
ہے پھر افسرونکو بلوا کر کورٹ کیا بموجب تجویز و مشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر مین نہ آؤ وہین
ٹھہرو تمہارے حق مین بہتر ہے مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کمپ لیے چلا آیا نشۂ غرور مین مست
ہو رہا تھا اوسکے کمپ مین ۵ ہزار تلنگے ۵ ضرب توپ ایک ہوٹ ۔ چوبیس ہنی میگزین ۵
ہاتھی ۳ سو عورات اشراف رعایاے دلی و فرخ آباد اسیر تھین جنمین سے بہت سی
اوسنے بیچڈالی تھین بعد تین دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا شل اور افسرون
کے اوس سے قسم لی فرمایا ۱۲ روپیہ مہینا یا فتح عالم باغ تمھین ملے اور بعد فتح ۱۲ اوسنے
قبول نہ کیا جواب دیا کہ ہم موافق دلی کے تنخواہ لینگے اور اگر نوکر نہ رہینگے شہر کو لوٹ لینگے
کئی دن تک اسکا جھگڑا رہا آخر جناب عالیہ نے فرمایا تمنے دلی مین کیا کیا جو یہان کروگے
بلکہ یہان بھی تمھاری جہت سے فوج بیدل ہو کر تمھارے پیچھے بھاگے گی ۔ اسکا پھر کورٹ
ہوا افسرون نے بھی وہی تجویز کیا مگر جب شہر کی لوٹ کو شاسب دم کھا رہے غرض دو تھان
رومال کا خلعت ۵ ہزار دعوت کے ملے انکا مورچہ قلعۂ جلال آباد پر ہوا اس عرصے مین دو
سو رانگر بخت خان سے خفا ہو کر مع دو ضرب توپ علیحدہ ہو کر حکیم والی کوٹھی مین جا کر اوترے
اور کہا ہم اسکی اطاعت نہ کرینگے اور نہ سرکار کی نوکری بلکہ چلے جاوینگے ۔

دھاوا جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سے

اکیدن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دھاوا کیا کپتان امراؤ سنگھ اور افسرون
کی پلٹین کمچو جو متصل گانون بجہرک زیر قلعہ جلال آباد تھی اونکی توپ لیگئے فوج مین تلاطم

تلاطم

پڑا بہت سے بھاگ کر شہر مین آئے اونکی برطرفی کا حکم ہوا اونکے عوض اور بھرتی ہوے اس عرصہ
مین اور رلیٹنون کے تلنگے او مظفر علی خان ہاتھی پر سوار ہوکر گئے جب یہ پہونچین گورے
توپین چھین کر عالم باغ لیجا چکے تھے۔
پھر گورے قریب مسجد دیہہ برک نظر آئے اور قریب ۵ ہزار کے فوج ادھر کی سب جمع تھی
اونکے دیکھتے ہی ان سب کی روح قبض ہوئی بھاگے جنرل بہادر نے محمد باغ مین آکر دم لیا
وہان سے گھر چلے آئے او سکے چوتھے دن پھر کورٹ ہوا قسم ہوئی ممو خان بھی فوج کے
ساتھ دھاوے کو چلے بیلے محمد حسین کمیدان پلٹن جعفری کے سر کا بھیجا اوڑ گیا خون ناحق ممو خان
پر ہوا بس یہ دیکھتے تلنگے بندوق جوتیان چھوڑ کر بھاگے یہی صورت تینون طرف کے دھاوے
کی ہوئی کہ گراب اور بم کے گولے سے کوئی نہ ٹھہر سکا دو سو تلنگے مارے گئے اس سے
زیادہ زخمی ہوے۔
جنرل اوٹرم صاحب نے پھر دھاوا کیا طرفین سے بندوق چلی ۵۰ آدمی مارے گئے
فوج بہادر بھاگی بخت خان جا کر ایک غار مین چھپ رہا ایک ہوٹ چوبیس پنی ایک توپ
ایک چھوٹا گردہ گورے چھین کرلے گئے یہان تلاطم ہو گیا کہ گورے آتے ہین جسطرح بچونکو عورتین
ہوے کے نام سے ڈراتی ہین۔ جناب عالیہ نے جنرل بہادر سے کہا تم یہان کیا کرتے ہو گورے
آپہونچے ابھی تم جاؤ عرض کیا بہت خوب مگر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے یہ سب احوال اگرچہ سلسلہ
نوح پر مگر فقط سلسلہ کتاب کی جہت سے لکھا گیا بطور روزنامچہ کے یہ کیسی لڑائی اور لڑنیوالے
کیسے اور کیسے حاکم وقت جمع ہوے ہین کچھ خیال مین نہین آتا کئی مہینے تک روز نئے غدر
پیش ہوے اور امتحان لڑنیوالونکا متواتر ہوا اور کچھ نہ سمجھے۔
پھر خبر آئی بخت خان مارا گیا دوبارا پھر خبر آئی زندہ ہے مگر توپون کے چھن جانے سے
اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے ممو خان نے وزیر خان اپنے سالے اور امداد حسین خان داماد کو بھیجا
جب اوس کمبخت کو لے آئے جناب عالیہ نے فرمایا تم خوب لڑے ابھی تو کوئی مکان نہ کر دین تمکو اور دو زنگی
اوسنے کہا دل کی حسرت دل مین رہی اگر مجھے توپین ملجائین ابھی عالم باغ خالی کروا لون۔ اوس وقت
تھا اور خوشامد خور دن نے کہا کہ غفلت سے توپین گئین پھر ممو خان نے پلٹن ڈالون

زمین دینے کو کہا کسی نے نہ دین ۔

ایکدن پرچہ اخبار ملکی آیا کہ تمام زمیندار گرد و پیش عالم باغ یا قریب کانپور کے سب انگریزون سے ملگئے ہین اونکے پاس حاضر رہتے ہین اوسوقت سکو تردد ہوا پھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ سب زمیندار گرد و پیش کے اونسے ناموافق ہوجائین پس تدبیر یہ ہی کہ جو قیدی بہ علت گونیدہ گری ساکنان نواح عالم باغ گرفتار ہین اونھین چھوڑ دو کہ اگر انگریز دیکھینگے وہ زمیندارون سے کھٹک جائینگے اور اگر زمیندار دیکھینگے وہ باطن مین ناخوش ہوکر دقت اپنا پاکر بھاگ جائینگے ۔

١١٩ بابت

ابلاغ حکم واسطے زمیندار اطراف عالم باغ نبی منتھا رسول آباد وغیرہ

عرضیان تمھاری ملاحظے مین گذرین جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری اور شراکت کفاران فرنگ کی واسطے باہری کرمعلما کی ہی اور وقت مقابلہ سرکار کے سبب خیرخواہی کروگے جب حضور سے کرنا شروع کرینگے پیچھا کرکے سکو قتل کرکے حاضر حضور ہونگے اس بات کو دریافت کرکے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاباش طریقہ زمینداری اور رعایاگیری کا یہ ہی کہ جس طرح سے ہوسکیگا کافرون کو قمع کرنا بہر صورت خاطر جمع رکھو کہ جب عملداری سرکار بحال ہوجائیگی تمھین جاگیر اور بہت سا روپیہ ملیگا مگر اپنے کام سے غافل نہونا اور ہر وقت اپنے تئین مورد عنایات و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہ لکو پچاس قیدی بعلت گونیدہ گری جو محبس مین تھے پچاس قطعہ دیکر چھوڑ دیا اور مطلب اہلکار سرکار اور اس چھوڑنے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ انگریز یہاد دیکھ لینگے زمیندارونکو پھانسی دیدینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال ایمان آجائیگا تو شاید بروقت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس نمانداد ہر کا رہیگا اور سکو پھانسی ہوتی باقی زمیندار فنکو یہ خیال ہوگا کہ ہمنے ساز کیا انھون نے یہ کیا پھر اوسوقت پھر جائینگے ہمارا مطلب حاصل کرنا

١٢٠ بابت

پہونچنا شاہزادہ فیروز شاہ

فیروز شاہ شاہزادہ مع دو سو سوار پانسو تلنگہ ہمراہی بخت خان سے شہر مین آئے سلطان بہو ختم

محل حضرت خلد منزل مین بسبب قرابت کے فروکش ہوے سلطان بہو صاحبہ نے مارے خوف
کے جناب عالیہ سے کہلا بھیجا کہ مین محتاج ہون مجھسے انکی خدمت کیا ہو سکے کی سرکار سے دو سہ مکان
انکے رہنے کو ملے تو بہتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ انکے قریب تجویز ہوا ۔ ۵ ہزار
دعوت کے آئے کئی دن کے بعد مرزا بلاقی داماد شاہ دلی اور مرزا کوچک سلطان بیٹے بہادر
شاہ کے گنج مین آئے انکے استقبال کو مولوی میر مہدی اتالیق نواب جرار الدولہ نواب
ممتاز الدولہ بہادر گئے ۵ اشرفیان نذر دین مولوی نے دو دین اونکو قیصر باغ مین لاتے پانسو
روپے دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارچہ سفید کی جناب عالیہ نے دی چتر منزل رہنے کو ملا
پھر مشہور ہوا کہ انکا رہنا متصل دولت اچھا نہین یہ صاحب حوصلہ اولوالعزم ہین ایسا نہو تخت
شاہی پر بیٹھ جائین اس خیال سے ۴ کمپنی تلنگہ بحیلہ حفاظت بطور نظر بند مقرر کین اور تلنگے سوار
جو انکے ساتھ آتے تھے اونھین نوکر رکھا ۔

احوال متفرق اہلکار اور امیران دربار برجیسی وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنؤ ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی پلٹنون سلطانی نمک حرامون نے
شروع کی اسواسطے کہ یہ گھر کے بھیدی تھے شہر کے ہر وضیع و شریف و کوچہ محلہ سے واقف تھے
جب بڑے آدمی اور روپے والون کے گھر تاکے ہر ایک نے مضطر ہو کر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفظ
آبرو کی نکالی از انجملہ شرف الدولہ غلام رضا خان عرف لسے جگنا تھا اپنے گھر واقع تال دروازہ
مین دروازہ بند کرکے بیٹھے اور خان علیخان کو بلا کر ۵ سو روپے دیے دو سو اپنی حفاظت کو متعین
کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اونکا گھر لوٹنے کو آئی اونھون نے پھاٹک نہ کھولا تلنگون نے
کہا محمد خان کوتوال اور انگریز انکے گھر مین چھپے ہین بے تکلف گولیان مارنی شروع کین انکے
سپاہی بھی دمدمون سے گولیان مارنے لگے کئی تلنگے مارے گئے جب یہ خبر پلٹن اختری اور بول
مین پہونچی اوسی وقت دونون پلٹن تیار ہو کر گھر کھودنے کو آئین ۔ غلام رضا نے معرفت
اپنے وکیل کے ہزار روپیہ سید برکات احمد رسالہ دار کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ میری
جان اور آبرو بچائیے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا رسالدار نے

روپیہ تلنگون کو منع کر دیا رفع شر ہو گیا۔

بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے ممو خان تک اور میر واجد علی سے ملے ۵ ہزار ممو خان ہزار روپے میر واجد علی کو دیے ممو خان نے خلعت گنجیات دیا کہ بسبب بے انتظامی کے شہر میں رسد غلہ کی کم آتی تھی غلہ گران ہو گیا تھا پھر چند روز میں ممو خان اور غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ہر روز اچھا کھانا پکوا کر لاتا تھا اور نواب کے ساتھ دسترخوان پر نوشجان ہوتا تھا جب گورے بشیر گنج میں آئے غلام رضا نے امراؤ مرزا کو اپنا کارندہ کر کے رسد رسانی فوج کو بھیجا اونھون نے تقسیم رسد سے تلنگون کے بہت سے کھائے غلام رضا ازراہ خیرخواہی سرکار چندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھروا دیا۔

جب جنرل اوٹرم نے اخیر دھاوا کیا کسیطرح سے رسد نہ پہونچ سکتی تھی سبھون نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کر کے بخوبی رسد پہونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام جان جوکھم کا تھا مسلمانون کو نان خمیری ہندون کو پوری مٹھائی پہونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر باغ میں نگینہ والی بارہ دری کے نیچے بھروا دیا وہ کسیکو کھانا نصیب نہوا اوسے گورے سکھ وغیرہ نے نوشجان کیا۔

خلاصہ باوجود مجتمع ہونے اسقدر فوج جنگی زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ بیلی گارد کسیطرح خالی نہ کر سکے آخر مہاراج بالکرشن نے نظر بہ خیرخواہی سرکار انگریزی تعلقدارونکو لکھنؤ سے رخصت کروا دیا اس حیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پر نجائینگے رعایا سے وصول ر تحصیل کیونکر ہوگا بظاہر تعلقدار شمر وہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اسکا جواب صاف یہ ہے کہ ان کئی مہینے کے متقلب سے کیا اونسے ہوسکا تھا کہ اب اونکے رہجانے سے توقع ہوتی عجب قدرت خدا ہے کہ گوہار زمیندار اور مقابلۂ جنگ انگریزی واہ۔

غرض جب اہالیان سرکار تھکے اور مضطر ہوے آخر صلاح یہ ہوئی کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ سب انگریز بیلیگارد میں بن مارے مرجائین کوئی شخص ایسا ہو جو وہان جا کر سب کنوون میں زہر ڈالدے کسی نے اقرار جانے کا نہ کیا مگر شہدون کے افسر نے کہا یہ کام ہمارا ہے تھیا ہمین عنایت ہو ممو خان نے پانچ سیر سنکھیا شہر سے تلاش کر کے اور غلام رضا خان سے چھینکوا کر

انکو ذی اقتدار نے اگر کما ہمارے شہدے جا کر اپنا کام کراتے معلوم نہین خبر منگواتے تھے کہ انگریز جیتے ہین یا مر گئے۔ مگر متواتر خبر آتی تھی کہ ابھی زندہ ہین ایسے مدبران ریاست ہوئے تھے واہ۔

جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہونا

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلہ راجہ لونا سنگہ محمدی سے آئے میر واجد علی نائب و مختار مدار المہام دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوئے جسطرح سے قتل آر صاحب مین بیان کیا گیا اور بقیہ کا بچنا فقط قدرت خدا سے ہوا ورنہ جب آر صاحب کو لے گئے اونکو کیونکر چھوڑ دیا تے بہرحال اسکی صورت زبانی اننت رام یہ ہوئی کہ پہلے میر واجد علی کو بھی نسبت کی خبر تھی اسواسطے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم نہ تھا فی الحقیقت سکونت اس ثروت و حکومت نا پائدار دنیای دون کا ہو گیا تھا ایکدن میر کے ایک دوست نے ازراہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس فکر و اندیشہ نشہ غفلت مین سو رہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیرونکو بچاؤ گے صورت عافیت نجات در فاہ فلاح نیک نامی خیرخواہی سرکار انگریزی ہمیشہ حاصل ہوگی وگرنہ تمپر سب سے زیادہ آفت آئیگی ہمنے تمکو خبر کردی ہے خبردار رہو اگرچہ اسوقت نیلا ہر بہت مشکل اور جان جوکھم معلوم ہوتا ہے میر نے کور نے رنگ دربار دیکھکر علی محمد خان اور جنابعالیہ کو سیطرح کے نشیب و فراز سے اور گرم و سرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے رہائی ہو جاوے اور یہ امر کچھ جدید نہین ہے نواب شجاع الدولہ دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھکر قید سے رخصت کردیا تھا یہی مراجعت شوق شفاعت و نیکنامی کا ہوا امیر دوست محمد خان کابل نے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہی کہ نواب شہنشاہ محل جناب عالیہ سے لڑکر شہر مین کسی مکان مین اوٹھ جائین یہ بیبیان انکے ساتھ چلی جائین اس پردے مین اپنا افشا راز ہونے پائے گا وگرنہ کسیصورت سے انکی جان ورنہ حمایت کرنیوالون کی بچیگی چنانچہ ایکدن جنابعالیہ و شہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ خاص و عام کوچہ و بازار تک مشہور ہو گئی اور انکا خفا ہو کر قیصر باغ سے اوٹھنا سب پر کھلگیا دوسری صبحکو شاہنشاہ محل

سلطان محل خورد محل دلدار محل دربار محل وغیرہ مع اسباب باغ سے اوٹھکر ربیہ اکبری دروازہ آغا مرزا عاقل کے مکان مین بہ کرایہ جا کر رہین یہ محبوسین بھی انھین کے پردے مین بسلامت چلی گئین جب بیبیون سے میر واجد علی نے بصورت تلبیس رجوع کی کہ آیا تمہارے واسطے صورت سفینۃ النجات آپ کی بدولت متصور ہے یا نہین ہم امید وار جلد دے ہل جرات الاعمال کئیے ہین انھون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے اور ان صاحبات محل کے بہت احسانمند ہین جتنا ہمسے ممکن ہوگا ہم تمہارے واسطے اور ان صاحبات کے واسطے قصور نہ کرینگے لیکن اب مناسب ہے یہان سے کسی اور مکان مین لیجاکر رکھو ایسا نہو یہ عین شہر ہے بدمعاشون کا ہنگامہ فساد زیادہ ہوجاوے پھر وہان سے منصور نگر مین اکبر علیخان کے مکان مین اکر رہین اوسوقت بیبیون نے چھٹی اپنی سرگذشت کی اوثرم صاحب کو ایک گوئندے کے ہاتھ بھیجی کہ تواس نشان کے تبلانے سے مورچہ انگریزی سے بسلامت گذر جائیگا چنانچہ جب وہ چھٹی اوثرم صاحب کے پاس پہونچی اوس گوئندہ کو رخصت کیا رات کو ایک گوئندہ فقیر بنا ہوا اوسکا جواب لایا اوسی سے رسل رسائل ہوئیہ اخبار جیبی وشہ میر واجد علی کی جہت سے جاری ہوا ادر دربار کی حاضری اپنے عذرات بارد و علالت مزاج سے کم کردیے اودھر سے مایوسی ہوتی ادھر سے امید

غرض جب جنرل اوثرم کو قید ہونا اور زندہ رہنا میم صاحبات کا مفصل معلوم ہوا معرفت دیوان اننت رام وکیل راجہ مان سنگہ کہلابھیجا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے تمھین سرکار سے انعام لاکہ روپیے کا ملے گا اور جاگیری تمھاری اور متعلقان کی ہوگی اننت رام نے عرض کیا کہ اگر آپکے اس ارشاد کا اونھین یقین نہ ہو فرمایا اونکی عرضی لاؤ ہم پروانہ دینگے عرض میر صاحب نے عرضی لکھی کہ محلات واجد علیشاہ مجھسے تعلق ہین امیدوار ہون جو ہمارے ساتھ ہو سب کی جان بخشی ہو اور خدا چاہے تو آپ کی امانت بسلامت آپ تک پہونچے جب یہ عرضی گذری حسب المعروضہ پروانہ آیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس جان بخشی کے سوا لاکھ روپیہ انعام ملے گا اور اسکے دینے مین ہرگز تساہل نہوگا بشرطیکہ میم صاحبات کی جان بچاؤ گے ـ

جب اننت رام نے پروانہ دیا ہوش جاتے رہتے اور ڈرے بھی سبادا تلنگے دیکھ لین یا کچھ سن لین کہا تم اسے چھپاؤ کل میرے مکان پر مجھے دینا ـ

ایکدن مصاحبات نے کہا اس مکان سے کسی اور مکان وسیع مین لیجا کر رکھو ہم یہان تنگ ہین چنانچہ آرصاحب مقتول کی بی بی بیٹی اور مس جکسن صاحبہ قیصر باغ کے گوشۂ عافیت مین رہ رہی تھین محمد بیگ کمیدان کے سپاہی کچھ اذیت دیتے تھے اونکے بدلے پہرہ پر ایسے والونکو مقرر کیا تھا بعد قتل آرصاحب تین دن تک اوسی کنج قفس مین بے آب و دانہ رہی تھین کیسے خبر نہ لی کسواسطے جو تشنہ لب تھے اونکو اپنی جان کی پڑی تھی جب ایک سپاہی نے اوپر رحم کھا کر عیش باغ مین انت رام سے جا کر یہ اسرار زبانی مصاحبہ بیان کیا او نہون نے کچھ میوہ معرفت روپیہ بھیجا اور بہت سی تشفی کہلا بھیجی کہ ہم کبھی ایسی حفاظت نہ کرینگے اور اوس سپاہی کو بھی کچھ دیا اور پھر کمر ہمت باندھ کر مستعد اونکی رہائی کے ہوئے دربار مین میر واجد علی کو ہمراز سمجھکر یہ تدبیر نکالی یعنی مس آرا کو بیمار خود ساختہ بنایا اور حکمت الدولہ سید علیخان کو بھی موافق کر لیا اوسکا نام عباسی رکھا اور میر واجد علی نے اوس لڑکی کو کہہ دیا کہ جب جان بلب کوئی اور آ دے تم اوسوقت اپنی شکل اور حالت بیمارون کی بنا لینا چنانچہ حکیم صاحب بموجب مشورہ محمود خان سے جا کر کہا کہ عباسی ایسی بیمار ہے کہ کل تک بچتی نظر نہین آتی محمود خان نے علاج کو کہا میر واجد علی نے انت رام سے وعدہ کیا کہ اسے کسی حکمت سے نکال کر عالم باغ بھیجدینا مناسب ہے دوسرے دن میر واجد علی نے معرفت حکیم صاحب محمود خان سے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی جو کل بیمار تھی آج مر گئی ہمنے اوسے دفن کروا دیا اوسکا بستر کیا جب انت رام اوس لڑکی کا جنازہ اپنی حکمت عملی سے بنا کر قیصر باغ سے نکلے اور ہاتھی پر چھپا کر خوشی خوشی مع اپنے ہمراہیون کے لے چلے جب جھنڈے پر پہونچے دفعتہً پانچ سوارون نے آکر گھیر لیا پوچھا کون ہو کہان جاتے ہو اوسوقت دیوانجی کے حواس باختہ ہوے ہوش اوڑ گئے مگر اوسیوقت اوس لڑکی کو ہوشیاری سے اپنے لحاف مین پیپٹ شل گاوتکیہ بنا کر اپنے کسی معتمد کو پھینک کر دیا فی الحقیقت وہ بڑا نمک حلال تھا بچھونے کے ساتھ اپنی بغل مین دبا کر کنارہ راہ سے لے گیا پھر یہ ہاتھی سے اوترے تھمنے کے بعد بہت سی گفتگو کے پچاس اشرفی اون سوارونکو دیکر نجات پائی وہان سے جید گڑھ کو چلے کہ اپنے علاقہ پر پہونچ جاوین اب راہ مین اوس لڑکی کی کیفیت سنئے جو نہلی تھی مگر افسوس ہے کہ ساری محنت و مشقت پائی نہین معلوم

اوسپر کیا گذری زندہ ہی یا راہ مین گرفتار ہو گئی عجب حالت سکرات مین رہی دو تیسرے دن وہ کہار یاد فان
نظر آیا پہلے اپنی امانت کو پوچھا اوسنے کہا کوس بھر کسی گانون مین اوسے بسلامت چھوڑ آیا ہون
اور تمہارے راہ مین ہر آفت سے بچایا یہ اوسیوقت جاکر لے آئے کھانا کھلایا پھر جنرل اوٹرم کو اس
احوال کی عرضی لکھی اوسکا جواب نیکنامی وکمال عنایت سے بھیجا بعد فتح وہ لڑکی اپنی مان سے ملی
فی الحقیقت ویدا نجی نے بڑا کام جان جوکھم کا بڑی بہادری وخیرخواہی سے کیا۔ صوفیہ بیٹی ہم برس
کی کریشن صاحب کمشنر خیرآباد قید قیصر باغ مین ہیضہ وباتی سے مرگئی تھی اوسی کہین دفن کردیا تھا

سالگرہ مرزا برجیس قدر

ہر روز تازہ بتازہ ایک پھول پھولتا تھا عجیب ماجرا ہے کہ عالم باغ مین لڑائی ہیلی گارد مین سر رود بنیاد ڈھا دیا جاتا ہے ہر طرف مورچہ بندی ہورہی ہے یہان سرکار مین مرزا برجیسقدر کی سالگرہ کی تیاری ہورہی چنانچہ جناب عالیہ مولکھی سے اپنے قدیم مکان سے متصل مکان بشیر الدولہ تشریف لائین آراستگی مکان کو حکم ہوا کہ سب محلات اور شاہزادونکو بلاؤ سب بلائے ہوے بڑی روشنی ہوئی نواب ممتاز الدولہ ممو خان میر واجد علی فوج کے سب کپتان رسالدار توپخانے والے حاضر تھے جناب عالیہ نے فرمایا مین نے منت مانی تھی کہ مع فوج درگاہ حضرت عباس مین جاؤن ارکان دولت ومشیران خاص نے کہا ہرگز یہ صلاح وقت نہین کہ آپ یہان سے قدم باہر نکالین ایسا نہو یہ خبر انگریز سنکر دھاوا کرکے داخل قیصرباغ ہوجائین پھر فوج بہادر دبضین کیونکر روکے گی اس جہت سے جانا درگاہ کا موقوف بروقت رہا۔

پھر رات گئے گیارہوین برس کی سالگرہ دیکھی جناب عالیہ نے فرمایا مین جناب ہون پہلے صاحبات محل مجھے نذر دین سبھون نے اسیر برجیسقدر آڑے آئے اور کہا کہ اگر تم بادشاہ کی مان ہو تو کیا مضایقہ ہمین نذر دینے مین کچھ تامل نہین یہ بات تو دبنی پڑی گرما گرمی سے کہی آخر سبھون نے برجیسقدر کو بطریق رونمائی اپنا بچہ سمجھکر دو دو مین تین اشرفیان دیکے [illegible] ہونے لگا اسی جلسے مین نواب خود محل کے ساتھہ یہ بیبیان اسیر بھی لباس ہندوستانی پہنے ہاتھون مین

مہندی لگانے شریک محفل ہوئین -

مرزا جیبقدر باہر برآمد ہوئے پہلے نواب شرف الدولہ نے نذر دی اوسکے بعد عزیز و اقربا اہلکار افسران فوج نے نذر دی خلعت ہونے لگے عبدالرحیم قوم قصاب داروغہ جواہرخانہ جو بعد معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب علی خزانچی قوم جولاہہ کوبی جو دہری باغبان جس نے پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی داروغہ میگزین جو آتشبازی لایا تھا اور راسکے وکیل یوسف خان داروغہ توپخانہ جسنے انتظام سلامی کی چہیڑ دائی تھی مع ہمراہ آتشباز کو وہ آتشبازی لایا تھا ہر ایک کو دو دو شالہ اور رومال ملا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے خلعت بڑے اہلکار انکو دینا مناسب تھا اوسکے بعد چہوٹی امت کو غرض رات بہر خوب جلسہ رہا محلات کو کہانا تک نہ ملا سبھون نے اپنے گہر سے منگواکر کہایا بازاری سے خوبی انتظام تھی کشمیریون نے یہ غزل گائی سے عبرت مہتاب ہے مرزا جیبقدر + گوہر یکتا ہے مرزا جیبقدر + ادہر تقدیر نے یہ حسب حال پڑھا - چہوٹتا ہی تمسے اب یہ لکہنؤ + جشن شادی خواب ہے مرزا جیبقدر + دوپہر دن تک یہ صحبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوئے جناب عالیہ بھی چوکہی مین تشریف لائین -

خبر شکست میر مہدی حسن خان وغیرہ

غرہ رجب ۱۲۷۴ھ کو خبر آئی کہ جنگ بہادر کمانڈر انچیف گورکہا اور فوج گورہ نے سنگرامپور سے آگے میر مہدی حسن خان ناظم سلطانپور سے لڑائی کی وہ تھوڑے پسپا ہوئے فوج انگریزی پاشتہ کوب جنپور فیروز ہوئے کتا چلی آئی راجہ حسین علی خان خوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لاسکا راہ گریز اختیار کی محمود خان نے حکمنامجات بنام راجہ مادہو سنگہ تعلقدار گرد امیٹھی کو اس مضمون کے بہیجے کہ تم از راہ نمک حلالی سدراہ فوج ہو معلوم ہوا تم سازش رکھتے ہو اور گمنامی سب حاضر ہونے کو اجرا ہو سکے بیان کا حال اول مرحلے مین بخوبی کھل چکا تھا بالاتفاق ہمزبان ہوکر یہ جواب دیا کہ ہم اپنی اپنی حدود سے حتی الوسع روکنے مین ہرگز قصور نہ کرینگے چنانچہ گوربخش سنگہ تعلقدار رام نگر دہمیڑی حشمت علی عامل سندیلہ وغیرہ انمین سے کوئی نہ حاضر ہوا اور فوج انگریزی کاندو کے نالے تک آتی چلی آئی اس بیچ مین ہر جگہ انکا قدم بڑہا تی بھی ہوئی پہر امیٹھی اور گوشائین گنج مین پہونچے

اور موضع دھرہرہ مین مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسرے دن اوس ممو خان نے آکر اپنی تعریف
کی اور کہا چودہری صمصام علی سلیم پور میر صفدر علی عامل حیدر گڑھ قمر الدین حسین عامل گشائینگنج وغیرہ
توپ پر حیدر گڑھ مین بڑی بہادری سے مارے گئے اور مینے باوجود ہونے توپ کے ایسا معرکہ
کیا اگر میرے پاس بعض بین تھین ایک کو چھوڑتا ممو خان نے دو توپین میگزین دو پلٹن نجیب خلعت اا پارچہ
چکلہ داری گوشائینگنج حیدر گڑھ وغیرہ دیکر حکم دیا کہ ان ثلاثہ کو جاتے ہی زندہ لانا یا سر بھیجدینا اور جب فوج
آدی اوسکے سدراہ ہونا کہتے ہین کہ امانی صاحب نے میر مہدی حسنخان ناظم سلطان پور کو باخفا پیام بھیجا کہ
اگر فوج سرکار کی آنے کی راہ مین تم مانع نہوگے اور جدا نہو جاؤگے تمھین سرکار سے پچیس ہزار روپیہ کا درنا
نسلاً بعد نسل ملے جائیگا انھون نے اوسوقت کے نشہ نخوت مستعار سے اوسپر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ احتمال عجز
کیا اور بعض کہتے ہین فی الحقیقت پہلو تہی کی اسپر انکا دوسو ماہواری کا پنشن سرکار سے
ہوا واللہ اعلم۔

خبر شکست فرخ آباد و بریلی

فرخ آباد مین یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے پہونچی فوج جنگی نے سامنا کیا بعد
کئی دن کے رد و بدل کے بھاگے گودام سرکار جسمین طاقہ ہر قسم بانات مخمل کاشانی وغیرہ اسباب تھا سب لوٹا
توپین لیکر اوس پار اوترے اور لکھنؤ پہونچکر عیش باغ مین پڑاؤ کیا جتنی بانات مخمل وغیرہ لائے تھے
رعایا کے ہاتھ کوڑیوں بیچی۔ نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہ بھی گرفتار دام فوج باغی ہو گئے
تھے آخر کچھ نہ بن پڑا مایوس ہوکر رات کو مع عیال و اسباب ضروری اسپار دریا کے اترے سیدھے بریلی کو گئے
ایک گوئندے نے اوسیوقت اونکی کوٹھی مین جاکر آگ لگادی لکھا روپیہ کا اسباب جلکر خاک سیاہ ہوگیا
صبحکو فوج سرکار نے جاکر شہر کا بندوبست کیا رعایا سے پہلے ہر قسم کے ہتھیار لیلیے تھے پھر کئی لاکھ لیکر سبکی
جان بخشی کی نواب تفضل حسینخان بریلی گئے وہان سے خفا ہوکر بونڈی مین جاکر شریک حال قافلہ منفور لکھنؤ ہوئے
جب سرکار سے امان مطلق ملی سبکے ساتھ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اکو روبکاری تحقیقات کی نواب
حکم ہوا قلمرو سرکار کے ملک سے نکلجائین چنانچہ بمخالفت سرکار بمقیم مکہ معظمہ ہوے جنرل بیرد صاحب کی
بدولت نیچے اسی جہت سے وہ درجۂ اعلی سے اپنے کچھ دنون کم ہوگئے پھر اوسی درجے پر ہوکر

چیف کمشنر اودھ ہوکر بسبب علالت مزاج ولایت گئے —

انتظام بریلی کی صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت تک عہدۂ جلیلہ مکار پر ڈپٹی
یا صدر اعلیٰ رہے سر رشتہ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی فوج نمکی خزانہ بیگم پر
لوٹ و قتل کرکے دہلی چلی گئی تھی اونمین نمک حرام سرکار سمجھکر رہنے دیا اونکے بدلے ہمقوم
اپنے پٹھان روہیلے پیلی بھیت کے رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک سپاہی
سمجھکر رکھا فوج انگریزی جو نینی تال پہاڑ سے اتری مقابلہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی دی
فی الجملہ میدان اونھین کے رہا جب مرادآباد اور ملک اودھ سے فوج پہونچی دس ہزار کی جمعیت
سے بھاگ کر مع عیال ملک اودھ مین آئے ہزار کا خون ناحق ہوا اور اپنی بربادی اپنی نافہمی
سے کی اگر صاحبان عالیشان سے موافقت باطنی کرتے غالب ہے کہ یہ صورت خرابی کی نہوتی
ہر چند نواب یوسف علیخان رامپوری نے ازراہ بہادری دوستانہ سمجھایا لیکن نشہ بنگ دماغ سے نہ اترا
نواب نجیب خان کی اولاد نشیدار سرکار دولتمدار لکھنؤ کس عزت و آرام سے تھی فوج باغی کے
ہاتھ سے تنگ ہوکر اور ازراہ حق برادری فی الجملہ روٹی کا بھی سہارا سمجھکر بریلی گئی وہانکا
رنگ حکومت دیکھکر ان سب کے نقشے ہرن ہوگئے اگرچہ بیلے خان بہادر خان نے اپنا تمکہ
ریاست سمجھکر بعزت استقبال کرکے داخل شہر کیا اپنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن مین
توسل سرکار رجانکر کھٹکا رہا اپنے شوری ہا مین نہ داخل کیا اور نہ بخوبی صاف ہوتا مدت
قیام صورت نان خشک بھی پیدا نہوئی بلکہ ازین سو ماندہ وازان سو راندہ ہوئی جب سب کے
ساتھ شہر سے بھاگے حکیم محمد حسنخان طبیب معقول بہت نیک بخت شاگرد رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی
شامت اعمال و تقضا سے گور دوں کے مارے گئے — باقی قافلہ ہزار خرابی لکھنؤ پھر آیا بعد تحقیقات و
رونجکاری کے سرکار سے کچھ پنشن مادام حیات ہوگیا داد و فریاد سرکار نے بہت کی کلکتہ مین
بھی بعض نے جاکر عرضحال کیا صورت ادل پیدا نہوئی

حکایت کپتان ہیرونگ صاحب

ایک سوار صاحب فہم رسالہ کپتان ہیرڈنگ صاحب نقل کرتا ہے کہ قبل داخلہ فوج باغی ایک دن

صاحب نے مجھپر بڑی عنایات کی اور خبر فوج کانپور و فیض آباد پوچھنے لگے مین نے کہا جو کچھ ہے آپ بھی سنتے ہین مین بھی سن رہا ہون کہا ہم تمسے ایک بات پوچھتے ہین بشرطیکہ سچ کہو اب ہم اس معرکہ درپیش مین کیا صورت کرین مین نے کہا یہ امور سلطنت ہین جیسا حکام اپنی مصلحت وقت سمجھین لیکن مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ بظاہر سارا ہندوستان دشمن جان و مال سرکار ہوگیا ہے اسصورت مین جو سرکار کا خیرخواہ معتمد و وارث ریاست ہر مقام ہو اوسکا ملک اسے دیدیجیے اور آپ مع عیال و اطفال سیدھے کلکتہ چلے جائیے جب تک ولایت سے کمک پہونچے یا ہندوستان مین کسی معتمد کی فوج جرار آپکے شریک ہوجائے یا ایسی قوم نوکر رکھیے جس سے انتظام بسہولت ہوسکے پھر آئیے دشمنونکی سرکوبی کیجیے اس صورت مین غالب ہے کہین خونریزی نہو اور یہ ہنگامہ ازخود موقوف ہوجائے اور اگر غصہ و غضب سے کام فرمائیے گا و مظلوم کے مساوی کرنے سے اعتبار سرکار جاتا رہیگا پھر اصلاح و آبادی ممالک محروسہ بے تالیف مشکل پڑیگی اور اگر یہان کے حکام پر چھوڑ دیجیے گا انسے ایسا انتظام کبھی نہوسکیگا بلکہ میدان خالی دیکھکر ہر سردار و حاکم آپسمین نفاق و جب جاہ سے کٹ مرینگے اور پھر تنگ و کمزور ہوکر آپ سے ملتجی حمایت و اعانت کے ہونگے کہا تمھاری رائے صائب ہے اور اکثر ہمارے صاحبون کے نزدیک بھی طرح دینا مناسب ہے لیکن کپتان صاحب لفٹنانٹ کمشنر کی رائے اسکے خلاف ہے کہتا ہے جب ولایت سے ہماری فوج آئیگی ہم دفعۃً سارے ہندوستان کو زیر و زبر کردینگے اسیواسطے بیلی گارد مین سامان آذوقہ کئی مہینے کا جمع کیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

حکایت جنرل لارنس صاحب

اسیطرح ایک مرد جہاندیدہ جو قافلہ شاہی کے ساتھ لندن بھی آئے تھے مدت سے بیمار ہوکر پھر آئے اونہے ایکدن جنرل لارنس صاحب کو عرضی اس مضمون کی دی کہ میری عمر اسّی برس سے زیادہ کی ہوچکی ہے نظر بیش آمد فساد ہندوستان جو کچھ میری عقل ناقص مین آیا ہے عرض کرتا ہون بشرطیکہ حکام عالیشان بغور تامل انصاف سے سنین کہ ایسے ہنگامہ فساد مین اگر اہالیان سرکار بمصلحت وقت سمجھکر واجد علیشاہ کو بدستور بحال فرماوین جتنی رعایا ملک اودھ ہے

کبھی مرتد اور ٹھائیگی کسواسطے کہ بنگال املہ فوج مین تلنگے نسبت سے زیادہ رعایا اودھ مین تعلقدار ن رو
کی سرکوبی کو کافی ہونگے فقط مقابلہ شاہ دہلی رہجائیگا یہ انسے بھی ممکن ہی اور آپکی فوج بھی ساتھ
ہوگی دوسبب ایک تو یہ کہ یہ ساختہ و پرداختہ آپکے ہین دوسرے مخالف مذہب ہی کہ انجام کار بسہولت
ہوجاے وگرنہ بظاہر بڑی خرابیان اور نقصان سرکا اور بدنامی ستھورے کسواسطے کہ مقابلہ محض جاہل
کور باطن نا عاقبت اندیش نافہمون سے ہوگا عرضی کو پڑھکر فرمایا تمکو کسنے بھیجا ہی عرض کی کہ قسم ہے اوس
خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا فقط جو کچھ میری عقل ناقص مین گذرا اُسے گستاخانہ عرض کیا کہ آپ خود وقت
کرنکیکا نوکر نہ متوسل ہون فقط خوشباش شہر ہون فرمایا بعد تین مہینے کے اسکے جواب کو میرے
پاس آنا چنانچہ صاحب نے اوس عرضی کو روانہ کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کے یہ ہنگامہ فساد برپا ہوا

معرکۂ عالم باغ

۲۲- رجب کو دوسری فوج نے عالم باغ سے نکلکر قبل از داخلہ فوج سلطان پور جو لڑتی
چلی آتی تھی قریب کوٹھی دلکشا و محمد باغ مورچے قائم کیے اس طرف سے بھی فوج
جمع ہوکر گئی لڑائی ہونے لگی گوردن نے محمد باغ کو ہر چار طرفسے گھیر لیا نجیب تلنگون
کے مورچو نپر گوردن نے ایسا مارا کہ کشتون کے پشتے کردیے اکثر باغ کے کنوون مین گر گر مرگئے ـ
ایک دن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکل کر بجنور پہونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے
فوج باغی جو وہان تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گوردن نے قصبہ مین جاکر مرغ انڈا بکری
بھیڑ اور سامان کھانے کا لیکر چلے آئے وہان کے رئیس عورات اطفال کو لیکر میاؤں
پاسا گھیے کے جنگل سے ہوکر گرتے پڑتے امین آباد کی دوکانون مین آکر پڑے جنکو اہل
شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر جاکر مہمان ہوے ـ
ایک دن گورے قلعہ سے ۸ کوس بسوارے مین جاکر رسد غلہ وغیرہ قیمت دیکر لائے
وہان کے عامل اور زمیندار کو بھی پکڑ کر عالم باغ مین چیف کمشنر کے سامنے لے گئے مقید ہوے
دوسرے دن اقرار نامہ رسد رسانی دیکر نجات پائی ـ

نیے چھپ کر جو قریب قریب قریات عالم باغ تھے رانگو رسد پہونچاتے تھے ۶ سیر روپیہ
کا آٹا بیچکر چلے آتے تھے اسیطرح اور غربا جان جوکھم کرکے ماکولات وغیرہ کانپور سے لاکر بیچتے
تھے بعض جھوٹ سچ پرچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رسوخ سے اکثرونکا بھلا بھی ہوگیا سرکار سے
کام بھی ملا۔

ایک دن کچھ مجروح گورے کرانچی چھکڑے پر سوار بنی کے ٹوٹے پل پر جو باندھکر
کبلامت کانپور چلے گئے متیرا تر چھار سالہ جسکا پڑاؤ کربلا سے میر خدا بخش مین تھا ایک دن
کنی سے سوار تیار ہوکر بنی گئے وہان کے تھانہ دار اور کئی برقنداز کو مارا گودام سرکار مین
جو کھانے کی چیز مٹھائی وغیرہ ملا لوٹا تار برقیہ کو جابجا سے توڑا ایک صاحب کئی سوارون سے
سڑک پر ملا سوار بھاگ گئے اوس صاحب کو مار کر اوسکا سر سرکار مین بڑی بہادری سے
لیکر گئے۔ اوسکی کرچ گھڑی افسرون نے لے لی اوسنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لندن
خالی ہوجائیگا میرے پاس اشرفیان ہین لیلو انہون نے کہا بعد تمہارے قتل کے سوا ہماری کون
لے لیگا تمہارے ہاتھ سے لینا کیا ضرور ہے۔

روز شنبہ ۱۹ رجب مطابق ۱۱ مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھکر اوس پار
چینہٹ کے اوتری جانب جنوب گورون نے مورچہ باندھا فوج باغی نے قریب کوٹھی
جنرل مارٹن مورچہ قایم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے چکر والی کوٹھی کی طرف لگایا
اور اپنے نصف کمپ سے اجریا مین مورچہ کیا یوسف خان ممو خان کے بھائی کو حکم ہوا کہ اپنی فوج
لیکر کمک کو جاؤ شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسانی کا ہوا اوسیوقت خوانچے والے ماکولات
تر و خشک لیکر جا پہونچے طرفین سے خوب لڑائی ہونے لگی۔ اس عرصہ مین فوج انگریزی جو سلطانپور
سے آگئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہو مع فوج دھاوے
کو چلے کوکرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے ہو ایک رسالدار ہمراہ رکاب پر
گرا مر گیا نواب یہ سانحہ دیکھ گھر کو پھرے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب کا سر فوج
کے ہاتھ آگیا اوسے بہ تماشا قریب دروازہ اکبری کیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی کوٹھی مین
آکر رہا تھا اوسنے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ ککرال پر قایم کیا فوج باغی سے

کہنے لگا نواب سے ملا ہوا ہے اسواسطے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانوں اوکھڑ گئے اب تمھین لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ یہان رہنے دو کل ہم دھاوا کرینگے اور جب ہمارا ساتھ دینا منظور ہوا تو اچھا اگر انڈیل جوان الگ ہو جاوے چنانچہ ایسی دو پلٹن فرنگی جدا کین اونھین اپنی کوٹھی کے قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی۔

جب یہ خبر سرکار مین پہونچی اہلکارون سے مشورہ ہوا کہ یہ لڑائی فتح کریگا تلنگون کی شراکت سے بڑی قوت پکڑ جائیگا ریاست مین فساد ڈالیگا پس جتنی فوج اوسکے پاس ہے طلب کرنا چاہیے یہ بھی اقبال صاحبان عالیشان کا تھا کہ آپس مین ہر روز بلکہ ہر وقت ایسے فساد چلے جاتے تھے اگر احیانا ایک بناتا تھا دوسرا اپنی بدنفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف شب کو جوبدار طلب فوج کو گیا کہا تم برجسقدر رکے نوکر ہو یا شاہ جی کے تلنگون نے کہا کہ ہم برجسقدر کے نوکر ہین جوبدار نے کہا حکم سرکار زبانی ممو خان یہ ہے کہ اسیوقت ہمارے پاس چلے آؤ سب اوسکے ساتھ چلے آتے اونکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا۔

شاہ جی یہ حال دیکھکر مضطر ہوئے جتنے تلنگے اونکے ساتھ رہگیے تھے اونکا پہرہ گرد کوٹھی کر دیا صبحکو فوج انگریزی نے دھاوا کیا کوٹھی پر بم کے گولے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر شہر مین سرا معتمد الدولہ مین اوترے کچھ زخمی بھی ساتھ تھے اوسے بمنزلہ قلعہ سمجھے گلیون مین چھپی توپ لگادی پہرے کھڑے کر دیے۔

گورون نے دریائے گومتی پر پل باندھکر ایک برن اوسپار اوتارا اجریاؤن کا مورچہ لیلیا دوسرے برن نے موضع بھٹولی علی گنج چاندگنج مین عمل کیا اور اوسیدن بادشاہ باغ واقع رمنہ سلطانی لیلیا پلٹن دہنے بائین مع بہادر علی مخدوم بخش کپتان جنکا پڑاؤ وہان تھا یہ سب اپنا اسباب چھوڑکر بھاگے گورون نے وہ لوٹ کر توپین کم کی لگادین اوسیدن تقریبا آٹھ سو آدمی جان سے گیے زخمیون کا شمار نہین ممو خان اوسوقت بدحواس ہوکے تھوڑے دالبنیر لیکر دھس پا کر کھڑے ہوے دیکھا گورونکا اسباب جلکر وانی کوٹھی سے بادشاہ باغ کو چلا آتا ہ سوارون کو بلا کر برا جایا حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا بڑا بہادر مشہور تھا اوسی حکم دیا کہ تم سوار اپنے ساتھ لیکر جاؤ پھر پکار کر کہا کون کون اونکے ساتھ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے

کسینے کچھ جواب نہ دیا شیخ احسان اللہ بیگ شریک ہمراہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم اونکے ساتھ جائینگے مگر جدا گانہ ممو خان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جائینگے بھر ۱۲ رسالہ کے سوار حمید اللہ خان کے ساتھ ہوے گھوڑون کی باگین بین کوئی نہ پہونچا سب گرد ہو کر رہگئے فقط اونسے جاکر گوروں میں پہونچکر ۲ تپنچے خالی کیے کئی آدمیون کو مار کر پھر آیا زخمی بھی تھوا فوج باغیہ مین واہ واہ کی دھوم مچی اور جو کام اونسے کیا وہی شیخ احسان اللہ بیگ نے بھی کیا ممو خان نے دونونکو دو شالہ رومال دیا

گورون نے ۸ توپین بمروسیل کی بادشاہ باغ سے قیصر باغ اور در حسن گنج کیطرف سے لگاکر شام سے مارنا شروع کی جب قیصر باغ مین گولے برسنے لگے فوج بہادر نے بھاگنا شروع کیا پھر فوج انگریزی نے دھاوا کرکے اسطرف پل آہنی کے مورچہ لگایا بعد اسکے کربلائے نصیر الدین حیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کرلیا۔ بہت سی رعایا اور سپاہ کی بیگناہ ماری گئی مگر توپین نواب علی خان کے امام باغ مین لگی تھین اونکی فوج کا پڑاو بھی اسطرف تھا ٹھہرنے نہ دیا۔

سانحہ حیرت افزاے فوج باغی

۵۔ رجب روز شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰ فروری پلٹن گرائی کے تلنگے کی چھپانی سے سو روپے مین سے ۶ روپے کم ہوے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑکر ممو خان کے پاس روبکاری کو لائے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جاکر یہ روپیہ لیلو اوسنے کہا میرا باپ مرزا بنیاد علی بیگ محلہ اشرف آباد مین رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوا دون بیس تلنگے مسلح اوسکے ساتھ آئے میرن صاحب کمیدان کے بیٹے سے گھر کا پتا پوچھا بنیاد علی بیگ کا کون سا گھر ہے بتایا جب باہر آئے ماجرا بیان کیا انہون نے کہا حاشا مین اس سے واقف نہین گفتگو بڑھی آخر مرزا کو گرفتار کرکے لیچلے مرزا علی حسن جوان رعنا بہ مجرد سننے اسکے شیر بچہ تلوار لیکر چلا جب تھانہ پل اشرف آباد پر پہونچا جوشش جرات اجل گرفتگی اور محبت پدری سے پکارا مجھے میرے باپ کے بدلے لیچلو سپاہی ڈرے اپنا تو پیچھے سے شیر بچہ دا غدے دفعۃً کئی تلنگے پھر پڑے باقی اونکو لیکر آگے بڑھے اس جوانامرگ نے شیر بچہ کو آگ دی نہ چلا گھبراکر نالے کیطرف چلا تلنگون نے جھپٹ کر

وہین اوسکا کام تمام کیا بعد ایک ساعت کے چارپائی پر نعش گھر مین آئی حشر ماتم برپا ہوا اسے کس
زبان سے بیان کیا جائے شام کو پہلوی مرزا عباس قلی بیگ مرحوم کے دفن ہوئے باپ بھی چھوٹ کر آئے
شریک دفن ہوئے ایسے خون ناحق شہر مین بہت سے ہوئے انصاف کون کرتا جہان ایسے ظالم بیدرد
سفاک جمع ہوئے ہون شرفا و نجبای شہر نے اپنے گھر سے باہر نکلنا موقوف کر دیا تھا لاحول و لا قوۃ الا باللہ

مہاراجہ بالکرشن دیوان کا مرنا راجہ بہاری لال کو خلعت ہونا

۱۰ شہر رجب سنہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۲۵ فروری مہاراجہ بالکرشن مرض اسہال سے مر گئے یہ
اپنی وضع اور استقلال مزاج اور فہم سے اس زمانے مین بہت غنیمت تھے اور خیرات و مبرات سے
ہنود و بیراگی فقیر دور دور سے آکر عیش باغ مین برسات تک انکے مہمان رہتے تھے پچاس ہزار
سے زیادہ اونکی مہمانی مین صرف ہوتا تھا بعد برسات کے سب چلے جاتے تھے اور اپنے سیاق
پیشہ متصدی گری مین بہت ہوشیار تھے سارا ملک محروسہ نوک زبان یاد تھا اور سلطنت مین ذریعہ
انکا محتاج اثر کے واقفیت و قدامت رہا اور ہمیشہ بچنا بھی ایک ضبط اوقات سے کیا اس انقلاب
سلطنت کے ہو جانے سے زیادہ تر آلام روحانی اوٹھایا اور اپنی سرکار سے کھٹکا بھی بازپرس
کا جاتا رہا اور اپنی آبرو کی محبت سے بانیمون روپیہ بھی عزیز نہ کیا اور سلطنت نصیبی مین اس
عہدے کو باکراہ مجبوری قبول کیا اور گو ہا زمینداران ممالک محروسہ انہین کی صلاح سے اپنے اپنے
علاقے پر چلی گئی تمام کچھ رہ گئی تھی در پردہ سرکار انگریزی کیواسطے کی تھی اگر جیتے رہتے کیا
عجب تھا اسکا ثمرہ بھی اوٹھاتے غرض جب سرکار مین خبر ہوئی پہرے بحیلہ حفاظت گھر پر آئے
راجہ بہاری لال کو خدمت داصلباقی تھی سراسیمہ ہو کر نواب سے عرض حال کیا انھون نے
لحاظ قدامت و سررشتہ موروثی و خیرخواہی و نمک حلالی بہت تاسف کر کے پہرے برخاست
کر دیے اگرچہ مہاراج جہان گذشتہ کے دشمن دانا مگر منصف تھی جب نو دولت اہلکارون بلطف
دنیا و اخذ زر سمجھا یا دو خاص بردار جہراسی دیوان عام بحیلہ حفاظت رہنے دیے جب تجہیز باتات
مذہب سے فراغت ہوئی ۱۰ رجب سنہ مذکور کو راجہ بہاری لال کو خلعت دیوانی ۲۲ پارچہ بلا

اور خلعت و اصلباتی راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیا سوم خدمت جو زمان معتمد الدولہ آغا میر راے دولت
کی بیت و پیشکش سرکار مقرر تھا وہ بھی دیا معروف کار و یا مستعار رہے جان بھی بچی گھر بھی لٹنے سے بچا
بعد فتح و تسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سے بگڑی دونوں علیحدہ ہو گئے جب حکام سے مہاراجہ
بہاری لال کو صفائی زمان ماضیہ حاصل ہوئی سرکار سے اا ہزار روپے خرچ کو ملے اینده کو امیدوار پرورش
کیا عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی تجویز ہوا انہوں نے قبول نہ کیا مگر حکام کو بدل اونپر رعایت منظور ہوئی
اور ارادے انصاف محرک حق دلوانی زمان گذشتہ راجہ تیز کرشن سے ہوئے پہلے چاہا کہ آپس میں تصفیہ
ہو جاوے نہوا آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات و حقوق وکلای عدالت دو سو ماہواری کا
تصفیہ ہوا ڈگری ملی تا مدت حین حیات راجہ تیز کرشن پاکین فیدر نونک دسکے بعد تیز کرشن کا احوال
بسبب آوارگی مزاج اور خرچ لغویات نوبت بہ گدائی پہونچی مضطر ہو کر جے نگر بھی ہو آئے مکان خاص
بازار کا نشان نہ رہا بھوانی گنج اور گاؤ خانے میں مکان وسیع بنوایا تھا بک گیا ۸ لاکھ روپے کے نوٹ
سرکاری مہاراج جہان گذشتہ کے پاس تھے سوای مالیت خانہ وغیرہ اونکا بھی نشان نہ رہا کہاں گئے اور
کیونکر خرچ ہوا اب شاید راجہ دگبجے سنگھ کچھ کفالت قوت لایموت کرتے ہیں انکی گھر کی دولت کا سبکو تعجب ہے
کسی کی فہم میں نہیں آتا —

فوج انگریزی کا دریا کے پار جانا اور ہنگامہ قتل ہر طرف ہونا

۲۰ - رجب کو گورے ہاتھیوں پر سوار مع توپ اور گارد سواروں ت دریا کے پار
اوترے سپاہ باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہ پر رک کر بھاگی - رعایا بھاگ کر شہر میں اسپار آئی —

تفصیل فوج انگریزی ہمراہی کمانڈر انچیف

۵ فصلر نمبر ۱۳ لائٹ انفنٹری - ۱۹ - ۲۰ - ۲۳ - فصلر نمبر - ۲۵ - ۳۷ - ۸ - ۴۲ - ہائی
لنڈرس یعنی کوہی ملک اسکاٹلنڈ کے رہنے والے یعنی گھنگرے والی - ۵۴ - ۶۰ - رائفل

۶۰-۶۴-۷۰ ہائی لنڈرس-۸۲-۹۲-ہائی لنڈرس ۹۰ رائل ہارنس ملٹری ٹرین ۲۶ ہزار
نیپالی ہمراہی جنگ بہادر مع گیرن وغلہ لشکریان-۲۰ ہزار اونٹ ۵۰۰ ہاتھی ۸ ہزار کرانچی چھکڑا
۸ ہزار کہار ڈولی وغیرہ یہ سب فوج قاہرہ جابجا ملک مین متفرق ہوگئی تھی اور پنجابی پلٹن اور
رسالون کا حساب نہین معلوم اور جب سے داخل ملک اودھ ہوے اور جتنے ہر جگہ راہ مین
مورچون پر یا میدان مین مارے گئے یا زخمی ہوے اونکا حساب نہین - ۲۲ رجب روز شنبہ
کوکب مریخ جلاد فلک قتال عالم برج عقرب مین طالع تھا بحساب نجوم قبل از طلوع آفتاب
ساعت مریخ مین ہنگامہ کارزار طرفین سے جوش وخروش مین آیا پہلے گورون نے چاہا کہ باغ بادشاہی
رمنہ سے نکل کر مثل سابق در دولت پر چلے آوین لوہے کے پل سے مگر جب حیدرآباد ماہ نگر
مین پہونچے آگ لگانا شروع کیا سپاہ باغی جو پکے پل اور لوہے کے پل پر تھی رعایا اوس پار کی
شہر مین جانے کی مانع ہوتی کہ باعث ہراس رعایا شہر کا ہوگا بادشاہ باغ سے جب گورے نکلے
راجہ منوا کے لوگ ستر راہ ہوے طرفین سے مارے گئے تین توپین گورے بادشاہ باغ مین نہ
لیجا سکے آخر گورے مردانگی سے باہر نکلے دو تلنگون کی گولی سے گر پڑے باقی چار دونون
نعش کو توپ پر باندھ مثل برق جہندہ باغ مین کھینچکر لے گئے اسطرف دریا کی جتنی توپین مورچون
پر تھین چلنے لگین سپاہ جنگی اور افسران فوج کا در دولت پر ہجوم ہوا چودہری حشمت علی بحکم
سرکار ۵ یا ۶ ہزار گوہار سے سمت منڈیانون گئے تھے راہ مین لڑائی ہوئی گورے پسپا
ہوے کچھ میگزین ہاتھ لگا پھر سب بھاگے بہتسے سوار دریا مین ڈوبے پیدل اسقدر کشتیون
پر سوار ہوے کہ سبکو لے ڈوبے -

ککرال کے میدان مین پانسو سوار مسلح صف بستہ کھڑے ہوے تھے دفعۃً ۲ انگریز نے اون پر
گھوڑے اوٹھائے جتنے نامرد بصورت سپاہی بیکر دھڑکی ٹٹی کھڑے ہوے تھے سب نوک دم
بھاگے کئی تلنگے مین ویسا ر نکل آئے اونمین سے تین گولی سے گرے اونکے سر کاٹ لائے -

اسیطرح ایک صاحب نے جنرل مارٹن کی کوٹھی کے مورچہ پر دلکشا سے گھوڑا دوڑایا ایک توپ پر
پہونچا ہاتھ مین چابک تھا کئی توپ پر سے گولہ انداز بھاگ گئے ایک بڈھا کھڑا رہگیا صاحب نے
کہا صد آفرین تو بڑا بہادر ہے اب یہ توپ ہماری ہے اتفاقاً ایک تلنگے نے کمین سے گولی

گولی ماری گر پڑا اسکا سر کاٹ لیا شام کو طرفین سے لڑائی مورچون کی بند ہوئی۔

۲۴ - رجب پنجشنبہ پہر رات رہے سے طرفین سے پھر لڑائی ہونے کے پل پر موضع جعفری پلٹن نجیب کا تھا خوب لڑا گوروں کو پل سے ادھر آنے نہ دیا اوسوقت فوج انگریزی موسیٰ باغ کو چلی گھیلے گانوں سے پار اتری ایک پانی کے تھالے کو گہرا سمجھکر پھرے ایک تعلقدار کی گولہ نالے مین تھی وہان سے نکلکر ایک باڑھ ماری دوسری طرف چودھری کی گڑھی سے گورے پسپا ہوکر پکے پل پر آئے سپاہی سب بھاگے ایک تلنگہ توپ پر رہگیا اپنے ساتھیوں کو پکارا اے نمک حرامون کہان بھاگ کر جاؤگے یہ کہکر اوسنے آپ توپ کو مہتاب دی اتفاقاً وہ گولہ انگریزی ٹیٹی پر گرا آگ لگ گئی اس عرصے مین تلنگے جو بھاگے تھے سمٹ کر پھر آئے گورے پیچھے ہٹکر بادشمندی کے گھرون مین گئے لوٹا جو سامنے آیا پر غضب ہوکر گولی ماری غریب اپنے گھرون سے کچھار دریا مین چھپکر بیٹھے تھے اونھین پکڑکر اپنے پیش رو کیا جب توپ چلی پہلے نشانے مین اوڑے بعد اسکے گورے شاہ جی کے باغ کربلائے مریم مکانی جیالال کے باغ مین چلے گئے بعض مرد سپاہی اپنی جہالت سپاگری سے نکلکر لڑے مارے گئے گھر لٹ گیا کنارے دریا دھوبی کپڑے دھو رہے تھے جب گورے گاؤگھاٹ سے پھرے ۲۷ کو گولیون سے مارا اونکے بیل جو فربہ تھے اونکا شکار کرکے لے گئے ۲۵ - رجب روز جمعہ قبل طلوع آفتاب پھر لڑائی شروع ہوئی وقت عصر ایک صاحب یکہ سوار اوسپار دریا کے زیر درخت کے دوربین سے دو تفنگ قدم کے سیش محل کو دیکھ رہا تھا اسطرف ٹہرا رہا تماشبین شہر جمع تھا کنارے دریا ایک رسالہ تیار کھڑا تھا اونمین سے ایک شہسوار نے پرے سے نکل سوارون سے کہا تم مین کون ایسا ہی جو اوسپار جاکر اس صاحب کا سر لاوے سب چپ ہو رہے اوسنے پکار کر کلمہ شہادت پڑھ زیر بند گھوڑے کا کاٹ دریا سے مثل عقاب صاحب کے سر پر پہونچکر پہلے گولی گھوڑے کو ماری صاحب نے دونالی بندوق سر کی سوار نے گھوڑے کو دی پر لگایا جب دونون نال خالی ہوچکے اوسنے تیغ مارا صاحب گر پڑے اس عرصے مین کئی سوار انگریزی صاحب کی کمک کو پہونچے پھر اوسنے طمع صاحب کے سر کی اپنی سر کی بچاؤ سے نہ کی اوسیطرح اوسپار چلا آیا واہ واہ کی بڑی دھوم مچی اون سوارون نے بھی پکار کر اسکی بہادری کی تعریف کی اور کہا اگر ایسی بہادری ہمارے لشکر مین کرتا افسر کلان ہوجاتا۔

قیصر باغ مین فوج کا داخل ہونا جناب عالیہ کا نکلنا

۲۶- رجب روز شنبہ پہر طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گورون نے ناکہ چار باغ سے چاہا کہ امین آباد سے چلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہو گئی نہ آنے پائے

۲۷- رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گورے پہلے امامبارہ جنت مکان مین آئے کچھ باغی مقام امن سمجھکر وہان چھپ رہے تھے بعض مکان کی چھت کو بارود سے اوڑا دیا اوسکے گرنے سے کئی آدمی دبکر مر گئے پھر وہان سے بشیر الدولہ کے امام بارہ اور اصطبل سے ہوکر سیدھے قیصر باغ کے دروازے پر آئے اس پھاٹک کے سامنے بڑا دھس دیکر خندق کھودی تھی برج بناکر اوسمین توپین لگائی تھین پہلے گولہ انداز بھاگے توپین بھری تھین کاتسکے اوسمین داغ کر اڑ جاتے ممو خان نے جب یہ خبر سنی مستعد پیکار ہوکر اپنے جان نثارون سے اوٹھ کھڑے ہوے لیکن معشوق محل کے مکان سے کسی نے آگے قدم نہ بڑھایا آخر مایوس ہوکر پھر آئے ۔

وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جناب عالیہ ہوے سبکی صلاح یہ ہوئی کہ اب جناب عالیہ کا یہان سے نکلنا مناسب ہے نواب تامجان پر سوار ہو سیدھے اپنے گھر پہونچے قیصر باغ مین سب نے پچھم کے پھاٹک پر باغ کے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کیطرف ہے ہجوم کیا پھاٹک مقفل تھا تلنگون نے گولیان مارکر اوسے کھولا مثل کبوتر دفعۃً سب کے سب پھڑ پھڑا کر باہر نکلے ہر طرف اوڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہو چکا تھا سمجھکر جناب عالیہ سے کہنا یہ واشارہ بہت سا سمجھایا اوسکا جواب بڑے استقلال سے دیا ممو خان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ اوسیطرح کا تھا کہ سوار ہوا اپنے گھر چپکے چلے آئے ۔

جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کوٹھی جنرل مارٹن مین جلسہ کمیٹی مین تھے کہ دفعۃً خبر ہوئی کہ میجر صاحب دو کمپنی گورون کی لیکر دلکشا سے پہلے دیوار رمنہ توڑکر حیات بخش کی کوٹھی مین آئے وہان سے میر فدا حسین کپتان کے مکان مین ہو قیصر باغ تک جا پہونچے اور اونکے آگے سے کچی دیوارین مکانون کی بنائی پر سنر سنر گراتے چلے جاتے تھے جب گورے باغ کے پھاٹک پر پہونچے کلہاڑون سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوے ہر روشن پر پہلے چاندی کی

بارہ دری کے صحن مین نشان فتح گاڑ دیا افسر بارہ دری مین کرسی پر بیٹھے بڑی دھوم مچاتی فوج
سکھ وغیرہ رمنہ اور مقبرۂ جنت آرامگاہ سے داخل ہوئی ہر طرف محل اور شور و غارت ہونا شروع
ہوا اس لوٹ مین ہزارہا ملازم نمک حرام ہوکر ملگئے صاحبات محل مین قیامت برپا ہوئی لیکن یہ عجب
بات خدا داد ہے کہ اگر گوری اوسیوقت سیدھے مکان فرحت افزا مین قریب چولکھی چلے آتے کیا
عجب ہے اوسیوقت جناب عالیہ برجیس قدر مع صاحبات محل سب کو گرفتار کرلیتے قصہ مختصر تھا مگر
اتفاقاً خوان علی خان اوسیوقت کئی ہزار سپاہ ستے داخل باغ ہو گئے ناکہ لودعلی شاہ پر کسی کو چھ
کے بہکانے سے تھوڑی دیر رک رہے تھے بہرحال گوروں سے باغ مین خوب گھمسان ہوا ہزار
مین پر نہر خون جاری تھی ہر طرف لاش کا انبار تھا گوروں سے سمٹ کر سنگین بارہ دری مین ہوتے
تھے پیچھے سے جنگ بہادر کی فوج نے آکر باڑھ ماری سپاہ دن گر پڑے آخر سب بھاگ
خان بھی زخمی ہوے۔

جناب عالیہ سراسیمہ پریشان حال پیادہ پا مع صاحبات محل اور شاگرد پیشہ غول عورات
ملازمین باغ کے کوٹھونیر ستے گھسیاری منڈی کے پھاٹک سے باہر نکلین حلقہ عورات
صف بستہ اونکے پیچھے برجیس قدر ایک سیدی کی گود مین کندھے سے چمٹے ہوے اور غالیچہ اندر
چاندنی رفع احتمال کو ڈالے ہوے جسنے راہ مین قافلۂ ناموس شاہی کو دیکھا بے انتہا
پیٹنے اور رونے لگا یہ انقلاب زمانہ تھا بہرحال گلیون مین گرتی پڑتی ٹھوکرین کھاتی ہر قدم
پر الجھتی ہوئی ٹیلہ شاہ پیر جلیل سے گذر کے پل مولوی گنج پر پہونچین جواہر علی خان نے
اپنی پینس کہار آگے سے وہان بھیجدیے تھے قریب زوال شمسی جناب عالیہ مع برجیس قدر
اوسی پینس مین سوار ہوئین باقی اور صاحبات محل وہان سے متفرق ہو گئے اس عرصہ مین
کچھ سوار تلنگے شاگرد پیشہ تلاشی سواری ہر طرف سے جمع ہوکر ساتھ ہوے یحییٰ گنج منڈا
چوک ہوکر بغل دروازے مین غلام رضا خان کے گھر مین اوترین یہ مرد عاقبت بین
تھا کچھ انجام کار سمجھکر عرض کیا یہان گوری بہت قریب ہین خدانخواستہ کوئی صورت خلاف
پیش آنے باعث روسیاہی غلام ہو پھر وہان سے نواب شرف الدولہ کے گھر گئین وہان بھی یہی خوف
پیدا ہوا کہ شاید نواب تبار سوخ سمجھکر صاحبان عالیشان کو بلوا کر گرفتار کرادین حالانکہ یہ سب خیال خام تھا

مگر اضطرار نواب سے ایسی نمک حرامی کبھی نہوتی جناچہ انھون نے تین مرتبہ اپنی حکومت مستعار مین
عرضی اپنے حال کی لکھی اور پھاڑ ڈالی جناب عالیہ وہان سے محلسرائے حسین آباد مین گئین وہان
سے پھر غلام رضا کے مکان مین مگررات کو ساہ جی کے مکان مگررات کو ساہ جی کے مکان
قدیم مین رہتی تھین شام تک جتنا عملہ شاگرد پیشہ تھا سب جمع ہوگیا ممو خان محلسرائے حسین آباد
مین رہے اور یہان چوک تک پہرے حفاظت کے کھڑے ہوے تھے۔

پیام جنرل اوٹرم صاحب جناب عالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار بیگمی یہ ہے کہ پہلے قیصرباغ مین جنرل اوٹرم صاحب نے پیام معرفت
مرزا علی رضا کوتوال بواسطۂ شرف الدولہ جناب عالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے موافق
سمہ دولت نواب شجاع الدولہ ملیگا بشرطیکہ لڑائی موقوف کردیم ان باغیون کے نکالنے کی تدبیر
کرلینگے اور مسافران لندن و کلکتہ کو بھی بلوا دینگے یہان خود غلط ایسی بات کب سنتے تھے
بعض اسے فریب و خدع سمجھے بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہوچکے ہین جب ایسی باتین
کرتے ہین خدانے چاہا تو ہم انھین نکالے دیتے ہین اسکا جواب معقول نہ گیا اسی کشش و پنج
مین رہے یہ وہی صورت ہوتی ہوتی جسطرح قبل از معرکہ بکسر صاحبان عالیشان نواب
شجاع الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ ہمسے صوبۂ عظیم آباد لیجیے مگر قاسم علیخان کے شریک نہوجیے
وہان مشیر کار و معتمدین خاص نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ نواب مدار الدولہ تھے کب وہ
سنتے تھے اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان مین اس مضمون سے
آیا کہ فی الحال ہم زمان واجد علیشاہ بدستور سابق تمھیں تمھارا ملک دینگے لڑو جہان ہو اوسی مکان
مین رہو جب ہم فوج باغی کو بھگائین تم نہ بھاگنا اوسی مکان مین رہجانا تیسرا پیام آخری اوسوقت
آیا جب جناب عالیہ مہمان خانہ نواب تھین کہ اب سرکار سے تمھین صرف ۲۵ ہزار روپیہ درماہہ ملیگا
اور جیراسی جو حکمنامہ لایا تھا اوسنے زبانی کلمات تشفی حسب الحکم صاحب کہے اور کئی بدات بھی
لکھکر آئے تھے کہ انپر اپنی مہر کرکے بھیجدو دسوقت ممو خان اور ارکان دولت نے سمجکر اسکا
جواب دیا کہ بوقت مقابلہ و مقاتلہ ہمیشہ سے خدع و جھوٹ طرفین سے جائز ہے بعد اس عہد

عہد و میثاق کے ہین بے خوف سمجھکر مثل شاہجان گرفتار کرکے لیجائین اگر صاحبان عالیشان کو یہی منظور ہے تو حسب سررشتہ انیپاس اقرار کو تحریر فرمائین انجیل خدا پر مہر کردین اور بادشاہون کی او سپر گواہی بھی مثل بادشاہ مصر وغیرہ جو ہمارے واسطے سند کامل ہو اسکا جواب مرزا علی رضا نے دیا سبحان اللہ کل دھاوا ہوگا یہ امر تاتریاق از عراق آج آپ چاہتے ہین فیصل ہو جاوے مصر اور ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہین گویا نواح لکھنؤ مین ہین مموخان نے کہا اگر گواہ لعبد المشرقین پر ہین خنگ بہادر تو تہہ یک حال ہے وہ اپنی گواہی اور ذمہ اور روے قسم کردے کیا مضایقہ یہ سند بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال وجواب طرفین سے دہلی موقوف ہوا مرزا علی رضا بھی پابوس ہوکر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ نبطا ہر اب ہم سبکی اجل دامنگیر ہے دیکھئے اس آفت سے خدا کیونکر بچاتا ہے ۔

اوسکی صبحکو شہر مین منادی ہوئی کہ رعایا بدحواس و پریشان نہو سب گورے مارے گئے تھورے قیصر باغ مین ہین وہ بھی تمام ہوے جاتے ہین مگر اس منادی پر کسیکے کان پر جون بھی نہ رینگی ۔

شب سہ شنبہ حسین آباد مین مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست کو بلاکر مہر طغرا خنگ بہادر کی دکھائی اور کہا مموخان نے کئی افسر معتمد اسکی تصدیق کو بھیجے ہین خدا چاہے تو یہ صورت نجات اچھی نکلی ہی مگر پھر حوادث روز سہ شنبہ تک دیانت کیا ہی اصل محض بلکہ سراسر حیل و فریب تھا ۔

غرض صبحکو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہوکر گگا و گھاٹ سے دھاوا کیا اور یلا فرنی کہتے چلے کہ ہم آج گورون کو مارے لیتے ہین قیصر باغ بھی خالی کروائے لیتے ہین دگر کسیکو منھہ نہ دکھائینگے جب یہ خبر جناب عالیہ نے سنی کہ فوج نے دھاوا کرکے بادشاہ باغ لیلیا جارتون بھی چھین لین اب کوئی دم مین قیصر باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسیر بڑی خوشی ہوئی پھر خلاف اسکے خبر آئی کہ گورون نے دھاوا کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی ہو سب چھوٹ گئی امام باڑہ بھی لیلیا جامع مسجد کے گلدستے اور امام باڑے کے کوٹھے سے گورے قصاب کے پل تک گولیان لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہو جائین ۔

احمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کرکے فیروز شاہ سے کہا تم بیلی پل سے دھاوا کرو مین عیش باغ سے کرونگا وہان بھی جنگ بہادر کی پلٹن سے خوب تلوار چلی جب اونکی اور کمک آئی شاہ جی بھاگ کر نخاس مین آئے گورے چوک مچھلی والی بارہ دری۔ اکبری دروازہ تک پھیل گئے پھر شام سے رات بھر گولون کا مینھ برستا رہا مگر قدرت خدا سے شہر مین دو تین آدمی ضائع ہوئے۔ آگ بھی کسیکے گھر مین نہ لگی اور اگر کہین لگی بھی جلد بجھ گئی خلاصہ رعایاے شہر بیگناہ پر ہر طرح آفت ہے باوجودیکہ اُنمین سے کسی نے مقابلہ نہ کیا بنسبت دلی کے کہ وہان سب رعایا نے جہاد ایمانی پر کمر باندھی تھی آخر سب کے سب بحال تباہ بے حواس و مضطر ہو کر بے اسباب مال و زر پیدل ہو رو بلبخ جانب مغرب تا کہ شہر کاکوری کا کمر آباد۔ کسنڈی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم نہ تھی۔ شاہ جی گھبرا کر ہر ناکے سے فوج کو بلاتے تھے کسیکے پانون نہ ٹھہرتے تھے اور گورے کے نام سے بھاگتے تھے حالانکہ سب صاحب ہتھیار اور کارزار ہندوستان دیکھے ہوے تھے اسکے سوا گلیون سے کتے شہر کے معلوم نہین کہان چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت برستی تھی اور خون ناحق کی بو آتی تھی اور عورات پردہ نشین کو پردہ کا کب ہوش رہا تھا دار مسلح آگے عورات چادر اوڑھے پیچھے چلی جاتی تھین۔

جناب عالیہ کا شہر سے نکلنا

روز سہ شنبہ ۲۹۔ رجب ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۶۔ مارچ ۱۸۵۸ء قریب شام جناب عالیہ مع برجیس قدر بحالت یاس گلی مین مینس مین سوار ہوئین چار توڑے اشرفی کچھ جواہر بیش بہا زبانی ربانی مفتاح الدولہ اور کئی دن پیشتر نکلنے قیصر باغ سے ممو خان کے کہنے سے زنانہ کروا کے آپ جواہر خانے مین آکر کنجیان مفتاح الدولہ سے لیکر جتنے صندوقچے باقیماندہ تھے سب لیگئی تھین اوسمین سے کچھ ملا باقی معلوم نہین کیا ہوا اور ممو خان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا لیگیا اور آج تک کسی کے پاس اوسکا نشان بھی نہ رہا اگر کسی کے پاس ہوتا غالب ہے کہ ہر طرح سے کھلتا یا گوندی کب اس سے غافل رہتے غرض شاہ کے عالم باغ سے سواری نکلی حلقہ عورات گرد و پیش تھا ممو خان گھوڑے پر سوار مع اپنی عیال احمد حسین حکیم حسن رضا صاحب عدالت یہ سب پیادہ پا کچھ سوار تانگے

بھی ساتھ تھے مچھلی بھور اون پہونچین اب اسوقت بھی اگرچہ سوار انگریزی پہونچتے تب بے تکلف گرفتار
کر لیتے اسکا سبب نہین معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خبر عظیم سے کسوجہ سے
غفلت کی راجہ مردن سنگہ زمیندار نے بہت تمردی سے ایک چوپال رہنے کو دیا اور خود حاضر نہوا
جناب عالیہ بہت بہو کی تعین کھلانے کو کہلا بھیجا جب یک ٹکے کا بھیجدیا جائیگا اور پھر گستاخانہ کہلا
بھیجا ہم تمکو کیونکر جگہ دین اور شریک ہون تم ہر جگہ مثل مینڈک اچھلتی پھروگے اور پیچھے انگریز مثل سیاہ
ٹہراتے پھرینگے خلاصہ یہ کہ بارہ ہو کر خیرآباد پہونچین ہرپرشاد ناظم قسمت اول خیرآباد مولوی عماد الدین
عرف مولوی محمد ناظم بیسوان باڑی جو سندیلہ مین لڑتا رہا اور بڑی مدت سے مارا گیا بمجرد
سننے خبر آمد جناب عالیہ تین کوس سے استقبال کیا بڑی دھوم نقارہ و نشان جلوس سواری
سے مرزا نیدہ علی بیگ کے امام باڑے مین اوتارا راہ مین فقرا کو دو ہزار خیرات کیے جب
داخل شہر ہوئین توپین سلامی کی چلین۔

وہان صلاح یہ ٹھہری کہ بریلی کو چلین اکثرون کا رجحان یہ ہوا کہ ابھی اپنے ممالک محروسہ
مین توقف مناسب ہے کسواسطے کہ یسا ہے کہ نکوست از بہارش پیداست + جب اور گریزگاہ نرہیگی
اور کہین پناہ نہ ملیگی ملک غیر مین بمجبوری چلے جائینگے بعد اسکے محمود آباد راجہ نواب علیخان
کے گھر مین مہمان ہوئین پھر بھونی راجہ منوا کی گڈھی مین رہین وہان وکیل راجہ ہردت سنگہ
سوانی حاضر ہوا عرض کی ہم آپ کے بہرحال شریک و فرمانبرداری مین رہین احتمال راجہ
منوا کا انگریزون سے سازکاری پھر وہان سے وہان سے وکیل کے ساتھ داخل بونڈی ہوئین
اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز مین جتنے لکھنو سے بھاگے تھے اندرونی
و بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہوگئے اور ملازمین قدیم و جدید مع بیگمات محلات اور امرا اور
رعایا وغیرہ آپہونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہو مثل لکھنو
چوک آباد ہوگیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقدارون نے بے طلب زرتحصیل بھیجنا شروع کیا ایسی صورت
بے منت کسی تسلط سلطنت مین نہوئی تھی اس زرتحصیل کی عدم رسی پر کیا کیا لڑائی اکثر ضلع
مین رہا کرتی تھی بس امر مین سب کو استعجاب تھا کہ ایسے وقت اضطرار و مایوسی و قطع امید مین
اسطرح آمدنی ملک کا بے منت ہونچنا غرض اس مدت قیام مین جتنا سامان امارت شاہی تھا

اور اسباب اونکے ریاست سب طرح کا موجود ہوگیا تھا بلکہ اکثرون کے پاس جو اسباب سلطانی کسی طریق سے ہاتھ آگیا تھا اونمون نے سب بے طلب سرکار مین دیدیا اور ظاہر ہر شخص اپنے واسطے اس مرگ انبوہ کو صورت عافیت مستعار سمجھا تھا اور پچھلی مصیبتین جو لکھنؤ یا میان راہ ہر طرح سے پائی تھین دل سے بھلا دی تھین اور بازار مثل چوک لکھنؤ ہوگیا۔

حکام عالیشان بندوبست و انتظام شہر اور لوگون کی روبکاری و دار و گیر تھانہ مین مصروف تھے اور معرکہ سندیلہ اور نواب گنج بریلی تسا ہجہانپور در پیش تھا اور ایام برسات سے ندی نالے مانع راہ تھے اور خاطر جمع تھی کہ ان سب کی منتہای گریزگاہ کوہ شمالی ہے وہان کا حاکم جنگ بہادر ہمسے موافق ہے یہان ان سب کو تہ اندیشون کا اوسیطرح کا نشہ پر غرور دو پہر غلط ہوگیا تھا کبھی اصلاح کی آشتی صاحبان عالیشان کا خیال بھی نہ آیا فوج جنگی اور آپس کا نفاق خود رائی خود پسندی بھی بدستور

انتظام ممالک محروسہ و محاربات اکثر مقام

راجہ بینی مادھو بخش نظامت بیسواڑے مین متعدد سرگرم قتال و جدال رہے سلون مین شیخ فضل عظیم خان بدستور بحال رہے میر مہدی حسن خان نظامت سلطانپور مین مقرب الدولہ منتظم الملک میر محمد حسن خان بہادر شمشیر جنگ نظامت گورکھپور مین اور انتظام الدولہ ممتاز الملک خان علی خان بہادر ذو الفقار جنگ جلدہی معرکہ قیصر باغ مین اعلے قسمت اول خیر آباد محمدی ساندی پالی شاہ آباد مین مولوی محمد سندیلہ خاص مین اس شرط پر گئے تھے کہ یا فتح کرونگا یا مارا جاونگا چنانچہ اس معرکے سے منہ نہ پھیرا پانچ ہزار مرنے والے سرفروش ساتھ تھے وہ مردانگی دکھا کر خوب لڑ بھڑ کر نام کر گئے کونیا صاحب اسی معرکے مین زخمی ہوے اور جب تک معرکہ سندیلہ رہا ٹھہرے رہے تاکہ حیدر گنج جدید پر توپ خانہ اور فوج سرکار ہوشیار و تیار رہی۔

یوسف خان بھائی ممو خان کے سپہ سالار فوج ہو کر گئے کئی راجہ اونکے ساتھ تھے نواب گنج میں انگریزون سے مقابلہ ہوا راجہ بابھد رسنگہ چہلاری بعد قتل و قمع گبرے نام و نمود سے اسی لڑائی مین مارا گیا جب اس راجہ کے گھر مین بیٹا پیدا ہوا تھا خوشی کی توپین چلین فوج

توپ کی آواز سنکے بھاگی محمد خان نے رانی سے اسکا جرمانہ لیا جب مفصل حال ہوا۔ لوگون سنے جیالتیان
کو سمجھایا اسکے عوض رانی از جاتت ماتپتے کے واسطے جوری کرٹے وغیرہ کی بھیجی یوسف خان کہما حبان
ہوکرنے چٹھی امان دی اس جہت سے بسلامت چلے آئے اسکے بعد ہردت سنگہ سوائی کے پھر پانون
نہ ٹھہر سکے بھاگے ۔

نظامت بہرائچ مین کاظم حسین خان تجمل حسین خان زمیندار بھٹو راسٹو راجہ دیبی بخش گونڈہ
مین گلاب سنگہ راجہ بردا۔ درنجے سنگہ راجہ مہونا۔ نرپت سنگہ راجہ رہیہ۔ رانا مادھو بخش بہادر
چودھری صاحب علی۔ انندی کورمی۔ جوت سنگہ راجہ چہروا۔ یہ سب ہر جگہ کرتی ہی جب تاب
مقابلہ لاسکے بھاگ کر بوندی مین جمع ہوے ۔ پس اگر انصاف سے دیکھیے زمینداروں کی گمارکمان اوسکا مال
اسکی فوج سے ہوا۔

سردار اور اہلکار ہمراہی جناب عالیہ۔ مقرب الدولہ۔ مفتاح الدولہ۔ رانا بینی مادھو بخش ہنومنت سنگہ
کالے کانکر۔ راجہ دیبی بخش۔ راجہ ہردت سنگہ سوائی۔ راجہ جوت سنگہ چہردا۔ گلاب سنگہ نرپت سنگہ درنجے
بھیا جی چہلاری۔ کلن خان مختار رانی نان پارہ۔ رانی تلسی پور وغیرہ حاضر تھے ۔

اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ واسطے خاص و عام کے

حکام عالیشان نے از راہ مصلحت وقت اشتہار امان مطلق غیر مفید واسطے خاص و عام کے
جناب ملکہ معظمہ ام اقبالہا نے جاری کیا جتنے بھگیلے بیدل و مایوس حالت یاس کلی مین چھپکے
تھی اور خدا سے ایسا دن امان کا چاہتے تھے بواسطہ بدفعات حاضر حضور کماندنگ فوج ہوے
بعد اسکے لکھنؤ مین چیف کمشنر بہادر کی ملازمت حاصل کی اور اکثر اپنی مددگاری کو اوسی شہر کو روانہ
ہوتے یعنی تفضیہ زمین ہر مسر زمین ۔

نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد۔ شیخ فضل عظیم۔ میر مہدی حسن خان۔ میر غلام حسین خان
مقرب الدولہ کے بھائی علی خان بھائی نواب علیخان۔ کاظم حسین خان۔ جرنل اسمعیل خان۔ داروغہ
عنایت علی خان برگیڈیر بعد انکے گروہ متوسلین مستفیض ہوا خل لاالی اہولاد و لاالی ...

تھے یعنی شمار مین نہ ادھر نہ اودھر تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا پر دربار حاضر ہونے لگے۔
نواب نورالدولہ عرف نادر مرزا صاحب وثیقہ مہو بیگم صاحبہ لکھنا سہ سرکار پر بھی حاضر نہوئے معلوم
نہین کس خواب وخیال مین تھے بعد ازخرابی لکھنؤ آئے طالب وثیقہ ہوے وکیل ہائیکورٹ
بن لیا آخر نوبت بولایت پہونچی سیکڑون بلکہ ہزارہا مبلغ خطیر سنواتی بہت سے ہاتھہ پانون
مارے خاک اوبرائی کچھ نہوا آخر انتقال کیا اسکے وثیقہ کے عدم اجرا مین سبکو حیرت ہی نسبت عدالت سرکار
رئیسان بیرونی جو اپنا بچاو سمجھکر رفاقت وہمراہی جناب عالیہ مین ہوگئے تھے مرزا کوچک ساطان بھائی
بہادر شاہ ولی ناناراو۔ بالاراو پیشوا۔ نواب محمود خان نجیب آبادی۔ احمد اللہ خان شفیع
خان نجیب آبادی۔ مظہر علیخان رئیس کامونہ۔ ولی داد خان رئیس بالاگڈھ سمدھی
بہادر شاہ۔ غلام قادر خان رئیس شاہجہانپور۔ عنایت اللہ خان رئیس پیلی بھیت وغیرہ

پہونچنا کمانڈر انچیف کا بھاگنا جناب عالیہ کا کوٹ مین

غرض جب کمانڈر انچیف جنرل کلائیڈ بہادر فوج قاہرہ لیکر بہرائچ سے لڑتے بھڑتے دو
بونڈی پہونچے فوج جنگی مع زمینداران تعلقدار دو ساعت تک خوب لڑی جب فوج انگریزی
نے دھاوا کیا نہ ٹھہر سکی حدود نیپال جنگل مین ہر طرف متفرق ہوگئی ہر طرف جنگ بہادر نے اپنی حدود دبا
اور جابجا گھاٹیون پر پہرے بٹھا دیے تھے مگر اس قافلہ مور وملخ کو نہ روک سکے طرح دیگئے اوسوقت
جناب عالیہ تھاکے تلسی پور کی گڑھی اجوا مین دو تین دن تک رہین وہان سے سناری پہاڑ سے ہوکر ڈکوٹ
مین پہونچین جو کوہ بٹول پر ہے جہان نواب آصف الدولہ کی ابتک بارہ دری بنی ہوئی ہے۔
جب جناب عالیہ سناری سے آگے چلین جنگ بہادر کا خط کپتان نرنجن مانجھی کی معرفت اسمضمون کا آیا
کہ آپ انگریزون سے صلح کیجیے یا یہان کا رہنا اختیار کیجیے تو توقع اپنے شریک حال ہونے کی یا
کسیطرح کی اعانت وامداد کی نرکھیے گا کسواسطے کہ ہم انگریزون سے کسیطرح کا مقابلہ نہین کرسکتے
یا کسی اور طرف چلی جایئے آپکو اختیار ہے مموخان نے اسکا جواب دیا کہ نہ ہمین صلح منظور ہے
اور نہ تمھارے ملک مین قیام منظور ہے اور نہ کسی طرف جائین گے یہین ہم انگریزون سے

لڑینگے اور نہ کچھ تمھارے بھروسے پر اونسے بگاڑا ہے یہ بات کپتان کو بہت ناگوار گذری کیا ہم اسیطرح اپنی سرکار مین کہلا بھیجتے ہین بعد اسکے جواب یہ آیا کہ اُدھر سے انگریز ادھر سے ہم تمھین مارینگے تم ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور رسد کی بھی ممانعت کردی بعد اسکے جب صورت آشتی ہوئی اجازت رسد رسانی مگر شراکت سے از روے نہایت انکار کیا۔

پہلے جناب عالیہ پینس مین سوار تنہا تنئے کوٹ روانہ ہوئین اور کسیکو جانے کی اجازت دی بلکہ جسنے سینہ زوری سے جانے کا قصد کیا تھا سپاہیون نے نجانے دیا آخر سب منہ دیکھکر وہین رہ گئے دوسرے دن جناب عالیہ کی سفارش سے جتنی عورات لڑکے ہمراہیر راجہ کے ساتھ سے فقط اونھین اجازت ہوئی۔

مرزا برجیسقدر کے ساتھ کپتان نرنجن مانجھی اور ایک سردار بہت پیر سپاہی و مفتاح الدولہ ساتھ تھے پہلے ٹانگھن پر سوار ہوکر چلے پہاڑ پر نہ چل سکے کپتان کے کہنے سے ہاتھی پر سوار ہوئے پیچھے کپتان اور مفتاح الدولہ اوسی ہاتھی پر بیٹھے کسواسطے کہ ہاتھی پہاڑ پر بہ نسبت اور سواری کے چلنے کا مشتاق ہوتا ہے راہ مین مرزا برجیسقدر کو پیاس کی شدت ہوئی کپتان کی نارنگیان تھین کھائین نی انکا تسکین ہوتی پھر وسوسہ یہ گذرا کہ مبادا کپتان دغا سے کہین اونکی جان کسواسطے سواری بے اختیار ہے مگر مفتاح الدولہ نے زرگری مین کہا اگر خدانخواستہ ایسا امر ہوگا میرے پاس تمنچہ ہے کافی ہوگا آپ مطمین رہین پھر وہان سے مفتاح الدولہ کے واسطے مقام صدرۃ المنتہی تھا کپتان نے کہا تمھین آگے جانے کی اجازت ہماری سرکار سے نہین ہے ہم نہین لیجا سکتے مگر ایک صورت ہے کہ جناب عالیہ اور برجیسقدر سے علیحدہ ہو یہان رہو تمھاری صورت معاش بھی ہماری سرکار سے ہوجائیگی یہ اونھون نے گوارا نہ کیا چار و ناچار حالت یاس مین وہین سے رخصت ہوے۔

ممو خان نے کپتانون سے اپنی نخوت وغرور سے گفتگو بہت نامناسب کی تھی وگرنہ کیا عجب تھا اونکے واسطے بھی اجازت ساتھ جانے کی ہوجاتی یہ فوج جنگی کے ساتھ رہے جب فوج شکست کھا کر گھبرا کر پہاڑ پر چڑھنے لگی تو سو گھوڑے سوارون کے گر کر مر گئے سیکڑون اونٹ مع بار عظیم گر کر مر گئے پہلے جب مقابلہ دامن کوہ مین ہوا فوج خوب لڑی جب فوج نی بھاگ کر پہاڑ پہ

قصہ چکنے کا لیا صدملک نیپال سمجھکر فوج انگریزی آگے نہ بڑھی ورگرنہ اوسیدن بدمعاشونکا
کام تمام ہوجاتا بلکہ جیا گنا مشکل پڑتا۔

اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن [illegible] نگینہ کا احوال من الشمس ہے اور میجر کارنیگی صاحب سٹی
مجسٹریٹ ان دونون نے خوب لکھنؤ مین جھاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھ کچھ احوال
چھاپا مگر [illegible] - قصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خرید لوٹ
کی نالش ڈپٹی کمشنر [illegible] گئے میجر صاحب بالمینان تمام تشریف فرماے ولایت
ہوئے جرمن کے رہنے والے تھے یہان کے رہنے والون کو احوال ولایت کشمیر وغیرہ
ماہر دھر کلکتے مین باسید ترقی عہدہ جلیلہ آئے اور اضلاع لکھنؤ مین بھی مامور ہوئے منشی جی بعد
روانگی میجر صاحب کے وطن مالوف مین بادشاہت کر رہے تھے طاؤس بیگم محلات شاہی
اونکے ساتھ لکھنؤ سے چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷ برس کی قید منشی کے واسطے تجویز ہوئی
جیلخانہ الہ آباد مین گئے جب اونھون نے اپیل کیا ۳ برس اور بڑھے دس برس ہوئے
میجر صاحب کی تحقیقات کوٹھی صاحب این لکھنؤ آئے انکا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری
سرکار سے ترک ہوئی اگر ایسا صاحب متمول نوکری سے برطرف ہو جاے اوسے نوکری
کی کیا پرواہے۔

اب سنتے ہین کہ کسی صاحب کی رعایت وپرورش سے منشی جی کیواسطے بہت سی تخفیف
قید اب ہوگئی ہے کہ پڑے بڑے ہین پلنگ پر سوتے ہین فی الجملہ موافق جیلخانہ قیدیون پر حکومت
ہین طاؤس بیگم بھی کئی مرتبہ اونکی خدمت مین مستفید ہوئی کئی لاکھ کے گانون زمینداری نگینے
مین مول لیے ہین جب سرکار سے قرقی اونکے گھر کی نقد وجنس کی ہوئی ۲۲ لاکھ کا تخمینہ ہوا تھا
اسی حساب سے اونکے نصیب کا بھی ہو سکتا ہے - عیان راچہ بیان - لکھنؤ کی بربادی کے
[illegible] گئے مگر دیکھا چاہیے - یہ بیت المال کیونکر سرسبزی کرتا ہے -

مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ مین

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بونڈی سے لکھنؤ داخل ہوکے رمنہ سلطانی اس پار دریا کے مقیم ہوی باقی فوج کو سرحد ملک پر جابجا چھوڑ آئے جنرل ہرو صاحب بہادر اس معرکے مین نسبت اور حکام کے بسبب ایمان و نیک نیتی رئیسون کے اور اونکے حفظ مراتب سے پیش آنے کے بہت نیک نام ہوی خصوصاً تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد کی جان و عزت فقط صاحب ممدوح کی امان سے بچی وگرنہ دائرہ حلقہ پھانسی سے کبھی باہر نہوتے حکام صدر کو اسی باب خاص مین بہت مناظرہ رہا بعد تنقیح تمام صاحب بہادر کا ایک درجہ پایہ منزلت سے ترقی کا گھٹ گیا بعد چند روز کے پھر اپنی منزلت پر آ رہے چیف کمشنر لکھنؤ ہوکر بسبب عارضہ لاحقہ ولایت کا جانا بہت ناگوار ہوا اسواسطے کہ وہ قدر شناس اہل شہر تھے اور ولایت پہونچکر مستوفی ہوی یہ بھی تاثیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو اچھا حاکم ہوا وسے قیام نہوسکے جسطرح اکثر ایسے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے۔

داخلہ فوج انگریزی شہر مین بہ تسلط رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کا نکلنا

۲۰ سلخ رجب روز چہارشنبہ فوج انگریزی نے پہلے چاہا کہ عالم باغ سے گڈھی کنورا ناکہ حیدر گنج سے داخل شہر ہوجاے پلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے احمد اللہ شاہ معہ معتمد الدولہ سے فوج لیکر عیش باغ مین جا پہونچا خوب تلوار چلی کئی سو بھوٹیہ مارا گیا آخر باغ سے اونھین ہٹا دیا وہ سب سمٹ کر کنارے شہر آئے اودھر سے فوج انگریزی آتی تھی وہان بھی شاہ جی دل کھول کر لڑے فوج انگریزی کو تھرسا اسپا اودتر نے ندیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی چلی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا پہلے حملہ یورش مین سوار بھاگے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین دن رات سے حقیقت مین سوار ہر طرف دوڑتے رہے اور خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر لاتے تھے سب سے بیعت تازہ لی تھی بہت سخت سست کہکر غیرت دلائی تھی قتل و قمع سے ڈرایا تھا مگر اون نامردون کے واسطے گز زیر گز تھا پہلے مقابل ہوے اور سکے بھاگے

اسی طرح اس معرکے سے پندرہ سو سوار شہر کی طرف سے بھاگ گئے تھے حیدر گنج توپ تہ ہوکر سعادت گنج
پہونچے بعد اسکے شاہ جی پھر کر درگاہ حضرت عباس مین آئے ایک مورچہ قایم کیا دوسرا سعادت گنج
کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھکر تراہے پر لگائی۔

بھوئیون نے میدان خالی پاکر حدے ستی کے باغ مین اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت
بھوکے ہوئے ایک ہندو فقیر اوس باغ مین رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک
ہندو رستوگی مہاجن جو اسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف آباد اپنے گھر سے آیا اور جو جنس گھر مین
تھی اوٹھا دی یہ اپنی جان بچاکر گھر آنا غنیمت سمجھا پھر عیش باغ سے حیدر گنج۔ نوبستہ۔
سعادت گنج تک مینھ گولیون کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر پر تشنگ چاندماری ہوگیا اگرچہ بہت کم
رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی۔

غرہ شعبان پنجشنبہ کو گورے۔ چوک۔ فرنگی محل۔ نخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے
اور مورچہ کاظمین کربلا سے دیانت الدولہ دلی دروازہ مین قایم کیا ایک مورچہ سڑک
سے گھنشہ بیگ کی گڑھیا پر قایم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس چنانچہ جب کونیا صاحب
مورچون پر آئے شاہ جی نے ہٹکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قایم کیا دونون طرف سے
گولیاں برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھون پر سے ہوکر ہر گھر مین
اوتر کر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر زیر دیوار کربلا تھا کونیا صاحب
مع دو افسر کوٹھے پر سے اوترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایائے سرکار ہین ایک گھوڑا میر باقر علی
کا پسند کرکے لے لیا اوسکی قیمت دینے لگے اونھون نے نہ لی اس عرصے میر آغا کے
ایک گولی زیر ناف لگی جان بچی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بہزار
خرابی صحت ہوئی کونیا صاحب پر انکی بیکسی وغربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر
کر دیا کہ لٹنے نپائے مگر بعد فتح سرکار جنرل کارنیگی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے
آئے سارا اسباب گھر کا لوٹ کرنے گئے بہت سی داد بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک
گھر نیا بازار مین تھا وہ مسمار ہوکر داخل دبھس قلعہ مچھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین
تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک شارع عام ہوا فقط بارہ دری باقی رہ گئی ہے۔

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گورے کوٹھون سے داخل درگاہ حضرت عباس ہوے سب بھاگے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مریدنعلون یعن ہاتھہ دے کر محبوب گنج تک پیادہ لے آئے وہان سے گھوڑے پر چڑھے کچھہ سوار تلنگے مرید خاص جو اصحاب عاری ہاتھیون پر سوار ناکہ موسی باغ سے لڑتے ہوے نکلے پیچھے فوج انگریزی تعاقب مین قریب شام شاہ جی گھمنڈی کے نالے کے اوس پار ہوے وہان سے فوج انگریزی پھر آئی

رعایاے غریب جو شہر سے جان بچاکر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مرکسی طرف بھاگ نہ سکی وہین جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسی طرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے پھر کر نہ اپنے ساتھی کو دیکھا مان سے بچے خاوند سے جورو چھوٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک کا نام لے کر پکارتے پھرتے تھے اسمین شب تاریک ہوگئی صحرا مین ٹھوکرین کھا کر رہ گئے العیاذ باللہ۔

رعایاے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سب کو اپنے قتل و بے عزتی کا یقین ہوگیا کسیکو کچھ نہ بن پڑا سواے اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پردہ نشین میان ہجوم بلواے عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات اطفال خرد سال گود مین لیکر نکلین فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سواے سمت مغرب کے وہ ناکہ نئے حیدرگنج اور موسی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ جلا اور نہ کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام مین خلاف راے صاحبان عالیشان ہوا افسران فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑین مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک درگذر کرنا بہتر تھا اور رجنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا مگر جو مقابلہ کرے اسی جہت سے رعایاے بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات مجرمین پاۓ قصاص مین آئے مگر گوروبنی اسپر بھی تماشا سامنے آیا جسے گھر مین پایا مارا بعض نے گھر لوٹا جان بچائی عورات صاحب غیرت اور لڑکیان بن بیاہی گورون کی صورت دیکھتے ہی کنوئون مین گر کر مر گئیں بعض جیتی نکلین بعض تمام ہوگئین۔ نہر مین بم کے گولے سے سلطان دولھا داماد نواب منورالدولہ مرگئے میر محمد زکی نوجوان اجل گرفتہ پوتا حکیم بندہ حسین خان مرحوم بادرجی ٹولے مین کرائی

حویلی مین تھا جب بھوسیے گھر مین آئے - اپنی جہالت وحماقت سے ؛ وہین تنبیہ مار پیٹھا انھون نے اوسکا قیمہ کردیا نعش کو بہزار خرابی اوس ہنگامے مین نواب ملکہ جہان کے باغ مین معلوم نہین کسطرحسے دفن کردیا اب نشان قبر بھی شرک کی جہت سے معلوم نہین ہوتا -

فتح و فیروزی صاحبان عالیشان باقبال

۳ - شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمین ہوے اور بعض خانہ بدمعاش سے شہر پاک ہوا فتح و فیروزی نصیب اولیای دولت ہوئی منادی عمل سرکار کمپنی انگریز بہادر ہوئی ۵ ادن تک شہر برابر لٹا سوائے نال دروازے کے جہان مہاجن رہتے تھے اور سعادت گنج بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکالی ہو یا خود سرکار کو اونسے درگذر منظور ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھ نیپالی گوروں سے کوئی جگہ محفوظ نرہی تھی یا کوئنا صاحب کی بدولت امیر اور شرفا کے گھر بچ گئے - اوراس مدت غارتگری مین صاحبان فوج بھی الم البتہ رہے اور جب کوئی شخص صاحب کے پاس داد و بیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہوکر چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ درگاہ حضرت عباس مین کئی سو عورات پردہ نشین جاکر چھپی تھین گوروں کے ہاتھ سے بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کرکے ہر ایک کے گھر بھیجدیا اور ایک ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دھوبی شہر کے مع پارچہ شست و شو درگاہ مین آکر چھپے تھے وہ سب کپڑے لٹے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک مہاجن نے گوروں کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اسیطرح سے بکا الا علم خاص درگاہ جو وزن مین تیرہ سیر تھا دھات کا اوسے سب درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زیر درخت توت تک آیا پھر کسینے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی بڑی کوشش کی کہتا تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لاوے مفتاح الدولہ بھی دینے کو راضی تھے مگر مطلق اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لیگیا کسکے پاس رہا اگر کسیکے پاس ہندوستان مین ہوتا البتہ مشہور ہوجاتا - واللہ اعلم -

احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین چاشت خور جمع کر کے مستعد جنگ وجدال کے ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زر خرچ جہاد لیکر چھوڑ دیا بعض امرا نے بخوف غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیا بیعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروز شاہ شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشش و لولے سے تنہا اجل پوائے مین لیگئی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دو تین سوار کے گیا بہت بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا راجہ کی گڑھی کے دروازے پر جا کر کھڑا ہوا پھاٹک بند تھا نہ کھولا سخت گفتگو لینے ولولے سے کرنے لگا جمعدار نے رخنہ سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹکر سرکار مین بھیجا بڑی خیر خواہی ثابت ہوئی انعام وجاگیر فراخور حال ملی لشکر کذائی جو کئی کوس کے فاصلے پر تھا باد ہوائی ہوگیا زر کثیر و اسباب غارتگری جو اس مدت مین ہاتھ آیا تھا اوسکا کہین پتا نہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبۂ کاکوری

۲-شعبان روز جمعہ ناگہ نئے حیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ اور باغ معتمد الدولہ عملوکہ دیوان مہادر سنگہ مین کئی دن سے ہزار ہا شرفا بجائے شہر مع عیال واطفال بیشتر سامان جاکر رہے رات بھر ناگہ شہر سے ہزار ہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ ہزار ہا نکلکر راہی کسمنڈی اور کاکوری کے ہوا اہل فوج سب کے سب کسمنڈی گئے بعض نے راہ کاکوری لی ناکے سے باغات قصبہ تک ہزار ہا زن ومرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عروس تازہ داماد انتان و خیران اپنی ساس نند کے حلقے مین ہاتھ پانون مین مہندی بھاری جوتے پہنے بہت مرد وزن اپاہج لونڈیون کی پیٹھ پر سوار ہزار ہا ہتھیار بند مگر جنگ نادیدہ عورات بہ قدم پیر ٹھوکرین کھا کھا کر بڑے پانچون مین گر گرا کر سنبھل کر گرتی تھین اور سب کے خیال مین کاکوری مقام امن وامان تھا کس واسطے کہ رستا قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگونکو تعارف تھا غرض ۸ بجے ہونگے کہ دفعۃً کاکوری سے آواز بندوق کی آئی سبکے کان کھڑے ہوئے مگر بخوبی خیال نہوا آپسمین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعۃً ایک باڑھ چلی اور کھیت والے اپنے گانون مین بکا کر چلے

کہ فوج گورہ آپہونچی۔ قصبے مین قتل وغارت ہو رہی ہے بس یہ سنتے ہی ایک قیامت ہوگئی ہزارہا
آدمی کا سیل مثل فوج سمندر تلاطم مین آیا ہر طرف شور و فریاد الغیاث برپا تھی۔ ایک دوسرے
کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگے پیچھے قافلہ عورات تھا آپس مین کہنے لگے کہ ان عورات
کو ہم یہان مار ڈالین مگر آگے چلین بعض فہمیدہ نے کہا اس خون ناحق کرنے سے کیا فائدہ یہان
ادہر سے کھیت مین چلتی تھین اودہر کھونٹی سے اولجھکر گرتی تھین خلاصہ دو ساعت تک اوس میدان
مین یہی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہوگئے میدان خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبہ سے
ہوکر ایک تالہ پر پڑاو کیا ادھر کوئی نہ آیا سب کی جان مین جان آئی اگر ایک برن اس حشر
مین چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا۔

معرکۂ غارتگری خاص قصبۂ مذکور

جب رحمایا شہر فا بجناب امر المحلات مع مجتہد العصر سلطان العلما وغیرہ کاکوری پہونچے
ہر گھر وضیع و شریف احاطۂ خرابہ احاطہ مسجد خانہ باغ مین آدمی مثل دیمک کے بھر گئے
وہان کے رئیسون نے بھی حد اتر سی مدارات یا تعارف شہر سے کسیطرح کی چشم پوشی نہ کی سبکو اپنا
مہمان کیا کئی دن تک غلہ بسبب کثرت ازدحام خلایق کے بمشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسون کے
خیال مین آیا کہ ان شہر والون کی بدولت ہم پر بھی خواہ مخواہ کچھ آفت آویگی چنانچہ جناب مجتہد العصر
مع اپنے اہل بیت دخیل خانہ مولوی محمد خلیل الدین خان ہوئے تھے لیکن عجب حال ہراسیمگی و
پریشانی سے کہ قلب مومن اونکا حال دیکھکر منضبط نہین کرسکتا تھا اتفاقاً بعض زوجہ خاص
سے اپنے قافلے سے بجہت داخلۂ برن گورہ بخوف ایک کھیت مین چھپ رہی تھین کسیکو جرات نہوئی
کہ اونکی خبر کو گھر کی باہر نکلے آخر میر محمد حسین اونکی نسبتی بھائی نہر است صاحب کہاران ڈولی لیکر اونکے
تجسس کو چلے یہان جناب مجتہد کا عجب حال و صدمۂ روحانی تھا آخر بسلامت پایا اور آئی کہارونکو انعام دیا۔
ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی قریہ سے گذرتی
تھی وہان کا زمیندار استقبال کرکے کمان افسر کو نذر دیتا تھا عرض حال کرکے امان پاتا تھا کمان افسر

پوچھتا تھا کوئی فوج باغی سے تمھارے کانون مین ہے یا نہین چنانچہ جب فوج عالم باغ سے اس
قصبہ مین آئی کوئی رئیس استقبال کو نہ گیا محض بخوف وہ سمجھے کہ از راہ تمرد ی حاضر نہوے
بلکہ رعایا شہر اور باغیون کو اپنے قصبے مین رکھا ہے۔

خلاصہ جب برن داخل قصبہ ہوا ۵ - یا - ۶ - آدمی اس قصبے کے مارے گئے لشکر نے
باہر بستی سئے ندی پر جاکر پڑاؤ کیا اوسوقت قاضی وصی علیخان وغیرہ لشکر مین جا کر حاضر
ہوے کمان افسر نے شکایت کی تم بڑے باغی ہو مفرور ہو پہلے ہماری خبر نہ لی اب
آئے ہو جب ہم تمھارے سر پر آپہو اس غضب سے قاضی صاحب نظر بند ہوکے لکھنؤ
آئے بعد کئی مہینے کے بڑی تحقیقات اور روبکاری سے نجات پائی۔

۳ - شعبان روز شنبہ لشکر سے گورے سگہ وغیرہ بستی مین لوٹ کو آئے نقی یاور خان
احمد علی خان وکیل عدالت کا پنور محمد جلیل الدین خان کے گھر کو صاف صاف کیا مگر ہر ایک
گھر کا حفظ ناموس کیا اوسوقت کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس بمقتضائے غیرت لڑکر مارے جاتے
صاحبان لکھنو جتنے تھے اونکے آنے سے سبھون نے اپنے ہزارہا روپے کی قیمت
کے ہتھیار تا اب کنوؤن مین کوٹھون پر زمین مین کھیت باغ مین پھینک کر گاڑ دیئے تھے
صندوقچی - پاندان - سی - زیور - زر نقد رکھکر جابجا مزبلے مین گاڑ دیے تھے چنانچہ
بعد فتح برسون تک ہتھیار سب قسم کے اس بستی سے چھکڑون برآمد ہوکر داخل سرکار ہوے -

احمد علی خان وکیل مذکور کو حکم قطعی پھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ رانا بینی مادھو سنگھ
کے دربار مین حاضر رہتے تھے عجب مصیبت مین پھنسے تھے کہ مہینون اپنے سایے سے ڈرتے رہے
اور رہائی نجات سے یاس کلی ہو چکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپے رہے انھون نے بھی اپنا حق پیری
ادا کیا جب فتح سرکار ہوئی میجر صاحب انکا بڑا دوست تھا جسکا ذکر باب سفارت مین ہو چکا وہ انکی
واسطے عدالت مین سینہ سپر ہوا اپنے ساتھ باعزت صاحب جج کا پنور کے پاس لیگیا اور بڑی
شدومد سے روبکاری کی اور صفائی دلوا کر بدستور بعہدہ قدیم پر بحال کروا دیا انھون نے
بعد انتقال تراب علیشاہ کئی ہزار صرف کر کے اونکا مقبرہ بنوا دیا

میر محمد تقی فاضل حاجی الحرمین زائر ائمہ معصومین ؑ شاگرد رشید جناب مرزا علی صاحب محدث

اسی قصبہ مین گورون کے ہاتھ سے مارے گئے اور میر ہادی لولے ظفر الدولہ کے مارے گئے
میر صاحب کی نعش کو جلا دیا بعد اس معرکے کے اونکی قبر ناکے پر ایک باغ بن نوادی ہے
وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گورون کے نزدیک علما ریش دراز صورت متشرع محرک جہاد جہال ہوئے
یہ نہ جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام مین جہاد حرام ہے۔

امان سرکار واسطے خاص و عام اور رعایا کا شہر مین آنا

۴۔ شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ مین منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف
ہوا حکم عام ہوا کہ رعایا اپنے گھر مین آباد ہون اور جو نہ آئیگا اوسکا گھر ضبط ہو کر نیلام ہوجائیگا
پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹ ماہ اپریل تک دی اور متواتر اشتہار دیا کہ جسکے گھر مین اسباب
ملیگا یا اسلحہ حرب ہو داخل سرکار کرے بجز باغیون کیواسطے اور جو لوگ شہر سے نکل کر بیرون
چلے گئے تھے مدت امان اونھین ایک مہینے کی ہوئی اور حکمنامے معرفت کپتان آر صاحب
زمیندار تعلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوئے جنرل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ
فیض آباد ہوئے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اسکا حساب و شمار نہین ہوسکتا بعد اسکے
جنرل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ داخل ممبران سپریم کونسل ہوئے رابٹ مانٹ گومری صاحب
چیف کمشنر اودھ ہوئے میجر کارنیگی سٹی مجسٹریٹ نے انتظام کیا منشی میر قربان علی منشی قدیم بدستور سابق
بحال ہوئے احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد داروغہ بنے محمود خان کوتوال مقتول کوتوال شہر مارٹن صاحب ڈپٹی
کمشنر ایبٹ صاحب اسپشل کمشنر ناشد سائٹ صاحب سکرٹر نظامت کپتان ہچنسن صاحب ملیٹری
سکرٹر خارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر اور فینانسل بھی یعنی دیوانی اور عدالت دونون پیشیان
ولسیٹن صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوئے ولیم صاحب صاحب خزانہ ہوئے۔
اہل وثایق اور صاحبان پنشن جدید جو کئی منزل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے
عرائض ارسال کیے اور بموجب حکم نامہ سرکار ہر ایک بتدریج داخل شہر ہوا حسب سررشتہ
ہر ایک کی روبکاری بہ تحقیقات ہوئی سرٹیفکٹ امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ بقدر حال لیا گیا
جب سلطان العلما کاکوری سے گھبرا کر قصبہ موہان مین چلے گئے عیال اور متعلق کو

غلام حیدر خان کے گھر مین چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخل شہر ہوا کئی مہینے تک املاک قدیم ضبط سرکار رہی بعد خرابی بصرہ ایکدن ملکہ کار تنگی صاحب مین گئے مکان قدیم ملا لیکن بیت المال اور کتب خانہ ہزار ہا جلد کا نملا۔ مرزا وصی علیخان کے بھائی نے نیلام مین سات سو روپیے پر معمل لیا ناظر خواہ بیچا بڑا نفع ہوا بعد اسکے سرکار سے ۸ سو روپیہ ماہواری کا پنشن دائمی نسلاً بعد نسل مقرر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثنا عشریہ انھین سے متعلق ہو سید تقی صاحب بیٹے جناب سید العلما کئی مہینے سے وطن مالوف نصیر آباد مین جاکر رہے تھے بعد فتح آئے مسجد تحسین علیخان مین جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب یہ ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلما نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی بیقیدی اور بے حرمتی کی حکایت بدیں شان کا استشہاد چاہا چند فقراے مومنین نے حسبۃً اللہ او سپر مہر گواہی کی امراے ذوی الاقتدار اگرچہ اپنے حال مین گرفتار تھے سب نے پہلو تہی کی بلکہ بعض امرا جو خیر خواہ اور معتمدین سرکار تھے اور کیفیت واقعی بیان کر سکتے تھے سمجھا سکتے تھے لب بہ مہر رہے واہ

شرف الدولہ غلام رضا خان بہ علت کار فرمائی سرکار رجبعلی ۱۱ دن ملک تارہ والی کوٹھی مین مقید ہو کر حالت سکرات مین رہے یقین پھانسی ونیے کا ہو چکا تھا لیکن اونکا عمل خیر کام آیا گویے کاظمین مین اونھین مارے ڈالتے تھے جب اونھون نے دہائی کار تنگی صاحب کی دی جان بچی مگر مشکل سے نجات پائی اور ہمراہی یاوری قسمت سے سرکار سے ستاجری اور کار فرمائی پر سرفراز ہوے جب کاظمین گوروں سے خالی ہوا پھر اوسکی تیاری اونکی مجلس صبحگاہی بدستور ہونے لگی عشرہ محرم مین درگاہ حضرت عباس بھی اونکی ضمانت سے کھلی تھی الحمد اوسکی تیاری بھی کی اسباب سب لٹ گیا۔ علم خاص جس سے بناے درگاہ ہوئی تھی اوسکا کہین نشان نہ ملا امیر الدولہ میر مہدی نے کچھ شیشہ آلات وغیرہ سب معرفت دیانگر درگاہ مین چڑھا دیا اب باجازت بادشاہ پیارے صاحب نبیرہ نواب علیخان مرحوم کو دیا اس نسبت سے کہ اونکی حقیقی بہن منجملہ محلات بادشاہ تھین اب وہ بھی مر گئین کلکتہ مین جو مدد نیاز درگاہ کی تھی پیارے صاحب کے اختیار مین ہے وہ تیاری اور نذر نیاز [illegible] دولت [illegible]

اوسکا ثمرہ بھی نہین ہے

صاحبان پنشن شاہی کی رد بکاری ہوئی بعد تحقیقات اور منت سماجت اور موافقت اہلکارون سے پھر تنخواہ سبکی خزانہ سے جاری ہوئی اکثرون کی زر تجویزی بعض کی صدرسے نامنظور ہوئی بعد کئی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان باہتمام منشی رام دیال اکسٹرا اسسٹنٹ رعایا کے گھر پر ایک روپیہ سے چار روپیہ تک اور اہل پیشہ پر تین روپئے سالانہ تجویز ہوکر تحصیل ہوا یہ امر جدید رعایا پر بہت شاق گذرا مگر حکم حاکم سمجھکر ہر طرح سے دینا پڑا بعد کے سنہ ۱۸۶۲ء سے محصول مکانات موقوف ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا ٹکس بھی موقوف ہوگیا۔

موقوفی متاجری سرکار کمپنی و عملداری سلطانیہ

کئی مہینے کے بعد متاجری عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر الزام فساد ہندوستان سے تجویز ارباب پارلیمنٹ ولایت موقوف ہوئی ہر چند حقوق قدامت اسکا مستلزم تھا سلطانیہ ہوئی چنانچہ ایک دن حسب الحکم سرکار رؤسا و امراء رعایا شہر سب مچھلی والی بارہ دری چوک مین جمع ہوئے اشتہار جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا پڑھا گیا حکام نے سب کی اطمینان کی کسیکو جرأت کلام سوئی مگر نواب معین الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایا سرکار دولتمدار مطیع و فرمان بردار مگر ستم رسیدہ مظلوم واجب الرحم ہین فقط محتاج عزت و آبرو کے امیدوار ہین بروقت عدالت حکام نے کلمات تشفی فرماکر رخصت کیا۔

ایک دن ایک رات فرح بخش کنار دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنے امام بارہ واقع گھسیاری منڈی مین جہان ۸ محرم کو حاضری حضرت عباس علیہ السلام ہوا کرتی تھی ضیافت صاحبان عالیشان فوج و نظامت کی بڑا کھانا اور خوب ناچ و رنگ صحبت شراب ہوئی وقت رخصت ہار گوشہ دیکر رخصت کیا فقط چیف صاحب اس جلسہ مین نہ تھے بعد اسکے وہ امام باڑہ وغیرہ مسمار ہوکر داخل دفتر قلعہ ہوا

پھر ساہ جی نے اپنے باغ مین اسیطرح ضیافت سبکی کی اوسکے بعد راجہ بالکرشن نے جنرل کلائیڈ صاحب بھی اس جلسہ مین شریک ہوے پھر کسینے جو ضیافت نہ کیا اگرچہ پہلے شاہزادے امرا آستیر آبادی

آمادہ ہوئے مگر پھر موقوف رکھا۔

آراستگی شہر

شاہ عالیشان صفائی و آراستگی شہر پر متوجہ ہوئے چنانچہ ہلی گارد کا جتنا احاطہ محیط کیے تھا اوس میں جہانتک جتنی کوٹھیان جو مثل خرابہ اور کثرت گولیون سے مثل غربال ہوگئی تھین اون سب کو ڈھا دیا بدستور رکھا تیاری اور آراستگی کو مناسب وقت نہ جانا بظاہر عبرت الناظرین رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ درخت جنگلی یا پھول کے لگوا دیے ہین ہر طرف سے شہر کی آمد و رفت کر دی ہے ہلی گارد سے تا دلکشا میدان صاف کرکے ہر طرف سڑک دو رویہ درخت صبح و شام آبپاشی مقرر ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہین جب دلکشا کو مرمت طلب دیکھا مسمار کر دیا حیات بخش دار الشفا۔ ظہور بخش نور بخش رمنہ خانہ سلطانی خورشید منزل کنکر والی کوٹھی میر ابو القاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج مکانات نواب ملکہ عہد امام باڑہ نواب جراز الدولہ۔ مبارک منزل شاہ منزل موتی محل لوٹھی دلارام حاضری باغ بادشاہ باغ۔ سکندر باغ۔ چھتر منزل فرح بخش بارہ دری سر راہ اندراسن۔ مقبرہ جنت مکان۔ جنت آرامگاہ ٹیڑھی کوٹھی مکان خیرن مرزا سکندر حشمت کوٹھی نواب روشن الدولہ۔ چولکھی قیصر باغ۔ امام باڑہ غلام حسین بشیر الدولہ احسن الدولہ دیانت الدولہ۔ کوٹھی عنایت باغ۔ نواب مبارز الدولہ اسکے سوا بہت سی کوٹھیان بن گئی ہین۔ اکثر ایسین سے مراج الدولہ و راجہ تعلقدار وغیرہ نے مول لین اور نو تعمیر بھی کین چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بختاور سنگہ کے اہتمام مین دس لاکھ مین تیار ہوا تھا ۳۰ ہزار روپیہ کو راجہ کپورتھلہ نے مول لے لیا اکی راجہ سبکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا دلارام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی قیصر باغ راجہ اور تعلقداروں کو تقسیم ہوکر ملا اوسکی مرمت جیسین ہو رہے درست کر دی چولکھی حضرت سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھ کو لی جب نیلام ہوا ساہو جی نے ۱۲ ہزار کو لی اور اونسے نواب مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو بیچ مین تھی راجہ منوا نے لی غرض گولہ گنج سے جانب مغرب صورت شہر ندیم باقی ہے اور جانب مشرق قتل چھاؤنی اور شہر ہائی انگریزی ہے

کئی گرجے بہ تکلف تیار ہوے ہین - مکان فریمشن تیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ - نواب عمادالدین
خان وغیرہ نے عجیب و غریب سمجھکر فریمشن ہوگئے درجے طے کیے ہین اپنے برادران ایمانی کی
بہت تکلف سے ضیافت کی جتنے مکان خام وغیرہ تھے سب مسمار کردیے کوٹھیون کی
دیوار احاطہ موقوف کردی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت مکان مین گھاس لگادی کہ
بعد برسات پک جاتی ہے موتی محل کے پاس مرزا کی کوٹھی تھی اوسے مسمار کرکے دریا پر
ایک پل پختہ تیار کیا ہے دریا کے دولت خانہ قدیم سے تا موتی محل دونون کنارون کو ڈھال پشت
ڈھال رکھا ہے کہ دریا مثل نہر ہوگیا ہے ایک ریل کا پل زیر دلکشا بنوادیا ہے - چار باغ قدیم مین
اسٹیشن ریل بہت تکلف سے بنا ہے - ریل کی تین دفعہ آمد و رفت ہوتی ہے ایک فیض آباد
دوسری کانپور تیسری بریلی مرادآباد کی آمد و رفت ہوتی ہے - اسٹیشن پر مثل بازار ہر چیز کھانا کولات
وغیرہ ملتی ہے مسافرین سب دست بدعا رہتے - دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گانون
ہموار زمین کرکے چھاونی فوج و کمپ کی تیار کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونو طرف
درخت لگا دیے ہین جسکے سایہ سے بہت آرام چلنے والونکو ملتا ہے کئی سو خاکروب نوکر ہین
سب سڑکونکو دونون وقت صاف کرتے ہین کنار دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہے دونون
وقت آب پاشی ہوتی ہے امام باڑہ آصف الدولہ کو حصن حصین کیا اور سب طرح سے آراستہ ہے
۱۵۰ فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کردیا ہے وہان سے دو سڑک بہت وسیع کی ہین ایک کربلا
تال کٹورے سے عالم باغ تک دوسری چار باغ تک دونون سڑک کانپور سے ملی ہین مکان باولی
جسمین نواب مبارک محل رہتی تھین اوسمین میگزین قلعہ مچھی بھون کو بھی شامل کردیا ہے،
امام باڑے کے گرد کے جتنے مکانات عالیشان اور محلے تھے تا حسین آباد داخل حصار
قلعہ ہوے بیچ محلہ نگی محل حسن باغ وغیرہ جتنی عمارات عالیشان میان حصار تھی سب ہموار
زمین ہوتی چوک گول دروازے سے حد حصار ہوئی - نواب محسن الدولہ کا مکان دھس سے
باہر تھا بچا امام باڑہ مرزا حسن رضا خان مسمہ حسینی جو جماعت ۷۰ یا ۸۰ برس تک ہوئی ہموار زمین
ہوگئی منیا بازار مین تبر شاہ منیا فقط رہگئی اوتیرین قدیم داخل حصار رہی امام باڑہ آغا باقر خان
کھد کر برابر ہوگیا مرزا حیدر شکوہ شاہزادے نے انجنیر صاحب کی اجازت سے قطعہ زمین امام باڑہ

لیکر وسط مین ٹن کا بنگلہ بنوا دیا اس جہت سے کہ مرزا کام بخش اونکے باپ وہان دفن تھے جب وہ
روانہ کربلاے معلی ہوئے اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کر اپنے قرضہ مین لے لیا
دریا کے اوس پار بھی جو داخل حصار پر پڑے سب کھد گئے زمین جھاؤ نی منڈیاؤن راجہ تیز کرشن
نیلام مین ۲۳ ہزار روپیہ کو خریدی اگر اسکا تردد کرتے باطمینان اوسکے محاصل سے بسر اوقات کرتے
اونکی بدمعاشی سے بک گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست ریخت کی پھر تیاری ہوئی
اوسکی تولیت نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امام باڑہ بدستور
جاری ہوا اگر انکے اختیار سے ہر کچہری مین عملہ بنگالی کشمیری کھتری ۔ قصباتی مامور ہوئے اہل
شہر بہت کم ۔ ہزارہا ہر طرف چلے گئے باقی محتاجی بے اسبابی سے رہ گئے ۔ عمارت سرکار مین
گنجایش ہزارہا مزدور کی ہوتی ۔ اکثر اہل ثنایق باجازت سرکار روانہ عتبات ہوئے صفائی
سے فی الجملہ کثافت نسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت سڑکون سے اور اکثر محلون کے گھدنے
سے فی الجملہ شہر کھل گیا وبا کی بھی وہ شدت نہین ہوتی ۔

قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۷ رجب روز شنبہ جب جناب عالیہ سوار ہوئین پہلے شرف الدولہ کے گھر مین اترین
فرمایا تم بھی میرے ساتھ چلو اب کسیطرح یہان نہین ٹھہر سکتی عرض کی حضور تشریف فرما ہون غلام بھی
فوج جمع کر کے حاضر ہوتا ہے اشرفیان نذر کی دیکر رخصت ہوے اقربا اور مقربان نواب نے کہا
آپ نے ایسے وقت یہ عذر رنگ کیا سمجھکر جواب دیا کہ فوج باغی ہر شخص مجھے متوسل سرکار جانتا ہے
اور ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے بس یہی حیلہ سازش ان بیاکون کیلئے کافی
ہے میرے نزدیک اپنے گھر مین رہنا بہتر ہے اگر سرکار گرفتار کریگی یہ اپنی مجبوری سرا مرانپر
ظاہر کرونگا جو کچھ مجھپر گزرا ہے پس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جائیگا اور اگر مین
چلا جاتا دوستی اور خیر خواہی باغیون کی ثابت ہوتی ۔
اس عرصے مین رات کے دس بجے عبد الباسط خان آکر کہنے لگے حضور تشریف فرما نہین ہوتے
مین مع عیال جاتا ہون نواب نے ۲ ہزار روپیے دیکر رخصت کیا بعد اسکے سب حاضرین صحبت مین

بیٹھے تھوڑی دیر مین محلسرے سے منزل مین استراحت کو گئے بم کے گولے شام سے
برس رہے تھے اتفاقاً ایک گولہ اوسی کوٹھی کی چھت پر گرا بیبیان سروپا برہنہ باہر
نکلکر صحن خانہ مین کھڑی ہوئین منشی قدرت اللہ نے کہا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین کہین اور
چلیے جواب دیا تمہارے گھر مین اگ لگی ہے جلد جاکر خبر لو۔ منشی کہتے ہین کہ جب اپنے گھر گیا کسیکو
نپایا معلوم ہوا کہ بم کے گولے کے خوف سے گھبراکر چلی گئی ہین بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال و دنیا
سے لین کمرے مین ایسا گرد و غبار بھرا تھا کہ اندھیرے سے اندر جانا مشکل تھا مایوس ہوکر باہر نکلا چراغ
جلاکر چاہا کہ پھر جاؤن دیکھا کہ نواب تن تنہا سراسیمہ دروازے پر کھڑے ہین اونکے پیچھے قافلہ عورات
بھی ہے مجھے فرمایا چلو مین نے عرض کیا ۴۰ ہزار روپیہ کوٹھی مین موجود ہے ایک ایک توڑہ ہم سب
اوٹھالیتے کہا ایسے وقت مین خدا پر بھروسا کرنا چاہیے غرض اسی صورت سے گلیون ہوکر
شاہگنج مین میر حسین کمیدان کے گھر آئے پھر رات رہے حسن جان قمر الدولہ کے بیٹے کو بلواکر
کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جاکر کہو کہ اپنے عیال کے ساتھ میرے متوسلین کو بھی لیتے جاؤ
کسواسطے کہ وہ کہار نوکر رکھ چکے ہین عرض کیا اونکا مزاج جانتے ہین اگر حضور خود تشریف
لیچلین اور اونسے فرمائین تو بہتر ہوگا نواب اونکے ساتھ اکیلے چلے آئے اور بکمال منت داروغہ سے
کہا اونھون نے بدبختی جواب سخت دیا کہ ہم تمہاری رفاقت مین تباہ و برباد ہوگئے یہانتک
ہماری نوبت پہونچی اور میرے عیال پہلے جاچکے ہین اوسوقت نواب عجب حالت یاس مین
مایوس ہوکر پھر شاہگنج مین آتے بیبیان اونکے آنے کے بیشتر گھبراکر موسیٰ باغ کے
ناکے سے کسی گانون مین چلی گئی تھین اوسوقت نواب زیادہ مضطرب ہوے آخر وہان سے کشمیری
محلے سے ہوکر چلے اس عرصے مین صبح صادق ہوتی جب چوراہے پر پہونچے اتفاقاً درگاہ حضرت
عباس کیطرف سے کئی تلنگے چلے آتے تھے اونکے برابر گذرے نواب کی ہیئت گدائی دیکھکر کہنے لگے یہ
کون بندہ ہے کہین جاتا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے نے
بندوق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد ڈرکر رفیق الدولہ کی سبیل کے
دروازے سے جاکر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر کرانال کا تمنچہ ہاتھ مین تھا مارا آگ نہ دی
اور پھینکدیا اسمین چادر سر سے گر پڑی تلنگون نے پہچانا کہا واہ یہ تو ہمارے بھاگے نواب ہین

پکڑ کر موسی باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی اوسے فتوح غیبی سمجھے ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اوٹھا سکا توپ کی ہیٹی پر بٹھا کر اپنے ساتھ درگاہ لے آئے لاکھ روپیہ زر نقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھ دونگا بشرطیکہ میرے ساتھ آدمی کر دو فقیر نے کہا تو خیر خواہ نصاری ہے اب بھی اونسے ہاتھ نہین اٹھاتا جانتا ہے گورے سارے شہر مین پھیل گئے ہین میرے آدمی کو اپنے ساتھ لیجا کر کٹوا دیگا خود اونکی حفاظت مین بھاگ جائیگا نواب نے کہا مین مجبور ہون تمھین اختیار ہے ۔

خلاصہ روز جمعہ ۲ شعبان جب کارنیگی صاحب گورشے لیکر گوٹھون پر سے ہوکر داخل درگاہ ہوئے شاہ جی بھاگ گئے دو ظالم جو نواب کے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھون نے دوڑ کر پوچھا کہ اس اکھیر کیا حکم ہوتا ہے کہا مار ڈالو جب وہ دونون نامرد ازلی پھرے نواب نے عنایت علی خدمتگار کو بازو سے جوشن جلد اتار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر پہونچا دینا اوس نے خوف سے انکار کیا کہا دیکھ وہ میرے قاتل آ پہونچے یہ کہکر پہلو سے ممبر نماز کو کھڑے ہوگئے ایک نامرد نے بندوق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسک رہے تھے اس عرصہ مین کارنیگی صاحب آئے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نعش ہے کہا نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی کارنیگی صاحب نے خاکروبون کو حکم دیا سب لاشونکو اٹھا کر صاف کر دو۔
غرض باورچیخانہ درگاہ مین ایک گڑھے مین مع اور نعش مقتولین پیوند خاک کر دیا۔

جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر پہونچائی قافلہ عورات مین شور ماتم برپا ہوا خصوصًا انکی بیٹی ناکتخدا نے اپنا سر پھوڑ ڈالا۔ پھر اسیطرح روتی پیٹتی کسمنڈی پہونچی وہاں کسی نیر آباد کا عبد الباسط خان کوری مین رہ گئی تھی جب سرکار سے اشتہار امان جاری ہوا اشرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنامہ امان بھیجکر سبکو شہر مین بلا لیا اعانت وکفالت اونکے خرچ کی بھی کی۔ صد آفرین اوسکی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو فیما بین گذرے تھے اونپر صلواۃ بھیجی ۔

جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹون سے روبکاری مین کہا تمھارا باپ متوسل سرکار تھا رسل رسائل کیون موقوف کر دیا تھا۔ جواب دیا اسکی بازپرس اگر اونسے ہوتی غالب ہے کہ جواب شافی

تے ہم اونسے بہتر نہ عرض کرسکینگے پھر مظفر علیخان سے کہا تم جرنل نوج ہوا تھا جواب دیا کہ جسطرح باغیان سرکار نے بادشاہ وزیر بنایا تھا مجھے جرنل کر دیا تھا اگر آپ بخوبی دریافت فرماتے کہ کسی معرکے مین مین نے میر سیدان ہوکر کسی کا خون ناحق نہین بہایا ہم سب بسلسلہ بت اونکے اختیار حکومت مین تھے جو چاہا کیا ہم ہرطرح بے بس رہے۔

غرض بعد روبکاری کے انکار پورٹ پنشن معائنہ کیا گورنمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر رہنے کو ملی۔ کچھہ لوٹ شاید بسر اوقات کو رہ گئے ہین سرطرح سے برباد ہوے وکالت حسین آباد جو نسلاً بعد نسل مقرر ہوئی تھی عدالت سپریم کورٹ مین نالش ہوئی کچھ شنوائی نہوئی تولیت امام بارطہ نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو از روے وراثت مقرر فرمائی

قطعہ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ شعبان ۱۲۷۶ھ

شیخ بہادر علی شجاع شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مرتبہ ہمنام خلیل
صاحب خلق وحیا منصف فیاض حلیم

چون بدرگاہ ضیا بار جناب عباس
شد قتیل ستم لشکر غدار و لئیم

ماند بے گور وکفن جسم شریفش برخاک
شد روان روح لطیفش سوے فردوس نعیم

آری آری شہدا راز اعنایات خدا
کفن از حلہ بود غسل ز آب تسنیم

زمزم و کعبہ ازین واقعہ شد چشم پرآب
پشت محراب دوتا گشت ازین رنج عظیم

بدل چاک رقم کرد شجاعت تاریخ
شد سیہ پوش حرم از الم ابراہیم

جب شاہ جی خیرآباد پہونچے وہان بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نپایا

بعض احوال مختلف بعد معرکہ لکھنؤ

جب حضرت سلطان عالم نے کلکتہ مین اپنے صاحبات محل کا احوال لوٹ و غارت کا سنا دو لاکھہ روپیہ اور زیور مع تحائف ہر ایک کیواسطے عنایت فرمایا۔ یہان اوسیطرح ہر ایک کو مال شاہزادہ مصطفیٰ علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ عالم باغ سے میر فدا حسین کپتان سے

مکان مین مقید رہے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصطفی علیخان
رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج مین آ گئے دس ہزار خرچ کو ملے جس سے سامان ضروری
کچھ درست ہوا اور سو روپیہ ماہواری اونکے بیٹے کے نام مقرر ہوے اب شاید چھ سو سے زیادہ
پاتے ہین حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین فقط ۶۰ روپے ماہواری ہزار خرابی سے ملتے
تھے ۲۰ برس کی قید مین رہتے تھے جب حکام عالیشان نے بہت سمجھایا اونکے عذر
بارد کے جواب شافی دیے۔ اوس دن سے تاج یا کلاہ تاج نما زیب فرق مبارک ہوا انکے
بڑے بیٹے کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے ہزار خرابی ہوئی ہے صاحبزادی حسب ضابطہ مقید ہین

مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادے بسلامت اپنے گھر آئے ہزار روپے ماہواری کا
پنشن سلطانی خزانے سے جاری ہوا۔ انھون نے ۶ ہزار روپے ماہواری قدیم تنخواہ
کا سرکار مین دعوی کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتے تھے گو باستناد مع خطوط نواب
گورنر جنرل پیش کیے آخر نوبت بولایت پہونچی اس خیال سے کہ جیل گارد مین مقید از راہ حفاظت
رہتے ہین۔ اس عرصے مین مرزا حیدر شکوہ روانہ کربلاے معلی ہوے مشہد مقدس مین جا کر انتقال
کیا بعد انکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوے متعلقان جد امجد پر اور انکے عیال
پر بھی عدالت سرکار سے منقسم ہوے اگرچہ جیتے ہوتے ہزار روپے معینہ مین ۶ سو آپ لیتے
تھے چار سو مین سبکو تقسیم کرتے تھے اس پانسو کو بھی خود لیتے اون کی حین حیات تک گھر
کی بابارت فی الجملہ صورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا ولیعہد کہلاتے تھے داماد سراج الدولہ
ہین انھین کے ایک مکان مین رہتے ہین مکان مفتی گنج اور زین اما مباڑہ آغا باقرخان
بسبب بدچلنی اور قرض کے مہاجنون کے ہاتھ آیا۔

جنرل مرزا سکندر حشمت کا شہزادہ وغیرہ سپرد دار رند میرزا احمد علی ہوئی تھی سپرد کو امانت
حضرت سلطان عالم کلکتہ جا کر پہونچا آگے زیر ظل داماں عم تا مدار پرورش پاتے ہین

۱۵ ماہ فروری ۱۸۵۹ء مطابق ۱۱ رجب روز سہ شنبہ ۵ بجے شام کو مانٹ گمری صاحب چیف کمشنر
بہادر بسمت لاہور تشریف فرما ہوے صبح چارشنبہ ۱۲ رجب ۱۶ فروری وینگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر
بہرائچ چیف کمشنر لکھنو ہوے روز شنبہ کو دربار کیا پھر دورہ نظامت بیواڑہ مین تشریف لیگئے

اکثر صاحب جو بیلی گارد مین محصور رہے خدمات سرکاری پر مامور ہوے علی قدر حال سبکو انعام ملا مکان بھی بدلے اونکی املاک کے بلا تلافی مال واموال غارت بھی ہوئی چنانچہ جیکب جو ہانس کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا انھون نے گرجہ بنوایا مطبع اخبار کیا کئی کوٹھیان بنوائین کئی برس تک دوکان خوب چلی جب مر گئے اپنے گرجے مین دفن ہوے نسبتی بھائی اونکے مختار کار رہے ہو کئی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا بیٹی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی مان اوس مین رہتی ہی کونیا صاحب بیلی گارد سے نکلکر بڑا کام جانبازی کا کیا تھا ۲۵ ہزار روپے انعام ملے مگر نسبت علو ہمت سرکار او سے کم سمجھکر روانہ ولایت ہوے ...یس صاحب ...
انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہی اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال دوپہر رات کو ہندوستانی لباس سپاہیانہ بہن ہندوستانی ہتیار لگا کر پہلے جنرل اوٹرم صاحب تک پاس گئے اور بکمال احتیاط اپنی بی بی کو بھی خبر نہ کی رخصت ہو سورج کنڈ کے تالاب کے مورچے سے نکلے وہان سے پکے پل چوک سے ہوکر کربلا کے کہین کنارے کہین نہر مین اوترکر بدشواری تمام مورچون سے گذرے دریا پر کر بار چلے سیدھی راہ بنی کی بی جان کمانڈر انچیف کا لشکر تھا میان راہ کئی گانون سے مشکل سے گذرے ہندوستانی جوتے سے پانون مین چھالے پڑ گئے انسے لہو بہنے لگا ہزار خرابی جب لشکر ہی مین اسی حالت سے روبرو جنرل بہادر پہونچے بڑی تعظیم عزت سے پیش آئے دوپہر کو عالم باغ سے ایک پتنگ اوڑا کر علامت ...ید سے اہل بیلی گارد کو اپنے سلامت پہونچنے سے آگاہ کیا ورنہ سبکو یقین انکے مارے جانے کا ہو چکا تھا اس سرفروشی سے سرکار سے ۲۵ ہزار روپیہ انعام ملا معرکہ سندیلہ مین مولوی محمد کے مقابلے مین زخمی بھی ہوے پھر نواب گنج ستیاپور مین ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ رہ کر روانہ ولایت ہوے امیدوار عہدہ جلیلہ ہوے ۵۰ ہزار روپے انعام وہان ملے پھر اودھ مین اکزکیٹیو کمشنر ہوے اونکی رحمدلی سے رعایا بہت شکر گذار رہے۔

راجہ جے لال سنگہ کا پھانسی پانا

راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بھیا راجہ غالب جنگ درشن سنگہ بہت قابل صاحب لیاقت تھا

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر ہوتا تھا اس ہنگامہ فساد مین بھی اوسی عہدے پر بدمعاشان سرکار اور دربار نے منصوب کیا تھا اور فوج باغی ہر امر مین بسبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے صلاح ومشورہ لیتی تھی جب شہر سے سب کے ساتھ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان سرکار سے ہر خاص وعام کو اپنے گھر آنے کا ملا - یہ بھی دخیل سرکار ہوے اور اپنے گانون پر قابض ومتصرف ہوے کہتے ہین میجر بروس صاحب چیف پولیس کے دیبی پرشاد سررشتہ دار کی عداوت سے یا بعلت طلب زر دنیا ر دبکاری کپتان آر صاحب کے قتل مین بھر دھر دیے گئے کئی مہینے تک اشد سفا مین قید رہے اپنے جینے سے تنگ آگئے خلاصہ سوافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولیس حکم صدر قطعی انکے پھانسی دینے کا آیا - داروغہ میر واجد علی اور میر حسو کہتے ہین کہ ہمنے کیفیت انکی بابت خود دخداسرکار سے کہی واللہ علم - بہرصورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز دوشنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۳ - ربیع الاول ۱۲۷۶ھ اسیر کو در دولت پر اوسی مقام پر لائے جہان ٹیبر آر صاحب کو قتل کیا تھا اب وہان اونکی لاٹ بہت تکلف سے بنوادی ہے پتھر پر تاریخ وغیرہ کندہ ہے - حسب دستور ڈپٹی مجسٹریٹ آئے - ہزار ہا تماشہ بین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ہاتھ سے پھانسی ڈالی - جب تختہ کھینچ کیا کام تمام ہوگیا ڈیڑھ روپیہ کا کفن دیکر دہین برابر لاٹ کے خاک مین ملادیا اب دونون کا مرافعہ بڑی عدالت مین ہو رہے گا - استعجاب سکو یہ ہے کہ کارفرما پر کبھی حکم قصاص جاری نہین ہوتا ورنہ پہلے صاحب حکم کو قتل کرنا چاہیے فاعتبروا

رونق افروزی نواب گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف بہادر

بابت انریبل سی جی لارڈ کیننگ بہادر اور کلائڈ صاحب کمانڈر انچیف بہادر ۲۲ اکتوبر روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۴ - ربیع الاول ۱۲۷۶ھ ۵ بجے صبحکے رونق افروز شہر ہوے ہزار ون تماشا بین شہر اور حکام عالیشان نظامت وفوج لباس وردی پر تکلف پہنے اسلحہ حرب سے آراستہ تا کہ چار باغ پر استقبال کو گئے - ۶ بجے پہلے کمانڈر انچیف بہادر اور ان کے مصاحب سوار گبھی پر آئے سرہوپ گرانٹ اور بریگیڈیر صاحب چیف کمشنر اور کئی افسر

منتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے اسطرف کھڑے ہوے تھے اسوقت سلامی توپ ہوئی اوسکے بعد ۶-گھوڑے کی کھلی ہوئی گاڑی مین لاٹ صاحب اونکے پہلو مین لیڈی کوئیز نمود ہوئین لاٹ صاحب سب طرف بکشادہ پیشانی ملاحظہ فرماتے جاتے تھے جب پل پر آئے سبزے عربی گھوڑے پر سوار ہوے سرجارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر ہم پہلوی لیڈی صاحبہ ہوے-

جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا ڈریگون گارڈ پہلا ترپ پنجاب ۶ توپ اسی ۳۵ رجمٹ پیدل شاہی کا ونگ - پہلا رسالہ پنجاب پہلا رجمٹ پیدل سکھ ۲۵ رجمٹ پیدل شاہی کا ونگ اونکے پیچھے کیوٹر ماسٹر اور کئی افسر پھر باڈی گارڈ گوٹے کی تبی پگڑی کلغی لگی سر پر باندھے اونکے پیچھے چوبدار جلوس وغیرہ نواب محتشم الیہ کے دست راست کمانڈر انچیف دست چپ چیف کمشنر سرہوپ گرنٹ بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی صاحبہ اونکے ساتھ اسسٹنٹ جنرل اسسٹنٹ کیوٹر ماسٹر برگیڈ میجر اور صاحبان نظامت اور قلعہ کے صاحبان موج ۱۲ ہاتھی ایک ہودج نقرئی پر تکلف اوسکے بعد باڈی گارڈ دوسرا ڈریگون پہلا رسالہ سکھ ۲۳ رجمٹ شاہی توپ مین اسپی اور پلون کی ۳۰ رجمٹ شاہی پیدل دوسرا برگیڈ پلٹن ریفل رسالہ متعلق لکھنؤ-

سڑک پر اہتمام دورباش برقنداز پولیس تھا-سواری سڑک جدید مچھی بھون سے ہوکے نکلی اسیواسطے اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونون طرف اہل شہر کا ہجوم تھا سب نے سلام کیا لاٹ صاحب نے سر پر ہاتھ رکھا پوساک سفری پہنے تھے مچھی بھون سے توپ سلامی کی چلی جب بیلی گارڈ کے پاس پہونچے تیسری سلامی ہوئی چتر منزل بارہ دری شارع عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعلقدار سوار اسپ صف بستہ کھڑے تھے جب قریب آئے سبھون نے گھوڑون سے اوترکر سلام کیا قریب کوٹھی دلکشا اقربا ے شاہی نے پا باندھکر سلام کیا- رخصت ہوے- لاٹ صاحب داخل خیمہ ہوے پھر توپ سلامی چلی-

دربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۲۴ اکتوبر سنہ الیہ مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ الیہ ۴ بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ ۱۴۱ اشخاص معزز اقربائے شاہی منتخب ہوئے خیمۂ عالیشان نصب تھا فرش قالین عمدہ اوسکے طول مین کرسیان دو رویہ سرے پر سنہری مسند اوسپر کرسی پر تکلف کارچوبی رکھی مسند کے پہلو وادر کرسیان اونکے پیچھے عملہ چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوئے خاندان شاہی حسب الحکم لباس دربار پر تکلف پہنے پہلے در خیمہ پر جاکر کھڑے ہوئے چیف کمشنر نے صحت الدولہ سے پہلے مرزا قمر قدر مصطفی علیخان نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت مین بلالیا پھر باہر نکلے بڈن صاحب سکرٹر نے شاہزادون کو لیجاکر دہنی بٹھایا۔ مسن صاحب ڈپٹی سکرٹر نے درجۂ دوم کو جنکے نام فرد مین تھے فاٹ سامیٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر نے درجۂ سوم کو جس مین نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان نظامت لکھنؤ دست چپ کرسیون پر گارد گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا۔ پولیس کے افسر اہتمام کر رہے تھے چیف کمشنر نے لباس اہل دربار کو بنظر تامل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی کی سب کو ممانعت تھی ورنہ اکثر صاحب بتفاخر پہنکے جاتے صحت الدولہ نے نواب وزیر مرزا نام فرد شاہزادون سے نکالڈالا تھا جب انکو خبر ہوئی کرنل ایپٹ صاحب کے پاس اپنی تحریرات صدر زمان حضرت خلد منزل بھیجدی۔ صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شاہزادون مین نام قایم ہوا انکا ہر شخص شاکی رہا۔ امام علی خان آفتاب علی خان کا لباس پر تکلف جیسا چاہیے نہ تھا کس واسطے کہ زردار بھی تھے چیف کمشنر نے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ اسی طرح دربار شاہی مین آتے تھے کہا اسی صورت سے چپ ہو رہے نواب ممتاز الدولہ نے بہ تفاخر چاندی کی کرسی لاٹ صاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف کمشنر بہادر خلاف مرتب سمجھکر مانع ہوئے اور کچھ الفاظ زبان پر جیسے کے بھی از راہ طعن فرمائے۔

خلاصہ جب ساڑھے چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوئے توپ سلامی کی چلی سلامی باجا ہوئی یعنی خدا جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو سلامت رکھے سب تعظیم کو کھڑے ہوگئے دہنی طرف

بیڈن صاحب سکرٹر بائین طرف کمانڈر انچیف بیٹھے مصاحبان خاص آکر بیٹھے جب توپ چل چکی بیڈن صاحب بموجب تحریر فرد اسم نویسی مرزا قمر قدر کے پاس آئے روبرو لیگئے شاہزادے نے بآداب شاہی چھوٹے ہاتھ سے جھک کر تسلیم کی لاٹ صاحب نے کمال شفقت سے ہاتھ پکڑکر موافق اونکے قد کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے مصطفےٰ علی خان مرزا دارا سطوت محمد علی مرزا سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا خرم بخت یحیےٰ علیخان مرزا یحیےٰ علیخان مرزا عظیم الشان محمد تقی مرزا رفیع الشان نقی علی مرزا شاہزادۂ فردوس منزل ہر ایک اوسیطرح روبرو گیا پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا نواب محتشم الیہ سب سے اوسی طرح پیش آئے۔

بعد اسکے سمسن صاحب اونٹھے نواب محسن الدولہ۔ داماد فردوس منزل نواسۂ خلد مکان جنکی خیرخواہی سرکار مین اس ہنگامۂ فساد مین حکام عالیشان پر ثابت ہی عظمت الدولہ خویش حضرت سلطان عالم۔ نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان نواب امتیاز الدولہ سفر الدولہ نظام الدولہ۔ اقتدار الدولہ۔ غضنفر الدولہ۔ جزاز الدولہ حشمت الدولہ۔ مرزا ابوتراب خان محمد تقی خان سگے بھانجے نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی نیم قد تعظیم ہوکر مصافحہ کیا۔

اسکے بعد درجۂ سوم ناث سائیٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر اوٹھے۔ نواب ممتاز الدولہ مرزا بیدار بخت پسر مرزا خرم بخت۔ جلیل الشان۔ مرزا محمد اکبر علی پسر مرزا عظیم الشان۔ نواز مرزا شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا ہمایون بخت سعید الدولہ۔ محمد زکی علی خان احمد حسین خان۔ کلب حسین خان۔ پسر نواب کلب علی خان۔ امام علی خان۔ افتاب علیخان امیر الدولہ علی حسین شمش الدولہ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسن خان اقتدار الدولہ بیٹے نواب کاظم علیخان محمد مقیم خان پسر شارق الدولہ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ۔ محمد عباس داماد رکن الدولہ مرزا علی خان پسر محتشم الدولہ محمد سلیمان مرزا پسر عطفر الدولہ زکی الدولہ پسر اقتدار الدولہ صمصام الدولہ ابوالحسن خان پسر جزاز الدولہ مجید الدولہ پسر حشمت الدولہ یہ سب اوسیطرح آگے گئے اور ہر ایک سلام کرکے اپنی کرسی ٹکٹ پر جاکر بیٹھا کسواسطے کہ یہ سب پوتے نواسے شاہی درجۂ سوم کے تھے ایک بنگالہ معززین بنگالہ مرشد آباد سے لاٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرہ کرسی نشینان تھا اور زخر یدخلعت

وغیرہ عطیہ اوسکی معرفت ہوسے تھے اہل دربار کی کرسیان آ گے بچھی تھین بعد اسکے لاٹ صاحب اٹھ کھڑے ہوسے کچھ ارشاد کیا۔ سکریٹر صاحب نے اوسکا ترجمہ سبکو سنایا کہ تم سب حفاظت وحمایت جناب ملکۂ معظمہ دام اقبالہا مین ہمیشہ سے اور تمہارے خاندان عالیشان سے ایک رد البلا قدیم چلا آیا ہے بہت تمہاری عزت وتوقیر سرکار کرتی ہے اور کریگی بس لازم ہے کہ تم بھی سرکار کی خیرخواہی نمک حلالی فرمانبرداری مین مستعد وسرگرم رہو۔

مرزا دارا سطوت نے کچھ طول سے بیان شکریہ چاہا اپنی تقریر مین خود ادلجھے سکریٹر صاحب نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمۃ الخیر برخاتمہ کیا کہ ہم پچاس برس سے خیرخواہی کا کام کرتے چلے آئے ہین آجتک ہمسے کوئی امر خلاف نہین ہوا نمک خوار سرکار ہین سکریٹر صاحب نے ان سب کا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری گوٹے کے ہار کی۔ عطر۔ سنہری گلوریان پان کی آئین لاٹ صاحب نے درجۂ اول کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائین نمبر دوم کو سکریٹر صاحب نے نمبر سوم کو فارن سائیٹ صاحب نے دسیے ہار جب ملے اپنے ہاتھ مین لیکر ہر ایک نے پہن لیا سب رخصت ہوسے۔ دربار خاص برخاست ہوا۔ سلامی باندا در توپ ہوئی۔

دربار عام نواب محتشم الیہ

۲۶۔ اکتوبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۸۔ ربیع الاول ۱۲ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل وثایق صاحبان پنشن راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلما سید تقی صاحب مجتہد جناب سید العلما مرحوم خیمہ گورنری سے بہت دور اپنی سواری سے اُترکر بیٹھے ایک بگھی مجسٹریٹ کوتوال شہر اور افسران پولیس نے اگر انتظام واہتمام کیا بگھی سواری کو بہت دور ہٹا دیا سوارونکو حکم قطعی دیا کہ کسیکو گاڑی پر سوار نہ آنے دو بعد اسکے چوبدار آکر سبکو لے گیا ہر ایک درخیمے پر اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھ جاتا تھا اکثر بڑے آدمی صاحب وثیقہ خوبی حواس خمسہ سے ٹکٹ برات اپنے گھر بھول آئے تھے بچا نے پائے بعض ندراتہ نمبرون کی ٹیڑھنے سے عمداً ٹال گیدا اونکے واسطے حکم قطعی ہوا کہ کبھی دربار مین حاضر نہون پیش از دربار کہی انگریزی گاڑی پر سوار جابت تھے چلے جا مین سواے ونکے منع کیا جب نہ مانا طرفین سے

خوب چوٹ چلی آخر گاری سے اوتر کر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان راہ سے پھر گئے
مہر کی اشرفی تین سے کم ۹ سے زیادہ نہ تھین اسکے بعد پھر کچھہ زیادہ ہوگئی تھین اسکے بعد پھر کچھہ زیادہ
ہوگئی تھین سب اہل دربار ۲۵۰ تھے بیٹھنے سے سلسلۂ انتظام کرسیونکا درہم وبرہم ہوگیا مقدم
مؤخر ہوگئے۔ جب نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز ہوئے اوسی طرح سلامی توپ و
باجہ ہوئی چیف کمشنر بہادر فرد اسم نویسی سے ہر ایک کو سلام کرواکے نذر دلواتے جاتے
تھے اوسوقت دو تین راجہ کو خلعت پُر تکلف بیش قیمت مرحمت ہوا۔ باقی سب کشتیان
خلعت کی فارنسائیٹ صاحب لیگئے حکم دیا کہ آج دیر ہوگئی کل سب کے مختار آکر ہر ایک
کے خلعت لیجائین بعد اسکے دربار برخاست ہوا۔
شب جمعہ کو روشنی آتشبازی بڑا کھانا ہوا دلارام کی کوٹھی سے چتر منزل تک یہ سب
تیاری آراستگی بہ تکلف انتظام سے تھی۔ ۲۹۔ اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب
گورنر جنرل بہادر تشریف فرماے کانپور ہوے۔
کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر مین رہگئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزار دو کی عرضیان
بر سبیل ڈاک گذرانین حسب سررشتہ ہر ایک کو جواب آئے گا۔ اولاد تیموریہ حاضر دربار ہوئی
چیف کمشنر نے مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسواسطے کہ بے قصور
تھے اور ہیلی گارد بحفاظت سرکار رہے تھے۔

گرفتاری علی محمد خان عرف ممو خان

مختصر یہ ہے کہ جب جناب عالیہ داخل سنئے کوٹ ہوئین ممو خان پہلی صحبت مین کپتان
جنگ بہادر سے گفتگو نامناسب کرچکے تھے اس جہت سے موقوف باغی حوالی کوہ جنگل مین رہی بعد اسکے
جناب عالیہ کے پاس ہمراہ زنان و مرد ملازم غمزدہ باجازت جانے پائے جب خبر ہوئی کہ جنگ بہادر جناب عالیہ
کی ملاقات کو آیا چاہتے ہین مرزا برجیس قدر خود سوار ہوکر چلے داخل خیمہ ہوے کرسیون پر بیٹھے
جنگ بہادر اس سبقت کے بہت شکرگذار ہوے مرزا برجیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال
سے آپ کے پاس پہونچے اب آپکو اختیار ہے اور مرزا مراد جان حاضر رہین گے

جنگ بہادر نے مرزا امراؤ جان سے بہت تشبیب و فراز دنیا ہم از راہ تہدید و تفہیم سمجھا کر یہ صورت ٹھہرائی کہ جناب عالیہ اور مرزا برجیس قدر باطمینان تمام اور آرام یہان تشریف رکھین مگر فوج بدمعاش جو نمکحرام اپنی سرکار کی ہوئی ہر کسیکو یہان رہنے نہ دینگے اور آنے نہ دینگے اسواسطے کہ فیمابین سرکار انگریز بہادر اور ہمارے روابط دوستی اور یکجہتی دلی ہے ہم اونکے دشمنون کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہین اپنے قلمرو ملک مین نہین رکھہ سکتے۔

ممو خان شادان و فرحان مع فوج باغی چلے اس اطمینان سے کہ جناب عالیہ نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی مسان براہ ایک گھاٹی پر ہم بہادر بھائی مہاراجہ جنگ بہادر کے مع ایک پلٹن پڑے ہوے تھے مانع براہ ہوکر فقط ممو خان کو ملوا بھیجا یہ باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہا تم یہان ٹھہرو۔ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہین جب حکم آئیگا جانے پاؤگے غرض بظاہر نظر بند اور بباطن مین مقید کیا جب مہاراجہ جنگ بہادر خود تشریف لائے غرت ملاقات کی اور پوچھا آپنے کسی صاحب یا میم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے کہا حاشا کبھی مجھسے ایسا امر نہین ہوا یہ سنکر جواب دیا تم مطمئین ہو یہ باتین کر رہے تھے کہ بل صاحب کمان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف لائے ممانصاحب کو لیکر روانہ لکھنؤ ہوے۔

فوج باغی جب بن سرکی ہوگئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک لعنت بھیج لڑکر سب کو جنگل کو بھاگی پہاڑ پر کسی نے جانے نہ دیا اسواسطے کہ ہر گھاٹی پر فوج باغی کی عجب شکل جنگلی بن مانس کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا درست نہ تھا فقط بندوق تلوار توسدان سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم رہے تھے سکھن رسالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوے - ۱۲ - جمادی الاول روز شنبہ سنہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۷ دسمبر سنہ ۱۸۵۹ء یہ اسیر داخل جیلخانہ لکھنؤ ہوے موافق دستور ایک کرتہ رنگین ایک کملی ایک بوریہ فی کس ملا۔ سب جدا جدا قید ہوے۔

جب ممو خان کی روبکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب شافی دیے بہت سی چھٹیان بیگم

صاحبون کی جو واسطہ اور بے واسطہ ملی تھین دکھائین اپنی حفاظت بیبیون اسیر قیصر باغ کی
بیان کی کہ میر واجد علی میرا نائب تھا میرے مشورے وحکم سے کوئی امر اوسنے از خود بجز
نہین ہوا تعجب انصاف سرکار سے ہے کہ اس لاکھ روپے کے انعام کا مین سزاوار تھا یا وہ خالا صدا وسکے
سے جیلخانہ سی فرح بخش کے کمرے مین بآرام رہنے لگے سرکار سے کئی روپیہ خرچ یومیہ بھی مقرر ہوے
کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے کئی مہینے تک روبکاری رہی آخر تجویز پھانسی ہوئی جب مرافعہ
اپیل جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر نے حکم پھانسی منسوخ کرکے حکم دریائے شور دیا جزیرہ انڈمین کو
جو قریب کلکتہ ہے روانہ ہوے۔ میان راہ جہاز سے اتر کر کہین بھاگے تھے پکڑے گئے حکم دائم الحبس ہوا
کہتے ہین اوسی جزیرے دوکان بسر اوقات کو کی تھی اب شاید وہین مرگئے۔

ذکر اجمالی جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب بحکم سرکار مرزا برجیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نٹے کوٹ
مین گئے ان صاحبون نے ملاقات کی بآداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہی کہ آپکو
فیض آباد یا لکھنو جہان رہنا منظور ہوا اختیار ہے تنخواہ فراخور حال ملے گی اور وہی تعظیم و
احترام شاہانہ عمل مین آئیگا مگر کثرت ملازمین آپ کے پاس نہونے پائیگی اگر آپ تشریف
لیجائینگے ہمارا بھی موجب نیکنامی و تفاخر ہوگا۔
جناب عالیہ نے جواب دیا کہ جب کسیکو نوکر نہ رکھ سکینگے وہ روپیہ کس مصرف مین آئیگا مجھے
رہنے مین یہان کیا قباحت ہے آئندہ خدا کو اختیار ہے۔ اوسکے بعد وہ صاحب رخصت ہوے اور تصویر
سرکار مین آئی۔ جنگ بہادر نے عرض کیا کہ یہان سے آپ کا جانا آپکی مرضی پر موقوف ہے ہم
کبھی اس امر خاص مین دخل نہ دینگے اور نہ اسکے خلاف ہے ہوگا آپ باطمینان تمام رہے کسی
طرح کا اندیشہ نہ کیجئے جو لوگ کہ نامآور ان لکھنو تھے چلے آئے سوا مرزائی بیگم جنہے مرزا برجیس قدر
کو پرورش کیا تھا سو اب وہ بھی وہین مرگئین معتبرین کہتے کہ پانسو روپیہ ماہواری راجہ کی سرکار
سے ملتا ہے۔ مرزا برجیس قدر اب صاحب اولاد ہوے ہین۔ اکثر دیا کرتے ہین اور تمنا

اور متمتی لکھنو کے ہین مگر اب کون پوچھتا ہے پیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا

گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ خان یہ ہے کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی پہاڑ کے
جنگل مین ۱۱ - آدمیون سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوئندے نے جاکر خبر کی جنگ بہادر کے
پاس آئے اونکے مقدمہ کو ن پوچھا بہت سی تشفی کی ہیبل صاحب کے سپرد کر دیا انھون
نے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرین صاحب نے کہا کہ ہمنے تمھین امان دی ہے خاطر جمع رکھو جب
لکھنو مین روبکاری ہوئی کرنل بیرد صاحب نے پوچھا تمنے مدت تک سرکار کا نمک کھایا عہدہ
جلیلہ پر مامور رہے اس سن پیری مین کیون ایسی سرکار عالیشان سے بغاوت کی جواب دیا
تمنے ہمارا ملک آبائی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگے تمھارے باغیون
نے ہمین نامستحق ریاست سمجھکر حاکم ریاست کر دیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کہ اپنے حق کو پہونچے
جہان تک ہو سکا بچایا اب تمھارے قابو مین آئے اختیار ہے صاحب نے کہا جب عملداری
سرکار ہوئی پھر تمنے ملک کو بخوشی کیون نہ دیا کہا طمع نفسانی نے نچاہا سرکار بھی لیں کسیکو ملک دیتی ہے
غرض لکھنؤ سے حکم ہوا کہ تمھاری روبکاری خاص بریلی مین ہوگی چنانچہ سوار پیدل
کے پہرے مین مقید ہوکر بریلی گئے حکام نے بعد روبکاری پھانسی تجویز کی حکم سنایا اور
یہ بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز لفٹنٹ گورنر کو لکھتے ہین جیسا وہ حکم دین عرض کیا میرے سب اظہار
بھیجد یجیے انکا ایک گواہ بھی بھاگ گیا دوسرا حوالات مین رہا قصہ مختصر آخر حکم پھانسی آیا سوا مم
جو انکا نائب تھا اوسے بھی پھانسی ملی اوسے شاہ جی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ
کر ملک اودھ مین آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک مین پھانسی کو لائے
خلقت شہر کی تماشے کو جمع تھی صاحب کمشنر مع اور صاحبان عالیشان بھی آئے تھے نواب
سے اور صاحب کمشنر سے خوب تقریر ہوئی جب صاحب کمشنر خاموش ہوئے نواب نے کہا اب دیر لگانا
کیا ضرور ہے حکم حاکم مرگ مفاجات ہے حسب دستور جلاد نے نواب کی مشکین باندھکر ٹوپی اوتارنا
کو پوچھا منع کیا فرمایا ایک ہاتھ انکا کلکٹر صاحب دوسرا اور صاحب تھام لے یہ فرماکر چلا کر دی اور

سوار ہو کر جلد چلے گئے جب پھانسی دے چکے ورثا نواب نے نعش طلب کی جواب دیا کہ تم اسے
شہید بنا کر قبر پر میلا کیا کرو گے ہماری باعث تکلیف ہوگا بعد اسکے قلعہ مین گڑوا دیا اونکے عیال
کی بسر اوقات کو کچھہ سرکار سے مقرر ہو گیا ہے ۔

اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن محمد باغ پہونچے داروغہ میر واجد علی نے اون بیبیون امیر
کو جو فوج باغی کے ہاتھ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھین نواب محسن الدولہ کے مکان واقع
لکھڑ بالی مین بھیجدیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر وہین اپنے پڑاؤ کو آئے
سپاہیون نے کہا یہان محلات واجد علی شاہ اور عیال داروغہ میر واجد علی ہین ہم نہ اُترنے
دینگے تلنگون نے نمانا ایک چپراسی نے داروغہ کو خبر کی اونھون نے جا کر بیبیون کو نال دروازہ مین
جوہری جگناتھ کے مکان مین بھیجدیا بعد دو دن کے گورون نے مکان نواب محسن الدولہ واقع بینا بازار
پر آ کر گولیان مارنی شروع کین خصوصاً جس مکان مین یہ بیبیان تھین متصل گولیان آنے لگین ۔
وہان سے محلہ منصور نگر مین جہان نواب خرد محل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھین بھیجدیا
نواب خرد محل نے احتیاطاً بیبیونکو علیحدہ کوٹھے کے کمرے مین رکھا اور اپنے ہاتھ سے
کھانا وغیرہ لیجا کر کھلایا کرتی تھین اسواسطے کہ مبادا کسی ماما لونڈی کو خبر ہو جاے ۔

جب احمد اللہ شاہ نے درگاہ حضرت عباس مین آکر مورچہ کیا وہ قریب منصور نگر متصل
سکونت صاحبات محل تھا میر واجد علی نے بیبیون سے ایک چٹھی لکھوائی یعنی ہم میر واجد علی
داروغہ کے مکان مین ہین یہان بھی بدمعاش چارونطرف سے گھیرے ہوے ہین جو صاحب
اس چٹھی کو دیکھے فوراً مع فوج آکر ہمکو یہان سے لیجاے داروغہ نے ایک شخص کو ۲۰۰ روپے
دے کر مع چٹھی بھیجا ۔ راہ مین قریب اکبری دروازہ دو افسر نیپالی ملے وہ چٹھی دی وہ
دو کمپنی اپنی لیکر آئے ۔

نواب خرد محل نے بیبیون کیواسطے کشتی بھاری پر تکلف اور سادی لباس کی منگوائین اور

کچھہ زیور۔ بیبیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوق گلوبند وبجلیان کانون کی اور
جہانگیریان دستی لے لین اور دارونغہ کی پنس مین سوار ہو رخصت ہوئین فقط ایک گارڈ واسطے
حفاظت گورہ گیا بعد اسکے بدمعاشون نے باخبر ہوکر گھر کو گھیر لیا دارونغہ نے پھاٹک پر قفل لگا دیا
کہ مبادا یورش کرکے داخل ہون سکو قتل کرینگے اور گارد کو کوٹھے پر چڑھا دیا کہ سب طرف
گولیان مارو بدمعاش سمجھے کہ یہان فوج ہے رُک رہے یورش نکر سکے دارونغہ کو یہ خیال گذرا
کہ اگر سرکار سے کمک نہ آئی یہ بدمعاش کیونکر باز رہینگے۔
جب بیبیان لشکر جنگ بہادر مین پہونچین اپنا احوال جنرل سے کہا وہانسے دو پلٹن اور کئی صاحب
اس مکان پر آئے اوسیوقت صاحبات محل اور عورات کو سوار کرکے لشکر مین جہان بیبیان
تھین پہونچا دیا جنگ بہادر نے علیحدہ خیمے مین ان سکو اوتارا۔ بہت خاطر داری کی۔
ہزار روپے دعوت کے بھیجے میم نے جنگ بہادر سے دارونغہ کی ملاقات کروائی۔ بعد
اسکے کمانڈر انچیف سے ملاقات کی اونھون نے محلات کی بہت تشفی کی۔
تیسرے دن دارونغہ معرفت آر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے پاس حاضر ہوے
صاحب نے کھڑے ہوکر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھہ روپیہ سرکار سے تمھین انعام
ملیگا اور ایسی پرورش ہوگی کہ تمھارے وہم وخیال سے باہر ہو دارونغہ نے محلات کیواسطے
عرض کیا کہ جاگیر وتنخواہ ملوث وغیرہ سب اونکو ملین اور بہر صورت اونکی رعایت کیجاوے
پھر آر صاحب سے فرمایا کہ اونھین ایک چیٹھی لکھکر دی یعنی بتاکید اکید حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی
شخص فرقہ سیاہ سے میر واجد علی دارونغہ کے مکان پر نجاوے اور جو اونکے متعلق ہون
اونکو بھی نستاوے کیواسطے یہ خیرخواہ اور متوسل درحفاظت انگریز بہادر رہین مین اور
ایک چیٹھی بنام افسران گورہ دی کہ جہان آر صاحب کہین پہرہ گورون کا مقرر کرین پھر محلات
کو لشکر جنگ بہادر سے مع اسباب وغیرہ گولہ گنج مین محترم اور محبوب خواجہ سراؤن کا مکان
آر صاحب نے خالی کروا دیا وہان جاکر رہے پہرہ گورہ کردیا۔
بعد تین دن کے میر واجد علی مرزا قمر قدر بیٹے سلطان عالم کو لیکر جنرل اوٹرم صاحب کے
پاس گئے صاحب نے حسب معمول تعظیم وتکریم کی اور بہت سے کلمات تشفی ارشاد کیے اور فرمایا سب محلات

اور ملکہ جہان کو تمھارے سپرد کیا اور سبکی داروغگی دی اور نواب خاص محل کی مان کو بھی تم اپنے پاس رکھو اور شہزادے کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور وعدہ لیا تمھاری تنخواہ بھی ہوجائیگی پھر رخصت کیا۔

میر واجد علی کے پانون مین گھوڑے سے گرنے مین چوٹ آئی تھی اس جہت سے چیف کمشنر کے پاس نجاسکے صاحب بہادر کلکتہ تشریف فرما ہوے مونٹ گومری صاحب رونق افروز ہوے منشی رام دیال تحصیلدار نے اس اہتمام سے کارنیگی صاحب سے کہا کہ داروغہ نے اور محلات باغیہ کو بھی اپنے گھر مین چھپایا ہی بس چاہیے کہ اونکے گھر پر دوڑ جاے سب اسباب گھر سے لوٹ لائے صاحب نے کہا تم دوڑ لیجاؤ مگر اونکے گھر پر نہ لیجانا موجب بدنامی کا ہوگا کسواسطے کہ چھٹی جنرل اوٹرم صاحب اونکے پاس ہی تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھیگا میرے ذمہ ہے چنانچہ ایک دن ولیم صاحب مارٹنس صاحب کپتان اور خود تحصیلدار مع ایک کمپنی گورہ آئے داروغہ اور جتنے آدمی اوس مکان مین تھے سب کو قید کرلیا دوسرے دروازے سے گورے نواب خرد محل سلطان محل کے مکان مین بیباک چلے گئے بہت سا اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا کارنیگی صاحب نے آکر کہا حکم چیف صاحب یہ ہی کہ انکا اسباب کسیطرح لوٹنا نچاہیے انکے اسباب پر مہر کرلو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہین جیسا حکم آئیگا عمل کیا جائیگا گورے جو لوٹ رہی تھی اونپر خفا ہوکر کچھ اسباب ظاہری اونسے چھین لیا او جو پہلے سے لے چکے تھے آنکے پاس رہا میر واجد علی نے چھٹی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب نے تشفی کی مگر محلات مین جاکر خاکروبن وغیرہ سے تلاشی کرواکے سب اسباب لیکر نکالدیا سب محلات احاطہ فقیر محمد خان مین گئے وہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنیگی صاحب چھٹی چیف کمشنر لائے بہت تشفی کی پہرہ گوردن کا اوٹھا اسباب پر مہر کرکے توتوا ای ہن رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چیف کمشنر کے پاس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چھٹی لکھی وہانسے حکم استرداد اسباب آیا اور چیف کمشنر نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب نے داروغہ کو چھٹی دیکر معاف کیا ہی یہ داخل لوٹ نہین فوج نے اسکی اپیل کی کہ حق سپاہ ہی ہم نہ دینگے مگر پھر از راہ پرورش

مفتاح الدولہ محمود علیخان



Miftahoodoulah.

یکم نومبر ۱۸۵۸ء محالات نواسباب ملا میر واجد علی کو سرکار سے لاکھ روپیہ انعام ملا انھون نے
ایک دوست کے سمجھانے سے نوٹ کا ہاتھ لیا اس جہت سے زر اصل پر ۷ ہزار بابت
توفیر بڑھے بہت سے دیہات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہین ہر وقت مین اچھے رہے

معرکۂ اختتام راجہ بینی مادھو بخش اور بالاجمال احوال مفتاح الدولہ

معرکۂ راجہ بینی مادھو بخش

راجہ بینی مادھو بخش بہادر تعلقدار نظامت بیسواڑہ اپنی بات پر مستقل و ثابت قدم رہا سرکار
انگریزی سے کسیطرح رجوع نہ کی اور جناب عالیہ کی رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا اگرچہ دامن
کوہ مین رہ گیا تھا اور اونکے ساتھ جانے کی کسیکو اجازت نہ تھی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی ہمراہیون
سے فوج سرکار سے لڑکر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے محلات تسے بھی مع عیال مردانہ
دار رہ کر چلا گیا تھا چنانچہ بعد رفع ہنگامہ کے سرکار انگریزی سے اوسکے متعلقین کی بسر اوقات کو
کچھ علاقہ ملا ہی باقی قرق ہوکر تقسیم ہو گیا۔

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جناب عالیہ کی رفاقت سے اور مرزا برجیس قدر کے ساتھ
سے میان راہ مجبوری رخصت ہوئے سمرہیہ پہاڑ پر کمنڈنگ فوج کے پاس آئے سیر ڈیپٹی
خیر الدین احمد خان ہو کر مقید ہوئے اظہار دیکر بہرے مین روانہ فیض آباد ہوئے اور ایک کاغذ لکھکر
افسر بہرے کو دیا فیض آباد مین راسفورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی الماس
علی خان کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہماری اجازت کہین نہ جانا پھر میجر بروس صاحب
چیف آف پولیس کے پاس حسب الطلب گئے فرمایا دو روز کو ہمارے ساتھ چلو اور تم قدیم نمکخوار اپنی
سرکار کے ہو اپنی عرضی لکھکر جناب عالیہ کو بلاؤ ابھی عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ کیونکر میرے
لکھنے سے چلی آئینگی نمانا آخر عرضی اس مضمون کی لکھوائی کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے سبکو
امان دی قصور معاف کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہوا آپ بے تکلف تشریف لائیے
کسیطرح کا اندیشہ نہ کیجیے سرکار سے آپکے ذرا نو رجال تنخواہ مقرر ہو جائیگی جہان چاہیے رہیے گا
بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص اودھ مین ہو جائے اس عرضی کو اپنے گوئندے کے ہاتھ جناب عالیہ
کے پاس روانہ کیا مگر وہان سے کچھ جواب نہ آیا مہینے بھر تک صاحب کے ساتھ دورہ پر رہے

جب چٹھی چیف کمشنر درجواب براسفورڈ صاحب کے پاس گئی اوسی طور سے لکھنؤ آنے
گلستان ارم مین کارنگی صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی عملہ نے اونکے واسطے جیلخانہ
تجویز کیا گجراج سنگہ نے کہا یہ عزت دار ہین وہان انکا بھیجنا مناسب نہین اگر جائینگے بیمار ہو
پڑجاینگے گھڑی بھر مین وہان سے رہائی پاجائینگے مفت مین بدنامی ہوگی منتظر حکم
چیف کمشنر رہنا چاہیے چنانچہ اوسی وقت حکم چیف کمشنر آیا کہ انھین چھوڑدو جہان جائین جائین
عرض کی ہم کہان جائین ہمارے مکان سب کھدگئے حکم ہوا انکا اسباب سڑک پر پھینکدو
غرض وہان سے افتان وخیزان فرنگی محل مین اپنے نسبتی بھائی کے مکان مین آئے
بعد اجازت حکام اور چٹھی صفائی کرنیل ایسٹ صاحب روانہ کلکتہ ہوے حضرت سلطان عالم
کو بھی انسے ملال خاطر اس ہنگامہ فساد کی جہت سے اور کچھ پیشتر سے بعض کے لگانے بجھانے
سے ہوگیا تھا مگر بگواہی صاحبات محل صفائی حاصل ہوئی اور موافق حصہ رسدی ملازمین
ہمراہی انکے بھی واسطے وظیفہ شاہی مقرر ہوا کچھ روپیہ بھی تعمیر مکان کو ملا انکے سامنے جواہرات
اور اسباب سلطانی جو چیف کمشنر نے انکی تحویل سے قبل ازدخال فوج باغی اپنی حفاظت
سے کلکتہ بھیجا تھا وہ بھی انکے مقابلے سے سرکار سے ملا اور بدستور قدیم انکے سپرد ہوا
جب لکھنؤ سے صحت الدولہ وغیرہ کلکتہ گئے اپنے رسوخ وخیرخواہی سے میجر ہربرٹ
صاحب کو نام بدمعاشان لکھنؤ لکھوادیے تھے ازانجملہ انکا بھی نام نامی اوسمین
شامل کردیا جب میجر صاحب نے متواتر اسکی روبکاری کیطرح انھین چٹھی صفائی نہ ملی۔ فقط
عشرہ بشرہ وہان رہگیا بادشاہ نے انسے فرمایا کہ مین تم سے کسی طرح ناراض نہین مگر جب
صفائی نہ پاؤگے مین اپنے پاس نہین رکھہ سکتا مجھے مصیبت اور صدمات قید قلعہ یاد ہین
چار دناچار پھر لکھنؤ آئے جب یہان کے حکام سے عرض حال کیا وہی جواب صاف
پایا اسی جہت سے انکو پنشن سرکار سے نملا بلکہ مفسدین کے ہاتھ سے گھر مین رہنا مشکل تھا
حکام کو اونکی طرف سے گمان خزانہ دفینہ کا ہے یعنی انکو معلوم ہے اپنی خیرخواہی سے نہین بتاتے
ہرچند انھون نے سب طرح سے عرض کیا مگر یہ ظنۂ فاسد حکام سے نہ گیا خلاصہ
سرکارین سے یہ ناکام رہے۔

قصیدہ حضرت سلطان عالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان عالم رونق افزاے قلعہ کلکتہ ہوے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان مین انشا فرماکر بھیجا تھا اوسکی نقل بھی عبرت الناظرین سمجھکر مندرج کتاب کی جاتی ہے صورت نقل رقعہ زیبا ہمیشہ تا دور دو الجلال ریاض دولت و اقبال ریگ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر دولت و عظمت با بہای سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خندان و محفوظ زمان دارد -
بعد بر ضمیر منیر منجلی نظیر مخفی و محتجب نماند مخلص دیرینہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آن ستودہ صفات انشا نمودہ براے ملاحظہ عالی ارسال میدارد - ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

قصیدہ در بحر ہزج مثمن سالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان بحر و بر — تمھین فرمان رواے ہند و دستور معظم ہو
وزیر صاحب تدبیر و باتوقیر و باہمت — قلمدار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو
سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش خاتم — بڑے جنرل بہادر صاحب سیف اور حاکم ہو
نگین باقی ہے نام پاک سے کیا اسکے روشن ہے — سپہر جاہ و مہر چرخ و مہر اسم اعظم ہو
ارسطوے رای کسری عدل رستم تن فریدون فر — بہادر اور جری ہو اور معزز اور مکرم ہو
سمن بر ہو سہی قد ہو وزیر ملک عالم — جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو معظم ہو
کرو میدان مین ادنی بیزاں [?] کو زہ پشت اسکو — نگاہ قہر سے دیکھو جو رستم ہو وہ بیدم ہو
جہاندار و جہان بخش و فلک رخش و ملک خادم — تم ایسے عہد ہو عیسی نفس ہو رشک حاتم ہو
ہلال و مہر و ماہ و کوکب و خور نجم و مہتاب — قمر قدر و مہ بدر و ضیاے شمس عالم ہو
سپہر رفعت و اوج سما و نور ہندستان — عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و بدر عالم ہو
مسیحا [?] رای ہفت اقلیم و حکم شاہ انگلستان — سنان دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو
ظفریاب و مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو — علمدار جنود عدل و ہمت مہر عالم ہو
نہایت فکر مین تھا مدح خوان تیسکو گہ یکبار [?] — ندای ہاتف غیبی سنی تو آج خرم ہو

وہیں یہ مطلع خورشید جوش کلک فکر سے ٹپکا — عجب کیا ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

مطلع

سکندر جاہ و کیکاؤس نوشیروان عالم ہو — ارسطو فہم و افلاطون منش حاتم سخی ہم جم ہو

در صفت شمشیر

وہ شمشیر مصفا ہے کہ جوہر جسکے انجم ہیں — وہ دھار اوسکی ہے جیسے تار کا صاف ہو دم ہو

جہاں ہیں سرکشوں کے حق میں سم کا کام دیتی ہو — مطیعوں کے لیے نہر لبن کی دھار ہر دم ہو

غضب سے گر کھنچے میان سے وہ صد ہو کثر تھمن — نہ ضیغم ہو نہ جن ہو نہ پری ہو نہ آدم ہو

تمہاری کرچ کا سایہ صبا پر گر جو پڑ جائے — ہوا کی جان کو دوڑا اسی تلوار کا سم ہو

نکل آئے میاں سے وقت رزم جنگ و جیب دم — نہ ٹھہرے سامنے کوئی تہمتن ہو کہ رستم ہو

جو قبضہ ہو کسی بے جان کا تو پھیل دست مسیحا ہو — سر کہکشان چرخ اس قبضہ پہ ہر دم ہو

اگر تو کھینچ لے گھوڑے پہ اوس کو فلک حشمت — تری کرچ فرنگی سے سر افلاک تک خم ہو

عدو دن لیلیٰ بجلی کا کام دے کے عیاں ہے — غیر ہونگی دعا دست سیف صاف ہر دم ہو

مہ خشت ان مثال گل ہیں چلتی ہیں یہ تن من — الم ہر موا الم بدخواہ دولت کا یہ عالم ہو

دلا اک مطلع خورشید صفت توسن میں رقم کر — جو جوش مدحت ممدوح ہے ذرہ نہ وہ کم ہو

مطلع

چھلاوا یا پری یا حور یا صرصر ہوا دم ہو — ادب میں نہ رستان کام میں بجلی کا عالم ہو

کہے گر شہسوار اوسکو کہ ناپ ساری عالم کو — مجال اتنی نہیں گر اک قدم وہ حکم سے کم ہو

بس اک سرپٹ ہے اوسکا ہند و چین غرب و شرق — فرنگستان ہو روم و شام ہو یا یمن دیلم ہو

وہ آہو چشم ہے اور کان جیسے آم کی پھانکیں — ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا ہر دم ہو

وہ سم جیسے ہرن کے کھر وہ مشکی کس بصورت — کہ جیسے سو وقت رقص ہر دو دم سے باہم ہو

جو لیلو ہاتھ میں پانی نہ چھلکے وقت چلنے کے — اشارہ ہو تو پھینکے چار جامہ چرخ کا خم ہو

فنا اک لات سے اوسکی عدوے دوختہ تن ہو دنیا — کسانوں کی زمین کیواسطے سم وانہ ہر دم ہو

در صفت گاڑی

لگی ہین گھوڑیان اوسمین کہ پریان پرکشادہ ہین — وہ گاڑی ہی سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو
دلا اک مطلعِ خوش مدح فیل خوش مین انشا کر — الا ای کلک لکھنے مین نہ تو اسوقت کچھ کم ہو

مطلع در صفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سی کہین کم ہو — جو چارون بھٹیان اوسکی ہین تو ابر تنک نم ہو
فلک کوہ و شکوہِ گنبد اخضر سیہ صورت — وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلی کان پر خم ہو
وہ خرطوم اوسکی اسود ہی گھٹا ساونکی جیسی ہو — مقابل مین عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو
وہ دندان اوسکے جیسے شمع کافوری اندھیرے مین — ہویا ظلمات کے رستے مین ذوالنورین باہم ہو
بلندی اوسکی ایسی ہی کہ جیسے چرخ کی عظمت — سیاہی ایسی جیسے مشک تاتاری کا عالم ہو

در عرض حال خود

ترا مین کمترین اک مدح خوان ذات انور ہون — ترے لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھ سے اب کم ہو
جو دامن تیرا پکڑا ہی تو پوری دستگیری کر — کدھر جاؤن کہون کس سے جو میرا کام ہر دم ہو
ہمارو کچھ نہین چارہ جلاؤ معجزہ ہی یہ — ہمارے حق مین عیسی ہو نہین اونفسی کچھ کم ہو
زن و فرزند اسباب و ریاست مال و زر دولت — نثار راہ ذی شوکت ہوا اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اعانت چرخ کی اسمین کی کیون نہ حاتم ہو — مرا ہر ہر مو ہوا رطب اللسان نواب اکرم ہو
یہ چھوٹی چھوٹی بچی ننھی جانین بچ گئین بیشک — یہی ہے آرزو مجھ پر عنایت اب نہ یہ کم ہو
مقدم سب پہ ہے میری رہائی بخشنا ہو نہین — الہی تیر اسکے مہر و مہ پر بھی مقدم ہو
دلے شاہ اودھ دیتا ہی تجھکو یہ دعا ہر دم — دعای اختر ناچار مین تاثیر ہر دم ہو
رہی حکم و حکومت ملکۂ عالم کی دنیا مین — وزیر ملکۂ انگلینڈ ہر دم شاد و خرم ہو

ایام جمعیت و کامرانی و بہجت و شادمانی مدام بکام باد

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ احوال ہے اور اوسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور خاطر اقدس ہوا نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمائی نامناسب اور خلاف رتبہ شاہی سمجھکر عذر فرمایا کہ یہ در پردہ گدائی ہے اس قدر توہین اپنے ہاتھ سے کرنا کیا ضرور ہے میرے سب سے بہتر ہے بادشاہ نے میجر ہربٹ اور کرنل گونیا صاحب سے فرمایا آپ اسیوقت محل میں جاکر میری مہر لے آئے جب دونون صاحب تشریف لائے فرمایا بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم مامور ہین تعمیل حکم بادشاہ مین بہتر یہ ہے کہ مہر عنایت فرمائیے اسوقت مجبور ہو کر حوالے کی جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کرین بے تامل بھیجدو چنانچہ دو لاکھ روپے طلب ہوے بادشاہ کو صاحبات محل کا فساد مین لٹنا معلوم ہو چکا تھا وہ روپیہ لکھنو مع تحائف بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔

بعد رفع ہنگامۂ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ بہر لکھنو آئے سرکار سے نوٹ جاگیر ہر ایک کو ملی بدستور زمان شاہی جاری ہوے ہر ایک صاحب لکھتیا رہے بادشاہ کسی کے مزاحم حال نہین ہوے سب بدستور خیر ہین۔ نواب گورنر جنرل نے ازراہ علو ہمت نسبت بادشاہ فرمایا تھا جسقدر بادشاہ طلب کرین لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیر خواہی سے عرض کیا مبادا یہ روپیہ تنخواہ معینہ سے بروقت وصول وضع کیا جائے اسلیے اسیقدر زر مطلوب پر قناعت فرمائیے۔

باب چوتھا

قافلہ سیلانی راہی لندن ابتدائے روانگی کلکتہ تا مراجعت مرزا ولی عہد کلکتہ مین

۱۳۔ شوال شب چہارشنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۔ جون ۱۸۵۶ء جہاز دخانی مسماۃ بنگال پر قافلہ شاہی سوار ہوا۔ ۱۴۔ روز چہارشنبہ ۱۹۔ جون وقت ۷ بجے گارڈن ریچ سے جہاز نے

لنگر اوٹھایا حضری مین جاکر ارکانی بن لنگر کیا رات وہین گذری شدت ہوا اور تلاطم حرکت جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دگرگون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسدہ بیجا نکلین آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلاف موسم بے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہین ہوتا بلکہ بیشتر سے تنقیۂ مزاج کر لیتے ہین کہ مادۂ فاسدہ سے باعث فساد نہو مگر یہ امور واقفیت اور اطمینان سے ہوتے ہین اسمین یہ قافلہ مجبور تھا روز روانگی لکھنؤ جو صدمہ ہوا ایسا ہی سون ہا روح پیش آیا کہ وطن مالوفہ سے چھوٹے ایسے روز بدکی کا ہے کو خبر تھی جو بیبیان کبھی لکھنؤ کے دریاے گومتی مین سوار حکومت نہوئی ہون وہ دفعۃً صورت بحر محیط دیکھین واعجباہ۔

غرض وہ شب اوسی اضطراب وکرب مین گزری صبحکو جہاز نے لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے داخل آب سیاہ ہوا کہ سوائے سطح آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ۱۸۔ شوال روز یکشنبہ بعد دوپہر داخل احاطۂ مدراس ہوا۔ جناب عالیہ اور جنرل صاحب کا حال ایسے مشاہدات نادیدہ سے دگرگون ہوچلا تھا کہ فسخ عزیمت فرمائین کسواسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی فہمایش سے چار وناچار تأمل کا سمجھکر راضی بر رضائے الٰہی ہوئین اور بیبیان ولایتی جو جہاز مین تھین اونکے دیکھنے سے بھی فی الجملہ تسکین خاطر واطفائے نائرہ حرارت ہوا مگر مرزا ولیعہد بہادر کا مزاج بسبب قوت شباب جوانی جادۂ اعتدال سے منحرف نہوا بلکہ ان سب مشاہدات کو تماشاے عالم سمجھتے تھے۔

۲۲۔ شوال وقت صبح جہاز سرانذیب سیلان مین پہونچا تین دن تک انتظار جہاز چین مین رہا چوتھی دن ۹ بجے جہاز آیا ۸ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھایا۔ ۷۔ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پہنچا اتفاقاً منساخاکروب قافلہ شاہی دفعۃً جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورنر نے فوراً رسیان جہاز سے پھینکدین جہاز کو بخشتی کیا یعنی روکا۔ کپتان نے دوربین سے دیکھا سیاہی سر کے بالون نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل باد صرصر لے کر پہونچے ایک ساعت کے بعد جہاز پر رسی سے باندھکر کھینچتے تھے کہ دفعۃً رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا سارجن اور گورے پانی مین کود پڑے اوسے زندہ جہاز پر لائے جناب عالیہ نے خوش ہوکر ہزار روپیہ انعام دیا کپتان نے اونھین گوردن غواص کو دیدیا اوسیدن شام کو عدن سے

لنگر اوٹھایا ۱۵۔ ذیقعدہ شنبہ کو بعد ۸ بجے سویز پہونچے۔

جب چھوٹے دودی پر قافلہ شاہی سوار ہوا تھوڑی دور چلا اتفاقاً قاصدان حسین ۲ عدد جواہر بیش بہا نذر جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا تھے میان نیلم نے آدمی کی بغل سے سمندر میں گر پڑا کنارے پہونچکر جلیس الدولہ حاجی توکل میان نیلم۔ نواب مہدی قلیخان۔ میان الماس کپتان بر نڈن کشتی پر سوار غوطہ خور لیکر گئے بہت سے ہاتھ پانون مارے نپایا۔ ناکام پھر آئے اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ یہ سب فریب تھا واللہ اعلم۔

سویز کے پنج گھر مین پچاس روپیہ یومیہ کرایے مین جاکر اترے ۱۶۔ ذیقعدہ یکشنبہ کو دو گھڑی مین پانسو روپے کرایے کا گھر لیکر اترے اس مسافت کا فاصلہ ۴۲ کوس ہے ۱۹ ذیقعدہ یوم چارشنبہ ابراہیم پاشا کے مکان مین اڑھائی سو روپیہ کرایہ دیکر اترے دس دن تک مصر مین رہی مقام مصر کہ مشہور حسینؑ یعنی بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب سید الشہداء دفن ہے دوسرے مزار جناب زینب خاتون مزار محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر ہوئے تھے جناب عالیہ وہان تشریف لے گئین۔ مجلس عزا کی۔ ایک جگہ ایکادن روپے دوسری جگہ پر پچیس روپے نذر چڑھائے۔ رات کو مراجعت کی داخل مصر ہوئین۔

شیخ محمد علی ذاکر وہم واعظ

شیخ محمد علی ذاکرو واعظ رفاقت جنرل صاحب مین گئے تھے لکھنؤ مین اپنے عیال کو نواب معین الدولہ کے سپرد کر گئے تھے خود ناقل تھے کہ جب ایام حج تمام نہ کعبہ قریب پہونچے مین نے اپنے نفس پر ملامت کرکے خیال کیا حیف ہے کہ تو خانۂ کعبہ سے پشت کرے اور بسمت لندن یہ لوگ بامید استرداد اپنی سلطنت کے جاتے ہین تو کس امید شفاعت عیسوی پہ جاتا ہے اسکے سوا راہ مین کچھ صورت خلاف مزاج بھی گذری تھی بہرحال جناب عالیہ و جنرل صاحب سے عرض کیا مجھی رخصت حج ملے ایام حج قریب ہین آپ کے واسطے بجملہ اوقات خاص اور مقامات خاص مین دعا مانگو دو سو روپے نان راہ عنایت ہوئے سویز سے رخصت ہوئے دو ہزار روپیہ لکھنؤ مین پاتے تھے۔

حاجی صاحب سوئز سے چھوٹی کشتی پر مصریون کے ساتھ روانہ ہوئے راہ مین پہاڑ سے ٹکر کھاکر کشتی ڈوبنے
لگی تین سو تیس آدمی دفعتاً غریق رحمت ہوے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک صرہ
زر نقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اوسنے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کرلیا بہزار خرابی کنارے
پہونچے اوسوقت وہ روپیہ تصدق جان ہوا ورنہ یہ بھی سب کے ساتھ ڈوبتے وہان اونٹ
پر سوار ہو تین دن مین مدینہ منورہ پہونچے پھر جدے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ
حج کرکے بعد فراغ عدن مین آئے جب جہاز سوئز سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دیکر کلکتہ
آئے شرف ملازمت خاقانی حاصل کی ساری کہانی سفر تصریح بیان کی پھر لکھنؤ آئے
عیال سے ملے ایکدن امام باڑہ نواب معین الدولہ مین مجلس عزا کی مومنین جمع ہوے
اپنی ساری داستان منزل بمنزل بیان کی —
غرض قافلہ شاہی نے مصر مین ۱۵ مقام کیے فی الحقیقت خستگی راہ ہوئی عباس پاشا
مصر قافلہ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدین خان سے ملاقات ہوئی
منظور خاطر ہوا کہ شاہزادون سے ملاقات کیجیے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال ہو لیکن صاحبان
کے خدشۂ توہمات سے مناسب وقت نجانا بلکہ وہان کے بالیوز کو کچھ خدشہ گذرا تھا لہٰذا دفع کیا گیا۔
۲۹ - ذیقعدہ وہان سے ۵ بجے ریل پر سوار ہوکے شام کو سکندریہ مین پہونچے یہ مسافت
تیس کوس کی ہے معرفت خدابخش تاجر کاروانسرا مین اترے ۴ - ذیحجہ چہارشنبہ بعد دوپہر کے وہان
سے چلے ۴ بجے جہاز اندس پر سوار ہوے اوسی دن جرأت علیخان میر اولاد علی ہرخرچی پارکی
وغیرہ مع مرسلہ خزانۂ خرچ پہونچکر ہمراہ رکاب ہوے ۷ - ذیحجہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے مالٹہ مین لنگر ہوا
کیا خوبی حسن عمارات عالیشان شہر قابل دید تھی لیکن اس شہر مین ہر شے ہر قسم کی بہت
خوب ہے لیکن گران حد سے زیادہ چار گھڑی رات گئے وہان سے لنگر اوٹھاکر ۱۲ - ذیحجہ
سنہ ۱۲۷۳ روز جمعہ جبرالٹر مین پہونچے یہان عمارات عالیشان کو پہاڑون کو تراش کر بنایا ہے
اور رنگ برنگ کی گلکاری اور نقش کا سجر کھودے ہین نسبت مالٹہ کے یہان ہر شے
کو ارزان پایا ۳ دن کے بعد یہان سے چلے اس دریا مین طوفان عظیم اوٹھا سب کو
یقین غرق ہوچکا تھا باری بفضل خدا سے نجات پائی ۲۰ اگست مطابق ۱۰ ذیحجہ سندالیہ

۵ بجے شام کو لنگرگاہ سوتھمٹن یعنی جنوب لندن پہونچے یہ دونون بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن
واقع ہین اس شہر مین تجارت خاص ابریشم قالین وغیرہ ہوتی ہے ۷۳ کوس کا فاصلہ لندن
سے راہ خشکی ہی ریل پر ۳ گھنٹے مین لندن مین پہونچتے ہین -

منشی میر رفیع منشی میر حسن کے بیٹے ملازم جنت آرامگاہ ضعیف البنیان اکثر لکھنؤ
مین بھی ضعف قویٰ سے رہتے تھے وقت روانگی کربلا مین جب اس مؤلف کتاب سے ملاقات
ہوئی کہا کہ تم قصد سفر لندن نہ کرنا تمھارے قویٰ بہت ضعیف ہین صدمات جہاز راہ دور دراز
نہ اوٹھا سکوگے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیجدو تو مناسب ہے وہ جوان ہے متحمل
مشقت ہوجائیگا خیال مین نہ آیا تین سو روپیہ ماہوار کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا
کہ مرض اسہال ہوگیا ہی امید حیات منقطع ہوچکی ہی آخر ۱۳ ذیحجہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۵ اگست
مقام جبرالٹر مین جہاز پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کو روکا چھوٹی کشتی پر نعش کو رکھکر
غریق رحمت کردیا جنرل صاحب کیا انھون نے ایسی کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا
خطاب دیا کچھ دنون ملازمین حضور دعاگو اور صاحبات محل لکھنؤ کی تقسیم تنخواہ اونکی اختیار
مین رہی اب کلکتہ مین حاضر حضور ہین -

نواقلہ جناب عالیہ سوتھمپٹن مین اخبار لندن میل ۲۶ اگست سنہ الیہ
۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ یہ سب احوال لندن مؤلف کتاب نے از روے خطوط لندن جو
مسیح الدین خان اپنے عم نامدار محمد خلیل الدین خان کو بھیجتے تھے بندیکو وہ
خطوط دکھا دیتے تھے سمعی نہین لکھا اور خود مسیح الدین خان نے
کتاب لکھی ہے اوسمین سب احوال بہ تصریح تمام ہے،

اخبار مین لکھا ہی کہ جہاز مین جناب جناب عالیہ و دیگر عورات پردہ نشین تھین سب طرف
بند تھا کہ شخص نامحرم نہ جانے پائے دو تین مرتبہ گانیکی آواز آتی غالب ہی کہ مرثیہ پڑھا ہو

سکندریہ سے جناب عالیہ جہاز دودی پر سوار ہوئین عجیب معاملہ پیش آیا کہ تندی وشدت ہوا سے
اوسنو جہاز کو تلاطم تھا جناب عالیہ اپنے لباس سے اولجھکر سطح جہاز پر گر ترپین۔ صاحبون نے چاہا کہ
دوڑکر اعانت کرین لیکن بسبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوے بہزار خرابی
عورات کی اعانت کرین لیکن بہ سبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوے بہزار خرابی
عورات کی اعانت سے خاص کمرے مین داخل ہوئین اس قافلے مین کئی منشیان دفتر
مشغول اپنی تحریر کتابت مین تھی جب جہاز سے صندوق بارلنار سے اترے برمٹ پر گودام مین رکھے
گئے جنھین پیشتر سے خالی کر رکھا تھا اور حسب الحکم گورنر خزانہ جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بسبب احتیاط
سے اوتار محصول برمٹ نہ لیا فرش خواب وراسباب باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی
انکے ساتھ تھا جس سے سب ہنستے تھے۔ نوکر شاگرد پیشہ حقہ پیتے آپسمین عل مچاتی تھی اس عرصے
مین بوجہ سواری جناب عالیہ کے نکلنے مین کچھ دیر ہوئی اس جہت سے منظور ہوا کہ پالکی مین
سوار ہوکر آگے ترین گاریون پر سوار ہون جو کنارے کھڑی تھین جب ۳ بجے دو گاڑیان بہت
عمدہ چار گھوڑونکی حسب الحکم کوتوال شہر آئین اہل شہر مشتاق سواری ہزارون جمع ہوے کنارے دریا
سے جہان گاریان کھڑی تھین فرش قالین بچھا دیا تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا ارکان دولت
صف لستہ قاعدے سے کھڑے ہوے جب سامان جلوس سواری ہو چکا قنات پردہ
کھچی جس سے فقط عکس صورت ملفوف پارچہ مثل عورات مصر معلوم ہوتا تھا اونکے پانون مین
جراب نہ تھی لیکن جوتے مغرق بھاری سنہرے زیب پا تھی خوب چمکتے تھے جب گاڑیون پر
سوار ہونے لگین ایڑیان نظر آئی تھین دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ دونون بیبیان مقرب
خاص ہین جب گاڑی مین سوار ہوچکین اوٹ پردے کو جلد جہاز سے اتارا دونو طرف پردہ کیا
اسمین بوجہ سواری نمودار ہوا رسیون نے باندھ کشتی پر اتارا نیلے رنگ کا مغرق بوجھ کا پردہ تھا
سرخ بڑا اچھا تہ مغرق پہلوی بوجہ مین تھا اوسمین وہ عصمت مآب پردہ نشین تھی جسپر کبھی نظر نامحرم
نہ پڑی تھی چوبدار عصائے نقرہ وطلا ارکان دولت با داب شایستہ پیش پیش جلوہ سواری مین تھے
اوسوقت اہل شہر متمنی عکس ظل جناب عالیہ کے رہگئے خواجہ سرا ملازمین بدستور ہند بسر گرم اہتمام تھے
کسیکو گاڑی کے پاس نہ آنے دیتی تھی پھر اوسیطرح گرد گاڑی کے پردہ کیا جسمین وہ ہما اوج اقبال تشریف رکھتی

سعادت مین جلوہ افروز ہوئین اوسوقت سب خاص و عام نے باتفاق چلا کر لفظ ہرّا کہا جسے حالت مسرت و سرور مین کہتے ہین ایک شخص نیر کو ج بخش پر جا بیٹھا اوسے اوسیوقت اتار دیا میجر برڈ صاحب نے عرض کیا اندر و صاحب کوتوال شہر سلام کرتے ہین حضور جہاں بلی سے ہاتھ نکالکر موافق رسم ولایت مصافحہ فرمائیے بعد اسکے مصافت راہ طے کرکے رائیل یا یک ہیں یعنی سرا مین داخل ہوئین کاروانسرائے ولایت بہت عمدگی سے آراستہ ہوتی ہین جہان امرا سلاطین اترتے ہین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مثل سرا خرابہ ہندوستان ۔

اسکے بعد انڈر و صاحب اور امرائے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی دادخواہی کو گیا تھا استقبال شاہزادون کے لیے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی پھر جہاز سے اوترکر گاڑی پر سوار ہوکے میجر برڈ صاحب اوسی گاڑی مین پیشرو بیٹھے جنرل صاحب تماشائے خلق پر کم متوجہ ہوے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریباً ۵ فیٹ ۱۶ انچھ کا تن لاغر ۱۸ برس سے زیادہ سن شباب نہین معلوم ہوتا تھا ۔ گندم گون ۔ روشن چشم ۔ صاحب ذہن و ذکا معلوم ہوتے تھے اونکے عم نامدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی بہت عمدہ شاہانہ جواہر بیش بہا پہنے تھے خلایق انکی تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہوکر سبھون نے ہرّا کہا مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ و راست دیکھنے لگے جنرل صاحب نے متبسم ہوکر موافق دستور ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سرا ہوے ۔ راہ مین خواص ملکہ ران تھی یہان بھی اوس سے زیادہ کثرت اژدحام تھی میجر برڈ صاحب نے دونون شاہزادونکو سرا کے کوٹھے پر لے گئے سب سے مخاطب ہو داستان اودھ بزبان شیرین بیان کیا یہ امر خاص اس تصریح سے کسی ہندوستانی سے نہ ہوسکتا ۔ الحق کہ وہ اپنے حق خیرخواہی سے ادا ہوے ۔

بیان میجر برڈ صاحب

ایہا الناس ۔ مین ملکہ معظمہ جناب عالیہ متوالیہ اور جنرل صاحب مرزا ولیعہد کیطرف سے کہتا ہون کہ یہ حضرات تمھارے بہت ممنون و مشکور ہوے جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور بکمال مسرت دلی کے تمنے ہرّا کہا لیکن تم پوچھوگے کس سبب سے انکا آنا ولایت برطانیہ مین ہوا اور اپنی ولایت

کو یون چھوڑا اسکا جواب باعث تمھارے وفور تاسف وحیرت کا ہوگا یس ایہا الناس اپنے دل مین تصور کرو کہ سن شریف جنابعالیہ معظمہ تقریباً ۶۰ برس کا ہے اپنی ولایت مین کمال عیش وعشرت سے رہتی یقین اس مدت عمر مین کبھی انکی کف پای مبارک رفتار سطح زمین سے آشنا نہین ہوے تھے کیسطرح کا خیال مین نہ لائین پانچ ہزار کوس کی مسافت راہ طے کرکے مع اپنے بیٹے پوتے کے محض طلب انصاف اہل برطانیہ کبری سے آئی ہین اور یہ خاندان عالیشان اودھ مرافعہ اپیل کو آیا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نے انکا تخت سلطنت لیلیا ہے اسواسطے انھون نے جلاے وطن اختیار کیا اور صاحبان عالیشان سے متوقع انصاف تحقیقات ہین یعنی دریافت فرمائین کہ کس سبب سے سرکار کمپنی نے قلمرو اودھ کو بیکر اپنے ممالک محروسہ سے شامل کرلیا ہے اور مجھے زیادہ تر افسوس اسپر آتا ہے کہ اہلکاران سلطنت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے بھی ایک طرح کی اجازت فہوائی دیگر شریک اس امر خاص کے ہوے ہین تمسے کوئی امر چھپا نرکھونگا اور جو بات جو سرزد ہوئی ہے مطلع کرونگا یس ین ...عی تحقیقات و انصاف ہوا ہون کسواسطے کہ سالہا دراز سے درمیان سرکار کمپنی انگریز بہادر اور اس خاندان عالیہ کے روابط اتحاد و دوستی و توثق یکجہتی چلا آیا ہے اب اوسے سرکار کمپنی نے اس خاندان شاہی سے ممالک محروسہ لے لیا ہے باوجود اسکے کہ لارڈ ڈلہوزی بہادر اپنے اشتہار مین خود معترف اس بات کے ہین کہ یہ خاندان عالیشان اقوام انگلشیہ سے ہمیشہ صادق الوداد رہا ہے پس جانو کہ یہ سرکار عالی کس طریق پر رہی جسوقت کہ ملک گوالیار کی لڑائی درپیش ہوئی اور جب معرکۂ ملک پنجاب ہوا اور یہ وہ وقت تھا جسکے فتح ہونے مین دغدغہ تھا اور نرخ کواغذ نوٹ سرکار کمپنی کس مرتبہ گھٹ گیا تھا اور یہ سب ریاستین ہندوستان کی مستعد و آمادہ سرکار کمپنی سے پھر جانے کی ہو چکی یقین اوسوقت داروگیر مین شاہ اودھ نے اپنے ترکسواروں کے گھوڑے سرکار کمپنی کو دیے اور فوج کو بھی اجازت کمک کی دی یہ فقط اتنا ہی نہین ہوا اسکے سوا جب کوئی مہم عظیم پیش آئی ہے سرکار شاہ اودھ نے مبالغ زرکثیر خرچ کرکے اعانت و امداد سرکار کمپنی کی کی ہے اور یہ مصارف ہزار ہا روپیہ کا نہ تھا بلکہ کروڑون کا ہوئی ہے چنانچہ اب تک سرکار کمپنی دو کروڑ پچاس لاکھ روپیہ سرکار اودھ کی قرضدار ہے پس تمام انصاف ہے کہ بدل ایسے سلوک خصوصیات کے تخت سلطنت

ایسے دوست صادق کا لے لیوے لیکن تم مستفسر ہوگے کہ کس حیلہ و حجت ظاہری سے
لے لیا جواب دیتے ہین کہ رعایاے ملک اودھ سالہاے درازسے حکام اودھ کے جبر و تعدی
مین تھی انکی عافیت و نجات کے واسطے ہمنے لے لیا ہے۔ ایہا الناس اے میرے ہم شہریو
فرض کرو کہ اگر بادشاہ فرانس یا کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہو عہد شکنی
کرے اور تخت و تاج ملکہ معظمہ دام اقبالہا لے لیوے اس بہانے سے کہ اونکے ملک مین بے انتظامی
ہوئی تم گوارا کروگے بلکہ تم اسکا جواب دوگے کہ ہم آپ سمجھ لین گے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھاری
گھر مین مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر آکر چھین لے آیا اِسے گوارا کروگے۔
سب نے بالاتفاق جواب دیا نہین۔
بعد اسکے میجر برڈ نے کہا ایہا الناس تمنے حفاظت دو اضلاع کوچک ترکستان کیواسطے خون
بہانا حلال جانا اسواسطے کہ جور و بدعت سے روسیون کے اور اسپر کرور ہا روپیہ خرچ کیا
اسی طرح کب گوارا کروگے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت
اودھ ملک عظیم سے زیادہ نہین ہے جو بادشاہ دہانکا ہماری ملکہ معظمہ کا ہی سبھون نے جواب دیا نہین
پھر صاحب نے کہا آیا تم اس جبر صریح کا انصاف نہ کروگے مین تمسے چشمداشت انصاف رکھتا ہون اور
بیخاندان عالیشان تمسے اعانت و امداد چاہتا ہے پس اگر تمھین اعانت و امداد منظور ہے میرے
ساتھ سہ مرتبہ ہرا کہو خلاصہ سبھون نے ہرا کہا اور اس داستان پسندیدہ سے بہت متعجب ور معقول ہوے
میجر صاحب نے یہ داستان زمان سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ جیت سنگھ بنارس یا اعانت
جنگسے بگوا اور نیپال لارڈ ماٹرا صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ استعجاب ہوتا مگر اب جو
نتیجہ انجام کار ہوا کیا فائدہ تھا اگر اسکا فی الحقیقت انصاف ہوتا تو ہرا کہنا صادق آتا۔
میر جعفر علیخان بہادر رئیس سورت مرزا علی اکبر خان بہادر انکے منشی حیدر جنگ بہادر مندراسی
حافظ صدر الاسلام مندراسی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابراہیم ناگپوری یہ سب لندن سے
شاہزادون کی ملازمت کو آئے تھے جنابعالیہ سرا کے درجہ اول کے کمرے مین تشریف رکھتی تھین
چارون طرف اوٹ پردے کے تھے بالاخانہ کی راہ اونھین کمرون کے دروازون سے تھی۔ چنانچہ
ان دو لوگون نے ملازمت چاہی لیکن اوٹ کے حائل ہونے سے راہ نپائی اور ایسی پردہ داری

کی تھی کہ اگر دروازے کمرے کے کھلجاتے تو بھی کچھ نظر نہ آتا - پس جناب عالیہ نے لوگون کسواسطے اپنی تکلیف گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کرلیا اور جھلملیان دن رات بند رہتی تھین دروازہ پر خواجہ سرا سرگرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات محلدارین باہر آتی جاتی تھین اہل شہر اس ترینے کے دربار ہندوستانی سے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت گرد مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم دوشالہ پوش نظر آتے تھے اور قہوہ خانہ ملازمین خالی کردیا تھا اندر کے کمرون مین معززین رہتے تھے نوکر چاکرون بھر بازارون مین پھرتے تھے - میوہ جات مرغ وغیرہ فواکہات مول لیتے تھے ہُودون مین روپیہ رکھتے تھے -

۲۲- اگست مطابق ۱۲- ذیحجہ روز شنبہ مشہور ہوا کہ صاحبان عالیشان جو معززین ہین اور ہیم شاہزادون و جنابعالیہ سے ملاقات کو آئینگے دروازہ پر مجمع انبوہ خلایق ہوا لیکن سوائے زمیندار جاگیردار اور امرا اور اعزا ولایت دوسرے کو اجازت حضوری نہوئی اور بعد ۲ بجے دنکو دربار تقرار پایا اور ۴ بجے ملاقات جناب عالیہ اسمین کثرت لوگون کی عمارت کے سامنے بہت سی ہوگئی اور پردگیان عصمت کے دروازہ بخط فارسی انگریزی لکھکر لگادیا کہ گورے اندر داخل نہون چوبدار عصائے سنہری روپہلی لیکر اہتمام کو کھڑے ہوئے برنڈن صاحب راجرس صاحب مترجم حاضر ہوئے اور سوائے امرا کے کسیکو اجازت داخلی نہوئی اور دربار بالائخانہ پر ہوا کسواسطے کہ شاہزادے وہین تشریف رکھتے تھے اور ملازمین زینے پر کھڑے ہوئے صاحبون کی رہنموئی کیواسطے جب ۳ بجے میجر برڈ صاحب شاہزادون کے پاس گئے اوسوقت دونون شاہزادے کمرے خاص مین ٹہل رہے تھے مرزا ولیعہد کا لبادہ کارچوبی طلاے مغرق سرخ رنگ کا جنرل صاحب کا آبی زرہیلی تاج شاہانہ مکلل بجواہر سرپہ شمشیر ولایتی مغرق پر تکلف زیب کمر تھی خواجہ سرا حبشی پیچھے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میجر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال تہذیب سے سلام کرکے دوسرے کمرے مین جاکر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل بیٹھے اور صاحب کرسیونپر اس مجمع مین آرل آف ہارڈوک اور اونکی لیڈی یا رک وائے کونٹ ڈٹن ادمرل اس گف سر جارج میل - سر جارج جنرل پالک امرائے لکھنؤ جو زمان جنت مکان رزیڈنٹ تھی اور اونکی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جنرل صاحب اور جنرل پالک مین باتین ہندوستانی

شروع ہوئین اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے اوٹھ کھڑے ہوے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالیشان بھی اوسی تعظیم و تکریم سے موافق دستور سر جھکا کر رخصت ہوے پھر اوسکے بعد اور صاحب آئے اوسی طریق سے ملاقات کی رخصت ہوے شاہزادون کے بشرے سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی

۲ بجے ۳۰ میم اوس شہر کی حاضر خدمت جناب عالیہ ہوئین سرندن صاحب کی بی بی اور ایک میم جو مدت تک کانپور مین رہی تھی یہ دونون مترجم تھین جب میم آئین جناب عالیہ ذیگل پر بیٹھین ۸۔ اور خواص عورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بھاری اوڑھے تھین لباس جناب عالیہ سب سے زیادہ عمدہ زیب گوش ہوش و ہیکلیان تھین اپنے بیٹے اور پوتے سے بہت اشبہ تھین اور حسن صورت بہت اخلاق سے میم سے پیش آئین لیڈی ہارڈ دک سے فرمایا افسوس ہے کہ مین تم سے انگریزی مین بات نہین کر سکتی یہ صحبت بھی ربع ساعت تک رہی اسعرصہ مین دونون شاہزادی بھی آکر شریک صحبت ہوے اور اپنی ماں کے پہلو مین بیٹھے۔ تین حکیم یا پانچ منشی ساتھ تھے ۔ شاعر نے حسب حال وقت خاص خوب کہا ہے؎

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ✤ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

اگر بچشم غور انصاف کیجیے تو ایسی صحبت بھی لندن مین قابل یادگاری مگر افسوس یہی ہے کہ اسکا انجام کار نہوا

سوتھمپٹن سے روانہ ہوتا لندن مین پہونچنا ۔

قافلہ شاہی ۳۰ اگست وقت شب مطابق ۸ ذیحجہ شنبہ کو ریل پر سوار داخل لندن ہوا اوسی اہتمام سے پردہ داری سواری ہوئی ۔ اہل شہر نے ہجوم کیا ہر چند چاہا کہ دیکھین لیکن کوئی نہ دیکھنے پایا جب سڑک سے چلنے لگے لوگون نے مثل دستور ہند سر پر ہاتھ رکھا خدا حافظ کہا ایک گاری درجہ اول ۲۔ درجہ دوم باقی دو اور درجہ سوم کی تھین ۱۱۰۔ آدمی ساتھ تھے پانسو صندوق بارہ ہزار روپیہ کرایہ وایٹ صاحب مہتمم سڑک و دیا جو داخل ہارلی ہوٹل جو شارع عام جدید مقام قیام ڈیوک برنسوک ہی دہ ہزار روپیہ کرایہ شالانہ کالیا اور ہالفرڈ ہوس محلہ ریجنٹ جو اس سے عمدہ دس ہزار سالانہ کا تھا نلیا ناپسند ہوا ہوگا مرزا ولیعہد جنرل صاحب کو کسی نے نہ دیکھا اگرچہ

صحن خانہ مین چہلقدمی کیا کرتے تھے بیس دخلہ شہر ۲۱ - اگست کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ
بازار مین اسباب خریدتے پھرتے تھے دن بھر آپس مین غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے
یہ نہ سمجھے کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ مینے
اپنی مدت قیام لندن مین کسی بچے کی رونے کی آواز نہین سنی پکارنا اور چلانا کیسا انتظام شہر کر
اب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام با احتشام گذرا چاہیے تھا کہ
شہر خاص پایۂ تخت شاہی مین اوس سے زیادہ ہوتا مگر نہوا کوئی استقبال کو نہ نکلا اسکے سبب بہت
سے خیال مین آتے ہین کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نجانا ہو دوسرے ہیجر یرد کی توضیح
تشریح جسکی تصدیق خاص و عام نے باتفاق کی اور رعایا خاص شہر و آراستہ مزاج سب ہین
اور منصف ہین کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہین کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب ملکۂ معظمہ
دام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور بھی سبب باطنی ہوے
ہون واسرار علیہ امور سلطنت ہین اسکے سوا یہ سبب قرب عشرۂ محرم جناب عالیہ و
جنرل صاحب کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدین خان نے متواتر عرض
کیا کہ پہلے حضور اگر شہر مین شہرت قدومی داخل شہر ہوکر حکام کو بطریق مناسب کلفت
استقبال دون اور یہ امر کچھ دشوار نہین اکثر صاحبان عالیشان کی چٹھیان میرے
پاس ہین مگر یہ بات منظور خاطر نہوا اور ایک اور امر ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک
خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا جلیس الدولہ اوسے لیکر گئے پھر منشی نے
عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا مناسب حال نہین اور اگر یہی منظور ہے تو اوسکے
جواب کا انتظار کیجیے غرض اسی اختلاف آرا اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا اقبال نے میان سے پہلو تہی کی

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد پندرہ دن کے روانگی قافلۂ شاہی کے جب جہاز مسماۃ ہندوستان سویز کو جا لگا
پانچ شخص واسطے لندن کے بھیجنے کی تجویز ہوئی ایک میر الاد علی منجملۂ مشاہیر لکھنؤ جنھون نے اپنا
خطاب فرزند علیخان لوگون کے رفع اشتباہ اور دفع مظنۂ خاص کیواسطے مشہور کیا تھا دوسرے

جرأت علی خان جو بسبب ناک کے چشم زخم سے قافلے کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بھائی نائب مہتمم جہاز چوتھے شیخ علی امجد مرد مسن جہاندیدہ خواصہ ہمراہ اُن کی تجویز سے پانچوین ہرفرجی پارسی بادشاہ نے رفع خدشہ خاطر اقدس کو منشی میر باقر علی معتمد نواب منور الدولہ کو امین سمجھکر محض تحقیقات کو جہاز پر بھیجا کہ تم جاؤ بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص مشخصہ سے ولایت کو جاتا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر نہ تھا کسواسطے کہ اونکے کردار سے خوب واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جاکر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھ سے اور میان جرأت سے میر صاحب کو پوچھا ہمنے جواب دیا میان تو ہلیئن ہین یعنی جہان ہم ہین منشی جی کیا دم کھا رہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب سبکو منت سمجھا چکے تھے کہ از برائے خدا میرا نام نہ بتانا ورنہ میرا سارا کام بنا بگڑ جائیگا خلاصہ ایسے امور سے درگذر کرنا بہتر ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جرأت بیمار ہوئے میان کو شدت خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ پہونچے لندن سے منہ موڑا سویز سے بہزار خرابی کلکتہ آئے وہان سے ناکام بیمار لکھنؤ جاتے پہونچے میان جرأت اچھے ہو کر مع شریک چاریا جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہوئے۔

جب حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدین خان نے یہ دیکھا نوسے روپیہ کرایہ کا گھر لیکر علیحدہ رہے اور اپنی آبرو عزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے مقتضائے شرافت وایمان یہ ہے کہ بدل وجان نمک حلالی نیکنامی سے ہر امر کو بجا لاؤن اب حال صحبت کا یہ ہوگیا ہے میاد اُسکے واسطے کوئی صورت الزام بدنامی کی پیدا ہو لہذا ایسی صحبت سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر پہلے عرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ اسقدر ہے کہ کلکتہ پہونچ جاؤن پس اگر چند روز مین یہ خرچ ہو چکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا خلاصہ ان وسوسون سے بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اِس عرصہ مین میجر بڑد صاحب نے اپنی جدو جہد سے باگ رو کی سید عبداللہ بھی کنارے رہے اسکے پیشتر یہ بھی داخل صاحبان کونسل ہو چکے تھے بلکہ وہین رہتے تھے بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوئے جلیس الدولہ بھی الگ ہو گئے ان سبکے بدلے میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوئے انکی حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جنرل صاحب نے

جب یہ حال دیکھا باعث توحش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مخلف کے پہنچنے
لگے اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر سے بھی لوگون کی جہت سے امر خلاف
ہونے لگے خلاصہ بہر صورت عافیت تنگ ہوئی لیکن جنرل صاحب انکی کر خباب عالیہ کی اطاعت
زیادہ مثل جنت مکان کے کرتے تھے بجز سکوت کے نہ تھا کے تھے آخر کار شرح حال
عرضیان بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف
مشیران قدیم و جدید کھل گیا حاسدین اور منافقین جو در کمین اپنی گھات مین لگے ہوئے
تھے وہ شماتت کرنے لگے ایسے متعدبات کی زیادہ توضیح کی کچھ احتیاج نہین کہ واسطے کہ
اسی اختلاف نے لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جنرل صاحب نے مسیح الدین خان
کی سبت دلجوئی فرمائی اور عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور مصالح کار
اور مشیران خاص کی بادشاہ کو روانہ کی اور تکلیف تصریح لابدیات کو بھی لکھا مرزا ولیعہد بہادر
نے ہر آیا تحفہ حضرت کو ارسال کیے اور باقر علی اور ہر فرنگی پارسی کلکتہ بھیج آئے

فرمان و حکمنامجات بادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیرنگی احوال کی نظر اقدس سے گذری ہر ایک فرمان
حکمنامہ بتاکید بلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلیو بک جنرل سلیمن صاحب مشعر خرابی و
بانتظامی سلطنت یہ تصریح لکھی تھی بھیجا چنانچہ ایک جا بجانب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی
واسطے مع محبت نامہ جسکا مضمون ظاہر ہی یہ تھا کہ بعد حمد و نعت موافق دستور زمانہ شاہانہ
اور بیان شکریہ اس سلطنت نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھ احوال انتزاع سلطنت
ایسٹ انڈیا کمپنی انگریز بہادر کا یہ تجویز لارڈ ڈلہوزی صاحب بر طبق احوال مظنون صاحبان
رزیڈنٹ لکھنؤ اور بربادی و خرابی مال و اسباب خانگی اور تباہی اور پریشانی رعایا و
رئیسان شہر اور آوارہ وطن ہونا اپنا اپنی اس بے سر و سامانی سے اور نسبت علالت فراج خود کلکتہ
مین رہجانا اور جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو استغاثہ کو بھیجنا اور جواب بلیو بک جنرل
صاحبان پارلیمنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین یہ سب بتوضیح تمام لکھا گیا

ایک فرمان اردو مین جنرل صاحب کو اس مضمون ہے کہ تمھارے ساکت وخاموش رہنے سے اور عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مردم عوام کا شورہی خاص مین داخل ہونا اور اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب وحیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ حسب الحکم ہذا جو تصریح لکھا ہے بجالائین اور جو لوگ غیر معتمد ہین ان کو بہت جلد روانہ کلکتہ کردینا مرولت کو جو کچہ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے تلقین کو بی سمجھا دیا ہے اور مرزا ولیعہد بجاے ہمارے فرزند کے ہین کسواسطے کہ بیٹے اور رہنے مین کچھ فرق نہین اور غالب ہے کہ وہ بھی از راہ سعادتمندی تمھاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے کہ سراسر موجب میری خوشی کا ہے جواب کتاب بلیو بک بہت تصریح وتوضیح سے لکھکر بھیجا ہے چاہیے کہ موافق تحریر مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام پہونچانا اور اگر احیاناً کسی مقدمۂ خاص مین جوابدہی سے عاجز ہوا وسے حضور اقدس پہ محول رکھنا۔ یہان سے اوسکا جواب شافی جائیگا۔

محبت نامہ ور ایک جلد کتاب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ کو بھیجی ہے وزیر اعظم کے واسطہ سی گذرانا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس کو دینا اور تین سو جلد اور بھیجی ہین جسے قابل اور مشتاق دیکھنا دینا۔

ایک انگریز جلیل القدر خاندان عالی مترجم زبان فارسی وارد وکمال متدین اور امین مقرر کرو جو اپنی طرف سے کسی طرح کا دخل وتصرف نہ کرسکے اور بہ لاکھ روپے جو آگے بھیجے ہین واسطے مصارف لابدیات روزمرہ کے اوسکے صرف بیجا کا خیال رہے فقط۔

ایک عریضہ اردو مین جناب عالیہ کو کہ آپ بہر صورت مالک ومختار ہا بدولت مین اور توضیح بعض مقدمات کی تھی۔

ایک فرمان مرزا ولیعہد بہادر کیواسطے مشعر اطاعت وفرمانبرداری جنرل صاحب اور ملاقات عمائد ولایت مین۔

حکمنامہ مولوی مسیح الدین خان کو کہ تمھاری بیدلی اور برخاستہ خاطری سی باعث تعجب خاطر اقدس ہے لازم ہے کہ سب مقدمات کو حسب الحکم لقوانین منضبط کمال دیانت وامانت خیرخواہی تکملائی سی بجالا کر مستعد بجا آوری احکام عظام رہین اور کسیطرح کا خدشہ اپنے دل مین نکرو

تم سے بہرحال اطمینان خاطر ہمایون ہے۔

ایک حکمنامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نورالدین احمد کو تباکید و ترتیب کواغدات اور منتعد ہونے کاروبار سرکار مین فقط - ۱۲ - ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ روانہ ولایت ہوا۔

بعد روانگی جناب عالیہ بادشاہ ذی محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ با بدولت اقبال نے بسبب علالت مزاج سفر دریا شور مناسب نہ سمجھا کلکتہ مین رہنا بہتر جانکر جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو بمنزلہ ذات خود سمجھکر بہ جماعت ہمراہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے لازمہ محبت یہ ہے کہ جو مقتضائے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے ارکین سلطنت باحسن طریق پیش آئینگے کہ موجب تسکین شکستہ دلون کا ہوگا۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیازمند کو روانگی اقربائے قریبہ والا دومان سے مطلق آگاہی نہین ہوئی لہذا بموجب ایما شریف حکام سلطنت ولایت کو درباب حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کسیطرح کی تکلیف نہوگی۔

کہتے ہین کہ قبل از روانگی جناب عالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ طاہری سے روانگی منزل مقصود مین توقف ہوجاتا۔

جبدن سے حضور عالم کلکتہ شرفیاب پابوس شاہی ہوے جو مقتضائے تدابیر امکان بشری تھا عرق ریزی اور جانفشانی سے قصور نہ کیا لیکن چارۂ تدبیر بشری بہرحال تقدیر سے مجبور ہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہواخواہان روابط باہمی اور تعارف کارآمدنی اکثر حکام عالیشان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب سکرٹر اعظم اور نواب گورنر جنرل بہادر سے مقام خلوت مین ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعد رہائی قلعہ ہر ہفتہ مین صاحب سکرٹر کے پاس جانا لازم پڑا ہے بے اجازت سرکار کہیں جا بھی نہین سکتے وہی صورت فمایش جنرل اوٹرم صاحب بادشاہ سے رہی اور سبطرح کے نشیب و فراز دنیا سے توضیح عرض کیا لیکن مرتبہ عبودیت مرضی اقدس سے بالاتر نہین ہوتا اس جہت سے معذور ہو کنارہ کش ہوے منشی صمد کشمیری منصرم کاروبار سلطانی ہوے اور آخر کار نواب انتظام الدولہ وغیرہ کی جھانسی سے بادشاہ ذی راضی نامہ دیا اور لاکھ روپیہ ماہواری پر راضی ہوے

سبحان اللہ دہی انبوہ رنگ کھلا ہیچ ہی ع - امور مملکت خویش خسروان دانند
مثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی وہ -

حضور عالم نے آقا حسن خان جدید الاسلام مسمی موہن لال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو معززین معتمدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ معرکہ کابل و قندھار مین سرکار مین بہت نیک نام اور لندن بھی گئے ہین اراکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہین دستور ولایت سے خوب واقف ہین ہزار روپیہ ماہوار یکا پنشن سرکاری باقی ہین لیکن طرفین سے کئی سبب سے یہ صورت نہ ہوتی -

جنرل محمد حسن خان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبر آباد سے کلکتہ بپایۂ منصب سفارت شاہی گئے کسواسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی مین زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور حکام نزدیک بھی اونکا طریق رفتار نسبت ہندوستانیون کے فی الجملہ پایہ اعتبار مین تھا لیکن بادشاہ نے بخیال مقدمات ماضیہ حضرت خاد جنرل مناسب وقت نجانا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہوئی ناکام پھرے ۱۵ سو روپیہ کی زیر باری سفر کے آنے جانے مین ہوئی زبانی میر محمد رضا داروغہ جنرل صاحب -

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے گئے تھے ایک دن سید حسین میر معطوب شاہی کو بگھی سے اپنی گاڑی مین سوار ہوکر جاتے تھے کہ داخل در دولت ہون دربان نے منع کیا کہ آپ کسواسطے بے حکم حاضر ہونے کا ہتین ہی گفتگو ہوئی آخر بد دماغ ہوکر پھر گئے حضور عالم سے رخصت ہوکر کانپور چلے آئے ہرچند بادشاہ نے فرمایا کہ اونکے واسطے ممانعت نہین تھی لیکن وضعداری نے کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث زیر بار ہوئے -

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان منجم سلطانی کی معرفت چاہا کہ کچھ رسوخ حسن خدمت سرکار نواب خاص محل جناب مین کیجیے چنانچہ انکی معرفت کچھ تحفت طلائی قیمت مناسب نسبت اور ون کے ہزار دو سو روپیہ اونکو بھی بتکلف خرچ بھیجکر دیے اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کا کلکتہ پھر زاد راہ سفر دیگر روانہ کلکتہ ہوے جب ناکام پھر آئے

انسے ملاقات بھی نہ کی مرزا صاحب لکھنؤ آکے بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کئی
مہینے تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس رہے پھر کلکتہ پہونچے انہون نے بادشاہ
قلعہ مین تشریف رکھتے تھے مصلح السلطان کی عرضحال کیا پنشن سلطانی مقرر ہوا ہر روز اپنے
گھر مین مجلس کرتے رہے ایک دفعہ پانچ ہزار روپیہ بھی سرکار سے عنایات عالیات
جانے کو ملا مگر اتفاق نہ ہوا وہین انتقال کیا —

پھر عہدہ جلیلہ سفارت حضور عالم نے جعفر حسین خان کو بخلاف مرضی بادشاہ مقرر
کیا چند روز تک [illegible] ایکدن صاحب سکرٹر اعظم کو [illegible] کہتا تھا جواب بین دیا گیا
گذرا معزول ہوا اونکو لوڈ صاحب کمشنر الہ آباد نے وقت رخصت دو شالہ دیا تھا کہ تم
مطلبین رہوا سے ہمیشہ جانیں بادشاہ کے روزگار سے تم بخوبی خراب جانتے [illegible]
طمع نفسانی کب چھوڑتی تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ نے
انکی سفارت انکے مقرر [illegible] رازکی کے انکی بابت کیا عجب تھا اونکی اجازت گورنمنٹ
سے نہ ملتی کس واسطے کہ کلکتہ سے باہر بے اجازت نہ جا سکتے تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی
تو اور [illegible] سے کیا ہوا تھا جو انسے ہوتا انجام کار تو یہ ہوتا تھا جو ہوا یعنی پھر دیا

حاجی توکل کا لندن سے کلکتے آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرا جعفری ہمراہی جناب عالیہ [illegible] الحکم مع نقدہ خاص جناب موصوفہ
کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہو کے خلوت مین عرضحال ولایت مشروحًا بیان کیا جو
تحائف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محل صاحبہ کو دیے باقی کی احوال مفصل لکھا
کہ کیون آئے پھر وہ لکھنؤ مین آئے —

۲۴ - جمادی الثانی مطابق ۲ - فروری روز جمعہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر حسب تحریر
حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین درباب مکانات چھتر منزل وغیرہ تحریر فرمایا
تھا کہ بر قبضہ دار کو تواتی نے سبب تشدد سے اس ساعت مین مکانات شاہی کو خالی کروالیا جو
مختص قیام صاحبات محلات تھا او مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

ملتوی رہا اب واگذاشت اور برخاست پہرہ بعض مکانات خاص سے کیے اور وسی بت نام بین ہماری، الاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظوری خاطر منیع تھی اسکا جواب عذر علالت فراج اقدس کیا بعد اسکے بہ فہمایش منشی امیر علی خان بطریق دوستانہ آمد و رفت کی راہ بے تکلفی ہوئی اور تین لاکھ روپیہ شاید سرکار سے بہ علت مکانات دیے گئے اب اختیار قبضہ سرکار مین ہین۔

حضور والا ولایت سے سبب اس تحریک اشتیاق ملاقات کا معلوم کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس نے تجویز کیا تھا اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بروقت ملاقات تصفیہ اکثر مقدمات خاص کا بے مداخلت و شارکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہوئی چنانچہ مظفر حسین خان نے بھی بصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسیطرح نمانا اسین گفتگوی گستاخانہ بادشاہ سے بالمشافہ ہوئی آخر کنارہ کش ہوے۔

مصلح السلطان انجم الدولہ اپنے بیٹے کی شادی کو جو میر یوسف علی خان کی بیٹی یعنی انکی بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے رخصت طلب ہوئے اور اسکے سوا اپنی ماں کا دیدار آخری منظور تھا مگر حسب الحکم فسخ عزیمت کیا اور اس باب خاص مین کچھ مرحمت بھی ہوا آخر ماں نے خط کو لکھا کہ تم امر ضروری سے فراغت کر لو میرا آنا ہوگا۔ یہان انکی ماں حسرت دیدار مین مرگئین اور بیٹی بھی بعد شادی کے مرگئی خلاصہ جس ملازم خاص نے درخواست لکھنؤ کے آنے کی کی بالطبع ناگوار خاطر اقدس ہوتا تھا اور جو آیا پھر نہ گیا چنانچہ شفاء الدولہ مصاحب خاص سبب علالت فراج رخصت ہوکر لکھنؤ آئے پھر نہ گئے سبب بھی ایسا ہوا تھا اہتمام الدولہ حمید حسینخان باجازت لکھنؤ آئے تھے پھر نہ جا سکے بخیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ قلعے سے مع الخیر دولتخانۂ مقیم مین تشریف لائے ان دونون نے عرضداشت شرف قدمبوسی کی حکم نہ ہوا۔

اخبار لندن میل ہی

مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

دونون شاہزادون کی صاحبان موصوف سے اور اونکا شاہزادہ کے گھر آنا اور احوال جو خطوط لندن سے معلوم ہوا

۱۱- اکتوبر ۱۸۵۶ء دنکو ایک بجے مرزا اسکندر حشمت جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر قصر بلوری شاہی اجلاس جلوس خاص جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مقام سڈنہم مین تشریف فرما ہوے ۸ گاڑیان سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگوائین نواب جعفر علیخان نواب مہدی علی خان خویش نواب احمد علی خان رئیس رامپور دو منشی ہمراہ خواجہ سرا باقی جلوس سواری ضروری کثرت اہل شہر سے بڑا ہجوم ہوا تماشائے عجیب سمجھکر سب جمع ہوے۔

اس مکان عالیشان کی رفعت و عظمت و نقش و نگار بوقلمون صفائی و شفافی جسے دیکھکر آئینہ کو حیرت آجاے اور زیب و زینت و آرایش اور آراستگی موزون ہر قسم کے لوازمات سے بہ تکلف تمام جسکے مشاہدہ سے حیرت و استعجاب ہو کہ کبھی کسینے کہانی یا قصہ خیالی مین بھی ایسا پرشان کارستانی نہ دیکیا ہوگا اور نہ سنا ہوگا زمان ماضیہ مین شعر مشہور شاہجہان آباد کے واسطے لکھا تھا وہ مختص ایسے مکان کے شایان ہے اور اوسکی مجموع خوبی و صنعت قابل دیدنی نہ شنید ہر چیز کا بیان زبان حال سے ممکن نہین ہے

تراد دیدہ و یوسف راشنیدہ　　شنیدہ کے بود مانند دیدہ

خلاصہ فرش پشمینہ قالین کشمیر جسکے وسط مین لفظ باللہ کا زرد وزی تھا جنرل صاحب کو ازراہ آداب ایمانی پانون رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے صحن مین جاری اوسکی خوبی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادونکو کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب سے بھی وہین ملاقات ہوئی برند صاحب کیواسطے سی تعارفات ظاہری طرفین سے ہوئی ایک رفیق مرزا ولیعہد کہتے تھی کہ ایکدن جنرل اوٹرم صاحب اکیلے چھتری ہاتھ مین لیکر مکان پر آئے خبر کہلا بھیجی کہ اوٹرم جنے تمہارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھکر کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے ہر چند فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنو پیش آنا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے مرزا ولیعہد نواب مہدی علیخان

بام قصر پر گئے وہان تماشاے اراضی و سماوی دونون دیکھکر مراجعت فرمائی۔ مدت طول خلافت زمان مافیہ جو پارلیمنٹ کو ہوئی جناب ملکہ معظمہ انگلستان کو تشریف فرمائی ہو

یقین ہیان جنرل صاحب مولوی مسیح الدین خان برنڈن صاحب بسبب وجوہات سابق الذکر حالت سکوت مین تھے منتظر حکم شاہی اس عرصہ مین فرمان شاہی محررۂ ۱۱ ربیع الثانی مضمون مطلب ہونچا حریف سنگر گوشہ کمین مین جاکر بیٹھے اختیار کلی جنرل صاحب و مولوی صاحب و میجر برڈ صاحب کو ہوا اب بنا کار اور مشورہ یہ ٹھہرا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سے عرض حال مشروحاً کرنا چاہئے کہ حجت تمام ہوا اور انکا سیلے مکنون خاطر و مافی الضمیر دریافت کرنا بہتر ہے کسواسطے کہ بعد انفصال بھی انھین کے تحت حکومت و اختیار مین رہیگا بظاہر راہ راستی و صورت آشتی باقی رہیگی چنانچہ ایکدن میجر صاحب مولوی صاحب انکے پاس گئے صاحبان عالیشان کمال اخلاق و پاسداری سے متوجہ حال ہوکے انھین تعارفات کی باتون مین مستفسر اختیار کرنے ایسے سفر دور و دراز کے ہوے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ نظر بوثوق مواثیق فیمابین سرکارین عالیین جو مدت ممتد سے نقش کالحجر تھا لیکن تجویز اولیاے سرکار دولتمدار سے وہی نقش کالحجر بالفعل نقش بر آب معلوم ہوتا ہے جو بنظر عالم باعث تحیر و استعجاب کا ہوا کہ انتزاع ممالک محروسۂ شاہی آیا کس طریق مواثیق ماضیہ سے جائز ہے چنانچہ بروقت استفسار صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ نے جواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی نواب گورنر جنرل سے تعمیل اسکی ہوئی ہے اسکے بعد بادشاہ حالت سراسیمگی و بے سر و سامانی مین مع عیال خاص اور جماعت قلیل ملازمین ہمراہ رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان مین جلاے وطن اختیار کرکے کلکتہ تشریف لائے نواب گورنر جنرل نے وہی جواب فرمایا کہ ہمنے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس اور انھون نے باستصواب رکن رکین سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے اب میرے حیطۂ قدرت اور امکان سے باہر ہے اور قطع نظر اسکے بالاتر سب سے یہ ہوا کہ جو لوازمات اعتبارات معمولی قدیم سے چلے آتے تھے خلاف رتبہ و قرب منزلت اس خاندان عالیشان کے اہالیان سرکار سے ظاہر ہوے وہ بیان سے باہر ہین پھر کیونکر موجب استعجاب جمیع وابستگان سرکار دولتمدار نہ ہو جس وقت کہ ورود کلکتہ ایک ادنی ملازم سرکار شاہی کا نسبت زمان ماضیہ مقابل کیا جاے تو نظر عالم مین نسبت ایکا در ہزار کے بھی نہ ٹھہریگی پس لیسے آلام و مصائب

روحانی سے اس شدت حرارت تابستان مین مزاج شاہی زیادہ تر جادۂ اعتدال سے
منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ خود کلکتہ مین قیام فرمائین اور
جنابعالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین و قائم مقام و وارث سمجھکر تھوڑے سے
ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور مین عرضحال ضرور ہوا کہ آیا مدت
دراز سے اس سرکار شاہی خلاف عہدنامجات ماضیہ آج تک کونسا امر سرزد ہوا جو باعث
انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب ہمنے بھی وزرای سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے
عرض کیا کہ اگر مطابق دفعۂ ششم عہدنامہ فردوس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ تا
مقام شکایت ہوتا جواب دیا کہ ہم نے اس عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ
سابق چلا آیا ہے اور وہ عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا
ہے اور وہ عہدنامہ نہ تھا جو بابت ۱۶ لاکھ روپے دفعہ دوم درخواست حضرت فردوس منزل
ہوا اور سے اہالیان سرکار نے محض پاس خاطر ہمایون بطریق قرض مؤبد قبول فرمایا ہے
غرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختارنامہ طلب کیا اور بعد
مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادون کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ موجب تشفی
شکستہ دلون کا ہوگا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کرینگے موجب توہین سلاطین
متفقہ مین ہوگا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لائین خلاف اخلاق نہوگا اور ہماری ولایت کا
دستور بھی یہی ہے پھر ہم اونکے مہمان ہونگے عرض کی کیا مضائقہ خلاصہ بڑی عزت و احترام
سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشادہ پیشانی دیکر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جنرل صاحب سے عرض کی اور تاریخ دن وقت
خاص ملاقات تعین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلو بک جنرل
سلیمن صاحب جسمین خرابی و انتظامی ملک وہ مندرج تھی بھیجدی مع چٹھی انگریزی یہ بیان
مخرب اور حریفون نے آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہے
مرزا ولیعہد کے فرمانے سے جنرل صاحب کو بھی تامل ہوا۔ ہرچند خان موصوف نے بہت منت

و سماجت سے عرض کیا منظور خاطر نہوا آخر ناچار ہی عرض کی کہ اب بنائے مقدمہ ہاتھ سے
جاتی ہے اور مشقت و عرقریزی سب میری برباد ہوئی جاتی ہے مین نے صاحبان موصوف
سے وعدہ کیا ہے ان نمازدن کے لگانے بجھانے سے کار سرکار ابتر و خراب ہو جائیگا
اور انکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہو جاؤن جنرل صاحب
نے فرمایا مبادا اسیقت ہماری ملاقات سے اسقدر ہمارا احترام نہو تو موجب ہماری شکستہ
دلی کا ہوگا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے خلاصہ
بعد اسکے بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کروا در دن اور وقت مقرر کرو غلام موصوف
نے چیٹھی صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جنرل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض
کیا جائیگا - ۱۶ فروری روز جمعہ ۱۸۵۷ء جنرل صاحب مرزا ولیعہد ملازمین خاص سے بجلوس
تمام ہیرلی ہوس سے سوار ہوکے ۵ گاڑیان اور پہلی گاڑی مین مولوی مسیح الدین خان میجر برڈ صاحب
سوار ہوکر انڈیا ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی ——

جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پہونچی کئی صاحب پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ
انڈیا ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیب ایرڈ پرائیوٹ سکرٹری چیرمن کمرہ دربار مین
لے گئے کرنل سکیس چیرمن دربار اور ڈپٹی منگلس ایم پی ڈپٹی چیرمن وغیرہ ممبر مثل سر ہنری
رالنس - کرنل الفیٹ شیب برڈ صاحب - کپتان السٹوک پرنسپ صاحب الیٹ میگناٹن
صاحب منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد مبادلۂ سلام شاہزادون سے
بغلگیر ہوے ممبران دربار پہلے دالان مین لے گئے جہان مالک دربار بیٹھے تھے متابعت کر کے
بٹھلایا بعد اسکے میوزیم یعنی عجائب خانہ مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان
و زمان قدیم مثل کالاصل تھی اور تصویرین شاہنشاہ فرانس و ملکۂ فرانس جو چند روز ہوئے ازراہ
ہدیہ آئی تھین اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تا زمان حال اسکے بعد داخل
کمرۂ طعام ہوے جہان تیاری ضیافت اقسام اطعمہ و فواکہات میوہ جات وغیرہ بکمال حسن
تکلف سے آراستہ تھی باتھہ صاحب فصحای لندن کے سر جیمس ملول سکرٹری کورٹ آف دائرکٹرس
رکلس صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امرائے عظام سب جمع تھے بعض فواکہات شاہزادون نے

بلحاظ میزبانون کے کمال احتیاط سے میل فرمانے بعد ۳ بجے کے رخصت ہوئے
۱۹ - ماہ مذکور کو شاہزادے مع ملازمین خاص سر رنٹر رابرٹ ملکی کی ملاقات کو
بکادلی مین تشریف لے گئے بعد اسکے رایٹ آنریبل بی ل ٹرکٹس صاحب کو طلب
فرمایا دوسرے دن چیرمن ڈیرکٹس ایسٹ انڈیا کمپنی شاہزادون کی ملاقات کو آئے
اور بطریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا -
خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان سکریٹر
نے راہ مین استقبال کیا اور چیرمن نے پھاٹک سے اور جب گاڑی فرودگاہ پر پہونچی
سب صاحب نے باہر اکر استقبال کیا اور حسب دستور ٹوپی اوتاری کھڑے رہے جب تک شاہزادے
گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمن ہم پہلوے مرزا ولیعہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب
کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے باہتمام اور رہبری کو مقام اجلاس تک لے گئے غرض
کمال احتشام و احترام سے جو فراخور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے
اور خوبی اور آراستگی اور زیب و زینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستہ قفیون اور آئینہ و
میز کرسی ذنگل - کوبیخ طلائی و نقرئی اور سب لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو تھے
بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے -
صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدین خان انگریزی
مین بات کر سکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت
خوش ہوے فرمایا ہم مین سے اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خلاصہ پہلے ہر
صاحب سے بغلگیر ہے پھر مصافحہ معمولی ہوا پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز اور صعوبت
راہ کا ذکر ہوا مثل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون
کا ہوا بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ دور احاطہ مکان تمام کا ایک
میل سے کم نہ تھا اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین
ماضیہ و تصویرین خاندان عالیشان اودھ کی اور کتب عربی و فارسی - عربی قلمی - عجائب و درگار ہیچ
آقالیم ہند مین کسینے نہ دیکھی ہون اور کمرہ ضیافت مین کھانا میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار دیوان مناسب

تکلیف وہ حاضری نے ہوا انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص ہو قوت مرضی مبارک شاہزادون
پر تھی - جیسے کہ اسیطرح دونون شاہزادون کے پہلو مین مولوی صاحب پہلوی مرزا ولیعہد بہادر
صاحبان عظام نے ازراہ دانشمندی خان موصوف سے کہا کہ تم مختار بادشاہ کے بجای بادشاہ پلنگ
مین بیٹھو یہ خلاف دستور نہین اسمین یہ متردد ہوئے کہ شاید ناگوار شاہزادون کے ہو اور دینے کی
معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر کے علیحدہ بٹھانا منظور ہے شاید گفتگوے معاملہ بلا واسطہ غرض رفع
خاطر کر گئے یہ اپنے طور پر کلیج میز پر بیٹھے لیکن پہلے سے سمجھا دیا تھا کہ فقط لفظ استرداد ملک پر آپ
نہ در کیجیے گا خلاصہ یا تین تعارفات کی شروع ہوئین ملازمین بہ طبیعت دلیعنی مشغول خورش
میوہ جات ہوئے اور شاہزادے بھی بپاس خاطر کمال احتیاط اور پرہیز سے نوالہ ہاے مطبوع
نوش فرمانے لگے بعد اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین سب صاحب گئے گفتگوے انتزاع ملک
شروع ہوئی اور خان موصوف نے ابتدا اور انتہاے مقدمات بخوبی گذارش کیے صاحب
ساکت و خاموش رہے جواب شافی نہ دیا بلکہ اوسکے خلاف شکر کنے لگے کہ خانصاحب تم
بہت تیز و تند ہو گئے ہو عرض کی آیا خلاف واقعہ یا خلاف قرب و منزلت دگر نہ انصاف شرط
ہے کسواسطے کہ اول مرحلہ یہ طے فرمائیے کہ اگر بعد عرض حال مقدمات ہمارا قصور ثابت ہو تو
ہم چپ ہو رہین اور اگر نسبت اہالیان سرکار ہو تو مقرر ہون اسصورت مین البتہ احتیاج ثالث
کی پڑیگی پس خواہ نخواہ مرافعہ طرفین محول پارلیمنٹ ہوگا اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی شاہزادے
فرحان و شادان پھر آئے خلاصہ صورت مقدمہ ایک طریق سے براہ راست چلی آتی ہے

۱۲ جنوری کو صاحبان عالیشان مہمان دولتسراے شاہزادون کے ہوئے لوازمہ
مہمانی و خاطرداری حد سے بیان زیادہ ہوا - ہرچند کہ بے سروسامانی و غریب الوطنی سے خاطر
خواہ موافق مرضی ممکن نہوا لیکن طعام ہندوستانی سے جو ہر قسم کے موجود تھے صاحبان
موصوف کو بہت لذت چاشنی ہند حاصل ہوئی بہت خوش خرم لطف صحبت اوٹھا کر رخصت
ہوے بعد انصرام صحبت کمرہ خلوت مین بعض صاحب و مختار شاہی اور شاہزادے رونق
افروز ہوے [illegible] جنرل صاحب نے انکو کئی خط نسبت بادشاہ لکھی ہین انمین سے کئی
بھی [illegible] بادشاہ کو اور عمل ہ کو سی [illegible] لکھے ہوئے

یا گیرہ ۵ لاکھ روپے سالانہ کا تجویز کیا ہے عرض کیا اس آپکی ارشاد کو کچھ سند اور نیز المینان موکلون کے واسطے لازم ہے پس اُسی وقت موافق اقرار صاحبان عالیشان یہ تحریر ہوئی مختار شاہی نے اوسے پارلیمنٹ مین بھیجدیا اور وزرا سے سلطنت کو بھی گذرانی یعنی اظہار مدعیون سے سب الحمدللہ کہ ہمارے موکلون کی بے قصوری کلی ثابت و ظاہر ہے اسے وزراے سلطنت اور اہل انصاف نے بھی مستحسن جانا۔

جنابعالیہ نے بضرورت خرچ لابدیات یامناسب وقت سمجھکر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپیہ کو نوٹ ایم ڈیمارنی کے ہاتھ بیچا اونھون نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میل اخبار سے معلوم ہوئی

۲۱۔ جنوری کو جلیس الدولہ نواب مہدی قلی خان۔ جرأت علی خان کو اونکے نوکرون نے کھانے مین زہر دیکر کھلایا ہے۔ آدمی بہزار خرابی مرکر بچے کہتے ہین کہ یہ فکر برعکس ہوئی مثل چاہ کندہ را چاہ در پیش ہے۔ جب تسلط و اختیار کلی جنرل صاحب کا ہوگیا اور مختار شاہی بھی روبراہ ہوے میر اولاد علی مذکور مایوس و ناکام ہوکر ایک عورت ملازم جنرل صاحب سے آشنائی کرکے کلکتہ آئے حاضر حضور دستور معظم ہوے پچاس روپیہ ماہواری مقرر کرنے لگے راضی نہوے اس خیال سے جو کلکتہ مین ہین اون کے دو سو تھے سفر لندن سے اسمین مگر بیگم صاحبہ حضور عالم کی کبھی کبھی کچھ کفالت خرچ فرماتی تھین مگر بہ نسبت حضور کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے۔ شاید وہین انتقال کیا۔ زمان حکام ہمتا ہین البتہ صورت فلاح رہی۔

اوسی اخبار مین یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ دالہوزی صاحب اوسی علالت دنیا سازی فرما رہے مین اب تک صاحب فراش ہین۔ ڈاکٹر سمسن صاحب اونکے معالج ہین اوسلی بیٹیان رہتا ہین اس جہت سے انڈین گورنمنٹ مین جوابدہی کو آنا جانا بیٹھنا محکمہ پارلیمنٹ مین دشوار ہے جب تک کہ صحت کلی نہو جنرل سلیمن صاحب بھی بسلامت ولایت نہ پہونچے انکی گذر ... یہ صورت ہوئی۔ دعاے غربا ے مومنین لکھنو خالی نہ گئی۔

خلاصہ اجلاس پارلیمنٹ ہوا انگریز ست تعدیہ رعایا اودھ سے پہلے مقدمہ جنگ چین اور بنگالہ فساد بندر بوشہر ایران در پیش ہوا بعد قیل و قال تنازع کلی میان صاحبان ہوس آت کا

واقع ہوا وزرائے سلطنت و رعایا و موکلان و اکثر ممبران نے اسے کئی وجوہ سے اچھا جانا باقی تمامی رعایا اسکو مستحسن و خلاف جان کر اظہار اپنی رائے کا لیا وزرائے سلطنت و رعایا بلکہ اس اجماع کو موقوف کرکے تجویز اجماع جدید کی حالانکہ حسب قانون ہر پانچ برس یا دہ برس میں حکم شاہی سے آدمی اسمین آتے کم و بیش موقوف ہوکر نئے بھرتی ہوتے ہین پس ان ممبران خاص و عام نے مشہور کیا کہ ہمین چار سبب سے حارج چھیفن ہم اپنے نزدیک اصلاح حال و نیک نامی و عدم زیر باری سرکار سمجھتے تھے - اول لڑائی چین سے منع تھی اسواسطے کہ ہمین وہان کی تجارت سے منفعت کلی حاصل تھا چار کروڑ کی مصری وچاء وہان سے آتی ہی اور اسی قدر افیون وغیرہ ہم وہان لیجا کر بیچتے ہین - دوسرے جنگ ایران سے اسواسطے کہ کئی برس تک لڑین نقصان عظیم اوٹھاوین اور پھر صلح کرلین کسواسطے کہ لینا آسان مگر تسلط تمام مشکل اسکے سوا اور سلطنت کے والی کب راضی ہونگے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لین تیسرے وہ امور جو خلاف مذہب و ملت کسیکے ہون اونکا جاری کرنا اچھا نہین کہ باعث ناراضی خاص و عام بدنامی سلطنت ہے چوتھے نفع قلیل موہوم پر مملکت اودھ کا لینا خلاف عہد و میثاق اور سبب ساقط الاعتباری سرکار ہے -

خلاصہ تجویز اجماع جدید مین ایکسوکئی آدمی زیادہ نسبت سابق شخص ہوئے غالب ہے کہ آخر مئی مین اجلاس جدید ہو دیکھا چاہیے کہ رائے صواب اس اجماع امت کی مقدمہ اودھ مین کیا پڑتی ہے آئندہ ہمین در رجہ خیالیم و فلک در چہ خیال - شور اخاص و عام بہت خوب ہے لیکن وزرائے سلطنت کو بہرصورت اختیار ہے -

بادشاہ کا اور حضور عالم وغیرہ کا قلعہ مین جانا وغیرہ

شہر شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء جب ڈاک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود ہوگئی ارکان دولت شاہی اور صاحبات محل مضطر ہوئے بہت سے وسوسے اور خیالات ہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطور تبدیل لباس سے روانہ کلکتہ ہوئے اور یہ بھی سنا گیا کہ گورنمنٹ نے بدظن ہوکر لحاظ باحتیاط قلعہ فورٹ ولیم مین تعلقہ تھا اور بارکپور سے ہتھیار رسالہ سپاہی لے لئے گئے

پہرہ دیتے ہین اور جتنے صاحب ہین فوج کے خوف سے رات کو جہازون پر استراحت کرتے ہین
اور جتنے جہاز ولایتی آئے وہ دور دراز کے لنگرگاہ مین ہین وہ سب باہر نہین جا سکتے ہین
سوائے جہاز دودی یا ڈاک سرکار کے ۔

اب مرثیہ حال مصیبت حضرت سلطان عالم شاہ چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ فصل ہوا
کلکتہ کھلا کہ ماہ مبارک مین مزاج اقدس بہت ناساز ہو گیا جب شافی حقیقی نے شفائے کلی عطا فرمائی
انھین ایام غدر مین غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت و انعام ملا نذر و نیاز دسترخوان وغیرہ
اوسی شب ہوا اگرچہ کسی خیراندیش کے ذہن ناقص مین نہ گذرا کہ مبادا اس جشن شاہی سے
حکام عالیشان کے خیال مین گذرا ہو کہ بظاہر حیلہ صحت ہے اور باطن مین ہمارے غدر و فساد کا
جشن شادی کیا ہے سب سے خواب غفلت مین بیہوش و بیخبر رہے اسکے سوا اور کئی امر
ایسے ہوئے جس سے سرکار کو مظنہ بد ہوا اوسکی تدبیر مناسب وقت بھی یہی جو عمل مین
آئی چنانچہ بجرہ دخانی مال بادشاہ جو لکھنؤ سے پہونچا تھا بادشاہ نے پانچہزار روپیہ خرچ کرکے
درست کروایا تھا حضور عالم اوسپر اکثر سوار ہو کر تفریحاً کیلا کا جیہ تک جایا کرتے تھے ایک
خیراندیش نے عرض کیا ایسے وقت فساد مین آپکا اتنی دور جانا اچھا نہین مبادا
سرکار کو احتمال آپکے نکل جانے کا ہو دوسرے کہ قراین سے ہمین دریافت ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے
ہم سب چند روز کیواسطے نظربند ہو جائین پس مناسب اور صفائے قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ
خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجئے کہ اس شورش ہنگامۂ فساد سے جو سارے ہندوستان مین برافروختہ
ہو رہا ہے ایسا نہو کہ بصورت اقسام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب یہ ہے کہ ہم چندے
تا رفع ہنگامہ آپکے قریب کسی کوٹھی مین آکر رہین تو بہتر ہے ۔ یہ بھی حضور عالم نے اور خود بادشاہ
نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ و دانستہ از خود قید فرنگ مین اپنا پھنسانا کیا ضرور ہے اور خلاف
ہماری شان و منزلت کے بھی ہے اسکے سوا نواب مخدرۂ عظمیٰ نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنک مین
دیا تھا پہلے خود قصد روانگی لکھنؤ کیا تھا پھر اپنے دیوان ٹکیٹ رائے کو اوسکے زرمنافع لینے کو بنک
مین بھیجا کہ قسم بمجبوری ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنؤ جا کر تقسیم تنخواہ
بہ معاشان سرکار کرینگی ۔ خلاصہ جیسے ایسے اسباب ظاہری اپنی نافہمی اور بداقبالی سے پیدا ہوئے

تو عقلائے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے سدباب کی تدبیرین یا اوسی طرح غافل بیٹھے رہین خیال کیجئے
بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے مجھے عرضداشت
بادشاہ کی لا کر دی مگر بادشاہ نے تباکید و تہدید فرمایا کہ زنہار ایسے امور رکیک و فساد میرے
سامنے پھر ذکر نہ کرنا یہان سرکار کی قید مین ہو کر ایسی حرکت کرون اپنے گھر مین جب تھا
کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔

غرض ۲۳ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ
شہر کلکتہ سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پاوے اور جو جاوے تلاشی لے لو قریب صبح صادق
تھی کہ لشکریان شاہی نمازگزار متوجہ و مشغول نماز اور ادعیہ گاہی ہوا چاہتے تھے اور اکثر
خواب غفلت یا عیش و راحت مین غلامان اپنے اپنے بستر آرامگاہ پر ہو رہے تھے کہ ناگاہ
دو پلٹن گورہ ہم سوار قندازون نے احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا ۲ توپین بڑے
پھاٹک پر اور چار چار دونون پھاٹک پر لگا کر مہتاب ہر توپ پر روشن۔ میجر ہیرس
صاحب شون میجر کو نیا صاحب قلعدار نے تکلف بیاکانہ داخل کوٹھی ہو کر درجۂ اول
کوٹھی مین کرسی نشین ہوے اور تین جہاز جنگی سمت دریا لگا دیے اونپر ہر توپ پر مہتاب
روشن تھی بادشاہ غسل کر کے مشغول نماز تھے کہ نیز الدولہ مصلح السلطان کمر مین ولایتی
لگائے آئے بادشاہ سے صورت حال عرض کی بادشاہ نے بعد فریضہ نماز تبدیل پوشاک
فرمائی حمائل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار دھوپ دست مبارک مین لیکر فرمایا میجر صاحب کو
بلالو میجر صاحب بہ کمال نمایش عز و رسا سامنے آئے اسکا سبب یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ
نے انسے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر خبر خیریت پوچھکر چلے جاتے تھے
اب اس حکومت پر آئے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہے کہ آپ چندے قلعے مین ہماری
حفاظت مین رہیے تو بہتر ہے فرمایا مجھ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید جدید ہوتی ہے
یہان بھی تو مین تمہاری قید مین تھا سنو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے ہم بقسم شدید بدل
کہتے ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبرداری سرکار زنہار زنہار کوئی امر فاسد مقصود کبھی نہ تھا اور
نہ ہے جو دشمن سرکار ہوا دسے اپنا دشمن جان و مال و آبرو جانتے ہین خیر اب اگر یہی منظور ہے

بسم اللہ حکم حاکم لیکن جہاز پر سوار نہ ہونگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل
کی جلد گاڑی لاؤ بادشاہ سوار ہوئے میجر صاحب اور ٹون میجر روبرو بیٹھے نواب مجاہد الدولہ پھوپھا
بادشاہ کے مسلح پہلو مین بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا مین بھی پہلو مین بیٹھون نواب نے منع
کیا ترک ادب ہے کہنے لگا پھر کہان بیٹھون کہا کوچ بکس پر ایک خواص نے چاہا گاڑی کے
پیچھے کھڑا ہو یا دیانت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غلامون کا ہے میر نواب مخاطب عشرت الدولہ
جوان نورسیدہ ملازم مجاہد الدولہ بھی اونکے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سوار ہونے کے
کنز الدولہ سے فرمایا ہماری جان اب تمھارے اختیار مین ہے او مصلح السلطان سے
فرمایا میرے گھر سے خبردار غرض کچھ سوار جلو مین سواری مین ہوئے قلعہ کے مکان محدودہ مین
داخل ہوئے راحت السلطان کربلائی خدمت گذار شاہی بیتاب و بیقرار ہوکر قلعہ کے
دروازے پر پہونچی گوروں نے روکا سنگین سے دھمکایا اس عورت مرد سیرت نے جواب بہت
سخت دیے کہ ہم خود یہان اپنی جان دینے کو آئے ہین دھمکاتے کیون ہو گولی ماردو مین
ہرگز یہان سے نہ سرکون گی غرض دترانہ بادشاہ کے پاس چلی گئی انیس الدولہ بھی فتان وخیزان ہونچی
اسوقت بادشاہ کے پاس فقط ۱۶ آدمی حاضر رہے بعد کئی دن کے ۲۴ آدمی خدمت کو اجازت ہوئی تفصیل بہت
حضور عالم نماز فریضہ پڑھکر پوشاک بدل باہر برآمد ہوئے احسان حسین خان مع احمد علیخان
منشی میرن خان رفیق قدیم یہ سب جہاز پر سوار ہوئے میرن جان سے تلوار مانگی انھون نے
جھنجھلا کر دریا مین پھینکدی توپ مین ڈانٹ دیکر احسان حسین خان کو اوسکے سامنے کھڑا
کیا پوچھا ہم کس جرم وخطا پر اسکے سزاوار ہوئے ہین کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے مین گمگشت
کرتے ہم تم سب جو اس احاطے مین تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اڑا دیتے رضینا بقضا
سمجھکر حالت سکرات مین رہے ۱۲ سو آدمی مجمع او سوقت احاطہ کوٹھی مین تھے سوائے صاحبات محل وغیرہ
جب بادشاہ سوار ہوگئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے کوٹھی
مین شمار کرکے لکھے اور پہرہ درزان سب کا جائزہ لیا جاتا تھا محلات مین ہر طرف قیامت کبری
ہوتی۔ شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیوارین پھاندگئے اور تبدیل لباس
فقیر بنکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے مین راہ غیر متعارف سے ننگے ہوکے پیاسے افتان و
خیزان لکھنؤ پہونچے انمین سے بہت سے راہ مین گرفتار ہوکر گلکتے گئے قید ہوئے ہر ایک کیواسطے ایک

مدت ہوئی تھوڑے سے آشنائے پھانسی بھی ہوئے صاحبات محل میں عجب کہرام مچا تھا اور
حالت یاس و بیم میں تھی کہ دیکھیے اب کس بلا میں گرفتار ہوتے ہیں کوٹھیاں ماتم سرا
ہوگئی تھیں اسکے بعد میجر صاحب نے سبکے نام کتاب میں درج کیے کہ انکے سوا کوئی آدمی غیر
باہر سے نہ آنے پاوے اور جائزہ ہر ایک کا ہوتا تھا شام کو جہاز دریا کیطرف اگر لنگر کرکے
تمام شب رہتا تھا سبھوں نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا میں پھینکدیے تھے -

جب وہ یوسف کنعان زندان مصر یعنی داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان
طعن و تشنیع کھولی اور شکایت قتل قمع زن و مرد و اطفال جو ہر مقام ہندوستان میں ہوئی
تھی اور اپنے زعم باطل میں فقط انکا باعث سمجھے ہوئے تھے اپنے دل سوختہ کے پھپھولے پھوڑتے
تھے خلاصہ دو پہر تک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہونچا آخر مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ بھوکا
کو آپ دو طعام نہ دینا آپ کے خلاف قانون بھی نہیں ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خوان
طعام گئے دو گورے نے تلاشی کیواسطے ہاتھ کھانے میں ڈالدیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ
دو خاصہ نوشجان نہ فرمایا خوان پھر آئے - مصلح السلطان نے پھر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گذر گئے
ہیں حکم ہوا گوروں کے سامنے خواص بادشاہ تلاشی طعام لیا کریں -

احسان حسین خان کو کمرۂ قید میں آٹھ دن تک کھانا نصیب نہوا فاقہ کیا پہر کا گورہ جو نگہبان
تھا جتنے سنہ ضروری ہیں سب میز سامنے کر دا اسو صہ میں جب بیڈن صاحب سکریٹر اعظم اور صاحب
قلعہ نے دوسرے کمرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ میجر صاحب اور سکریٹر
صاحب نے انسے پوچھا کہ تم راجہ مانسنگھ کے بادشاہ کے پاس آنے سے واقف ہو ہمسے کہو
وگرنہ تمہارے واسطے بہت برا ہوگا اسمیں سب طرح سے زمین آسمان جھکائی سنگین بندوق
پھانسی وغیرہ سے بھی ڈرایا عرض حاشا مجھے مطلق نہیں معلوم اور قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہیں
پھر دیر کرنا کیا ضرور ہے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھو کر آئے ہیں غرض متواتر اسی خبر کی تصدیق
چاہی وہی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہے کہ یہ خبر باعث بلاے ناگہانی ان سب
کیواسطے ہوئی ہو دوسرا سبب شاید یہ ہو کہ میجر صاحب سے بادشاہ سے ملاقات نہوتی تھی اور
بادشاہ نے کانپور سے صاحبوں کی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیف کمشنر پنجاب لارنس صاحب بھی

کانپور مین ملاقات بادشاہ سے جاتے۔
ناگوار ہوا اب بحکومت آنے لگے بہرحال کسی کی تشدد و سختی رہی جب نالش سپریم کورٹ
ایسے خدشے اور وسوسے جب گذرے میجر صاحب راسکے صورت عافیت تدبیر و
کیا کہ بغاوت و سرکشی سپاہ باغی کی ظاہر ہے ایسا ہو کہ بندگوروں کی افسر کے
سرپرست بنادین پھر ہمسے کچھ نہ ہوسکے گا لہذا اگر چندے قیام ہوتا ہے یا مرگیا اوزرات
بہتر تھے نواب معظم الیہ نے باستصواب رائے میجر صاحب اسے منظور کیا ازانقت سے معاذ اللہ
مال اندیشی اور نہاج سے اکثر متبحرین لکھنو کو بھی راجہ کا جانا نفیر بنگلا اور بادشاہ خدا اور
جانا اور عدم منظوری بادشاہ بخوبی معلوم ہوتی تھی۔ زبانی اون کے جنھوں نے بچشم خود دیکھا
غرض بعد کتنی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر اونکے بھائی
شریک حال ملازمین شاہی ہوئے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحقہ سے اونکا حال غیر ہوا
مردہ بدتر زندہ ہوکر کوٹھی معجی کھدولہ مین آئے دو تین دن کے بعد مرگئے میر احمد سوداگر کے
باغ مین دفن ہوے جب لکھنو سے چلے تھے اکثر دوستون سے ازراہ تعقل کہتے تھے کہ ہماری
مشت استخوان مشتاق خاک کلکتہ ہورہی ہے بہرحال اپنے حقوق ولی نعمی سے ادا ہوے بادشاہ
نے اونکا درماہہ اونکے عیال کیواسطے مقرر کردیا تھا بعد اسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب
سوای مرزا جعفر کے کوئی نہین رہا مرزا آغا جان اونکے بڑے بھائی نے بھی وہین انتقال کیا لکھنو
کی املاک امام باڑہ وغیرہ بہت دعا مانگ کر بنوایا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے بعد انیس الدولہ
عذر بار بار کرکے کوٹھی قیام مین چلے آئے دیانت الدولہ ناموافقت نواب مجد الدولہ سے اور
کم اتفاقی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے توفیق جبری راہی عتبات عالیات ہوے
بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے باریاب شرف ملازمت ہوے جب مرگئے اونکی نعش بر سبیل
ریل لکھنو آئی اپنی کربلا مین مدفون ہوے کئی لاکھ کے نوٹ گورنمنٹ کے تھی کچھ تلف ہوے اونکا
وصی دارا ب خواجہ میر ابھا اوسکے اختیار مین کربلا تھی ہر مہینہ کی پانچوین کو مجلس عزا ابھی مقرر ہے
میر خورشید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس مرحوم کے پڑھتے ہین کچھ اونکے واسطے بھی ملتا ہے
کربلائی راحت السلطان بھی رخصت ہوکر روانہ مشہد مقدس ہوئی۔ ہزار روپے اوسے عنایت

ہوے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی ذوالفقارالدولہ
میر محمد سجاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور ہوے مرزا کاظم علی سواروں مین نوکر تھے اتفاقاً
قلعے مین ملازمین حاضرین سے ایک دیواسار کی احتیاج ہوئی اور یہ خبر کوٹھی قیام قدیم مین
مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے بنظر تحبد امنیات دلی سے کمرہمت باندھ اور رنگ ابنائے زمانہ دیکھ
اس اسیری کو مفتاح فلاح سمجھکر شرفیاب خدمت سلطانی ہوے انجام کا خدا نے اونکے اس ارادہ
صادق مین برکت دی طبیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس حیلۂ شرعیہ سے کہ مجھے
قلعہ مین رہنے کو استخارہ منع آتا ہی مسیح الدولہ بروقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے
رہے جب تک کہ صحیح رہی آخر اثنا عارضہ مزمنہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ مین
دفن ہوے بشیر الدولہ سب سے پہلے مرچکے تھے خلاصہ سبکو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید ذ
لب پیمانہ سے نجات تا حین حیات معلوم نہین دیتی اس قید کو قید وزیر علیخان سمجھے ہوے تھی
اس مدت قیام قلعے مین مزاج اقدس اعلی بسبب اختلاف آب وہوا و ترددات صبح و مسا
زیادہ اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ خیار گڈھ ہوئی اور شاید سوار ہونے کو تبدیل ہوا کو
مٹوکل ہوگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو لپیا
سے مسجع صاحب عطا فرمایا چنانچہ مدفعات ۶ لاکھہ روپے اوسمین سے کچھہ صاحبات لکھنو کو مع تحالیف
بیشے علی قدر حال سبکو تقسیم کیے مگر اس بلوۂ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا بسطرح
شیرازہ جلد کتاب ٹوٹکر متفرق ہوکر ہر کس و ناکس کے ہاتھہ پڑجاتا ہی بادشاہ نے اپنے عطیۂ
عالیہ کو کچھہ خیال نہ کیا مبدء فیاض سے بخل نہین ہوتا بہرحال سب دعاگوے عشمت و اقبال
شاہی رہتے ہین اور اپنی جاگیر مین بسر اوقات کرتے ہین ۔

نواب دلدار محل کا کلکتہ مین انتقال ہوا ۲۵ ہزار روپے تعمیر مقبرہ کو عنایت
ہوے منظور تھا کہ تابوت کربلاے معلی روانہ کرین مگر اتفاق نہ ہوا ۔

احسن الدولہ خواجہ سرا جسوقت کہ بادشاہ داخل قلعہ ہوے یہ بھی
عوارض عارضی سے تا نسل شاہی کے پیچھے رہ گئے راہی کربلاے معلے
ہوے رہین اب تک وہان رہین اندوختہ سرکار شاہی سے بسر اوقات

کرتے ہین خلاصہ ایک ہفتہ عشرہ تک سب طرح کی تشدد و سختی رہی جب نالش سپریم کورٹ
مین ہوئی حکام نے عذر مصلحت وقت پیش کیا بعد اسکے صورت عافیت تدریج و
بتفیض جو دہمت ہونے لگی پہلے بہت دنون تک جب رونڈ گورون کی افسر کے
ساتھ پہرہ بدلنے آتی تھی سنگین چھو کر ہر ایک کو جگاتی تھی تم سوتا ہے یا مرگیا او زدات
شاہی کیواسطے نام زندان کیا کم تھا اگرچہ بند در بند تھے مصلحت وقت سے معاذ اللہ
اگر اختیار مین بدمعاشان سرکار کے آتے بعد فتح کیا صورت ہوتی یہ بھی مصلحت خدا اور
بقائی نام خاندان تھا اور قطع نظر اور سب تکلیف کے آگ قلعہ مین نہین لیجا سکتے تھے اس
جہت سے حاضر طعام مین کیفیت آب سرقعی اور ہر افسر انگریز ہر ایک کو بچشم غضب
سے دیکھکر رہ جاتا تھا یعنی اس حال سے ہماری قوم کی قتل نہ تھی خود انکی قید سے ہوئی ہے
آخر رفتہ رفتہ بعد تحقیقات اور ظہور حال تنبیہ ہوئی چنانچہ پہلے بھی کونسل ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر کو
خدانخواستہ جو کچھ منظور ہو ہیبے تین مرتبہ باتفاق جمہور بھی مشورہ تجویز ہوا مگر خداوند عادل نے
سے ہونے ندیا یہ زبانی اون معتمدین کے ہے جو قلعے مین شریک حال تھے۔

نواب مجاہد الدولہ انیس جلیس ششمہا زندان مقرب خاص ہوے ہزار روپیہ درماہہ
ملتا تھا اور رفع زیر باری کو ایک مرتبہ ۲۲ ہزار عنایت ہوے اتفاقاً نحوست
ایام سے قول بزرگان صادق آیا نزدیکان رابیش بود حیرانی رہی تقرب بی تکلفی
باعث حجاب تقطر رجعت ہوئی اور آثار وقراین سے یہ بھی سمجھے اس عرصہ مین انکا جوان
بیٹا داماد نواب معظم الدولہ لکھنؤ یہ سب اسباب برخاستہ خاطری کے ہوے آخر بہینی
کی رخصت لیکر قلعے سے اپنی کوٹھی مین رہنے لگے

جب میدان مقربان شاہی سے خالی ہوا ذوالفقار الدولہ الگ الدولہ مرزا کاظم
مسبوق الذکر بائے تنوق پہونچے انکی صحبت سے امر خیر یہ ہوا کہ سو مومنین مقاجین واحباب
کے واسطے علی قدر حال وظیفہ شاہی مقرر ہوا کہ باعث افتتاح وانجاح مرام ہوا خیا بچہ
منشی میر محمد شفیع اون سبکو تنخواہ دیا کرتے تھے جب ہندوی کلکتہ سے آلی تھی آخر برکت
دعا سو مومنین سے بادشاہ قلعہ رذیل از وز کوٹھی قیام ہوے بعد اسکے نظر بہ تخفیت یہ سب مستحقین

موقوف ہوئے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک بے امر خیر کا نہوا اور نواب محی الدولہ کے قاہرہ سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے مین بادشاہ تشریف لائے بظاہر ساری محنت اور حسن خدمت و رفاقت کا ثمرہ جاتا رہا الک الدولہ کو دو ہزار روپے انعام مرحمت ہوئے مگر اونھون نے لیے موقوف بر وقت رکھا بادشاہ نے اسے استمالتاً ہر ایک کی مرضی پر رکھا مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھکر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور تاسف کا ہوتا تھا یعنی ہر شخص بظاہر حالت یاس و مایوسی سمجھکر بلطایف الحیل ہمسے کنارہ کش ہوا ہے مگر مصلح السلطان انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت و عقیدت خاص سے یکتا زرہے رفاقت شاہی سے ہاتھ نہ اوٹھایا اور لکھنؤ مین جیسی اونکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد طغیان کلی اپنے بیٹے کی شادی کرنے لکھنؤ آئے بعد الفراغ کلکتہ گئے وہین انتقال کیا باغ و درگاہ گانون وغیرہ لکھنؤ مین باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

اب حیرت افزا مقدمہ مظفر حسین خان ہے ہے یگانگی ہوش رنا چاہیے اور تماشائے قدرت خدا کو دیکھئے مثل مشہور ہے سخی کی ناؤ بہ دن چڑھتی ہے السخی حبیب اللہ و لوکان فاسقا سبب پردگیان عصمت تاب دستور معظم دونون صاحبزادون کی نسبت سے مرشدآباد مین فراغت کرکے روانہ کلکتہ ہوئے راہ مین حکم سرکار گوش ہوش خان تک پہونچا کہ جہان ملین گرفتار کیے جائین اور بے تامل مدارج اعلا پھانسی پر سے دار دنیا سے پہونچین اسکا سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان قوی یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان مین انہیں کے سبب ہماری ساری فوج نے بغاوت پر کمر باندھی سجواب بلیو بک جنرل سلیمن صاحب کا خواہین نے لکھا غرض اسی حالت اضطرار و یاس کلی مین متحیر تھے اتفاقاً ایک خبر راہ مین جانب الٰہ سے پیدا ہوا کہ تم جلد ریل پر سوار ہوکر چندن نگر فراسیس کی عمل شاہنشاہ فرنس مین چلے جاؤ وہان کوئی صورت گرفتاری پیدا نہوگی اور بجھتو پیا تکا تلاشی تھانہ دار آیا اوسے کچھ دیکر رضامند کر دیا خلاصہ جب وہان گئے بیٹے وہان کے قاضی سے ملاقات کی اوسکے ساتھ وہانکے گورنر کے پاس جاکر اپنی سرگذشت بیان کی اس آفت ناگہانی سے آگاہ کیا اور موافق وہان کے قانون کے ایک کوٹھی ۱۲ سو روپے کی مول لی اوسکا قبالہ ملا امان پاکر اوس گھر مین جا بیٹھے

جب یہ خبر کلکتہ مین پہونچی صبحکو بہت سویرے سکرٹر اعظم مع توپ و کمپنی لیکر سرحد پر اپنی آکر
کھڑے ہوے یہان گورنر کے پاس ہم بہرے تلنگے کے تھے وہ بھی تیار رہا اپنی حد پر
کھڑے ہوے گورنر تنہا جاکر پرسان حال ہوے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا مع اسلحہ حرب
تمھارے شہر مین آکر ٹھہرا ہے اوسکے سبب سے ہمارے سب زن و مرد قتل بے گناہ ہوے ہین
ہم اوسے گرفتار کر کے لیجائینگے جواب دیا اوسکے پاس اسلحہ حرب نہین ہے اور ہمارا ٹکٹ
رعیتی اوسنے پایا ہے اور زنہار قدم اپنی حد سے نہ بڑھانا وگر لندن ہماری ولایت سے
دور نہین ان ہمارے چالیس تلنگون کو چہل تن ابدال سے کم نہ سمجھنا عرض اسمین بہت
گفتگو ہوئی آخر سکرٹر تنہا خان موصوف کے گھر مین تلاشی اسلحہ لی یہان سب کے پاس
آلات بیاض زبانی تھے اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینکدیے تھے صاحب تلاشی لیکر چلے گئے خالقتا
کی جان بچی باطمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کلکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہوکر انھین
دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار ندر ہوکر دیتے تھے جب کلکتہ مین سب کو
نجات ملی یہ بھی ٹکٹ عدم مزاحمت گورنر لیکر مردانہ وار داخل کلکتہ ہوے خلاصہ ع دشمن چہ کند
چو مہربان باشد دوست ؛ یہ کیفیت اونکی زبانی مندرج ہوئی یہ لوگ ہمیشہ تا مین حیات
صاحب ارادہ رہے قانع نہوے حالانکہ اونکی اوجات کو علاقہ جو خرید اتھا وہ کچھ کم نہ تھا
سرکار نواب مرشدآباد مین جو صورت گذری ظاہر ہے۔ رامپور چندروز کیواسطے گئے وہان
کے نواب سے نہ بنی آخر احسان حسین خان نا اتفاقی مظفر حسین خان سے کربلاے معلے
گئے بعد شرف زیارت وہین انتقال کیا۔

مظفر حسینخان نے سنہ ۱۲۹۲ھ مین انتقال کیا اوسی علاقے پر جو جائداد تھی اولاد ازواج پر
سہم شرعی جاری ہوا اب اولاد سبحان علیخان مین فقط رضا حسین خان ذاکر حدیث خوان باقی ہین

ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے حسب تحریر خطوط لندن

اب لندن کی کہانی سنا چاہیے کہ صورت ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ ٹھہری کہ جناب عالیہ لباس
مصری یا عربی سے تشریف لے چلین مگر وہ صاحب جانتے تھے حضور جناب ملکہ معظمہ متل کالنخر حسب دستور
ہونگے باقی کوئی اور صاحب سواے عورات کے نہوگا چنانچہ جناب عالیہ مع مقربان خاص

[illegible]

جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مولوی مسیح الدین خان سفیر شاہی بہ تکلف گاڑی مین
سوار ہوکر چلے جب گاڑی جنابعالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی ۸ میم جو زبان ہندوستانی
سے واقف تھین استقبال کو آئین بعد ادائے سلام شاہانہ مقام خاص مین لیجاکر بہ تکلف
کرسیون پر بٹھایا آب آراستگی و زیب و زینت اس دولتسرائے شاہی کی اور ہر کمرۂ خاص
کی کس زبان سے بیان کیا جائے جس سے سننے والونکا موجب تسکین ہوا اور غلبہ شوق
نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ کے انمین سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ملکۂ دوران
لباس سادہ غیر تکلف سے رونق افروز ہوئین اور بعد ادائے سلام زینت بخش کرسی عدالت
ہوئین جناب عالیہ نے اشرفیان نذر کی گذرانین دو صاحب حاضر الوقت پشت پر جنابعالیہ نشست
مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوئے جنرل صاحب آداب سلام زانو ادائے آداب بجالائے نذر دی پہ
دست پر انکے بوسہ دیا چاہتے تھے کہ جناب ملکہ نے کمال عطوفت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت
مرزا ولیعہد کیواسطے ہوتی سفیر شاہی ہم پہلوے شاہزادون کے بیٹھے شروع کلام دریائے
شور سے ہوا فرمایا تم کبھی جہاز پر سوار ہوئے ہو عرض کی ہمارے شہر مین ایک بہت چھوٹا دریا
گومتی ہے کبھی اسمین اتفاق سواری کا نہین ہوا جب بیان صدمات جہاز اور تکلیفات
کا ہوا بہت ترحم اور تاسف کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر نہ دیکھے ہون مین حکم دکھانے
کا دون اسکے بعد فرمایا میرے دس اولاد ہین بعض انمین سے گہوارے سے نہین نکلے لیکن
پرنس آف ویلس یعنی ولیعہد ابھی لڑکا ۱۳ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمہارے سامنے آدے عرض
کی بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون کئی میم جاکر لے آئین جنابعالیہ نے اپنی گودی مین بٹھا لیا
بہت پیار فرمایا اور فرط محبت سے اپنے گلے کا ہار اونھین پہنایا اتفاقا وسط ہار مین ایک
عطردان مرصع بھی تھا جناب ملکہ نے پوچھا عرض کی اسمین عطر رکھتی ہین اور بروقت رخصت دست
حسب معمول عطر اسمین سے دیتے ہین پس اسوقت جناب ملکہ کے خیال مین گذرا شاید یہ لوگ
بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے ہین فرمایا تمھین بہت تکلیف ہوئی تھوڑی دیر استراحت
کرکے جانا یہ ملاقات اجمالی ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے بتفصیل حال ملاقات ہوگی لیکن نامساعدت
ایام نافرجام تھی کہ صورت ملاقات بہ فردای قیامت ٹھہری بعد استراحت گھڑی میم نے

مشائعیت گاڑی تک کی ۔
آٹھوین دن کے بعد یہ حضرات منتظر وعدۂ سلطانیہ ۔ چون روزہ دار گوش ہوش پر رہی کہ
دفعۃً اخبار فساد ہندوستان کو جو یکبوجہ کالشمس شائع ہوئی اور اہل شہر مین ایک تلاطم عظیم برپا
ہوگیا اور خاص و عام کو اس تلف فلانے سے ایک جھمک اور شماتت ہوگئی یعنی یہ فساد سب انھین
کی بدلیت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس اور یاس کلی پیدا ہوتی کہ ولایت غیر
مین اسحالت بے بسی سے بے اختیاری مین دیکھیے ہم غریب الوطنون پر کیا گذرتی ہے اور
انجام کار کیا ہوتا ہے ۔ من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال ۔

انتقال جناب عالیہ و جنرل صاحب شہر پارس مین وغیرہ سوانحات

خلاصہ جناب عالیہ بہت متفکر و متردد ہوئین کہ اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم وصول سلطنت
دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہوا تقلیت جدا نہین اور بالفرض اگر اسکا حصول بھی ہوا تو جیتے کے
مستحق ہین ادھین ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اب چلکر دولت ایمانی حاصل کیجیے یعنی ملک فرانس سے
ہوکر ازراہ مصر مشرف بہ حج خانہ کعبہ ہوجیے بظاہر اس خدشہ فتور سے بھی نجات متصور ہے
معہ دو خاص کے تشریف فرما ہوئین جب پارس مین پہونچین آلام روحانی سے علالت مزاج بڑھی
آخر ۲۶ تاریخ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ع انتقال فرمایا اور میت اوسی تاریخ
سے خبر وفات لندن پہونچی جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مع سازین مرکب دوسری تشریف
لائے یہان کے حکام نے حکام لندن کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی نے
ہماری سلطنت مین انتقال کیا ہمین ہر حال مین رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب
ہے یہانسے کچھ جواب شافی نہ گیا مگر وہان کے وزرائے سلطنت اور شاہنشاہ نے نام
نمود و بلند نامی سمجھکر موافق دستور کے بڑے تکلف اور دھوم سے اٹھایا کہ قابل یادگار
ہے وزرائے سلطنت و ارکان دولت اعزائے شہر ہزار ہا بلباس سیاہ ساتھ ہوئے چند قدم جنرل
صاحب پیادہ چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نرہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی مین
بٹھالیا پھر اور سب بھی گاڑیونپر سوار ہوے ہزارہا اعیان شہر پیادہ ساتھ تھے ہزارون ہم کو ڈھونڈ کر

کا لے رومال غم کے موافق اپنے دستور کے ملاقی ہوئیں اور سفیر سلطان روم کے صحن مسجد مین مع تابوت دفن کیا یعنی سپرد خاک تا مدت معینہ کی مگر کسینے اسکی فکر نہ کی کہ وہان سے کسی انکے متبرک مین لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگہ بھی کچھ قدرت خدا سے ملی وگرنہ معلوم نہین کیا صورت ہوتی سارے شہر پارس کے خاص و عام یہ سانحہ دیکھکر تاسف و افسوس کرتے تھے اور جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو۔

جنرل صاحب کو اس صدمہ روحانی سے شدت عارضہ مرض زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱ تاریخ شہر رجب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اسیطرح انکے بھی جنازے کو باہتمام شاہانہ اوٹھایا ملک حسرت و تاسف سبکو اس مرگ ناگہانی کا زیادہ ہوا اونکو بھی آغوش مادر گرامی مین دفن کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقریب ماتم پرسی مین بلوائین تاضمناً مرزا ولیعہد سے بھی ملاقات ہو بلکہ بدل منظور رہا کہ جناب ملکہ سے انکے باب مین بخوبی سفارش کرین اور بطریق دوستانہ از راہ بلند نامی سمجھائین لیکن انکے مشیران خاص نے اسے مناسب وقت نجانا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہین مبادا اونکو ہمارے طریقے سے خلاف پیدا ہو الہذا ہمکو بہرحال اونکی اطاعت چاہیے عذر ظاہری کہلا بھیجا کہ موافق دستور ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہین نہین جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے اسوقت مین ایک صاحبزادی خورد سالہ ۴ برس کی جنرل صاحب کی اوسنے بھی وہین وفات پائی وہ بھی وہین مدفون ہوئی۔

جب یہ خبر وحشت اثر حوادث ناگہانی کلکتہ مین گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی وہ کس زبان سے بیان کیا جائے و ایسی مصیبت عظیم کو قلب بشری مشکل سے متحمل ہو سکتا ہے مگر بجز صبر و شکر کیا چارہ ہے

مرزا ولیعہد بہادر نے تصرف مال عم نامدار چاہا مولوی مسیح الدین خان نے عرض کیا حضور مالک و مختار ہین اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جائے تو بہتر ہے یہ فہمایش ناگوار خاطر ہوئی حواشی نے اوسپر اور حاشیہ لگایا اگر نوبت باطلاع عدالت ہوئی مولوی صاحب نے تحریر بادشاہ اپنی مختاری کی پیش کی اور ۳۰ ہزار روپیہ عین المال عدالت مین جمع کر دیا بادشاہ کو عرضداشت کی دستخط خاص نہ ہوئی کہ امور سفارت مین تمھین اختیار رہا بدولت نے دیا ہے مرزا ولیعہد بے

ناگوار خاطر سمجھکر پھر پارس مین تشریف لائے شاہنشاہ نے پھر ازسرنو ملاقات چاہی
اونھون نے اپنے مشیرون سے مشورہ چاہا بالاتفاق تجویز یہ ہوئی کہ اپنے انجنٹ سرکار سے
بذریعہ تار برقی اس صلاح کو پوچھیے تو بہتر ہے اونسے جواب بھیجا کہ ہم اس امر خاص مین کچھ
نہین کہہ سکتے اگر تمھاری ملاقات ہوجاتی تو باعث بھلائی کا تھا کچھ قباحت یہ سنکر مولوی صاحب
نے عرضحال مرزا ولیعہد بہادر شخص واسطہ سے کہدیا کہ ہم حسن سلطنت کے متوسل قدیم ہین
تمہا بین اونکے اور تمھارے صفائی قلبی نہین لہذا ملاقات نہ کرینگے جب مرزا ولیعہد نے یہ
پیام کہلا بھیجا بہت سے کلمات عتاب خان موصوف کو فرمائے اور اپنے پاس آنے سے
منع کردیا اور شہنشاہ کو بھی اسکا بہت ملال ہوا چنانچہ پیشتر اسکے ہر روز مرزا ولیعہد ہوا
کھانے کو جاتے تھے شاہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت اشتیاق دلی پایا
جاتا تھا اسدن سے جب اونکی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنا منہ
پھیر لیتے تھے بعد اسکے مرزا ولیعہد بہادر عازم ہندوستان ہو داخل مصر ہو در ولایت
سب متروکہ جنرل صاحب روانہ کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع تلوار ولایتی اور موتیونکا لبادہ
اپنے واسطے رکھہ لیا جب مصر سے ارادہ کلکتہ کیا ایک خیرخواہ نے مفصل لکھہ بھیجا کہ ابھی آپ
مصر مین توقف فرمائین تو بہتر ہے مبادا ایسا نہو خدا نخواستہ مثل بادشاہ سلطان مین ہوکر
حفاظت صاحبان عالیشان مین ہوجائین اس حجت سے وہین چندے توقف کیا۔

رونق افروزی بادشاہ قلعے سے کوٹھی موچی کھولے مین

کئی مہینے سے خبر برآمد حضرت قلعہ سے مشہور ہو رہی تھی جب خطوط کلکتہ آملے
تھے پہلے اون اخبار کو غلط العوام جانتے تھے کسواسطے کہ بظاہر فقط بھروسا خدا پر تھا یہ نہ
سمجھے تھے کہ یہ امر محض ازراہ مصلحت کیا ہے اور خود بادشاہ کے صبر بے بسی بے اختیاری کا
حال تو ظاہر ہے کہ بے اختیار حکومت مین کسیطرح کا خیال یا منظنہ بدگمانی خاطر اقدس مین نہین
گذرا اس مین بھی کچھ مصلحت جناب کی رہی تھی اور فوج باغی سے کچھ دور نہ تھا کہ مثل دلی یا لکھنؤ کے
واسطے بھی کچھ کرتی اگرچہ اسباب ایسے بہت سے تھے مگر تقدیر نے بچایا خلاصہ دعا مظلومان در جناب

پہونچی اور متواتر ولایت سے حکم رہائی آیا آخر ۵ - جولائی روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۳ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ
بعد چار بجے حضرت سلطان عالم مع ملازمین خاص و شاگرد پیشہ و حضور عالم قلعے سے سوار
ہو کر کوٹھی مذکور مین رونق افروز ہوے اوسدن بہی عجب دوگانہ عید ہوا سب نے سجدات شکر
ادا کیے پہلے ساہ جی کے گماشتے نے حاضر ہو کر ایکسو ایک روپیہ تصدق اور ۱۲ اشرفی
نذر گزرانی اور ۱۱ - اشرفی حضور عالم کو دین اوسی تار برقیہ سے خبر رونق افروزی ساہ جی
کو پہونچی اتوار کے دن سید نقی صاحب چھوٹے بیٹے سید العلما نے تار برقیہ سے
تصدیق و کذب خبر کو دریافت کیا منگل کے دن خود روانہ کلکتہ ہوے مورد عنایات
خسروانی ہوے پہر لکھنو اپنے عیال کو لینے آئے ۱۷ ربیع الاول کو مع عیال روانہ
ہوے ۶ ہزار روپیہ عنایت ہوے کچھ وظیفہ بہی مقرر ہوا کئی مہینے تک ناموافقت
آب و ہوا سے اور بعض امور کی ناگواری سے پہر چلے آئے -

مفسدین کلکتہ نے باتفاق اپنے ابناے جنس بواسطہ نواب معشوق محل خواہان
مطالب برآری پر ۳ لاکھ روپیہ کا نوٹ اوسکی ضمانت مین لیا تھا جب یہ خبر مفصل اخبار
مین چھپی لاٹ صاحب نے محبت نامہ بھیجا کہ جسنے یہ جعل کیا ہو اسے سرکار سے سپرد
کیجئے اوسکا جواب کیا آیا کہ یہ مقدمہ معرفت عورات ناقص العقل سرزد ہو گیا اگر
تقصیر زادہ ہے اس کلمہ انصاف سے نواب محتشم الیہ بہت خوش ہوے اور وہ نوٹ پہر گیا -

بادشاہ نے قلعہ مین بہ سبب تکلیف خرچ معرفت پہر سر برصاحب ۶ لاکھ روپیہ قرض
لیا تھا جب لاکھ روپیہ کا پنشن جاری ہوا سرکار سے تقاضا ہوا اور پنشن کو اپنے نزدیک
روز رہائی قلعہ ٹہرایا اور بحساب شاہی ابتدا عملداری سرکار سے جاری تھا غرض بادشاہ نے
یہ جبر عطیہ سرکار بہی قبول کیا اور اس لاکھ روپے کا بہی خرچ حسابی ٹہرا تھا اس خیال
سے کہ مصارف زائد و فضول ہونے پاوے کسواسطے کہ باعث تکلیف بادشاہ ہو کا سبب جب
اسکے متہم رہین مگر بادشاہ نے اسباب مین محبت نامہ بہت شد و مد سے بھیجا آخر محول مرضی
مبارک پر رہا اسکا انجام کار بہی منشی صفدر رضا کے اہتمام سے کھلا گورنمنٹ نے فی الحقیقت اسمین انصاف قرار
واقعی کیا اور آئندہ کو اسکا سد باب کر دیا آخر سرکار سے وزیر السلطان منشی میر علیخان مقرر ہو کے بہت

غنیمت ہوا ورنہ سارے کلکتہ کے قرضدار ہوجاتے حاکم کو چاہیے کہ اپنے مداخل و مخارج پر خود متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملہ معترضہ بر سبیل مذکور زبانی مفتاح الدولہ - جب یہ کلکتہ مین حاضر حضور تھے کہ ایکدن ہیبرصاحب تشریف لائے بر سبیل مذکور پہلے کہا آج سے چوتھے دن مرزا ولیعہد بہادر داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر معرفت جنگ بہادر مرزا برجیس قدر کو امان دیتے ہین ۱۵ لاکھ سالانہ اونکا اور ۵ لاکھ سالانہ جنابعالیہ اور ۴ لاکھ نانہاراؤ کا مقرر کرتے ہین چاہیے کہ آپ بھی راضی ہون اور یہ ہنگامہ فساد موقوف کرین اسکا جواب کچھ اودھر سے نہ آیا دیکھیے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے پس چلمن سے دیا جو شخص آپ کے گھر آئے قید ہو کوٹھا جاے اور ... سے برباد ہوا اوسکا لاکھ روپیہ اور جو مقابلہ و سرکشی کرے اوسکے واسطے اسقدر انصاف ... جواب دیا وہ صاحب شمشیر ہے اب سنتے ہین کہ مرزا برجیس قدر اپنے حال پر روتے ہین اور متمنی لکھنو ہین اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگون کے ہے جو اوسکے پاس ... آتے ہین اور ... کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے کہ صوبہ عظیم آباد ضمنت دستے ہین مصالحہ کیجیے اسیطرح جنرل اوٹرم صاحب معرفت مرزا علی رضا جو کچھ کہلا بھیجا کب کسنے سنا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۱۵ لاکھ روپے مقرر کیے تھے اوسمین قید حین حیات نہ تھی لیکن سب خرابی و بربادی کے یہان آپ کے پاس آنے سے یہ دوسری صورت تخفیف نکلی موافق قانون عدالت نسلاً بعد نسل چاہیے غرض بہت تصریح سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جسے پہلے طلب کرتے تھے وہ گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان پارلیمنٹ نے اسے جبری سمجھکر قبول نہ کیا اب پھر جو پارلیمنٹ کھلے دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا ہے - مولوی مسیح الدین خان کو عہدہ سفارت سے محض بخوشی خاطر نواب گورنر جنرل موقوف کیا اور تجویز مرزا ولیعہد بہادر علی اکبر خان شیرازی ٹھہرے اور نیدرہ کو در کی نالش پارلیمنٹ مین چاہیے ہین جسکا سود ۶ لاکھ روپے ماہواری ہوتا ہے اسمین سے دس کرور بابت قرضہ زمان ناظم حال جسکی تفصیل مفصل معلوم نہین اگر دعوی بیشی ہو دیکھا چاہیے اسکا انصاف کیا ہوتا ہے اور

مشہور رہا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہونگے تا اینکہ اونکا
انتقال ہوگیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتے مین

۲۷ - ماہ صفر روز دوشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۸۵۹ع ۱۱ بجے گارڈن ریچ مین
جہاز دودی نے لنگر کیا جب یہ مژدہ جاوید سمع مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے
بے قرار ہوکر سبکو حکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان و کنز الدولہ نے جاکر نذر دی یوں کہ
سفر بخیر ہوا ہی مبارک الدولہ سید سجاد علیخان مرزا محمد عسکری خان بیٹے مرزا رفیع الشان
کے یہ بھی بالغرض کلکتہ گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوے مرزا محمد عسکری خان کو غیر سمجھکر
مصلح السلطان نے سبب دردو باطنی بیان کیا کنار دریا سب ہجوم تھا پہلے جہاز سے
جتنے مسافر تھے سب اتر گئے جہاز دودی سلطانی کو حکم ہوا جب دو بجے جہاز سے مرزا
محمد عسکری خان کی کشتی کرایے پر لی مرزا ولیعہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اترے بڑے
جنرل کے صاحبزادون نے نذر دی گلے لگایا دوسرے جنرل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال
محبت سے اونکے گلے ہاتھ ڈالدیا پھر مع ان تینون شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوکر بشوکت
سلطانی جلوہ سواری مین تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوے
بادشاہ اوسوقت نواب خاص محل کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوتی دیر تک
تمام اپنے خاص محل مین داخل ہوے صحیح کی سلامت آئے مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین
لندن مین غریب الوطن جانکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی از راہ نمکحرامی بہت سا
نقصان دیا قلیل من عبادی الشکور رہ گئے مثل نواب مہدی علی خان اور اشخاص حیدر
بہار النسا ملازمین جنابعالیہ مع اپنے مخصوصین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے
اپنی نمکحلالی سے آپکا دامن دولت نچھوڑا استرد کہ شرعیہ جنابعالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ
کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق ملاقات مرزا ولیعہد بہادر رہتے ہین مگر بسبب ضعف بادشاہ از راہ
اطاعت تامل کرتے ہین گفتگوی زبان انگریزی کی بسبب شہرت صاحبان ولایت صاحب رہو گئی ہے

انکے لب ولہجہ سے بہت خوش ہوے بلکہ متعجب ایک دن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
فی المجملہ کچھ خلاف دستور پیش آئے تھے معقول گیا اور تا مدت قیام ولایت کبھی دعا کا
دیجیہ نوش نہ فرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نہ تھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہو
فواکہات پر اکتفا فرمائی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب مین جانب خلاف
متوجہ نہوے حالانکہ اکثر غربا وہان کے خالی نہین پھرے ہین مثل میرحسن علی لندنی یا مولوی
محمد اسمعیل سفیر شاہی بعض آپ کے ملازمین نے وہین سکونت اختیار کی صاحب عیال
بھی ہوگئے ہین لکھنو سے پہلے پہل جو لندن گئے میرحسین گئے وہ صاحب علم تھے اوسکے
بعد میر عبد العلی جالیسی خلیل مرزا محمد علی فطرت میرحسن علی یہ زمان سابق کا حال ہے کہ
۶ چاند سمندر مین دیکھکر داخل لندن ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم مین مسافت راہ
ریل وجہاز دخانی سے رہگئی ہے اور غالب ہے چند روز مین اس سے بھی کم مسافت رہجاے
مگر ان سب جانیوالون سے راجہ رام موہن راے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالہ
مین ایسا کوئی نہین اس کمال کے ساتھ ۱۲ زبان کے علم مین بحث ومناظرہ علمی کرسکتے
تھے ہنود مین ستی ہونا انھین کی بدولت موقوف ہوا موجب شاستر ایمانی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ
دلی کے وکیل ہوگئے تھے اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے
نکالتے مگر پارلیمنٹ کے بند ہونے سے جب ملک فرنس مین گئے مرگئے اور یہ امر خود اپنی
نمود ونام کی راہ سے لیا تھا نہ کچھ طمع دنیا سے کسواسطے کہ محتاج نہ تھے۔

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دار الخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی سے فیسب صاحب کی کتاب سے

مشہور ہے کہ امیر تیمور قزاقی کرتے تھے اور مطیع بادشاہ بلخ وبخارا تھے اتفاقاً ۲۲ بنی فاطمہ کو
قید ترکمان سے نجات دی بادشاہ نے عتاب کیا اسے مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تا اینکہ نوبت یہ سلطنت
پہونچی خواب مین جناب رسولخدا نے ۲۳ خرمے انھین عنایت فرمائے سے ۲۳ سلطنت تھی جسے خاتمہ
ہوا رطب نتھے وہ شاداب ابتدا سے انتہا تک رہتے ہین اور خرما پہلے شاداب پھر خشک ہوجاتا ہے واللہ اعلم

سوائے تحریر تاریخ انگریزی ہے اسیطرح خواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین۔
ہندوستان کے ۲۲ صوبے دارالسلطنت صوبہ شاہجہان آباد دہلی ۴۲ میل کا طول
اور تقریبًا ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبرآباد اجمیر شرق
مملکت اودھا اور بہت بلند پہار حایل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر
اور موافق تحقیق ابوالفضل یہ صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگا و جمن
انکے سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات مین
اکثر زمین سیلاب ہوجاتی ہے اور بعض مقام مین ۳ فصلین پیدایش غلے کی ہوتی ہین۔
۸ سرکارین ہین۔ دلی بداون کمون۔ سنبھل۔ سہارنپور۔ ریواری حصار فیروزآباد
سرہند ان سرکارون مین ۲۳۲ پرگنے ہین اور زمین زیر مساحت جغرافیہ ۱۶۔۸۔۵۴۹
۲۸ بیگھہ ہے مجموع آمدنی ۵۵۵-۶۱۸-۶۰۱ دام۔
۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۸ھ تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے
مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق ریاستہائے
متوسلین سرکار موصوف ہین مثل ماچھڑی۔ راجہ الور۔ راجہ بھرت پور اور اور حکام کی
ریاستین جو بالفعل خود مختار مگر باطاعت حکومت سرکار ہین اور ملک شمالی و غربی دریاے
جمن و جنوب دریاے ستلج متعلق سرداران سکھہ وغیرہ بیشتر تھا اور انکی جانب غرب گویا مانع
اور حایل مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروزپور مین رہتی ہی اور اس
صوبے مین ضلع بریلی قدیم مالک رسکیندر شامل ہی اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند
سہارنپور نوپ شہر میرٹھ۔ حصار سرہند۔ پٹیالہ۔ بداؤن اور ضلع حال کمون جو قریب ۹۰
میل طول اسیطرح عرض مین ہی بالفعل متعلق سرکار ہوا ہی اس صوبے کے آدمی خصوص
رودرا در ہنود یا اہل اسلام اور سکھہ وغیرہ ملے ہوے ہین اور قدیم شہر دلی تقریبًا
۲۰ میل کے دور مین ہے جسکے بالفعل خرابہ سے ظاہر ہوتا ہی اور دلی جدید شاہجہان آباد
ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۱ھ کنار جانب غرب دریاے
جمن واقع ہی ۷ میل کے دور مین بنوایا ہی اسکے محیط شہرپناہ ہی اسکے دروازے عالیشان

تنگی ہین مابین شہر و بازار جسے چاندنی چوک کہتے ہین امرا و سلاطین کے خانہ عالیشان
بنے ہین مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ ہے اور اس زمانے مین از ہنگامۂ فساد
عمارات عالیہ بہت خوب بنتی تھی ہرچند سارے شہر کے بازار سواد و بازار کے بہت تنگ
ہین دارالامارت بھی جانب کنار غربی ہے تین طرف سے دیوارین سنگ سرخ کی ہین جسکا دور
ایک میل ہے جہانگیر بادشاہ کی سلطنت مین نواب علی مردان خان دریا جمن سے کرنال
سو میل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر مین لائے دوران مداخلت افغان اور ایرانیون
تک جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہوکر بند ہوگئی تھی ۱۸۱۰ء مطابق ۱۲۲۵ھ سرکار نے
پھر اوسے صاف و درست کردیا جسکا آجتک چشمہ فیض جاری ہے سارا شہر اور اطراف سرسبز و
شاداب رہتا ہے اسکے آب شیرین سے سب سیراب ہوتے ہین - غرض بلد شمالی ۲۸-
۴ طول بلد شرقی ۷۷-۹ ہے فاصلہ کلکتہ سے ۹۷۶ میل ہے -
دلی کے راجہ اور مورخین اہل اسلام نے بنیاد اسکی ابتدا ۳۰۷ھ مطابق
۱۱۹۳ء صفحہ تحریر کی ہے یعنی سلطان محمود غزلوی نے اسے لیکر غارت کیا لیکن بعد
عہد و میثاق پھر راجہ کو واگذاشت کردیا تھا اور سلسلۂ ریاست پہلے قوم افغان سے
شروع ہوا اور اکی سلطنت لشکرکشی شاہ بابر بیٹے تیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ
بادشاہ شمالی و مغربی ہندوستانکو برباد ہی سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک تعلق ہی دیتے رہے

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	تاج الدین بھیا	۶۰۷		۱۲۱۰
۲	آرام شاہ			۱۲۱۰
۳	شمس الدین التمش			۱۲۱۰
۴	فیروز شاہ	۶۳۳		۱۲۳۶
۵	ملکۂ دوران سلطان رضیہ			۱۲۳۶
۶	بیرام شاہ	۶۳۷		۱۲۳۵
۷	علاء الدین مسعود شاہ	۶۴۰		۱۲۴۲

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۸	ناصرالدین	۶۶۴		۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بلبن	۶۶۴		۱۲۶۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰		۱۲۸۶
۱۱	فیروز شاہ خلجی	۶۸۸		۱۲۸۹
۱۲	سکندر ثانی	۶۹۰		۱۲۹۵
۱۳	شہاب الدین عمر	۷۱۶		۱۳۱۶
۱۴	مبارک شاہ	۷۱۷		۱۳۱۷
۱۵	تغلق شاہ	۷۲۱		۱۳۳۱
۱۶	سلطان محمود	۷۲۵		۱۳۳۵
۱۷	فیروز شاہ ثانی	۷۵۲		۱۳۵۱
۱۸	ابو بکر شاہ	۷۹۲		۱۳۹۰
۱۹	ناصرالدین محمود شاہ	۷۹۶		۱۳۹۳

اسی سلطنت مین تیمورلنگ نے سنہ ۱۳۹۸ء مطابق سنہ ۸۰۱ھ عبور دریا اٹک کیا دہلی کو غارت کیا اور سلطنت قوم افغان سنہ ۱۴۱۳ء مطابق سنہ ۸۱۶ھ تک تمام ہوئی اور سنہ ۱۴۰۵ء مطابق سنہ ۸۰۸ھ مین تیمورلنگ نے ۷۱ برس کے سن مین انتقال کیا۔

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	دولت خان لودی	۸۱۶		۱۴۱۳
۲	خضر خان	۸۱۷		۱۴۱۴
۳	مبارک شاہ	۸۲۴		۱۴۲۱
۴	محمود شاہ ثانی	۸۳۶		۱۴۲۳
۵	علاء الدین ثانی	۸۵۰		۱۴۴۶
۶	بہلول لودی	۸۵۴		۱۴۵۰

ان دونون سلطنت مین ریاستین ہندوستان کی منقسم ہوئین کس واسطے کہ حکام دکن

گجرات مالوہ جونپور بنگالے نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الاقوام اور حکام کے ہاتھ پڑے جو بظاہر وقت سے از راہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے فی الحقیقت بسبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا سلطنت سے اسکا انتظام نہوسکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپر تئین کرور سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھ سے جا چکا تھا لیکن یا زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہین

۷ سکندر بن لودی	۸۹۴	۱۴۸۸
اسی بادشاہ سے	۹۲۲	۱۵۱۶

۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۲ھ سلطان بابر سے شکست کھائی اور اسی سال بابر نے دلی کو لے لیا یہیں ابتداے سلطنت مغلیہ چغتئیہ شروع ہوئی ـ

۱ ظہیر الدین محمد بابر ـ ۹ ـ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۳۷ سال ۹۳۶-۵۲۹ء

۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۸ ۲ جنوری ۲۵ سال		۱۵۳۰
شیر شاہ سے شکست کھائی	۹۳۸	۱۵۳۱
۳ ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ ـ فروری ۴۹	۹۶۴	۱۵۵۶
امرکوٹ مین پیدا سنہ مذکورہ مین شہنشاہ	۹۴۹	۱۵۴۲
اکبر آباد مین انتقال	۱۰۱۴	۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ در واقعات مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اسکا وزیر ابو الفضل تھا جو ۷۴ برس کے سن مین راہزن کے ہاتھ سے مارا گیا ـ

۴ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر ۱۷ ـ اکتوبر ۲۲	۱۰۱۴	۱۶۰۵
۵ شہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱	۱۰۳۷	۱۶۲۸
۶ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر		
۴ فروری ۵۵	۱۰۶۸	۱۶۵۸
انتقال ۲۱ فروری	۱۱۱۹	۱۷۰۷

شاہ عالم اکا بڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔ چند ماہ

۸ ابوالمظفر قطب الدین بہادر شاہ ۲۳ - فروری ۱۱۹۶ ۱۷۰۷

۹ معزالدین جہاندار شاہ ۱۱ - جنوری سلطنت سے خارج ہوکر مارا گیا چند ماہ

۱۱۲۴ ۱۷۱۳

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱ - جنوری مارا گیا ۶ سال ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابوالبرکات ۲ - جنوری - طفل سہ ماہ

۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶ - اپریل طفل ۳ ماہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۳ ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ ۱۲ - اکتوبر ۲۰ سال ۱۱۳۲ ۱۷۲۰

۱۷۳۵ء ۱۱۴۸ھ مرہٹوں نے ایسی یورش اور ترقی کی کہ شاہ ناہ دلی کو جلا دیا

نادرشاہ ۹ - مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۱ھ داخل شہر دلی ہوا - ۴ - اپریل بعد

قتل و غارت اموال ولایت کو پھر گیا۔

۱۴ - ابوالنصر احمد شاہ ۲۰ - اپریل ۶ سال - ۱۱۶۱ ۱۷۴۸

خارج سلطنت اور اندھے ہوگئے ۱۱۶۷ ۱۷۵۴

۱۵ - عزیزالدین عالمگیر ثانی ۲۹ نومبر ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

مارے گئے اور یہی سال احمد شاہ ابدالی داخل دلی ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۶ کئی مہینے تک شاہجہان سلطنت سے خارج ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۷ - جلال الدین مرزا عبداللہ علی گوہر شاہ عالم ثانی ۴۸ ۱۱۸۵ ۱۷۷۱

الہ آباد سے بحفاظت سرکار کمپنی داخل دلی ہوکے گور ہوئے ۱۲۰۲ ۱۷۸۸

غلام قادر رہیلے کے ہاتھ سے جسنے مدت سے اشخاص خاندان تیموریہ کو قتل و غارت

کیا بعد کئی مہینے کے مہاجی سیندھیہ کی اعانت سے بدترین عذاب سے بعد تشہیر کے مارا گیا۔

۱۱۸۴ ۱۷۷۰ تک تصرف و اختیار مرہٹہ کا سلطنت دلی میں رہا - عجب خبط بیگم صاحب

۱۱- تیمور ... کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۲- ماہ مذکور بود اخل شہر ہوئے
جب سے آج تک صوبہ مذکور اختیار و حکومت سرکار دولتمدار میں ہے اگرچہ پیشتر ہنگامہ
فساد وزدی جو فوج بدمعاش سرکار نے کیا فقط بنام سلطنت مغلیہ رہی تھی

انتقال علی گوہر	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۸ ابوالناصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۲- دسمبر ۳۴	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۹ ابوالمظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس	۱۲۵۷	۱۸۴۰
مرزا دارا بخت ولی عہد بہادر بادشاہ ۱۵- صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا درگاہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی میں دفن ہوئے	۱۲۶۵	۱۸۴۹
انتقال بہادر شاہ در رنگون قید سرکار	۱۲۷۹	۱۸۶۲

ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد بتفصیل تمام

نام بادشاہ و ولدیت - امیر تیمور امیر طراغا از اولاد چنگیز خان ہلاکو
تاریخ ولادت ۲۵- شعبان سہ شنبہ ۷۳۶ھ ۱۳۳۵ء -
محل ولادت مقام جلوس - شہر مردا رخطالش شہر بلخ
تعداد عمر روز جلوس - ۳۵ سال ۲۷ یوم
تاریخ مدت جلوس - ۲۲- شوال ۷۷۱ھ چہارشنبہ ۱۳۶۹ء
مرض الموت تاریخ وفات - تپ محرقہ ۷ یوم ۱۷- شعبان ۸۰۷ھ چہارشنبہ ۱۴۰۴ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۷۱ سال ۱۱ شہر ۲۰ یوم ۳۵ سال
۱۰ شہر ۲۵ یوم -

۲- نام ولدیت - جلال الدین میران شاہ ابن تیمور
تاریخ ولادت محل ولادت - پنجشنبہ ۱۴- ربیع الثانی ۷۶۵ - ۱۳۵۴ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر روز جلوس - میان سمرقند و آذربائیجان ۳۸ ۴ ۳
مدت جلوس مرض الموت وفات - ۱۷- شعبان ۸۰۷ ۱۴۰۵ در جنگ مرزا

محل دفن مدت عمر و سلطنت تبریز ۳۱ ۱۰۰۷ ۱۴ - ذیقعدہ ۸۱۰ ۱۴۰۷

۷۳ ۴۲

۳ - سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ -

۲ - ذیحجہ ۷۹۷ ۱۳۹۷ نامعلوم

مقام جلوس سمرقند تعداد عمر جلوس - ۹ سال - ۲ شہر ۲۴ یوم

تاریخ جلوس - ۲۴ - ذیقعدہ ۸۵۳ھ ۱۴۴۹ء مرض الموت عارضہ جسمانی

تاریخ وفات محل دفن - ۳۰ ذیحجہ ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء خط کش مدت عمر ۵۵ سال

مدت سلطنت - ۴۵ ۵۱

۴ - سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا

۱۳ - رجب ۸۳۰ ۱۴۱۷ سمرقند

مقام جلوس تعداد عمر جلوس ۲۵ سال ۳۰ - ذیحجہ ۸۵۵ - ۱۴۵۱ -

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - درجنگ حسین بیگ گرفتار شدہ

شہید شد ۱۲ - رجب ۸۷۳ ۱۴۶۷ نواح سمرقند

مدت عمر مدت سلطنت - ۴۳ سال ۱۷ ۳ ۱۴

۵ - عمر شیخ مرزا خلف چہارم سلطان ابوسعید ۳۰ - ذیحجہ ۸۶۰ ۱۴۵۵ سمرقند -

مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ولایت اندجان فرجانہ ۱۲ ۶ ۳

تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات - دوشنبہ ۱۲ - رجب ۸۷۳ھ ۱۴۶۷ء

از بام کبوترخانہ افتادہ مردہ ۱۴ - رمضان دوشنبہ ۸۹۹ھ ۱۴۹۳ء

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۳۸ ۴۸ ۲۶ ۲۶ ۱ ۲۲

۶ - ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ابن سلطان عمر شیخ مرزا جنت مکانی ۶ - محرم ۸۸۸ھ

۱۴۸۳ء ولایت فرجانہ خط کش -

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۱۱ ۸ ۱۹ سہ شنبہ ۲۵ رمضان ۸۹۹ھ

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - تپ ۶ - جمادی الاول ۹۳۷ھ - ۱۵۳۰ - کابل

۱۴۸۵- مدت عمر مدت سلطنت- ۹ ۴ ۳۷ ۷ ۱۱ -

۷- بادشاہ نصیرالدین محمد ہمایون ابن بابر شاہ جنت آشیانی-

ولادت محل ولادت مقام جلوس ۴ ذیقعدہ ۹۰۳ ارک شہر کابل آگرہ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس- ۲۳-۴۶-۶- جمادی الثانی ۹۳۷ - ۱۵۳۰

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن- از بام افتاد ۱۳ ربیع الاول ۹۶۳ ۱۵۵۵

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت- مقبرۂ ہمایون دلی ۴۹ ۴ ۹ ۲۵ ۱۰ ۵ -

۸- محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۸- رجب ۹۴۹ - ۱۵۴۲- امرکوٹ سندھ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس - ۱۳ ۸ ۲۸ جمعہ ۲- ربیع الثانی

۹۶۳- ۱۵۵۵ - کلانور-

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - عارضۂ جسمانی ۱۲- جمادی الثانی مقبرہ

سکندریہ ۱۰۱۴ - ۱۶۰۵ قریب آگرہ

مدت عمر مدت سلطنت- ۶۴ ۱۱ ۷ ۵۱ ۹۲

۹- نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی-

۷- ربیع الاول ۹۷۷ھ ۱۵۶۹ فتحپور سیکری- اکبر آباد-

مدت عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۳۷ ۲ ۲۷ یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی

۱۰۱۴-۱۶۰۵-

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن- ضیق النفس یکشنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۷

۱۶۲۷ باغ نورجہان واقع لاہور

مدت عمر مدت سلطنت- ۵۹ ۱۱ ۱۱ ۲۲ ۸ ۱۴

۱۰- محمد شہاب الدین شاہجہان بادشاہ فردوس آشیانی

ولادت لاہور لاہور- پنجشنبہ سلخ ربیع الاول-

مدت عمر روز جلوس ۳۷ ۲ ۲۲

تاریخ جلوس دوشنبہ ۲۲- جمادی الاول ۱۶۲۷ - ۱۰۳۷-

مرض الموت | وفات | محل دفن | مدت عمر | مدت سلطنت

درد گردہ تپ محرقہ ۲۶- رجب دوشنبہ ۱۱۶۷- ۱۷۵۳- اکبرآباد- روضہ تاج گنج

۶۷ ۶۴ ۲۰ ۴۲

۱۱- محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکانی۔

۲۵- ذیقعدہ یکشنبہ ۱۰۲۸ ۱۶۱۸- صوبہ گجرات نواح اکبرآباد-

۳۹ ۶ ۵ غرہ جمادی الثانی ۱۰۶۸ ۱۶۵۷

عارضہ جسمانی- جمعہ ۲۸- ذیقعدہ ۱۱۱۹ ۱۷۰۶ دکھن اورنگ آباد مقبرہ زین العابدین شاہ

۹۰ ۶ ۳ ۵۰ ۵ ۲۸-

۱۲- اعظم شاہ بن عالمگیر شاہ ۱۲- شعبان ۱۰۶۳ ۱۶۵۲ دکن متصل اورنگ آبا

د ۵۵ ۳ ۲۶ - ۴- ذیحجہ ۱۱۱۸- ۱۷۰۶ درجنگ بہادرشاہ کشتہ شد ۸- ربیع الاول

۱۱۱۹ ۱۷۰۷- مقبرہ ہمایون بادشاہ دلی-

۵۵ ۶۷ + ۳- شہر ۱۰

۱۳- بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۱۰۴۳ ۱۶۳۳ دکن کابل

۷۵ ۶ ۲ ۱۰- محرم ۱۱۱۹ ۱۷۰۷ عارضہ جسمانی ۱۸ محرم ۱۱۳۴ ۱۷۲۱

بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۸۰ ۲ ۱۸ ۵ + ۸

۱۴- معزالدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

غرہ شوال چارشنبہ ۱۰۷۲ ۱۶۶۱ دکن لاہور

۵۲ ۳ ۱۰ ۱۸ محرم روز جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۲ فرخ سیر در قید کشت۔

۲۹- محرم ۱۱۲۵ ۱۷۱۳ مقبرہ ہمایون بادشاہ

۵۳ ۳ ۲۵ + ۱۱ ۵

۱۵- فرخ سیر بادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غرہ محرم پنجشنبہ ۱۰۹۸ ۱۶۸۶ دکن نواح اکبرآباد

۲۶ ۱۱ ۳۳ ۲۳ ذیحجہ جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۳ سید حسین علیخان اسیر کردہ کشت۔

۹- رجب ۱۱۳۱- ۱۷۱۵- مقبرۂ ہمایون بادشاہ ۳۲ ۹۲ ۳ ۹۳ -

۱۶ - ابوالبرکات شمس الدین پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ رفیع الدرجات -

۱۷- رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ دہلی اکبرآباد -

۴۷ ۲ ۲۳ ۹- ربیع الثانی ۱۱۳۱ ۱۷ ۲۶ ۱۷- تپ محرق ۱۹- رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸

مقبرۂ ہمایون ۴۷ ۳۱۰ + ۹۳

۱۷- رفیع الدولہ پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ

۲۰- رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ نواح اکبرآباد - اکبرآباد -

۴۳ + ۲ -۶- رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ غلبۂ کوکنار ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ مقبرہ ہمایون

۴۸ ۱ ۲۸ ۲۸ ۲ ۲۰۲ -

۱۸ - روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن جہاندار ابن بہادر شاہ فردوس آرامگاہ

۲۳- ربیع الاول ۱۱۱۴ ۱۷۰۲ غزنین - کھرادلی موضع اکبرآباد ۸ کردہ ۱۸ ۴۷

۱۷- ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ -

عارضۂ جسمانی ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ ۱۷۴۸ درگاہ نظام الدین

۴۷ ۱ ۲۹ ۱ ۱۰ -

۱۹ - ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ

۱۷- ذیحجہ ۱۱۳۸ ۱۷۲۵ شاہجہان آباد پانی پت -

۲۲ ۴ ۳ غرۂ جمادی الاول ۱۱۰۶ ۱۶۹۴

بسبب کشیدن میل در چشم ۱۰- شعبان سہ شنبہ ۱۱۶۷ ۱۷۵۳

مقبرۂ ہمایون ۲۸ + ۲۳ ۳۰ ۳ ۱۰ -

۲۰ - محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ عرش منزل -

غرہ محرم ۱۰۹۹ ۱۶۸۷- صوبۂ ملتان دہلی -

۶۸ ۱۰ ۱۰- شعبان ۱۱۶۷- ۱۷۵۳

از قلعۂ فیروزآباد افتادہ مرد ۸- ربیع الثانی ۱۱۷۳- ۱۷۵۹ -

مقبرہ ہمایون ۴۸ ۱۷ ۸۰۶ ۸۸۵

۲۱- علی گوہر شاہ عالم بادشاہ عالمگیر ثانی فردوس منزل

۲- جمادی الاول ۱۱۳۱ ۱۸ ۱۷ دلی

کھتولی متصل عظیم آباد ۴۲ ۳۰ ۴- جمادی الاول ۱۱۷۳ ۱۷۵۹-

عارضۂ جسمانی ۷- رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۶۴۸ ۴۸ ۳۴-

۲۲- ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم

۲۸- رجب ۱۱۷۳ ۱۷۵۹- رمیان مکن پور- دار الخلافت شاہجہان آباد-

۴۸ ۹۱ ۷- رمضان ۱۲۲۱ ۱۸۰۸

اسہال و ورم ۷- جمادی الثانی ۱۲۵۳- ۱۸۳۷-

بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والد خود ۸۰ ۳۱ ۱ ۲۰

۲۳- ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۳ ۱۲ ۳۷ ۱۸-

شاہجہان آباد ایضاً ۷۳ سال- ۱۲۵۳ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

رنگون ۹۹ سال ۲۶ سال-

یہ ۲۳ سلطنت موافق خواب امیر تیمور لنگ درست ہے واللہ اعلم

من ابتدائے ۷۷۱ھ ۱۳۶۹ء لغایت ۱۲۷۹ھ و ۱۸۶۲ء

مجموع پنجصد و ہشت سال ہوتے ہیں-

پانچوان باب

فساد عظیم بلوائے عام شاہجہان آباد تا خاتمہ اور مرزا ابو المظفر سراج الدین بہادر شاہ کا رنگون جانا انتقال زبانی رئیسان شہر آنجا

ہر صاحب ضلع نے احوال فساد بلوہ کے جو جہان ہوا لکھوا دیا چنانچہ مرزا نوشہ صاحب اسد اللہ خان غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس جہت سے اس مؤلف کتاب نے بھی بشمول فساد لکھنو رو سا شہر

سے دریافت کرکے لکھا ہے ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است +

تمام ہندوستان مین دو معرکے عظیم بلوۂ فساد ناگہانی کے ہوے ایک دلی
اور لکھنؤ کسواسطے کہ یہ دونون پایہ تخت سلطنت تھے باقی فساد بے بنیاد ہوا ایسا قیام
کہین اور نہین ہوا ہر چند دلّی مین کئی مرتبہ اسطرح کا فساد و قتل غارت ہو مثل نادر شاہ
اور احمد شاہ ابدالی وغیرہ مین انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص
گذری اور لکھنؤ ہمیشہ امن و امان مین رہا۔

خلاصہ سال بھر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج
مین تقسیم ہون ہندو مسلمان سپاہ نے اوسکے استعمال مین تامل کیا اس جہت سے کہ ان
کارتوس مین چربی سؤر اور گاے کی لگی تھی چنانچہ اصل یہ مادۂ فاسد چھاؤنی بارکپور
کلکتے سے پیدا ہوا جسطرح اکثر وبا عالمگیر پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہی وہ یہ ذکر ایک دن چھاؤنی
کے دو تلنگے دریا پر نہا رہے تھے اتفاقاً ایک تیسرا شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی دھوتی کو جھٹکنے
لگا جسطرح ہندو دھوتے ہین اوسکی چھینٹین اون تلنگون پر پڑین بہت خفا ہوکر کچھ سخت
سست کہہ بیٹھے اوسنے کہا سبحان اللہ ان لونڈون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل
جنگی کارتوس جو ولایت سے آتے ہین کیونکر کاٹوگے جنپر چربی گاے اور سور کی لگی ہی ار
عرصے مین دو اور سپاہی چھاؤنی کے آگئے رفع شر ہوگیا اور وہ بھی چار چھاؤنی کا تھا راہ
مین سپاہیونکو چربی کے نام سے کھٹکا ہوا پہلے اوسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ بیان
خلاف ہو تو خجالت ہوگی پس جب خوب ثابت ہوگیا کہ فی الحقیقت دونون چربی ٹھیک مین
اسے مرا سر خلاف مذہب و ملت سمجھ کر با خفا ہر چھاؤنی ہندوستان مین افسرونکو لکھ بھیجا بالاتفاق
سب نے سنکر انکار کیا اور مستعد فساد ہوے چنانچہ برگیڈیر چھاؤنی مین پریڈ کرکے حکم تعمیل جدید کارتوس
سنایا باتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہمنے برسون سے سرکار کا نمک کھایا سرفروشی کے
واسطے نہ ایمان دینے کو افسرون نے کچھ اعتنا نہ کیا جواب دیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجا لاینگے
اتفاقاً کمانڈر انچیف بھی وہان تھے کچھ انتظام نہ کرسکے۔

نوک کی پلٹن کی دو کمپنی جبٹ گارڈن اور ہ۔ اس چھاؤنی مین تھی اونسے اسی اسلحہ جربیہ سرکار کا

دیا اور اپنی تنخواہ لیکر گھر کی راہ لی حکام نے کچھ اسپر بھی اعتنا نہ کی بلکہ اونکا عفو جرائم کیا
اسکے بعد نمبر ۳ پلٹن بدلے کو انبالہ غربی کو بھیجی اور نئے پیچھے پلٹن گورے کو حکم ہوا کہ راہ مین
فرصت وقت پانا انکو سزا دینا تا اور ونکو عبرت ہوجاے اور افسر ہندوستانی جو وہان سے
چلے وہ اپنی ہوشنگ دانی سے غافل نرہے یعنی اگر کوئی ہمارا سرپرستہ متحول ریاست مجھے
تو فساد باتفاق کردیجے لیکن سب سے جواب صاف پایا جب یہ خدشۂ فساد سرکار کو ہوا قلعۂ
کلکتہ مین تلنگون سے اسلحہ حرب لے لیے فقط بندوقین گئے کے پہرے گورون نے دیے اور بادشاہ
کو بھی انھین توہمات سے قلعہ مین رکھا نواب دلی کے نقل کرتے تھے کہ مین جنرل صاحب
کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندوق کی تعریف کیا کرتے تھے آپ
اوس قسم کی بندوق ولایت سے آئی ہے ۱۵ سو گز پر اوسکی گولی جاتی ہے غالب ہے کہ آ
ہماری پلٹن مین احتیاج توپ کی نہو لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری فوج اوسکے استعمال مین
کارتوس پر راضی نہین ہوتی اوسپر گندہ پرندہ گاے اور سور کی چربی کا لگا ہے نواب
نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے گورے استعمال کرین جب انکا رفع خدشہ
جاتا رہیگا سپاہی بھی خواہ مخواہ استعمال کرینگے جنرل صاحب نے کہا ہمنے سب طرح سے اسکی
تصریح سرکار مین کی اور ابھی منظور نہین خیر ہم جانتے ہین کہ ہماری اجل اس فوج کے ہاتھ
مقدر ہوئی ہے مجبور ہین جب فوج ولایت سے آئیگی انکا استعمال کریگی -

خلاصہ جب چھاؤنی میرٹھہ مین کمان افسر نے تیسرے رسالہ ترک سوار کو حکم کارتوس کے
کاٹنے کا دیا باتفاق ہندو مسلمان نے انکار کیا اور عذر کیا نہ سنا ایکدن چاہا کہ سبکو توپ سے
اڑا دین اتفاقاً جیب سالہ توپخانہ سے گذرا ایک خلاصی نے سمجھایا کہ بر عذر نہ ٹھہرنا سیدھے
چلے جانا ہمین حکم قطعی مل چکا ہے یہ سنکر رسالہ ساکت و خاموش اپنی لین کو چلا گیا ایک عہدہ
دار دفعدار ام سے بیشتر کینہ رکھتا تھا فرصت وقت پاکر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے افسر سے
کئی سپاہیون کی چغلی کہانی کہ یہ مفسد و فتوی سب کے ہین انھین پہلے قید کیجیے پھر سب
درست ہو جائینگے دوسرے دن صوبہ دار نے برابر اپنے دانت سے کارتوس کاٹکر سبکو
دکھایا تاکہ سب برغبت تمام کاٹین ہمون نے جواب دیا کہ یہ ہمارے دین سے نکلگیا ہے اوسوقت

کمان افسر نے شتر سوارون کو جیلخانے مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ انکے پانؤن مین بیڑی ڈالدو صاحب جیلخانے نے کہا کہ ازراہ خداترسی کہ سردست اتنی بیڑی تیار نہین۔ اور کہنے لگا معلوم ہوا افسرون کی قضا دامنگیر ہوتی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیڑیان لوہے کی سلاخ کی کاٹ کر پنہا دو۔ بعد اسکے تین دن تک ان اسیرون کے آب و طعام کی کچھ فکر نہ ہوئی

۹ - مئی روز شنبہ ۱۴ - ماہ رمضان ۱۲۷۳ھ حسب الحکم کمان افسر اسیرونکو حکم دیا کہ پابجولان پریڈ پر لاؤ بذلت تا اورونکو عبرت ہوا اور پھر کوئی سرتابی حکم نہ کرے جب اسیر اس صورت سے گذرے چھاؤنی کی بازاری رنڈیون نے باقی رسالے کے سپاہیونکو طعنا دیکر غیرت دلائی اور خوب نون مرچین لگا کر مردنبایا اکثر ونکے منہ پر تھوک دیا کہ تمسے ہم رنڈیان بہتر ہین کیون تلوار باندھکر اپنی تئین مردنبایا ہے وائے تمپر۔ یہ سنکر سبکو ایک جوش حمیت وغیرت ازحد ہوا

دوسرے دن یکشنبہ ۱۵ - ماہ مبارک بعد دوپہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس رسالے کے تیسرے ترپ نے جو لین مین تھے کمر باندھ مسلح ہوکر باہر نکلے اور چھاؤنی قتل وغارت اور بنگلون کو آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج نے اسپر اتفاق کیا اور صاحب جیلخانے کو اوسی وقت باعزت بسلامت چھاؤنی سے نکالدیا اور اوسکے احسان مند ہوئے پلٹن رئفل گورہ ہ رسالہ لانسر توپخانہ گورہ دمدمے مین مع صاحبان چلے گئے اور بہت متحیر اور متعجب ہوے کہ اس انتظام واہتمام پر یہ صورت ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہ تھا خلاصہ یہ شام تک ہنگامۂ قتل وغارت رہا اور نامردان ناعاقبت اندیش نے جو کسیطرح نہ کرنا تھا وہ کیا یعنی اطفال بے گناہ خردسال۔ عورات بے گناہ یا جسے عیسائی جانا قتل کیا پھر دونون پلٹن پہلی بیسوین اور سٹ۔ گیارھوین سوارون کے شریک ہوتین شہر مین جاکر روزے سے اور اپنی جہاد بدنفسی کی دوڑ دھوپ سے تھک گئے تھے بازار مین ماکولات پر جھکے رعایاے شہر نے بھی ماحضر موجود کو مجاہدین راہ خدا کے موافق اپنے عقیدے کے حاضر کیا اور خوف جان و مال سے اپنے گھر کے دروازے کو بند کر لیا آدھی رات تک جب کھانے سے فراغت ہوئی دلی کو چلے اونکے

پیچھے کئی کمپنی سائپرس مینرس گئی تھوڑی دور جا کر پھر آئی صاحب کمشنر میرٹھ نے چھٹی اس سانحہ کی سائمن فریزر صاحب کمشنر دلی کو لکھکر بھیجی - اتفاقاً وقت شب صاحب مخمور بھی چھٹی کو اپنی پاکٹ مین رکھ لیا یہ بڑی غفلت بداقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا انتظام کرتے سوار کیونکر دفعۃً چلے آتے -

۱۶ - تاریخ ماہ مبارک ۱۱ - مئی اول دم صبح ایک سوار دلی مین ثمن برج کی جھرد کے نیچے سے جہان بادشاہ بیٹھتے تھے پوچھا میر فتح علی خان داروغہ تخت شاہی کہان ہے یہ اوسوقت چبوترہ لب دریا خضری دروازے کے آگے ہی نماز پڑھ رہے تھے جواب دیا کیا کام اونسے ہے کہا مین حکم فوج لایا ہون جلد بادشاہ سے عرض کرو کہ ہمنے سب صاحبان فوج و میرٹھ کو قتل و غارت کیا ہے اب یہان کے صاحبون کے استیصال کو آئے ہین اگر بادشاہ ہمارے شریک دین ہوگا تخت پر بٹھائینگے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلا دینگے کہا بہت خوب مین ابھی بادشاہ سے جا کر عرض کیے دیتا ہون اوسکے بعد وہی سوار وہان سے شہر مین پھر آیا -

ایک سوار اور لاہوری دروازہ سے قلعہ مین آیا اور دلی دروازے سے باہر جا کر دو کمپنی جو قلعہ مبارک مین متعین تھین اور کمپنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازے مین تھی ان چارون کو ورغلا کر اپنے ساتھ چھاؤنی وزیر آباد اور راجپور مین لیگیا اور تینون پلٹن ماٹ رن سٹ و النیٹر داہنے اور توپخانہ اسپی کو اپنے ساتھ لایا اس عرصہ مین ۹ بجے بادشاہ نے قلعہ معلی مین بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ سے خبر نہ تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح علی نے تسبیح خانے مین جا کر معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا اور میر اشرف علی فوجدار خان سے کہا جواب دیا کہ ایسے امور کو زبان پر لانا نہ چاہیے کہ باعث مراسم ذلت و خرابی کے ہین اوس سوار نے نشے مین ایسی بات کہی ہوگی -

اس عرصہ مین دو سو چالیس ترکسوار میرٹھ آن پہونچے اور دریا کے پل کے دونون بنگلے کو آگ لگا دی داروغہ پل نے صاحب مجسٹر سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر رہے باقی ثمن برج کے نیچے دریا کے کنارے سب کے سب غل مچا کر دہائی بادشاہ اول کہنے لگے بادشاہ نے اوسوقت کپتان

ڈگلس قلعدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور و غل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کیا کہہ رہے ہین کپتان اور احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سیف الدولہ مرزا غلام عباس خان وکیل شاہ یہ تینون تسبیح خانے مین آئے سوار انکو جواب دیا کہ کیون گھبراتے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائیگا سوار دن نے کہا اگر دروازہ کھول کر آجاؤ ہم تمھین ابھی قتل کرتے ہین ہم تمھاری قوم کے قتل کو آئے ہین کپتان نے ازراہ جرات چاہا دروازہ کھول او نھین جواب دے مگر ان دونون نے سمجھا کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے

رعایا شہر نے یہ حال دیکھکر اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے یمن الدولہ سائمن فریزر صاحب ایجنٹ اور کمشنر شہر مع ریصاحب ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ اردلی قلعہ مین آکر قلعدار کے مکان مین ٹھہرے اثنائے راہ مین اوس رات کی چٹھی کو پڑھا سیف الدولہ سے فرمایا بادشاہ کی توپ اور گولا انداز میگزین کو جلد لاؤ انھون نے دیوان خاص مین ہر چند تلاش کی نہ پایا ناکام پھر کر عرض کیا کہ بروقت سواری بادشاہ کارتوس سرکار سے گنکر ملتے تھے اسوقت کہان –

اس عرصے مین سوار جابجا متفرق ہو کر قلعہ کے دروازے کے کھدلنے کے تجسس مین پھرتے تھے کہ ناگاہ ایک شخص گمنام نے راج گھاٹ کے دروازے کو جسمین قفل تھا اور نہ کوئی پاسبان تھا کھولدیا بس دفعۃً سوار داخل قلعہ ہوے دریا گنج کے چھاؤنی کے بنگلونکو آگ لگانی شروع کی اور رہنے سے قتل کرنا شروع کیا تلنگے جو قلعہ کے دروازون پر تھے اونھون نے ان چارون صاحبون کو مع تین میم کے مار ڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہان سے نیچے اتریں ایک سوار نے بندوق ماری گر پڑے عبد القادر خان ولایتی مرد سودائی ملازم محبوب علیخان وہان رہتا تھا سوار کی تلوار لیکر صاحب کے پیٹ مین ماری اس عرصے مین قلعہ کے سب دروازے بسبب مستحکم بند کر دیے میگزین مین صاحب مع اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھے مشہور حویلی دارا شکوہ مین جمع ہو گئے سوار دن نے دریا گنج سے دونون توپین سلامی بادشاہ لیکر سڑک کے منگزرے بھر کر میگزین پر ماری صاحب جو مکان میگزین مین تھے خلاصی سے پیپہ بارود کا لیکر لال پہاڑی کے نیچے بھجوا دیا ہندوستانی کو وہان سے باہر نکالدیا آگ دیکر سکو اڑا دیا او نمین ایک مرد پیر تھا

کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہی اوس سے کہ ہم ان سب کے ہاتھ سے بذلت مارے جائین لیکن فصیل شہر جو نیما بین میگزین اور دریا کی پانسو تماشین اوپر تماشے کو کھڑے ہوے تھے وہ سب ہوا سے آسمان مین تینکے ہو کر اُڑے اور یہ سب چار سو سے زیادہ نہ تھے تلنگے میگزین مین جا کر اسلحہ حرب لوٹنے لگے قریب گرجہ پہونچے دو افسر آگے سے چلے آتے تھے اسطرف سے دو سوار جاتے تھے صاحب نے حکم فیر دیا سپاہیون نے ہوا آسمانی چھوڑی دونون سواروں نے زمین تیغ دھر لیا اس عرصے مین لباس صاحب سول جج شہر بگھی پر سوار کرنال کو چلے گئے جان شکیف صاحب ایجنٹ مجسٹریٹ شہر پہاڑ گنج پہونچے نواب معین الدین حسین خان تھانہ دار نے گھوڑا اپنے کپڑے دیکر روانہ جھجر کیا افسران توپخانہ اور رماپٹ کی پلٹن کے بیشتر بالبعض سمت کرنال پانی پت اگرہ چلے گئے اس عرصے مین دونون پلٹن میرٹھ کی بھی پہونچین اب سپاہی ملکر ہر طرف صاحبون کی تلاش مین دوڑنے لگے مرد عورت بچے کو جہان پایا مار ڈالا گھر کو لوٹ کر آگ لگا دی بنک مین ۱۲ لاکھ روپیہ تھا لے لیا کوتوالی کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کوتوال شہر بھاگ کے کسی کے گھر مین چھپ رہا شہر کے تھانونکو لوٹا آگ لگا دی فانوس جو سڑک پر بازارون مین نصب تھین توڑ ڈالین غرض دوپہر تک طرفہ ہنگامہ قیامت برپا تھا۔

اس عرصے مین مرزا ظہیر الدین بہادر عرف مرزا مغل بادشاہ کے بیٹے جو نواب زینت محل صاحبہ سیدہ سے تھے مسجد سنہری جو قریب چبوترہ کوتوالی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے حسب الحکم بادشاہ شہر مین منادی امن و امان دی اور معین الدین حسن خان کو کوتوال شہر کر کے داخل قلعہ ہوا اور پانچ لاکھ روپے جو خزانہ مین تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہو کر دیوان خاص و عام مین آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہو کے فوج سے فرمایا مین مرد فقیر ہون تم فوج میرے پاس پھر کیون میرے پاس آنے کو ہو گوالیار۔ جیپور۔ حیدرآباد کشمیر۔ جاؤ دہان یہ تمہون خبرین ہین انھین پانچ پلٹنون سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا معلوم نہین کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت دین سے انگریزون سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثارون کی مصلحت یہ ہوئی کہ حضور کی اطاعت کر کے استیصال نصاری کرین بادشاہ نے فرمایا تمہین اختیار ہے خیر مین بھی شریک حال ہون

بعد اسکے بادشاہ داخل محلسرا ہوے آدھی رات کو توپخانہ چھاونی سے قلعہ مین آیا ۲۱ توپ سلامی کی چلی۔

بموجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شاہزادونکو افسر سوار و پیدل و توپخانہ کیا یعنی کمانڈر انچیف مرزا مغل کرنل پلٹن والنیئر ہاپٹ مرزا خضر سلطان کرنل پلٹن بیلی مرزا عبد اللہ کرنل پلٹن الکزنڈر مرزا سہراب ہندی عرف مرزا مینڈو کرنل پلٹن رن سٹ مرزا بختاور شاہ کرنل رسالہ مرزا النصرت الملک عرف مرزا ابو بکر بیٹے مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی مادہ تاریخ روانگی اس سانحہ کا رستخیز بیجا مرزا اسد اللہ خان غالب نے کہا۔

سہ شنبہ ۱۷۔ ماہ مبارک ۱۲ مئی بادشاہ نے شقہ خاص خواجہ بخش شتر سوار کے ہاتھ لفٹننٹ صاحب لفٹننٹ گورنر اگرہ کو بھیجا کہ تمھاری فوج باغی نے بجبر مجھے گرفتار بلا مانند کیا ہی آمادۂ جدال و قتال ہے اور ما در دولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کرو مین مجبور ہون۔ گورنر نے شقہ لیکر اونسے ٹھہرایا اور نقل شقہ سب راجپوتانے مین بھیجدی۔

بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تلنگے اکثر صاحبونکو جو چھپ کر جابجا رہ گئے تھے پکڑ لاکر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی چوک مین جو روبرو باغ بیگم ہے تھوڑا ٹھہرے افسرونکو حکم کیا کہ شہر کے تینون دروازون پر دو دو کمپنی متعین ہون اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے۔

۱۸۔ ماہ مبارک تک ۲۵ صاحب و میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم احسن اللہ خان محبوب علی خان پر یورش کی کہ تم اب تک خیر خواہی نصاری سے ہاتھ نہین اوٹھاتے ان قیدیون کو اب تک زندہ رکھا ہی ہمین مدد و گرنہ تمھین اور بیگمصاحبہ کو مار ڈالینگے مرزا مغل نے فرمایا دستور ہماری سرکار کا یہ ہی کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہین سپاہ نے کچھ جواب دیا اور ان دونو پر اتہام سازش سے تشدد آخر جب معین الدولہ نے سمجھایا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دونون قران اوٹھائین تو ہم دست بردار ہو جائین غرض اونکے اطمینان کیواسطے بمجبوری قرآن اوٹھا کر اپنی جان بچائی تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے صاف ہو گئے ہو ان قیدیونکو کیون نہین تہ تیغ کرتے حکیمصاحب یہ سنکر گھبراتے بادشاہ سے عرض کیا ہر چند شاہزادون نے بہت سمجھایا اون ظالمون نے

تمانا آخر ادن اسیر ونکو چوک مین جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دونون تریولیون لاہوری دروازہ قلعہ اور نقارخانہ دیوان خاص کے بیچ مین بٹھا کر گولیون سے گرا دیا اس مجمع مین ایک شخص اہل شہر سے بھی مارا گیا پھر نعش مقتولین چھکڑون پر لدوا کر دریا مین بہادی اور دو صاحب جو تہ خانہ کوٹھی راجہ کشن گذھ مین محصور تھے لے آئے تھے او نھین پکڑ کر توپ سے اڑا دیا اور شاہزادے جنھین اپنا افسر کیا تھا انھون نے ہر ایک کو خلعت منصوبی دلوایا اور مرزا جوان بخت بیٹا بادشاہ کا جو نواب زینت محل ملکہ دوران کے بطن سے تھا او سے خلعت وزارت نیابت بادشاہ دلوایا۔

۱۹- تاریخ کو سپاہ باغی و خونخوار نے طمع خام سے چاہا کہ شہر کے روپیہ والون با تہام سازش انگریز ذلیل کرین روپیہ بھی لین پہلے اعتماد الدولہ سید حامد علیخان کا گھر تاکا کچھ اسباب کوٹھی کا لیکر صاحب کو قید کر کے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جنگ وزیر شاہ کو پہونچی بہت جلد آئے سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکالدیا سید کی جان بخشی کی۔ وقت عصر حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو اپنے خرچ یومیہ کے واسطے گھیر العبد قیل و قال فی سوار ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروالے اسیطرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم بادشاہ ہوا کہ موافق دستور قدیم جتنے امرا اور رئیس شہر ہین ہر صبحکو دربار شاہی مین حاضر ہوا کرین اس عرصے مین ۸ کمپنی سائپرس منیرس سب طرف سے جمع ہو کر آئی اگ جو میگزین مین لگی تھی رفتہ رفتہ قریب لوٹہ بان پہونچی ۵- لاکھ بان وہان رکھا تھا حکم ہوا پہلے اگ بجھاؤ پھر سب بان کو ٹیل مخزن سے نکالکر کوٹھہ چوراہیورا مین رکھدو۔

فورٹ صاحب کلکٹر گڑگانوان خزانہ تحصیل کو ہرسروگڑہ مین رکھواکر چلے گئے تھے جب سپاہ نے شاہ کمپنی تلنگا اور سوار میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل کمپنی اور گلاب خان صوبہ دار ۳- رسالے جا کر سے آئی خزانہ بادشاہی مین داخل کیا ۳ لاکھ ۲۵ ہزار تھا۔

اب رعایا شہر سے سپاہ بازار مین خرید کرتے کم قیمت دیتے ہر ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ نوبت بکشت و خون پہونچی اسمین ایک تریب ملازم مہاراجہ جیاجی راو سندھیہ ہے آکر ملازم ہوا اوسی حساب سے اسکا بھی یومیہ مقرر ہوا اور ازدہلی مین فرخ شاہ احمد قلیخان بہادر خسر بادشاہ کے رہنے کو حکم ہوا اب افسرون نے تجویز کیا کہ شاہزادون کی افسری موقوف کر کے امرا کو مامور

کیجیے میر نواب نواب محمد خان نائب مرزا خضر سلطان ماپٹ کی بلٹن کے افسر تھے رہتک کے خزانہ لینے کو گئے چار لاکھ کئی ہزار لے آئے

۲۹ - کو مرزا خضر سلطان نے دو سو مذہب عیسائی جو کوتوالی مین قید تھے اونپر رحم کھایا اور بعد ماعتین کلمہ اسلام ظاہری چھوڑ دیا ایک اور امر تازہ یہ ہوا کہ تلنگون نے مسجد جامع کے جوتے والون سے ایک ہنگامہ برپا کیا نوبت کشت و خون پہونچی تھی مرزا مغل شاہزادے گئے بعد مارپیٹ کے تلنگون کو کوتوالی مین قید کیا اس سے فی الجملہ تخفیف عذاب ظلم رعایا کی ہوئی اور موجب عبرت فوج اوسی شام کو ہلال ماہ شوال نظر آیا —

خلاصہ صاحبان فوج و نظامت اور میم ایسے وقت و نشر ناگہانی مین لاچار پریشان بیہوش و بیحواس سراسیمہ و مضطر کچھ سوار باقی پیادہ لباس دلیدہ پابرہنہ افتان و خیزان راہی چھاؤنی کرنال اگرہ ہوے اور جنکے پانون مین زنجیر اجل پڑ گئی تھی چھاونی مین شہر کی گلیون مین جا بجا اکثر محلون مین چھپ رہے تھے شہر سے نہ جا سکے اونھین ظالمون نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مارا کئی میم نورسیدہ بہت قابل ہو کر ولایت سے تازہ وارد تھین وہ ناکام دنیا سے گئین ایسے احوال کی توضیح و تفصیل مین قلم اور ہاتھ دونون کانپتے ہین کیونکر اوسکو کسطرح سے بیان کیجیے سراسر حسرت و تنبیہ الغافلین ہے اگر چشم بصیرت ہو تو یہ مقدمہ بھی مثل حال فوج بنی امیہ نظر آتا ہے کہ جب فوج سلطنت سے منحرف ہوئی اپنی سرکشی سے بہت سا فساد برپا کیا اور ہر قبیلہ و طایفہ کو محرک تخت نشینی کیا لیکن ہر شخص مثل صولت دیدۂ نصاری سلطنت بنی امیہ در رہا تھا آخر بعد تجسس کے ہاشم پوتے حضرت عباس عم رسولخدا صلعم کو منتخب کیا اور اونھین سب طرح سمجھا کر تخت نشین خلافت کیا مگر سلطنت بنی عباس قدرت خدا سے ایسی چمکی کہ لوگ اوس سلطنت کو بھول گئے اوسکے بعد چنگیز خان ہلاکو نے انکا بھی استیصال کلی کیا غرض دنیا مین کچھ نئی بات نہین ہوئی بن پڑنا شرط ہے —

عید کو بادشاہ سوار ہو کر عیدگاہ نہ گئے قلعہ مین مسجد چوبی مین نماز پڑھی لیکن مرزا مغل مرزا خضر سلطان اور بیٹے بادشاہ کے مع فوج نواب حسن خان اور روسا شہر بڑی دھوم دھام سے گئے ابھی ان سب نے نماز نہ پڑھی تھی کہ بادشاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اطراف کی ندر

لینے لگا تھے مین ایک غبار گرد سمت میرٹھ سے اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو پار دریا فوج انگریزی آپہونچی بس ہل چل پڑگئی شاہزادے داخل قلعہ ہوئے آخر معلوم ہوا بنجارہ رسد غلہ لاتا ہے پھر قریب شام ایک گوئندے نے خبر دی کہ فوج میرٹھ سے آتی ہے۔

دوسری تاریخ شوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور اور رائٹ صاحب تفحص احوال کو شہر مین باغ مقبرہ روشن آرا بیگم کے اترے ہین مرزا خضر سلطان فوج لیکر گئے سوائے منبر اور اسباب چھاپانی کے کچھ نہ دیکھا اور ایکطرف چوبی زینہ دیوار سے لگا رہگیا تھا ہر چند تلاش کی نہ پایا۔

ایک دن بادشاہ دربار عام مین تھے کہ ایک فقیر تہمت باندھے کھاروے کا کرتہ پہنے سر پر کچھ کپڑا باندھا ہوا لوہے کا پشت خار ہاتھ مین تسبیح خانہ کے دروازے پر قریب لال پردہ پہونچکر کہنے لگا مجھے خلوت مین کچھ بادشاہ سے کہنا ہے دربانی بادشاہ سے خبر کی حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا تم جاکر مطلب پوچھو فقیر نے کہا مین راجہ کا بھائی کیہار کا ہون تب سیاحت اختیار کی ہے راجہ نے یہ ہنگامہ سنکر عرض خاص کیواسطے مجھے بھیجا ہے امیدوار ہون حاضر ہونیکا حکیم نے کہا تم شام کو میرے گھر آنا جب فقیر لال پردے سے چلا تلنگہ باغی جو پہرے پر تھا اوسنے پہچانکر کہا یہ سپاہی لارنس صاحب کا ہے جو معرکہ کابل مین محمد اکبر خان کا سائیس بنکر نوکر رہا تھا بادشاہ کے لوگون نے کہا بلکہ تیرا گمان غلط ہو گیا انکی پیٹھ پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہین اگر یہ ہون تو مین سچا ہون انکا بدن دیکھا خلاف رنگ اور صاحبون کے ہے سپاہی نے چاقو سے صاحب کی جلد بدن کو چھیلا جلد سفید نکلی اوپر روغن ملا تھا جب کرتہ بزور اتروایا تینون نشان ٹھیک پائے فقیر نے کہا مین انگریز نہین ہون لیکن مین ان دونون صاحب کا پتا بتاتا ہون سپاہیون نے قبول کیا محمد سیا باغ مین لائے جہان ترپ گوالیار کا پڑا ہوا تھا وہان سے فقیر نے چاہا کمین اور پیچھے سپاہ نے تھاما آخر لاہوری دروازے پر لاکر قتل کیا،

تیسری تاریخ مفصل خبر پہونچی کہ فوج انگریزی میرٹھ سے غازی الدین نگرہ کو عین ہیدن ندی پر پڑی ہے اسی عرصے مین کوتل سے بھی وہ کمپنی بعد قتل و غارت آپہونچی بادشاہ نے اوسوقت شاہزادے حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم

تھی کہ کوئی شخص فوج باغی کیسا انگریزی سے لڑنیکو نجاوے مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر نے اس
اجماع سے خارج ہوکر عرض کیا کہ ہم سب اسیر فوج باغی ہوگئے ہین کیونکہ یہ عہد شیاق بحال رہیگا اس
عرصے مین فوج مستعد مقابلہ انگریزون کے ہوئی کہا کہ ایک شہزادے کو ہمارے ساتھ کردو مرزا مغل جو
کمانڈر انچیف ہوئے تھے انکار کیا کہ اس خفیف مقابلے پر جانا خلاف دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان
نے نواب محمد حسن خان اپنے نائب کو مرزا ابوبکر کے ساتھ ہمراہ سپاہ کر دیا شام تک اسی لڑائی
کی تدبیرون مین رہی چوتھے دن صبحکو مرزا الٰہی بخش خسر مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی نے سیونجکا
حکم دیا کہ شہر مین جاکر پل باندھ دے آؤ بعد اسکے تین بڑی توپین ۶- اسپی نصف فوج کو روانہ
کیا پھر دن رہی ندی کے اس پار لڑائی شروع ہوئی سیرہنڈ کی پلٹن کے گورے شدت
گرمی سے پانی مین گر پڑتے تھے اور پھر نکل کر بندوق مارتے تھے شام کو مرزا ابوبکر پھر آئے
ایک اسپی توپ کو انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع توپ جو اس جانب تھی پھر آئی لیکن
پلٹن سائیرس منیرس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک توپ کا گولہ انگریزی میگزین پر ایسا
مارا کہ مٹی بارود راہی کرہ نار ہوگئی اور صبح تک کم کم لڑائی قائم رہی صبحکو اور فوج کمک کو گئی
فوج انگریزی نے دفعتہً دھاوا کیا تینون توپون مین کیلین ٹھوک کر نکمہ کر دیا پھر لڑائی شروع
ہوئی - شام کو فوج انگریزی مع ان تینون توپ کے سمت غازی الدین نگر گئی اور
فوج باغی شہر کو پھر آئی - اس لڑائی مین تھوڑے سے زخمی ہوئے باقی جان سے
گئے اور فوج انگریزی سے تین سے سو بچے باقی ہلاک ہوئے -

کمانڈر انچیف انسن صاحب بہادر شملے سے داخل چھاؤنی کرنال ہوا اور حکم فوج کے لاس
باندھنے کا دیا اور خود بسبب الزام ممبران کونسل کے زہر کھا کر مر گئے اب بیان داخلہ فوج باغی
ہر طرف سے شروع ہوگیا اور پلٹن نوکیر انسٹامت دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالہ سمیت مع
خزانہ چار لاکھ روپیہ پانسی کے اور بلند شہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھ کا لیکر پہونچی اور یہ سب
خزانہ ۲۰ لاکھ ہوا فیروزپور سے کئی کمپنی پلٹن لائٹ مالزاسپی اسلحہ حرب آگرہ تک باغیون کے
ہوئی میگزین کی لوٹ کے ہتھیار مل گئے حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست و انتظام شہر
کیا جا بجا تھانے اور برقنداز بٹھائے اور فیض اللہ خان کو کوتوال شہر کیا -

۸ - تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آپہونچی یہان بھی فوج گئی پہلے استحکام فصیل شہر کیواسطے توپین مارین اس عرصے مین رسالہ بھی مین پوری سے آپہونچا جسنے راہ مین کپتان ہیز صاحب وغیرہ کو مارا تھا ۱۲ - تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر کے باہر گئے بتجویز سورجمال پہلے قریب باغ شالامار دباغ جنرل اختر لونی صاحب مورچے قایم کیے دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ بابا ہندراو رہتے تھے تیسرے سیاہ برج جو فصیل شہر ہے اور یہان تینون جگہ فوج بھی مقرر کی -

۱۴ - تاریخ شام کیوقت عرضی مرسلہ رسالہ چہارم جسے صاحبان عالیشان نے حکمت عملی سے بھیجا تھا بادشاہ کو گذری کہ کل صبحکو معرکہ جنگ درپیش ہے ہمنے فی سبیل اللہ کمر جہاد پر باندھی ہے فوج شاہی کی جانب راست سے ہم آئینگے چاہیے کہ مجاہدین ہمپر گولہ نہ مارین یہ مضمون کسیکی سمجھ مین نہین آیا بلکہ کسینے نہ کارسے بھی آگاہ نہ کیا قضانے سب کی آنکھون مین پردہ ڈالدیا تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی دلی نو سے سرا بادلی پر پہونچی لڑائی شروع ہوئی داہنی طرف سے رسالہ گورونکا لباس کابلی سفید پوش عمامے سر پر نمود ہوے اور مجاہدین للکارے کہ اے بھائی ایمانی بمقتضائے حمیت اسلام ہم بھی آپہونچے بھرن نے جوابدیا کہ السلام جب گولی کی زد پر پہونچے دفعتہً برابر گولے مارے دھاوا کیا صد ہا مجاہدین گرے باقی سوا فق قاعدہ تہ پسپا ہوکر شہر مین آئے فوج انگریزی نے پہاڑی پر آکر اپنا مورچہ قایم کیا اور ۲۷ - توپ لڑائی سے لے گئے اور دونون طرف سے ہزارہا مارے گئے اوسوقت افسران فوج انگریزی نے مشورہ کیا کہ اسی دار و گیر سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن جنرل فوج نے مناسب نجانا اور فوج باغی نے سیاہ برج سے قریب المورے دروازے کے توپ مارنا شروع کیا ہر روز نکلنے شہر سے باہر جاکر پہاڑی پر دھاوا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام پھر آتے تھے مورچون سے متواتر توپ چلتی تھی دن رات کو ہزار وقت رہ گھاٹی کی بند کردی تھی صبحکو دسی فوج انگریزی پر آکر دھکی اس عرصے مین کمپ نصیرآباد دلپٹن دو سیکڑون ایک توپخانہ اسپی تین سو ترکسوار جوتے پور لشکر مین پہونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر اکر اوس مین سے نصف نقرا و مساکین شہر کو بانٹا اور مقابلہ کو گئے سرابادلی تک ۶ - لونس لڑ بھڑ اکر

پہونچے اور انگریزی اونٹ پکڑ کر اپنے محاذ کیا پھر رات تک لڑتے رہے فوج انگریزی مٹھائی کے پل پر پہونچی رسد بندکی اوسوقت مینھ شدت سے برسنے لگا میگزین اور اوقہ جو بچا تھا ہو چکا بعد اُسکے طرفین سے لڑائی موقوف ہوگئی دوسرے دن پھر بھی کنپ لڑا اور شہر کو پھر آیا - اسی لڑائی مین کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوے -

اسکے بعد کنپ جلندر ۳ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور بخت خان صوبہ دار توپخانہ بریلی مع پلٹن ۶ رسالہ ہندوستانی ایک توپخانہ اپنی بریلی بعد قتل و غارت اور سند نشینی خان بہادر خان پہونچا اور راہ مین بابوگڑھ سے پانسو چھکڑے لے لیے تھے بادشاہ سے ملازمت کی اور موافق اپنی درخواست کے خطاب لارڈ ملکی سے سرفراز ہوا -

مولوی سرفراز علی ساکن جونپور پیر بخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا اونکا خطاب امام المجاہدین ہوا اجل گرفتہ اہل اسلام جو گرد پیش سے آکر جمع ہوے تھے تقریباً ۲ ہزار ہوے تھے دو آنہ یومیہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن جب مولوی نے تصرف وغبن شروع کیا کم ہونے لگی بخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس حیثیت سے کہ خود افسر کل کہلاتا تھا اور تلنگے کہتے تھے کہ تو ہم مین سے ہے یہ افسری کل رو شاہزادون کے تجھے زیب نہین دیتی چاہیے کہ پہلے تو ہمین اپنا تماشا دکھلا پھر ہمین اختیار ہی اسی لوے مین فوج انگریزی دمدمہ فریزر صاحب کی کوٹھی کے نیچے باندھا تھی توپین لگائین جب بخت خان مستعد ہوکر چلا مٹھائی کے پل اور تیلی واڑے سے آگے بڑھنے ندیا دو دن تک خوب لڑا اوسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا -

جھانسی سے ۳ توپین ۴ رجمنٹ ہندوستانی رسالہ ۳ کمپنی شیخ فیض علی رسالہ دار کے ساتھ جو کپتان کہلاتا تھا آیا اسیدن یہ رسالہ پیادہ ہوکر صنوبر خان رسالدار نیمچ سے یا ہری باب ترکر نبرل لوکر بہم مین پہونچا اونکی ہیم کو بارا صدبار لوٹکر پھر آیا کہتی ہین اسی طعن تشنیع کی غیرت سے وہ جرنل زہر کھاکر مر گیا کمپنین نیمچ ۶ - ہزار سوار و پیدل ۱۲ - توپ اسی ۶ کمپنیو کے اور ۷ - الور کے راجہ سے بی بی ہمراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الور سے مع افسران غوث محمد خان ہیرا سنگھ بندہ سنگھ و زیوا سنگھ اوبہادر جیسے نواب مظہر علیخان جنکے بزرگ رئیس کاسونہ قوم راجپوت تھی ہزار جسرار

سپاہی لیکر آئے شرفیاب ملازمت شاہی ہوئے غرض اسیطرح ہر روز داخلہ فوج باغی شہر مین ہوا
کرتا تھا کہ یہ سب ۲۲ پلٹن ۸ ہزار سوار جنگی ۵- توپخانے جمع ہوگئے اور توپخانہ میگزین
شہر جسمین ۳ سو ضرب توپ تھی وہ حساب سے باہر ہے پس اگر یہ سب باتفاق حرارت دین اور
باطاعت ایک کے لڑتے ظلم نہ کرتے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا۔

بازار خانم کے کاریگرون نے بندوق کی ٹوپیان بنائین اونپر نام دلی کھودا اور بادشاہ
کو گذرانین اس عرصے مین بادشاہ نافرمانی وخودسری سپاہ سے بہت تنگ ہوئے آخر لباس
گیروا فقرا پہنا اور ہر شخص آنکار اس فرقہ کا سوچنے لگا جنکو سازوموافقت انگریزون سے ہوگیا
تھا اونھون نے کمر ہمت کی باندھی جانفشانی سرکار مین سرگرم ہوئے اور افسران فوج نے یہ تجویز
کیا کہ علی پور کی چھاؤنی کے پیچھے سے اور ہر طرف سے جو کچھ ہو مردانہ وار دھاوا کرکے بھاگتی
گورے لین اس جہت سے کنپ نیمچ اور بخت خان نجف گڑھ چلا گیا اور نزدیک پہونچا مگر
وہان سے قدم آگے نہ بڑھ سکا دوسرا کنپ پل دجھیل کے اوسطرف جاکر ٹھہرا رات کو ہاڈسن
صاحب ۳ پلٹن گورہ ۳ ہزار سوار ۱۸ توپین بلغار سے لیکر پہنچے فوج سے مقابلہ کیا
اوسوقت بخت خان مع اپنے کمپ نشل اپنے بخت کے بھاگا اور کنپ نیمچ کی توپین جھیل کی
دلدل مین پھنسکر بیکار ہوگئین فوج انگریزی نے دھاوا کیا قریب تین ہزار کے اس سپاہ سے
مجروح ومقتول ہوئے اور جو زندہ رہے دودن کے بعد بہزار خرابی افتان وخیزان شہر مین پہونچا اور
ہر روز مثل ٹوپی کے بارود بھی بنتی تھی خرچ مورچان فصیل ۲ یا ۳ من کا تھا اور ہر روز
کے دھاوے مین ۷۰ من یا ۸۰ من صرف ہوتی تھی شام کو بارود طیار کرکے داخل قلعہ کرتی تھے

ایکدن جہان بارود بنتی تھی سہ پہر تک نوبت اوٹھانے کی نہ آئی تھی کہ آفت سماوی اور
اوپر سے آگ لگ گئی ساڑھے چار سو آدمی جل بھنکر رہ گئے سپاہ کو ظنہ سازش حکیم احسن اللہ خان
کا صاحبان عالیشان سے تھا اس آتش افروزی سے یقین ہوگیا کہ اسکا بانی مبانی وہی ہے
اسی اتہام سے اونکا گھر لوٹ کر آگ لگا دی عورات کو بہزار ذلت گھر سے باہر نکالدیا اتفاقاً
اوسوقت حکیم صاحب حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا مین بھی چلتا ہون نقار خانہ
تک سواری پہونچی تھی کہ عبدالصمد خان رسالدار ملازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے بڑھینگے تو ہم جانیں

ضرب کے سب مار جائینگے اسصورتمین مرحمت بہتر ہی بادشاہ وہان پھر کر دروازہ دیوان خاص و دیوان عام کے
بند ہوئے بادشاہ اور حکیم صاحب درگاہ منیر صاحب مین جو داخل محل ہے بیٹھے شاہزادون اور افسرونکو طلب فرمایا
جمع ہوکر در شاہی پر پہونچی کہا حکیم صاحب کو ابھی ہمین دیدو دگرنہ ہم سبکو مار ڈالینگے پھر بعد از خرابی
بصرہ اور ذلت تجویز یہ ہوئی کہ حکیم صاحب کو اپنے پہرے مین مثل محبوسون کے رکھو اور ایک
شاہزادہ بھی ہر وقت حکیم صاحب کے پاس رہا کرے۔ تین دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ
تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارد حکیم صاحب کے اردلی مین رہا کرے اور سوائے پیشہ طبابت کسی اور
امر مین دخل نہ دیا کرین بعد اسکے حکیم صاحب کو شاہزادے کے ساتھ اور افسران فوج جلوس
سپاہ سے ہاتھی پر سوار کر قلعے مین لیگئے اور تجسس اسباب لوٹ کا کرکے قبضہ اپنا سکا دہ دیا
اس عرصے مین عرایض رئیسان قرب وجوار مثل مقام جھجر وغیرہ باوصف سازش صاحبان عالیشان
فوج باغی کے ڈر سے بادشاہ کو گذرین چنانچہ نذر نواب یوسف علی خان رئیس رامپور ایک سو
ایک اشرفی معرفت بخت خان باجازت وصلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان
رئیس قدیم بریلی وحاکم مستعار بدست محمد اکبر خان بیٹے نواب یعقوب علیخان رئیس دہلی ایک سو ایک
اشرفی گھوڑا مع ساز نقرہ و ہاتھی مع عرضداشت متضمن استدعائے خلعت وخطاب صوبہ داری ملک
کھیر گذری چنانچہ خلعت وخطاب مرحمت ہوا اور تلنگون نے سمجھا دیا کہ باعث توحش سپاہ ہوگا۔

سفیر مرزا برجیس قدر کا آنا اور لکھنؤ پھر جانا

سید عباس مرزا حاجی وزائر بیٹے میر احمد کے داماد ملازمین اناث جناب عالیہ ذیحجہ مین سنہ ۱۲۷۳ ہجری
سامان سفارت ضروری سے خیرآباد سے شاہجہان پور - بریلی - مراد آباد وغیرہ شہرا
خرابی طے مسافت راہ کرکے ۱۹ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ شاہ درہ قریب دہلی پہونچے راہ مین ہر منزل مین فتنہ و فساد
دیکھا مسافر لوٹے جاتے تھے کہین مقام امن و امان نہ تھا دو تین جگہ نوبت کشت وخون ہوگئی
تھی لیکن اسکے ساتھ بھی بہت سے مسافر ملکر ایک قافلہ ہوگیا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط ہوگیا تھا
اور بمنزلہ بادشاہ ہوگیا تھا حال عشرہ محرم مثل زمان قدیم دیکھا اور انتظامی حکام جدید کی حد سے

زیادہ ہوگئی تھی مرادآباد مین ولایت حسین خان ڈپٹی معزول سے ملاقات ہوئی انھون نے
خوف راہ سے ڈرایا اور سازش و موافقت وہاں جب بنا پر برانگیختہ کیا اور از راہ مآل اندیشی معز
ولی کو بازیچہ طفلان سمجھا سفیر نے بمقتضائے اپنی شرافت نمانا کہ مین اپنی سرکار کا امین ہون
امانت سے بعید ہے مگر لکھنؤ پہونچکر یہ سب نشیب و فراز سمجھا سکتا ہون وہ سفیر جب سنبھل
پہونچے اکثر ہمراہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم جو ساتھ تھے بہت سے اونمین سے
چلے گئے کہ مبادا ہم دونون طرف سے جاتے ہین ۔

خلاصہ سفیر نے ایک خط نواب ناظم معین الدولہ بہادر عرف حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہادر
مقتول کا قضا کو لکھا حکم شاہی سے جلوس سوار و پیادہ صفدر علیخان نواب نجف خان کے
نواسے کے ساتھ آیا بڑی دھوم دھام سے داخل شہر ہوئے مظفر الدولہ کے گھر مین اترے
حکم شاہی دلکشا مین اترنے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی جہت سے وہان نہ اترے شام کو چوبدار
سلطانی شقہ خاص لایا کہ معرفت میر احمد علی خان سفیر لکھنؤ اپنی معروضات کرین کہ وہ حال لکھنؤ
سے خوب واقف ہین پندرہ روپیہ چوبدار کو دیکر بہزار منت رخصت کیا صبحکو پھر چوبدار شاہی خوان خاصہ
اولش لایا او بہزار منت و سماجت پچاس دیکر گلوخلاصی پائی روز جمعہ سب اہل دربار منتظر آمد
سفیر دوپہر تک حاضر دربار رہے لیکن سفیر نے ملازمت میر حامد علیخان قبول نہ کی عذر خستگی کا
کہلا بھیجا اہل دربار نے جلکر دربار مین مشہور کر دیا کہ عدم حضوری سفیر باعث ملال شاہی ہوئی
دو دن کے بعد نواب احمد علیخان فرح جاہ وزیر اعظم اور نواب زینت محل صاحبہ کیواسطے سے روز یکشنبہ
ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم سفیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی سب حاضر
تھے جب حاضر تھے جب سفیر دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ نے محل معلی مین بلایا وہان
اشخاص مخصوصہ حاضر تھے بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دو ورقے کا کرتہ گلے مین عبا سفید دوش
آداب سلام بجا لائے عرضداشت گذرانی فرمایا ہمین نے برجیس قدر کا نام شاہی اسمین رمضان علی نام لکھا ہے
عرض کی خلاف آداب شاہی تھا فرمایا وہ فرزند دلبند میرا ہے اور بکمال شفقت سے سفیر کے شانے
پر ہاتھ رکھکر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہمین نے تاج بخشی کی ہے آداب بجا لاؤ انگیسوا کس
افسر فی نفسہ تاج مرصع ۵ ہزار کی قیمت کا ہاتھی حوضہ نقرہ جھول کارچوبی دو گھوڑے ساز نقرہ اور

نذر جناب عالیہ دست بند مرصع نگینہ الماس نواب زینت محل صاحبہ کو دیکر رخصت ہوئے اور اپنی یاوری قسمت سے رسید بھی اس سب نذر کے ساتھ لے آئے وہ شب بوقت ملکی روز دوشنبہ نحوست ایام کی تدبیرین گذری صبح سہ شنبہ کو سفیر مع اپنے رفقاے سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ چلی لوگ متحیر ہوئے بعض نے کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لیلی یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ غلغلہ ہنگامہ قیامت کبریٰ شہر مین برپا ہوا کہ ابھی گورے کشمیری دروازے سے سیاہ برج سے داخل شہر و کوتوالی و مکان بنک اور گرجہ ہوئے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہین اور فوج جنگی و مجاہدین و رعایاے شہر و قلعہ کو کسی طرف سے نکلنے نہین دیتے سفیر نے مضطر ہو کر حال بادشاہ پوچھا کہا وہ ابھی تک قلعہ مین ہین بعد کئی ساعت کے شہرت ہوئی کہ انگریزون کو مار کر شہر سے نکالدیا سفیر نے چاہا قلعہ مین جا کر شاہزادے کو بھی نذر دین لیکن اس سانحے سے پریشان ہو کر کچھ نہ بن پڑا کنب گنج و بریلی صوبہ دار افسر بخش اللہ خان کے ساتھ تین منزل تک چلے آئے اوسکے بعد بہزار خرابی لکھنو پہونچے اپنی ساری کہانی بیان کی رسید اسباب سے بچے دیگر اہلکاران نو دولت سے جہان نہ بچتی اسیر بھی ۱۶ مہینے تک ردبکاری مین رہے کسی ہیم کی حفاظت رکھنے سے بچ گئے دیگر نواب مظفر الدولہ فقط مہمانی سفیر سے کلہ اجل کھائین اور یہ سفیر ہو کر بچ جائین

اختتام معرکہ دلی اور فتح فیروزی اولیاے دولت اور سیاست اور انتقام اہل شہر وغیرہ

الغرض اس مدت مین خزانہ جو فوج ہر جگہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنون سے لیا تھا عید الضحی تک سب تمام ہو گیا جب یہ مایوس ہوکر بدخاطر ہوئے اور لکھنو کی خبر تسلط لشکر مستعد روانگی ہے ہوئے سواروں نے یہ تجویز کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب ہے کہ ہم ہر جا طرف پیشہ قزاقی و راہزنی اختیار کرین جسطرح آگے پنڈاری وغیرہ کرتے تھے اس جہت سے لڑنی مین تندہی کرنی چھوڑ دی تھی عذرات بارد و حیلہ سازی اہتمام سازش صاحبان نسبت ہر ایک کے کرتے تھے رات کو کمینے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشان کو کسیلئے تدبیر و ہلت سے کچھ غرض نہ تھی یہ کار روس جنگی فقط ترقی بندوق کو جنتے تھے کہ پھر احتیاج توپ

کی پلٹن مین ہمسے حاشا او سپر سور اور گاے کی چربی نہین لگائی جن مفسدنے یہ فساد اور آگ لگائی
سے اہل اسلام کو اسمین کیا دغدغہ ہے یہ نافہم نہ سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو ضایع
کیا نمک حرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوے اور اونکے خلاف قوم سکھہ سوا تلنگون
کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے ہمسے برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار ممد و معاون
رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کیطرف اس صورت مین مواخذہ اہل اسلام
سے ہے لہذا حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کرینگے اور
شہر کو مثل خرابہ کر دینگے جسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہے —

فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوے وگرنہ پیشتر اسکے کیطرف کا ایسا
ارادہ اہل شہر سے نہ تھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہو گئی ہے معلوم ہوا جان کسیطرح
سے نہ بچیگی خصوصاً جہاں تک عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی
کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوے اور اہل اثنا
عشری شریک اس جہاد کے نہوے کسواسطے کہ انکے مذہب مین غیبت امام مین جہاد حرام ہے
اس جہت سے اہل سنت جلکر کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ
محرم مین بھی اس تعزیہ داری کی موقوف کر دی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو موقوف
کرا دیجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر بھی داخل بدعت حسنہ کے
اور اسکے باعث ہمارے اسلاف کرام ہوے ہین ہم کبھی ایسا حکم خلاف نہ دینگے چنانچہ مولوی محمد باقر
اس ہنگامہ مین مجلس عشرہ بدستور کیے گئے —

مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۱۲ لڑائیان طرفین سے ہوئین
اور مورچہ نمبر ۱۵ شوال سے ۲۷ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ تک دونوطرف سے توپ بندوق کے چھرے برستے
رہے اسمین ایک ساعت بھی توقف نہ کیا تھا اور اس کثرت بارش مین اہل شہر زیادہ مجروح و مقتول
نہین ہوے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچال نمبر ۶ توپ برابر دونوطرف
سے چلتی رہین کہ زمین لرز جاتی تھی اور ہزارہا گھر مابین کشمیری اور کابلی دروازہ چھلنی ہو گئے تھے
اس مدت جلوس مستعار مین باغراے افسران فوج باغی ہر طرف شقہ شاہی اعانت و کمک

کے واسطے روانہ کیے تھی کہ تم ہمارے شریک حال ہو چنانچہ راجہ بتیا نے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے
دریافت بطون بادشاہ کو عرضداشت کی بخت خان نے گذرانی دستخط خاص ہونے کہ ہمین انصار
کا استیصال کلی منظور ہے ہرچند حکیم احسن اللہ خان اس سند دستخطی کے مانع ہوئے کہ [illegible]
مگر بخت خان کب مانتا تھا اونھین جھڑک دیا کہا تم سے سازش انصار رہنی جانا او سیو نیت اوسکے سر
پر مہر کرکے روانہ کروا دی دہی سرکار کو حجت والزام ظاہری ہو گئے اگر انصاف کیجیے بادشاہ
بہر صورت مجبور و بے اختیار تھا یہ امر جسکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا

خلاصہ روز دوشنبہ ۲۴ محرم وقت صبح تیلی واڑے سے فوج راجہ کشمیر نے دھاوا کیا لیکن شکست کھا کر
پسپا ہوا امیٹھائی کے پل سے فوج انگریزی نے کیمپ نصیر آباد پر یورش کی توپین لگین بعد
اوسکے فوج باغی سے مطلع صاف ہو گیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل شہر
ہوئی تین نمبر کیے ایک پھاٹک حبش خان لال کنوئیں پر گیا دوسرا قریب لاہوری دروازہ پہونچا
سب سے پہلے مرزا نادر شاہ شاہزادے نے تلوار کھینچی نواب امداد بہادر بھی سامنے ہوئے
بڑی بہادری سے زخمی ہو کر گھر آئے بعد تین دن کے مر گئے خضر سلطان نے دلی دروازے
کے باہر باغیچۂ خواب میر درد مین گڑوا دیا۔

دوسرا نمبر ترپولیہ سے شہر کے کوتوالی چبوترے مین پہونچا قلعے سے فوج باغی
نے ایک توپ سے مقابلہ لیا لاہوری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی۔

تیسرا نمبر دریبے سے سمت مسجد جامع گیا صحن مسجد مین پہونچکر قتل اہل اسلام شروع کیا
طرفین سے خوب گھمسان ہوا اس عرصے مین گورے جابجا شہر کی گلیون کوچے مین پھیل گئے
دروازہ توڑ کر ہر گھر مین گئے عورات غریب کے چھاپا کیا اسمین سیکڑون عورات سے جہان تک
ہو سکا کنوئمین مین گر کر مر گئین پھر گھر کا مال اسباب لوٹکر آگ لگا دی اور جہان زندہ مرد کو پایا
مار ڈالا جب یہ حال اہل شہر نے دیکھا کہ اب جان عزت دونون نہین بچتین خوب دل کھول کے لڑے
صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک یہی حال رہا کہ ہر طرف لاشون سے گلیان بھر گئین اور خون مثل پانی برسات
کے بہنے لگا بعد اسکے فوج انگریزی تھوڑی فصیل پر تھوڑی گلی کوچے مین اور گھرے ہوئے مکانون مین جو
درمیان کشمیری اور کابلی دروازے کے بم کے گولے لگنے سے خالی پڑی تھی وہان جا کر ٹھہری اور شہر [illegible]

اجمیری دروازے سے جتنے بھاگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ مگر بیابان مرگ ہوئے اور
گھر میں جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا
اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹنے لگا اس مین جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگ جاتا تھا مارا جاتا
تھا اور جو باغیون کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کر کے
بیٹھ رہے فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غربائے شہر حالت یاس کلی مین کلمہ شہادت
پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بچ جاتے تھے جنمد انسنت رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ
کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگے مگر بادشاہ نازان اپنی بیجرمی بیقصوری بے بسی پر ساکت دھائن
بیٹھے رہے کسواسطے کہ اہالیان سرکار دولتمدار کو عادل اور منصف سمجھتے تھے فوج کیساتھ جانے
سے انکار کیا وگرنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی امن کوہستانی مین جا کے بچ جاتے دوسرے دن حکیم
احسن اللہ خان وغیرہ جو خیرخواہ گورنمنٹ ہو گئے تھے اونکو معتمد و نمک حلال سمجھکر اونکے دام فریب
مین آگئے تھے آگے تقدیر مین جو تھا وہ ہوا۔

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہین یا راہ مین مارے جاتے ہین
اور صاحبان عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگون سے تھوڑی سی سپاہ سے
بادشاہ سوار ہو کر لال ڈگی پر پہونچے وہان سے چاہتے تھے پہاڑی پر جا دین بعض اہل دربار
جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص مین حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوئے نجانے دیا شام
تک وہین ٹھہر کر پھر قلعہ مین داخل ہوے

بدھ کی صبحکو بادشاہ مع لواحقین مشخصہ ملازمین اور رعایائے شہر مقبرہ ہمایون مین ۳ کوس
پر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید و بیم مین رہے اتوار کو بلا
ناصفر ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجروحین کو نیم جان
سکرات مین چھوڑ کر شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلیں حکیم
احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہین بھاگیگا۔ فی الحقیقت بادشاہ کو یقین واثق تھا
کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہو جائیگی اور معیت فوج مین سراسر ذلت و خرابی ہیان
کے ٹھہرنے مین بظاہر امیدیان خشک متصور ہی لیکن سفر نگون سے خبر نہ تھی۔

اس عرصے مین فوج باغی سدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے تنقہ جنرل ہادسن صاحب کمنڈر
فوج کو لکھا کہ تم تبدوبست سے سے مطمین ہوکر بادولت کو اطلاع کرو دوشنبہ کو جنرل بہادر نے
سو سوار مولوی رجب علی خان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو
روپے نذر دیے بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہوے مرزا جوان بخت
شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی تو صدار خان
اور اشخاص نامی وغیرہ نامی یہ سب ۹۶ - شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلی دروازے
جنرل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین گئے بادشاہ
کی پالکی نقارخانہ سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن و تشنیع الفحش کھولی
گویا سارے بخارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ منہ پرستار رہا جتنے بخارات نکالے
مثل مشہور مردہ بدست زندہ تعداسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھ بادشاہ کی ران پر مارا غلام حبشی نے
اوسے اوٹھا کر زمین پر دے مارا دو تین صاحب نے ملکر اوس باوفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے
ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان سے اصطبل
مین قید کیا ۵ - آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین
بھیجدیا اور بیگم صاحبہ کی خدمت کو دو عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی
دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الٰہی بخش سو سوار لیکر مقبرۂ ہمایون مین گئی مرزا مغل مرزا خضر سلطان
مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمہارا خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھ نہ کہا کسواسطے
گھر کے بھیدی اور ابتداے معرکہ سے خیرخواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے
اجل گرفتہ رتھہ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پہونچے جرنیل ہاڈسن بہادر
وہان کھڑے تھے سامنے بلواکر کپڑے اوترواکر پھر اوسی رتھہ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھ
سے تین تین گولیان مقام قلب پر مارین اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اوسیطرح چبوترہ
کوتوالی مین جاکر نعشون کو زمین پر ڈالدیا بعد تین دن کے درگاہ خواجہ باقی باللہ مین گڑوا دیا خدا مغفرت کرے پھر [illegible]
رعایاے شہر کو کشمیری دروازہ سے مرد اور بچون کو باہر نکالدیا لاہوری دروازے سے [illegible]
تہ تیغ لیا رعایاے شہر جو حوالی شہر مین پڑی ہوئی تھی لوٹ لیا کچھ چھوڑا اسمین ہزارون [illegible]

ور شدت جاڑے سے مرکر رہ گئے اسکے بعد منادی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہو بعد چند روز کے ہنود کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر مین رہنے کی ملی اور جوانان شہر اہل اسلام جو باہر رہ گئے تھے سب کو گرفتار کرکے تحقیق اظہار حال دفعتہً پھانسی دیدی اسیطرح جو شہر سے دو تین منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کرکے پھانسی دی جب قلعۂ معلی مین داخل ہوئے اکثر شاہزادے جو مقتضائے جسارت و غیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب دل کھولکر لڑبھڑ کر مارے گئے اونکی شاہزادیان دریاے جمن مین گرکر غریق رحمت ہوئین۔

خلاصہ ۲۷ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اوسکا حساب نہین اپنے نزدیک گویا نسل تیمور کو نرکھا مٹا دیا بچون تک کو مار ڈالا عورات سے جو سلوک کیا بیان سے باہر ہے جسکے تصور سے دل دہل جاتا ہے غرض سانحہ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج باغی سے آٹھ ہزار مارے گئے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۸ سو صاحبان فوج و نظامت اور ۵ ہزار گورے ۲۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے۔

خرچ یومیہ بادشاہ پانچ روپیہ یومیہ مقرر ہوئے پھر بادشاہ کو اوس مکان سے قلعے کے مکان نظامت مین رکھا آخر ماہ ۲۸ ماہ پارچ چہارشنبہ ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ء بحراست فوج انگریزی چھ سوار گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۶ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا اس تفصیل سے نواب زینت محل صاحبہ نواب تاج محل صاحبہ خیراً بائی ظہوراً بائی مرزا جوان بخت شاہزادہ مرزا شاہ عباس بیٹے بادشاہ کے مرزا قیصر موسوم بغلام قیصر پرستار شاہ مرزا سلیمان شکوہ کے بیٹے جنھون نے مرزا الہی بخش سے بڑی منت سماجت سے بنام پرستار ہی شاہ لکھوا دیا فی الحقیقت یہ امر ہر ایک سے نہین ہوسکتا کہ ایسی بری وقت مین کسیکا ساتھ دے دنیا بھلی اور برے سے خالی نہین ہوتی نواب شاہ بادی بی بی مرزا جوان بخت کی والدہ انکی ساس اور رسا مرزا عبداللہ بادشاہ کے بیٹے کی بی بی جو خیراً بائی سے ہین احمد بیگ امداد باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور مین اسطور سے دیکھا ایک پنس مین بادشاہ گیروے لباس سے ۲۵ گورے گرد دو اور پنس دو تین کرانچیان زنانی مردانی آٹھ روپیہ یومیہ مقرر تھے اب سنتے ہین چھ سو روپیہ ماہواری بادشاہ ۲ روپیہ یومیہ اور تین سو کا ایک شخص مہتمم سرکاری آٹھ کہار ایک گاری بخرچ سو روپیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہوئے کچھ چور

کبوترون کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہین شاہزادے اکثر ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہین - فاعتبروا یا اولی الابصار -

خلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹ برس کے سن مین بعد سلطنت ۲۶ برس سنہ ۱۲۷۹ مطابق سنہ ۱۸۶۲ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوے -

قطعہ تاریخ

چو در دہلی بحسب ہر زیدان — بسان اہرمن شد فوج گمراہ
سراج الدین بہادر شاہ کان بود — ز اخلاق نمر خان شاہ ذیجاہ
یکے پیرے نزارے فقر کیشے — بنام اندر جہان آباد بدشاہ
مراو را باغیان خواندند سلطان — قبولش کرد الا باصد اکراہ
ولے آن بے مغزان خشک مغزان — ز قہر کورہ باو حکم اللہ
پریدند از سر این دست مکسر — ز خشم باد صرصر چون پر کاہ
روان آنہمہ از تن روان شد — بدان شان کز نغز لوشیر و پیادہ
ازین پس شاہ بد تقدیر و عمدہ — بدید آن انچہ یوسف دید در چاہ
ببردندش ز دہلی سوے رنگون — وز آنجا بر د اجل او را چو ناگاہ

ندا در داد ہاتف بہر سالش
بہادر شاہ از دنیا برفت آہ

احوال جاگیرداران متعلقہ دہلی

نواب عبدالرحمن خان رئیس جھجر مالک جاگیر دس لاکھ روپیہ نے دو سو سوار اپنے نوکر کمپ انگریزی کے ساتھ کر دیئے تھے اور چالیس ہزار اشرفی مدد خرچ صاحبان عالیشان پہاڑی پر بھیجے تھے اور بدل خیرخواہ سرکار و دولتمدار تھے اور فوج باغی نے تین مرتبہ بواسطہ شفقہ بادشاہ پانچ لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی ندی -

جرنل عبدالصمد خان ملازم نواب موصوف دو سو سوار سے فوج باغی سے ملگیا تھا باقی
فوج بھی بدل شراکت فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روز غدر جان
فنسکیفصاحب اجنیٹ مجسٹریٹ دلی بھاگ کر جھجر گئے اور نواب خوف سپاہ سے کہ مبادا امر خلاف
پیش آوے اور باعث روسیاہی ہوجاوے بظاہر چنداں بالتفات پیش نہ آئے یا یہ سواری اور دس
روپیہ دیکر روانہ کرنال کیا بعد فتح فیروزی شہر صاحب موصوف لشکر سپاہ لیکر ریواری گئے
تلارام جنہنے وہاں فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحب سنکر بھاگ کر کوہسار میوان مین روپوش
ہوگیا بعد اسکے صاحب داخل جھجر ہوئے نواب کو بلا بھیجا یہ تنہا دو سوار اردلی سے گئے صاحب
نے پہلے کنجی قلعہ کی نواب سے لے لی اور کہا عبدالصمد خان کو مع اسلحہ سپاہ ہمارے پاس آؤ
وگرنہ تمھیں پھانسی دینگے نواب نے اسی مضمون کا رقعہ لکھہ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوار سے بھاگ کر چلا گیا
صاحب چھاؤنی مین آپ چلے گئے اور سپاہ سے اسلحہ حرب لے لیا اور سپاہی جو بستر بیماری پر تھے
مار ڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کروڑ روپے کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نواب کو
قلعہ دلی مین قید رکھکر پھانسی دی اوسدن انتظام شہر بہت کیا تھا مقام تاسف یہ ہے کہ اوسوقت
مان نواب کی نہین معلوم کسطریق سے روتی پیٹتی گرتی پڑتی اپنے بیٹے کے مقتل پر پہونچی دیکھا
کہ پھانسی مین لٹکتا عالم سکرات مین تڑپ رہا ہے اوسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلا کے بیٹے کی
نعش سے لپٹ گئی اور اپنی آغوش مادری مین لیکر یہان تک چلا روئی آخر بیدم ہوکر زمین پر گری
یہ حال دیکھکر جتنے صاحب وہان جمع تھے بے اختیار رونے لگے اور بجبر اوسے بیٹے کی نعش سے چھڑوایا
نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ جو اس ہنگامہ فساد مین چپکے بیٹھے رہے اونھیں گرفتار کیا
ہزار روپیہ درماہہ مقرر کرکے روانہ لاہور کیا اور دو تین لاکھ روپیہ اونکے گھر سے لیا۔
راجہ ناہر سنگہ راجہ بلب گڑھ جو روز فساد شہر مین تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا بگھی پر سوار ہو
بلب گڑھ آئے مٹرو صاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھ آیا تھا تین مہینے تک
اوسے پوشیدہ جب فوج نے خبر پائی اکر پکڑ لے گئی مار ڈالا اس اتہام سے راجہ کو پھانسی دی
کہ تینے کیون اوسے نہ بچایا قریب ۲۰ لاکھ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔
نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف پھانسی ملی گھر لوٹ لیا سبب ظاہری یہ تھا کہ اونکے

بچا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعوی کیا تھا اور نواب نے بعد ثبوت حقیت اپنے تھوڑا روپیہ سپاہ باغی کو دیکر نجات پائی ۔

نواب اکبر علی خان رئیس پٹوڈی جنکے پاس روز فساد فورٹ صاحب کلکٹر گوڑگانوں مع عیال بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑ کر آپ کرنال چلے گئے تھے جب انگریزی پہاڑی پر پہونچے اور سرکشی زمینداروں سے امینت راہ ہوئی نواب نے اونکی بی بی اور لڑکوں کو لباس ہندوستانی پہنا رتھ مین سوار کر بسلامت گھر پہونچا کر پھر آئے تھے غلام فخر الدین خان بدمعاش شہر جو کمشنر صاحب کی سفارش سے تحصیلدار علاقہ گوڑگانوں ہوا تھا بعد ارسالی زر تحصیل خزانہ شاہی مین جمعیت پچاس سوار سے اپنے علاقہ سے پھر آتا تھا جسدن پٹوڈی مین پہونچنے لگا محمد تقی خان بڑے بیٹے نواب کو راہ مین گرفتار کر کے پانچ لاکھ روپیہ مانگنے لگا جب نواب کو خبر پہونچی حکم کیا کہ اوسکو مار دو اور بیٹے کو لے آؤ چنانچہ یہی ہوا کہ اون پچاس مین سے ایک کو جیتا نچھوڑا ۔ محمد تقی خان کو بسلامت لے آئے فخر الدین خان بھاگ کر ریواڑی پہونچا اور تلا رام وہانکے رئیس کو اپنے ساتھ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگا دی نواب راتکو مع عیال جھجر چلے گئے اور بعد پھرنے مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلے آئے سرکار سے اوسکے لیے کی بازخواست نہوئی ۔

نواب امین الدین خان ضیاء الدین خان بیٹے نواب احمد بخش خان کے جاگیردار لوہارو داس ہنگامہ مین اپنے گھر چپکے بیٹھے رہے تھے مگر حسب الطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر دوجانا مین گئے بروقت امان پھر داخل شہر ہو چند روز مقید رہے آخر لغایت جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر رہائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھ لاکھ روپیہ فوج سرکار نے انکے گھر سے لیے ۔

نواب حسین علیخان بہادر رئیس دوجانا اپنے مقام مین رہے تھے اب تک بدستور بحال مین اور جتنا اس معرکے مین ممکن تھا نیکی سے ہاتھ نہ اوٹھایا ۔

امرای قدیم وجدید شاہی

محبوب علیخان مختار سرکار بمنزلہ وزیر مدت سے مرض قرحہ مین گرفتار تھے اس معرکے مین مر گئے

انکی بیگم صمصام الدولہ فرخ بہادر پوتے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی درانی نواب احمد علیخان بہادر بیٹے نواب عباس قلیخان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنؤ مین مر گئے تھے باپ نواب زینت محل صاحبہ کے مقرب ہوکر بنام کاردبار وزارت کرتے رہے اس زمان فساد مین ازراہ مآل اندیشی بھاگ کر جھجر گئے وہان رئیس نے گرفتار کرکے سرکار انگریزی مین بھیجدیا اور بعلت عدم ارتکاب سل و رسائل سرکار قید سے بری ہوے بمقتضا غیرت زہر کھاکر مر گئے اور بعض یہ کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا قدم رسول مین مدفون ہوے لاکھ روپیہ کا گھر ضبط سرکار رہا —

حکیم احسن اللہ خان مقرب خاص بادشاہ کو مزاج بادشاہ ہین مداخلت کلی تھی مخبر و معتمد سرکار صاحبان عالیشان تھے انھون نے سرکار سے تین عہد کرلیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کیساتھ جانے نہ دونگا دوسرے شاہزادونکو گرفتار کر دونگا تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار مین پہونچا دونگا چنانچہ انھون نے ان تینون کی تعمیل کی اس صلہ مین اداے حقوق ولینعمی سے دو سو روپیہ ماہہ کا پنشن مقرر ہوا،

معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر الملک سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا یوسف بھانجے نواب سعادت خان برہان الملک بسبب علو خاندان عہدۂ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواصی مین بیٹھتے تھے انکے بڑے بھائی نواب ظفر الدولہ ناظر الملک مرزا سیف الدین حیدر خان سیف جنگ کسیطرح کا سررشتہ سرکار شاہی مین نرکھتے تھے لیکن بسبب کسل قدامت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہوتے تھے اس ہنگامہ فساد مین دونون بھائیون کو کسیطرح کی مداخلت نہوتی بلکہ عرض کلمہ حق فوج باغی سے خوف جان و آبرو رکھتے تھے اور اپنے مذہب تشیعہ سے بھی سبکی نظر مین خار تھے لیکن سفیر مرزا جسیقدر لکھنؤ کے تعارف سے انکے گھر مین دتر اگر جسوقت کہ سرکار مین قصور سفارت سفیر ثابت ہوا ہوا انکی ہیزبانی کا کیا قصور مگر یہ کہ حکم حاکم،

خلاصہ بعد خرابی شہر حسین مرزا راہی بانی پت ہوکے جب سب طرح سے لٹ گئے کئی مہینے تک حیران و پریشان رہے آخر کرتے پڑتے زمان فتح لکھنؤ پہونچے جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران عادل زمان شہرۂ آفاق ہوا ولیم صاحب قاسم وثیقہ و پنشن سے اظہار حال کیا دعوے وثیقہ کیا جب انکا رپورٹ سرکار مین گیا انکی بقصوری ثابت ہوئی لیکن بسبب انکے عہدۂ جلیلہ اور تقرب بادشاہ کے اجراے وثیقہ مین تامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر رئیسونکی املاک شہر اور حکم قیام شہر دیا

یہ بھی مع عیال راہی وطن مالوف ہوئے۔

لیکن سید مظلوم مظفر الدولہ کا احوال جگر خراش ہی کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ہاتھ بھی قاصر ہی خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے الور گئے ۲۰ شاہزادے اولاد طیموریہ اور ۲۰ تلنگے ملازم اوسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہاں تھے مخبر سرکار تلاشی مجرمین وہاں پہنچے ان محتاجین نان شبینہ سے جمع زر کیا کچھ نپایا امید موہوم کل پر کب مانتے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوئے راہ مین فورٹ صاحب کالکٹر گرگانوان نے بے ثبوت تحقیقات و اظہار حال نہ حکم صاحب کمشنر بہادر احمد مرزا اکبر خان نبگش میر خان تفی خان جاگیردار ضلع ملول کا بیٹا امیر خان کا ان سب کو نشانہ تفنگ اجل کیا اور مظفر الدولہ کو اتہام ظاہری سفیر لکھنو سے کہ تھے بحکم بادشاہ کیون اپنے گھر مین اوتارا تھا مارڈالا۔

ذو الفقار الدولہ محمد نجف خان عرف آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم سے سررشتہ بخشیگری پر مامور تھے اور اس فساد مین کیسطرح شریک باغیان نہوے تھے وہ ابتک مفقود الخبر ہین و اللہ عالم کہان گیے کیا ہوا۔

کپتان دلدار خان اولاد مجد الدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھ خبر معلوم نہین

نائب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ تہا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح گیا گرفتار ہوا پھانسی دیا گیا۔

سیف اللہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامہ کے پھر بھی وکالت بادشاہ کورٹ مین کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کیواسطے جو ہونا تھا ہوا وہ ابتک شہر مین موجود ہین اونکے باپ عطاء اللہ خان جاگیر و تنخواہ پر قابض ہین

راے مکند لال پیشکار تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش و حمایت سرکار موجود۔

محمد قدرت اللہ خان میڈو خان رسالدار سرکار شاہا و دھ کمبیادار وعدہ فاسا مانی معتبر اس ہنگامہ فساد کے رخصت لکھنو کو گئی تھی میان شور و شر فساد دلی گئی بعد فتح پھر لکھنو چلے آئی وہان سے بھاگ کر قطب نگر وغیرہ مین سرگردان نتیجہ بے سوری مین حاضر حضور کمتر نگ عوض ہوا مان پائی بعد چند روز سرگردانی کے لکھنو مین گئے

میر سبحان قلعدار اگرچہ شریک فساد تہا لیکن بخوف آبرو مفقود الخبر ہو گیا۔

میر اشرف علیخان فیلبان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوے مہمان حکیم احسن اللہ خان ہو کر سرکار سے اخراج ابد کا حکم ہوا پانی پت پہونچے وہان تین برس کی قید کا حکم ہوا۔

میر یوسف علی خان مفتی قلعہ اس ہنگامہ کے بعد پانی پت گئے۔

مکند لال عرف جامہ پوس میر منشی بادشاہ اجراے اشتہار امان جناب ملکہ دوران تک شہر مین چھپے رہے بوقت اظہار مقید ہوے سراسر خلاف تحریر اشتہار واقع ہوا۔

میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ آئے تھے اور مرزا ابوبکر کے کارپرداز تھے جے پور سے پکڑ آئے اپنی سزا کو پہونچے۔

عبد الصمد خان رسالدار قدیم شاہی جو اوس معرکے مین معطل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت شب داخلہ شہر جوان زبردست خوش ظاہر دیکھکر مار ڈالا۔

مرزا محمد حسن خان بیٹے نواب ارتضی خان اس ہنگامہ مین مرزا اخضر سلطان کے نائب تھے اور سرکار انگریزی سے دو سو روپیہ کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پھانسی دیے گئے کہتے ہین فی الحقیقت انسے اکثر امور بدنامی و ناعاقبت اندیشی سرزد ہوے جسکی سزا کو پہونچے

حکیم عبد الحق ملازم قدیم سرکار شاہی سرکار راجہ بلب گڑھ مین بسبب مختار کار رہنے کے حضور سے دولت دیا گیا تھا اور زمان معرکہ مین نگاہداشت رسالہ دار ایک پلٹن نجیب کی بادشاہ سے اجازت لی تھی شریک لڑائی بھی رہے تھے بھاگ کر فرخ نگر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے سزا کو پہونچے

رؤسای شہر دہلی

میان نظام الدین نبیرہ مولوی فخر الدین صاحب کالے صاحب کے بیٹے پیر برحق بادشاہ ہرچند کہ شریک معرکہ تھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدرآباد دکن چلے گئے

ممن صاحب نبیرہ میان نظام الدین عرف گورا شاہ صوبہ دار دہلی کے بھرت پور تک پہونچنے کی خبر ملی۔ نواب حسن علی خان بیٹے نواب نجابت خان رئیس جھجر کی باوصف عدم شرکت کے بسبب حاضر رہنے دربار شاہی کے مطعون خلایق ہوکر بھاگ گئے اور سرشت گماشتہ لکھی چند سیٹھ متہر ہجا باقی صناحب

کے پاس گوالیار گئے وہان بھی صورت امان نپاکر دھولپور مین روپوش ہوئے بعد اجرای اشتہار امان
جناب ملکۂ معظمہ گرفتار ہوا اکبرآباد گئے کپتان جارون صاحب کمشنر اگرہ اور کپتان ایبٹ کیرہ کپتان
ندیم دہلی جو انکے دوست تھے ساعی رہائی ہوئے اور حکام دہلی معترض ہوئے کہ بروقت اشتہار
اظہار حال کیون نہ کیا اس جہت سے دہلی طلب ہوئے۔

نواب محمد علیخان نبیرہ اسمعیل خان والی بہادرگڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن
انکے قریب مکان مولوی امام بخش صہبائی مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب
جرمی کے اپنے اپنے گھرون سے باہر نہین گئے تھے ایک بے حیا نے نوکر مولوی لسبب سازو
موافقت اپنی قوم کے ٹکٹ امان لایا تھا ایک دن یہ مردک قرابتی قوم مین لڑا لوگ اسکے مدعی
کی فریاد دستگیری کو پہونچے اسنے گھبراکر بندوق داغی گورون نے اور سنتے ہی توپ لاکر محاصرہ
محلہ کر لیا سبکو خاک برابر کر دیا۔

ناصرالدولہ نواب ناصرالدین حسن خان مجسٹریٹ صاحب کوہ منصوری پر تھے اسی وجہ سے
ٹکٹ امان لایا تھا اور شہر سے باہر ہوئے تھے دوسرے دن وقت داخلہ فوج اوسی ٹکٹ
اور کاغذ جاگیر کو لیکر حاضر حضور کمشنر دہلی ہوئے اور اظہار اپنی خیرخواہی کا کیا جواب پایا کہ
کنارہ دریا جاکر کھڑے ہو اپنی جاگیر پاؤ گے ایک بندوق ماری گر پڑے فی الحقیقت
مقتضائے انصاف اور نمک حلالی آقاے ولی نعمت قدیم یہی تہا۔

مولوی صدرالصدور دہلی صدرالدین خیرخواہ اور متوسل سرکار تہے لیکن بجرم خیرخواہی ہاتھہ
اوٹھایا باغیون نے بجبر و تعدی کاغذ جہاد پر اسنے مہر کروائی تھی اس مقدمے مین گرفتار ہو گھر کا اسباب
ضبط ہوا لیکن بعد خرابی کے نجات پائی۔

نواب مصطفےٰ خان بہادر رئیس جہانگیرآباد باوصف ہمراہ ہونے اور حمایت سرکار کے بلندشہر
سے گرفتار ہو میرٹھ پہونچے ایک برس قید رہکر چھوٹے۔

میان امیر خوشنویس کامل اوستاد بادشاہ راجہ الور مرد پیر نوے برس کے اسے گورون نے
روپیہ مانگا دو مرتبہ موافق مقدور کے دیا تیسری دفعہ ندیا باہر نکلے مارے گئے۔

قاضی محمد فیض اللہ خان زمان لکھو مین بعد نواب معین الدین خان کے چندروز کیواسطے

کوتوال شہر ہوتے تھے بھاگے بلب گرسنہ سے پکڑے آئے پھانسی پائی ۔
حافظ داؤد بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامہ مین گھر سے باہر نکلے مارے گئے ۔
نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص اولاد ہشنگ از انسیا
اوستاد بادشاہ فن شعر مین اس معرکہ مین لسلامت سے لیکن اجل بھی درپے تھی ایک رسالہ
بھی اپنے طرز کلام پر اس معرکہ خاص کا چھپوایا حکام بالطایف الحیل اونکا پنشن سرکاری توڑ
کردیا بعد سکے نواب یوسف علیخان رئیس رامپور خدمت کرتے رہے تا اینکہ دلی مین انتقال کیا
حکیم محمود خان غلام مرتضی خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان
بسبب توسل راجہ نرندر سنگہ بہادر پٹیالہ سب آفات شہر سے محفوظ رہکر پٹیالے گئے
نواب غلام حسین خان کے بیٹے بروقت داخلہ فوج شہر سے چلے گئے تھے جیتے بچے ۔
نواب یعقوب علیخان جسدن داخلہ فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو جاتے
تھے راہ مین گوجرانہ نون نے نالہ مہا ہد پور مین مع اونکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے
مارڈالا موسی خان شہر سے بھاگ کرالور گئے وہان سے قید ہو دلی آئے چھوٹ گئے
امین الرحمان گرفتار ہو کر دلی پہونچے پھر احوال معلوم نہوا ۔
مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب شیعہ کو مولوی نظیر حسین نے بہ علت کرنے غارت
اسباب مدرسہ کے گرفتار کروادیا بعد تحقیقات و معتبر ثبوت جرم نجات پائی ۔
مولوی محمد باقر نے ٹیلر صاحب مہتمم مدرسہ دلی کو اپنے گھر مین چھپایا جب شورش شہر کا ہوا
اپنے گھر سے نکالدیا لوگون نے بتا تبلایا محلے کا چمار دوڑا مارڈالا اور کاغذ نوٹ ایک لاکھ ۱۹ ہزار
روپیہ کا اونکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی ہڈسن صاحب کے آگے وہ چمار لبا س
خاکی پہنے گیا کہا مین مولوی رجب علیخان کا آدمی ہون فرمایا تونے وردی بغیر حکم سرکار
کیون پہنی مگر کچھ غرض رکھتا ہے اوسوقت اوسنے عرض حال کیا جب تلاشی لی وہ کاغذ نوٹ
لیلیا اور گولی ماردی ۔
اولاد حکیم زکی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالم مین گئی سعید اللہ خان حکیم سعید الدین خان
اونکے نواسے اکیلے بھاگ کر سنپت پہونچے وہان سے گرفتار ہو دلی آئی مع حسام الدینخان بڑے

بیٹے کے مارا گیا۔

حکیم امام الدین خان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری مین سب آفات سے محفوظ رہے درگاہ خواجہ صاحب مین مقیم ہوے۔

میر جلال الدین خوشنویس خط نسخ اوستاد بادشاہ مع اپنے بیٹون کے پہلے پانی پت گئے بعد اسکے رام پور پہونچے۔

بدر الدین علیخان مہرکند خاص جناب ملکہ معظمہ عادل دوران دلی مین رہے۔

مولوی مدرس اول مدرسہ دہلی کرانہ بھاگ کر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے۔

شاہ احمد سعید نواسے غلام علی شاہ مجتہد اہل سنت موجد و بانی مبانی جہاد قبل از داخلہ فوج سرکار مقبرۂ نواب صفدر جنگ مین جا کر رہے انکا مرید جانفشان خان رسالدار ساکن سہدیتھہ ٹکٹ اور پروانہ راہداری سرکار سے لیکر دیا مولوی حیدر علی کے ساتھ کابل گئے۔

شاہزادہ محمد عظیم بیٹا جہان اختر شاہزادہ کا بیٹا شاہزادہ سنجر بن احمد شاہ درانی سپرنٹنڈنٹ ضلع رہتک مین تھا اور بائین باغی کو کبر کے ساتھ شہر مین پہونچکر مشغول جہاد رہا تھا جب حکام نے اوسکے عیال کو قید کر ہانسی بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لیکر رہتک کو لیلیا تھا جب بادشاہ کا شقہ پہونچا پھر آیا اوسیدن حضور شاہی مقبرۂ ہمایون مین گیا جسدن فوج باغی دلی سے روانہ متھرا ہوئی وہ بریلی سے بوندی گیا قافلہ جناب عالیہ کے ساتھ رہا

نواب حامد علیخان نے پہلے جنرل چھاونی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر مین چھپایا تھا فوج باغی یہ خبر سنکر دوڑ لائی گھر لوٹ لیا اوشکو بھی چاہتی تھی جان سے مارین مرزا ابو بکر شاہزادہ جلد جا پہونچے جان بچی اوسوقت اوس بی بی کو کیمپ بھیجدیا تھا اور خبار ہر روز دربار شاہی فرزند علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی رجب علیخان مہتمم اخبار سرکار کے پاس حسب صاحب جنرل فوج کے ملاحظہ کو بھیجا کرتے تھے اور دیہات انی پور اور نواب گنج ریاست متعلق زمینداری نیز وطن قدیم عقب پہاڑی سے غلہ رسد وغیرہ قدر دریافت محاصرین سرکار کو بھیجا کرتے

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایک دن پیشتر شہر سے نکلکر برف خانہ مین جا کر ٹھہرے تھے
بعد امان سرکار حسب الطلب ہڈسن صاحب کے پاس حاضر ہوئے لاکھہ روپیہ کا نوٹ دیا
جب اجازت صاحب نے دی مع اپنے عیال واقربا روانہ برست ہوئے اور جو شخص دوسرے
شہر سے شریک باغیون کے نہ تھا انکی اجازت سے داخل انکے قافلے کے ہوا اور جو محتاج
سواری و خرچ کا تھا اوس سے کچھ ذریعہ نکیا اور بالطمینان کلی اپنی حمایت اور سفارش سے نکالدیا
اور یہ سب زن و مرد قریب دس ہزار کے جمع ہو گئے تھے اور خود شہر مین جا کر رہے لیکن
انکی عیال عالیہ بیگم صاحبہ اور امراؤ بیگم صاحبہ سالی مع اپنے ہمراہیون کے برست مین رہے
باقی جتنا قافلہ جمع ہوگیا تھا ہر طرف کو چلا بعد دو تین دن کے میر حامد علیخان کے ساتھ برست
آئے مولوی کرنال چلے گئے —

۱۹ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء قبل از نماز صبح رچرڈ صاحب کلکٹر کرنال دو سو
سوار سے آئے میر حامد علیخان کا گھر گھیر لیا اور جتنا مال اسباب و دولت تھی تقریباً ۹ لاکھ روپیہ
کی سب لوٹ لیے یہان تک کہ عورات کے سر سے چادر بھی نچھوڑی چنانچہ ایک شخص باغی
جو شریک اس لوٹ کے تھا پانی پت مین وقت تلاشی خانہ ایک مالا مروارید اور ایک گھنٹہ نکلا
جسکی قیمت ارض بازار اسی ہزار روپیہ تجویز ہوئی تھی فی الحقیقت ذی فکر اصل بنیاد اس
دولت و اسباب کی خوب جانتے ہین کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کسواسطے کہ اصل حقیقت
اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اور میر حامد علیخان کی معلوم ہے اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط
۹ مہینے کی وزارت سے حاصل ہوئی تھی خلاصہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا پوتے
مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲ ملازمین کو قید کرکے پیادہ کرنال لیگئے وہان سے شکرم پر سوار کرکے دلی
بھیجا اور باقی عورات کو زندان وطن مین رہنے دیا کہتے ہین کہ یہ سب مصائب الام روحانی اور
اور گرفتاری بلاہای آسمانی فقط سازش و حمایت ہڈسن صاحب کمنڈر فوج کی جہت سے ہوئی کہ سنڈرس
صاحب کمشنر دلی سے اور صاحب سے کچھ بغض باطنی ہوگیا تھا اور بعد فتح دلی جب ہڈسن صاحب شریک معرکہ
عالم باغ لکھنؤ ہوئے جسدن دلکشا سے دھاوا کرکے حضرت گنج کو جاتی تھی کنار سر مارے گئے انکی قبر
عالم باغ مین ہے اس جہت سے یہ وسیلہ ظاہری سید موصوف منقطع ہو چکا تھا غرض بہت دنون تک قید

رہے دو آنہ یومیہ خوراکی سکو ملتی رہی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہوگئین موسم سرما مین کہین سے ایک قنات کہنہ بسر ہوگئی تھی اوسکے ٹکڑے کرکے سکو بجاے لحاف و رضائی ہوئی تھی بعد مرور سات ایام سب قید سے چھوٹے اوسکے بعد سید موصوف نے انتقال کیا خانہ فقیر سے خانہ وزیر آباد ہوکر پھر خانہ فقیر ہوگیا وگرنہ مدت عمر تک انکی بابارت بسر ہوتی فاعتبروا۔

اطراف ونواح دہلی مین قوم بھراٹ اور گوجر نے اس بلوے مین فرصت وقت پاکر موافق دستور زمان قدیم راہزنی اختیار کی تھی تلارام جاٹ انکا سرگروہ تھا خلاصہ ہر ایک باغی اپنی سزاے کردار کو پہونچا۔

احوال فیروزشاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم بخت نواسے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے ہین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ ہندوستان روانہ حج بیت اللہ ہوے تھے وقت مراجعت جب اندور پہونچے خبر ہنگامۂ فساد سنکر وہین ٹھہرے جب حکم سرکار انکی گرفتاری وقتل کا پہونچا بھاگ کر گوالیار آگے راہ مین کنپ مرار ملا طالب انکی ہمراہی کے ہوے اونھون نے جواب صاف دیا بعد اسکے عملداری دھولپور مین پہونچے وہان کے تحصیلدار سے لاکھ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنی عازم اکبرآباد ہوے اور اپنی جمعیت قلیل سے گئی سو مرد ولایتی کو ہی جنھون نے رجواڑے کی نوکری چھوڑ بہ نیت جہاد ایمانی اور طمع محاصل دنیا رفاقت انکی اختیار کی تھی محاصرہ اگرہ کیا ایکدن جنگ وجدال مین گذرا آخر نوبت بشمشیر پہونچے پھر کچھ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بھاگی ہر چند صاحبان عالیشان پہلے سے قلعہ مین جاکر رہے تھے تھوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تھا مگر آتش افزودی اور بربادی غرباے شہر کو بہت تھی خلاصہ وہان سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پہونچے وہان سے شیخ فضل علی رسالدار رجمنٹ کی معیت اور جنرل عبدالصمد خان کے ساتھ ہوکر فرخ آباد شاہجہانپور ہوتے ہوے داخل لکھنؤ ہوے یہان انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان بہو صاحبہ کے مکان مین بسبب تو ابق کے اترے پھر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکھنؤ سے بھاگی شاہزادہ سراسیمہ ہو جمعیت قلیل اور ایک توپ سے بریلی پہونچے خان بہادر رئیس بریلی نے اجازت شہزدی مرادآباد گئے دہان

کا ناظم چیا خان بہادر خان کا تھا اوسنے کہلا بھیجا بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ شاہزادے نے عذر تنگی
راہ کیا اور کہا ہم افطار روزہ مبارک کرکے کل نجیب آباد چلے جاوینگے آج یہاں رہنے دو
قبول نکیا ایک پلٹن رسالہ مع توپین بھیجدین مقابل انکے خیمے کے توپین لگا دین مولوی
احمد اختر خان ساکن نگینہ رفیق خاص کیا گولہ اندازونکو سب طرح سے سمجھا کر ترغیب جہاد و ہمت
دی جب شاہزادے نے توپونکو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ دی مولوی صاحب اوسوقت بھاگ
گئے یہ کہتے ہوے کہ تمہارا بچنا مشکل ہے فوج آپہونچی تمسے بھی جہانتک بھاگا جاے چلے جاؤ گولہ
انداز مولوی صاحب کے اس افسون سے بے سر ہو گئے توپون کو چھوڑکر بھاگ گئے رسالدار و
پلٹن بھی اونکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہمراہیون نے جاکر تین ہاتھی ایک چاندی کے حوضے
۱۲ میگزین دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی لشکر کا اسباب انکے ساتھیون نے لیا شہر مین
اپنی منادی کی اور نگاہداشت فوج شروع کی قصاب جولاہے اسیطرح فرقہ خاص کے قریب
دو ہزار کے جمع ہوگئے۔ دو دن تک یہ حکومت ناپایدار رہی چوتھے دن ۲ ہزار فوج رامپور
کاظم علیخان بھائی نواب یوسف علیخان بہادر کے لیکر آئے کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہوے پانچوین
دن کچھ فوج سنبھل سے ملازم رامپور آئی تھی مجاہدین کی فہمایش سے توپین چھوڑکر بھاگ گئی چھٹے
دن فوج انگریزی نجیب آباد و رامپور سے پہونچی تینون نے شہر کے کوٹھون پر چڑھکر ڈھیلے پتھر
مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال مین گذرا شام کو قصاب جولاہے بھاگ گئے شاہزادہ
وہی اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اوسوقت خان بہادر خان نے بڑا احترام کیا اور استقبال
کرکے آپ خواصی مین بیٹھے شہر مین لے آئے اس عرصے مین فوج انگریزی تین طرف سے پہونچی
خان موصوف نے تکلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول نکیا جب یہ خبر پہونچی کہ کل
معرکہ لڑائی درپیش ہوگا راناراو پیشوا نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد رات کو روانہ
خیر آباد متعلقہ نظامت اودھ ہوگئے خان بہادر خان کی مجموع فوج نامُ بھکن دونون سردارون
کے ساتھ روانہ ہوئی اور راہ چوڑے کی لی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی سے ہوا نکچیہ کے
پل پر اسطرف سے کہتے ہین جب نوبت تلوار پہونچی طرفین سے بندوق بند ہوگئی جب تلوار
و سنگین چلنے لگی جب شام ہوگئی اور خبر پہونچی کہ خان بہادر خان مع اپنے عیال سیدھے

پہلی بیعت کیے گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے ٹھہر اگر شاہجہانپور آکر نئیر یک معرکہ احمد اللہ شاہ سے فوج
صاحبان عالیشان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہوا عقیا یا غریب سب طرف بھاگی جو جہان
ملا مارا گیا حکیم محمد حسن خان اجل گرفتہ پوتے نواب محبت خان کے اس ہنگامہ مین مارے گئے انکا افسوس
سب کو ہوا جب شکست شاہجہانپور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا یہان شاہ صاحب
کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہوکر اپنا سکہ جاری کیا تھا سکہ

سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ	حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ

اور نشہ غرور و نخوت جو دماغ مین سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیعت و زبانبرداری شامل ہو
اور خادمون مین ہوا شاہزادہ اونکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہوکر سندیلے مین آیا تھانہ سرکاری
کو لوٹ کرا اپنا تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھانجات بانگرمئو صفی پور وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات
بھر اسی رداد وش مین گذرا جب سندیلے سے شکست کھائی خیرآباد آکے وہان کے ناظم برنیا
کو مولوی محمد ناظم بسواباڑی کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگھ راجہ بردا بھیجا اور خود خان علیخان
ناظم کل خیرآباد کے پاس چلا گیا غرض اسیطرح ہر ضلع و مقام مین آگ لگاتے گذرے اور
فوج سرکار سے بھی مقابلہ کیا مگر کہین پائے ثبات نرہا محمودآباد مین آیا وہان رنگ فوج باغی نامردی
کا دیکھکر متنفر ہوا سب افسرون کو جمع کیا کہا مین نے تن بمرگ دیا ہے جسے مرنا ہو میرا ساتھ دے دگر نہ
اختیار رکھتا ہے چلا جائے کہتے ہین کہ دس دن شاہزادے پر فاقہ گذرا تھا آخر ۴ سو سوار رجمنٹ ۱۲
مع ظریف خان رسالدار اور ڈاکٹر وزیر خان باقی سوار جنگی متفرق قریب ہزار آدمی کے توپ
جمع ہوکر روانہ باڑی ہوا باقی فوج از راہ نامردی رفاقت خان علیخان مین رہ گئی۔

جرنل اسمعیل خان قاضی عنایت علیخان برگنڈیر چند سوار باغی سے اطاعت سرکار دولتمدار
انگریزی اختیار کے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ خاص حضور کنندہ متوجہ ہوئے اور بعد پانے
امان کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کرکے اپنے وطن چلے گئے۔

شاہزادہ باڑی سے سیدھا سیدان ہوکر بسلامت کنارہ دریائے گنگ پہونچا اور فوج سرکاری
بھی تعاقب نہ کیا ورنہ کیا عجب ہے گھاٹ تک پہونچنا مشکل پڑتا اتفاقا کشتیان غلہ کی فرخ آباد
سے آکر گھاٹ پر تھین اونکا غلہ خالی کروا کے مع اپنے ہمراہی ملہور کے گھاٹ سے بسلامت پار اتر گیا

ملاحون کو دو سو روپے انعام دیے پھر فوج مکن پور درگاہ مدار کے حوالی آتا وغیرہ لوٹتی ہوئی تیر پور کے گھاٹ دریاے جمن سے اوتر گیا راہ میں اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی خوب بہادری سے لڑا اور بسلامت نکلا چلا گیا کبھی بس تک حوالی جنگل جے پور بیکانیر یا دامن کوہسار دکن میں سرگردان رہا وہان قوم بھیل بھی شریک ہو گئی آخر کار اٹک دریا اوتر کر کابل سے ہو کر داخل ملک ایران ہوا وہان سے رہبری پاکر داخل ملک روس ہوا۔ کہتے ہین کہ وہان اپنی جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہین وہان سلطنت سے بحیثیت ناموری کچھ کفالت ہوتی تھی باقی اراد سے نواب خیال ہو گئی ہین اکی اولو العزمی و شجاعت سرکار پر ثابت کیا عجب تھا اگر تشفی اونکے واسطے کچھ کفالت ہو جاتی رہتی جسطرح زمان ماضیہ میں لارڈ ڈلہوزی صاحب نے صاحبان اولی العزم کو کچھ ملک حکومت بسر اوقات کیواسطے دیکر سرکار کو نیکنام کیا مثل نواب امیر خان ہولکر وغیرہ مگر یہ کہیے کہ وہ زمانہ اور تھا۔ حکام کی نیت بخیر تھی اب اور صورت ہے۔ آئندہ دیکھا چاہیے۔

والله علی کل شی قدیر

۱۔ جملہ معترضہ ریاست و حکومت نواب برہان الملک میں جسقدر خزانے میں روپیہ جمع تھا دو نادرشاہ کو دو کرور دیا گیا جس سے قیام و استقلال صوبہ داری ہوا۔

۲۔ زمان نواب صفدر جنگ میں اگر نواب بیگم صاحبہ کچھ اعانت نہ کرتین صوبہ اودھ مین کیونکر آنا ہوتا۔

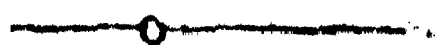
۳۔ زمان نواب شجاع الدولہ تحط زر تھا اگر نواب بہو بیگم صاحبہ اعانت نہ کرتین چالیس لاکھ گورنمنٹ کو کہان سے دیے جاتے۔

۴۔ زمان نواب آصف الدولہ نائب و عملہ سرکار رکھاتا تھا مگر یہ نمک حلالی سرکار کو نہ بگارتا تھا۔

۵۔ زمان مستعار نواب وزیر علیخان کچھ گھر سے اوٹھا۔

۶۔ زمان نواب سعادت علیخان تا مدت مسندنشینی سے ۴ کرور اس نصف ملک کی تقسیم سے جمع ہوے اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب کہ اس سے زیادہ جمع ہوتے سواے محاصلات عملہ سرکار کے۔

۷ - زمان حضرت خلد مکان مین وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر دس کروڑ باقی رہ گئے تھے
۸ - زمان حضرت خلد منزل مین صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہوگئی نائبان وعملہ سرکار نے کھایا مگر بہت نمک حرامی سے گھر کو بگاڑا -
۹ - مناجان دو ساعت نجومی بیٹھے -
۱۰ - حضرت فردوس منزل نے ایک انتظام و ضبط سلطنت کیا مگر بحال خبرسی -
۱۱ - عہد حضرت جنت مکان مین وہی اندوختہ سلطنت تھا جو بہت خبرسی سے صرف کیا گیا اور کچھ رہ گیا -
۱۲ - حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین بالکل صفائی بلکہ خزانہ خالی ہوگیا فقط



خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم کتاب نادر العصر موسوم بہ سوانح سلاطین اودھ جسمین مسلسل حالات جزو کل حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ خلد آرامگاہ بادشاہ اودھ مع حالات غدر و دیگر سوانح زمانہ مسطور ہین اور ہر ایک امیر شاہی کی تصویر اسکے احوال کے ساتھ نصب ہے ایسی نادر تاریخ آج تک نہین ہوئی جو سالہا سال کی مشقت مین مستجمع کمالات صوری و معنوی سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی طوس طبسی المعروف بہ سید محمد میر زائر صاحب نے حسب ایمای صاحب والا شان ہنری ایلٹ صاحب بہادر سکرٹری اعظم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف و تدوین فرمائی چنانچہ سابق ازین یہ کتاب موصوف بہ تصحیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد گردون جناب جناب ہز اکسلنسی مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرام پور و تلسی پور وغیرہ دو بار مطبع منشی نول کشور صاحب موسوم بہ اودھ اخبار واقع بلدہ لکھنؤ مین حلیہ طبع سے محلّے ہوئی اور اب بامر ارشاد ہیتین مطبع منشی نول کشور واقع کانپور مین بسر پرستی معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطابع دام اقبالہ بار سوم کہ حقیقت مین بار اول ہی ہے ماہ نومبر ۱۹۰۷ء بعد حسن خوبی زیور طبع سے آراستہ ہوئی

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع ہذا

تاریخ سلاطین اودھ طبع جو گردید — در خواست خریداری او گشت ز ہر جا
عاقل نوشتم پئے سال نسخی — تاریخ سلاطین اودھ ہست چہ اولیٰ
۱۹۰۷ء

تاریخ طبع از ابو ناظم مولانا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

اودھ مین جو گذرے ہین نواب نامی — انھون سب کی کیفیت اس مین ہے لکھی
مؤلف نے تقسیم دو جلد مین کی — کہ اک دوسری جلد ہے ایک پہلی
چھپی بھی یہ اس مطبع نامور مین — ہر اقلیم مین دھوم ہے جسکی کیا ہی
ہوا طبع کے سال کا مجھسے فرمان — دم فکر حامد بفضل الٰہی
لکھا مین نے یون مصرعۂ سال ہجری — اودھ کی یہ تاریخ چھاپی ہے اچھی
۱۳۲۵ھ

التماس — ناظرین اس کتاب کے دونوں جلدوں میں [illegible]